

مقنیا سر حنفیت

www.nafseislam.com

مصلحت یہاں کی اگر دی جا رہی ہے
تو انصاف یہ کہ یہاں اس



جماعت تبلیغ کا دوسرا نام ہے
نور اللہ علیہ السلام کی جگہ

مرد و سہرہ میر کہ ملت از وطن است

اقبال

ہے خبر و معشام محمد عربی است

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لِنَفْتِقَهُ لَأَنَّا كُنَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
وَالَّذِي هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ حَسْبُكَ
يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ إِنَّ أَوَّلَ مَا لَكُمْ مِنْ بَعْدِ الْفِتْنَةِ مِنْ شَيْءٍ أَنْ تَقْرَأُوا
بِالْحَمْدِ لِلَّهِ الَّذِي هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

سوال: تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثبوت دیجئے۔

جواب: تبلیغی جماعت وہاں بیعت کے اصل کی دو فروع ہیں۔ دیوبندی اور دہلوی۔ دونوں کی پہلی
مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے کہ اس میں اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو رطلہ دین کہتے ہیں
اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ناگھیں چوڑی آئینہ کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب
تبلیغی جماعت اگر دہلوی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں کسی اہل سنت والجماعت کے پاس کیوں
نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے ان کی رفاقت کو کیوں پسند فرمایا۔ کسی سنی سے آپ کی رفاقت کیوں نہیں بکند
بجائے باجماعت پر وارز نمبر ۴۔ ان کے افکار و اطوار ان کی وہاں بیعت پر واضح دلیل ہے جو کسی دلیل کے
محتاج نہیں۔

سوال ۲ امام ابو حنیذ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے معنی کو دہلی کہنے کا آپ کے پاس کونسا مقیاس حنیفیت

۴۔

الجواب :- حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احناف کی دعا تمام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجعہ بدعتی الیٰ اللہ منہ والجماعت یہاں تک کہ کل بھی احناف کی دو تہیں مرہم ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض دوسرے کالی نہیں بلکہ حنیفیت اعتقاد و اعمال احناف کے سترازی ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہی مرجعہ حنفیہ و امامیت کے عقائد کو عمدہ کچھ کچھ بیان و نقاب بن گئے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱۱) فتویٰ کشمیریہ جلد دوم ص ۱۱۱، محمد بن عبد الوہاب کے منتقدوں کو دہلی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ سنا کچھ بیان ہونے کی بنا پر ہے۔ سوال :- عبد الوہاب نجدی کچھ شخص تھے۔

الجواب :- محمد بن عبد الوہاب کو لگ دہلی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا اب فقہاء کے احناف سے بیعت کریں۔ کہ منہار سے لڑ کچھ محمد بن عبد الوہاب کیسا آدمی ہے۔

دعا اقرار محمد بن عبد الوہاب دیناس کے مستحقین کو خارجہ میں شمار کیا ہے۔ اگر حنفی کہنا چاہتے ہو تو تم جلد ۳ ص ۲۲۱ فقہاء کے عقیدہ سے ناہمی کہو۔ آپ کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور اصل بالحدیث سے ناز کر ان کے عقائد کو اپنا عقیدہ کیوں بتاتے ہو

سوال ۳ مدد میں کے دوسرے میں پڑھتے رہے جو آپ کے استاد بھی دہلی ہیں۔ اور میں ناز پڑھتا رہا ہوں۔

الجواب :- واقعی میرا حشر مل تمام دہلی رہا ہے۔ وہ دہلی آپ کی طرح قرین انبیاء علیہم السلام و اولیاء و کرام میں چلنے کے تھے۔ جکینچے کے تھے۔ کیونکہ وہ امکان کلاب باری قلعے کے قائل نہیں تھے۔ ان کی کتابیں دیکھ لیجئے میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفاسیر و احادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے و حشر مل سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کئی فتویٰ بھی تر نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کر لئے تو خدا نے فتویٰ کی بہت بھی عطا فرمائی۔ صاحب حل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت

میں حمایت فرمائی۔ اور جب مرشد کمال غوث اکل بن کے کرم نے کہا کہ آپ کیا بتا رہے ہیں نظر کرم فرمائی
تو باطل کو تسلیم نہ کیا۔ اُن سے درست کرنے کی قوت بانیہ بھی بخشی جس سے آپ کو بھی حسد ہے۔ لیکن پیدا
و ادھمت وہی ہے جو دل کمال کا حلیہ ہے۔ یہ کسی چیز نہیں۔ اگر یہ داپہر کے منظور نظر فرماتے تو معجزہ
شائد درست و درجہ بھر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بون بید ہے۔ جب مرکا کمال
کی نظر ہو جائے تو بندہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی لحاظ سے حضرت ابراہیم کا دامن تھا اکیس لکھ کھد تھا۔ اگر کچھ
ہوتا تو غلامی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام غلامی میں مستحق ہے۔

دوسرا جواب :- آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔
ثابت تھا کہ علم غلامی کا حصول تھا کہ خداوند نہیں ہے۔ ہاں مگر اور علم و دلی ہو تو دہشت میں شک
نہیں یا آپ کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا پر دہ حقیقتاً دیکھا ہے۔ فیرے آج تک کسی
مسلمان کو غلام نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ اذکبک کا الٹا و متبادل تھا تو سب لڑکے لڑائے لڑیں فرما
نہیں۔ کیونکہ الانعام کے ال تعریف سے علم عام کو دیا ہے جو علم اللہ کے قرآن کا انعام و ثابت ہو رہا
میں کہ یہ علم اس پر ہی چار ہر سکتا ہے۔ کسی کا اسم لکھا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شان مصطفیٰ صل اللہ علیہ وسلم
کھنے سے دیکھتا ہے تو آپ حقیقتاً اسی کے مصداق ہوں گے۔ حسد نہیں۔

سوال نمبر ۴ :- عمر بن شریف زادھا اللہ تعالیٰ مشیقا کے قول، جمل دہاں ہی اُن کی تقد میں نماز
اور اکتے سے ہر اندازہ مقامی مقدسہ پاک ہے یا پھر نیز و دیگر تم نے میں غمگین ایک دن باس مسجد یونہی
میں نماز ادا کی ہے۔ کیا اس وقت پلید تھی۔ نیز حاجت تبلیلی کی مسجد میں شب اشقیا پر عرض کیا گیا ہے۔ کیا
عمر بن میں سیاد میں جانا دہاں دہاں سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب :- خدا کے فضل و کرم سے عمر بن شریف پاک کونے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور سیاد میں جا
و اس کو پاک کر دیتے ہیں۔ لہذا ہمیں کادہاں جانا مضر عمر بن نہیں۔ کھار کے قیام سے نبی صلی اللہ علیہ
و سلم نے پلید نہیں فرمایا۔ جس کی یہ مذکورہ باوجود بھی اور جہاں ہر سوتیا دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں دہاں
مقدسہ کو چھرتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی بچوں کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے اُن کے چھپے تقد میں

کی۔ جبکہ قیاس سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین طیبہ جماعت کو دینے میں۔ جیسا کہ ہمارا بھی یہی طریقہ ہمارا ہے۔ ان کے عقیدے احسان کو میں نے اپنے اپنے گھوڑوں میں ناز گوارے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب دیتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے طار کے فتنے سے اذوئے احادیث صحیحہ کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہے۔ بلکہ گناہ ہے۔ چنانچہ اس طرف کے وہابیہ نے چوٹی سے اڑی تک نقد نگایا اور حکومت نجدیہ سے استدعا کی کہ عمرہ طیبہ جماعت پڑھاتا ہے۔ مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جواب میں ہم سے سوال کیا تو اس وقت ہمدانی طرف سے ان کے خلاف کوئی کمر نہ نکلتا تھا۔ بلکہ حکومت نجدیہ ولایت کے متعلق اگر کوئی دریافت کرتی تو ان کو کھاتا۔ کہ ہم یہاں بضرع زیارت حرمین حاضر ہونے میں نہ کو مضی بن کر۔ اگر کوئی فتویٰ ضرور ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو مسند پر پارہ پنچہ پر فتنے دیا جاسکتا ہے۔ اس جواب سے وہ اپنے غامضی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ اس وقت جو میرے مقتدی ان کی اتباع میں ناز پڑھنے والے موجود ہیں۔ وہ اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ آجائیں گے جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے۔ آخری امر کہیں کہ حرمین نجدیوں سے طیبہ ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک ہادی یا پانی پاک کثیر کی ہے۔ جس میں مٹی یا دوسری چیز تو شرعاً پانی پاک رہیگا۔ ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے طیبہ نہیں ہوگا بلکہ جنیت طہارت و نخل حرمین ہر پاک ہو سکتا ہے۔ پہلے بیت اللہ میں بیٹ گئے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ صیبا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔ کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے۔ اللہ پاک ہے۔ اور وہ خدا طہر کے اللہ تو نجدی نہ داخل ہوا ہے اور انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ اسی واسطے روئے طہر کو تو اللہ تعالیٰ نے شَدَّ لَیْجًا وَدَفَنَکَ کے قانون سے پاک ہزار کھڑا ہے نجدی دہلی دیوبندی تو روضہ طہر کے قریب نہیں جھٹک سکتا۔ کیونکہ ان کے دل میں شیطان نے یہ جھایا ہوا ہے کہ اگر روضہ طہر کے قریب گیا تو روضہ طہر کے سفر کی جنیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْمُرُ بِفَسَادٍ کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو دہلی دیوبندی کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی نہیں جانتے دیتا۔ کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائیگا۔ اسی غلو کی بنا پر دور رکھتا ہے اور ان سے روضہ طہر پر جانے کو مشرک کے فتوے دیتا

ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیر ایران کی گیارہویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جہانے دیتا کہ تہارے لئے
 حرام ہے۔ یہاں حضرت پیر ایران رحمۃ اللہ علیہ متبعہ اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے نفس
 باطن میں پاک تبرک کیوں جائے۔ ایسے ہی دہاں اللہ تعالیٰ روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ
 میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام مطہر کو تم طہس متی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ آخر شیطان اپنے
 فساد سے گواہی میں پیچھے کھینچتا ہے اور حریت العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نااہل
 سمجھ کر پیچھے دھکیلتا ہے جو قیامت کے دن فَلَاسَ تَكُونُوا فِیْ دَعْوَاؤِ الْفٰسِقِیْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ
 لَیْکُمْ لَیْسَ لَہُمْ اَلْعِزَّتْ کَیْوَ اَلْعِزَّتْ اِذْ تَقْلَعُوْا اَلْاَنْفُسَ فِیْ جَاذِکَ لَا قٰلَیْنِ سَنٰکَ
 بِالْاٰیْلِ اَلْقِیْنَا فِیْ جَنَّتْکُمْ سَعٰی کَفَّارَ عَنِیْدِیْ کَا حُکْمِ سَنَادِیْ کے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق
 عصر کی نماز پڑھنا سو میں نے اُس کا امان کر دیا تھا۔

سوال نمبر ۱۰: آپ کے مستدی پہلے جاکر نہدی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا ان کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلکٹر عین پڑھایا۔

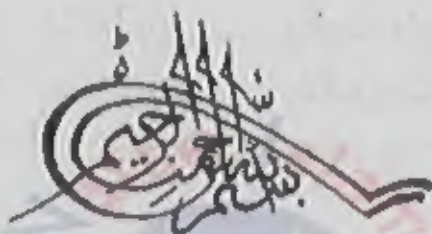
جواب ۱۔ کیا آپ کے پیچھے جو منفی غلطی سے نرا ڈپٹھنے جانا ہے تو آپ اُن کو پہلے تو بہ کر دے کہ اگر توبہ کرنا ہے تو آپ کو پہلے توبہ کرنا ہے۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مبتدی میرا اپنے مقتد بننا ہے وہ خدا کے فضل و کرم سے خود بخود توبہ کرے گا۔ توبہ کرنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ بچے توبہ کرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبل انشاء اللہ فقیر کا مقتدی کسی قریب شیطان کا مقتدی نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرما دے اور اُس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جائے والا ہے۔

سوال نمبر ۶۔ عورت کے علاوہ کو حرام کتنا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

بجواب: حوریت کا دودھ واقعی حرام ہے اور احسان کے نزدیک بعد از حولین اس سے اجتناب لازمی ہے اور غنیوں کو بھی اپنی مسجدیں میں یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا مسلک بیان نہیں کیا گیا کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک واقعی عالا آدمی حوریت کا دودھ چل سکتا ہے۔ وَتَحْذَرُ اِذَا ضَاعَ الْبُكْبُكُ

وَلَا مَكَانَ خِلَافٍ بَيْنَهُمَا وَلَا مَحْذُورَ دَلَالَةٍ لِّمَا فِيهِمَا جَائِزٌ هُوَ - دیکھئے

روضہ اندیہ صفحہ ۲۳ بل شک آپ دونوں کاموں سے استثناء دہرایا نہیں۔ جب آپ حکم الہی عرین کا طین کو چھڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عورتوں کے متعلق احکامات شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ پڑھاتی ہو۔ کیا یہ کھڑا نہ قسمت نہیں ہے۔ تنہا را خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چین سے تو ہی نماز کی طرف مائل ہو گی پھر اگر بچے کی والدہ کو سویم سٹریس دھاماس کی ترقی نہ ہو تو مقام پیشاب کو دھویا جائے کیونکہ طیب ہے لہذا کھڑا دھو کر نماز ادا کر سکتی ہے۔ اگر باعث بدروی غطر و لاس ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر کھڑ کر بھی نماز ادا کر سکتی ہے۔ لیجئے سے کیونکہ کھڑا لڑکے کے پیشاب کا چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے ورنہ کھڑے سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کے مسائل کا خلاصہ جوابات۔ اب بعد ازین متل شیئ



دیوبندی دہلی (موجودہ گوالیار) پر کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

مَعْرِفَةُ الْحَقِّ وَالْبَيِّنَاتِ وَكَفَى حَقًّا لَنَا الْفَضْلُ وَالْإِسْلَامُ وَاللَّهُ لَمَّا جَلَّ شَانُهُ
 مسلمان کو اپنا خاص داندی کے صفات عید پر بلا نسبت عیب ایان رکھنے کی توفیق عنایت فرمادیں اور ان کے
 زہریم جو وہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتے صلوٰۃ و سلام بھیجے کی پوشہ طاقت نہیں اور ہر کلمہ و شرک و بدعت
 سے منع کر کے کہ نہ کفر و کفر کو قتل کر ڈالنے کا حکم دے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے
 دہلی دیوبندی غیر پر احترام کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبند و دہلی کے مسلمانوں دنیا کے اکابرین و صالحین و متقدمین و متاخرین کے بھرتا کہ میں
 و تفسیر اور جرح و مدح کے کفر کے قوسے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اور شرک و بدعت کی خطابات سے ان کو کھرا
 ہے۔ یہ شیرو آپ کا ہی ہے۔

۴۔ **تقریرۃ الامیان** | سنا پنا بیٹے کو، اشرارک پیروں کو، اور پیروں کو، مانوں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں
مذہب | اگر اور پیروں کو مشعل کے وقت پکارتے ہیں، اور اُن سے مرادیں لگتے ہیں
سودہ شریک میں گرفتار ہیں۔

۳۱ اجابہ القرآن

مسند مری نام قابل مآ

مسند

اجابے تو کیا یہ بھی شرک ہے !

سوال :- اگر انبیاء علیہم السلام بعد اویائے کرام و طائفہ کو فائز باد ماحیات میں شرف

فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اشد سبیل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا

جواب :- یہ بھی شرک ہے۔ کہہ کے مشرک اپنے جہودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے۔

کو اپنی ذمہ داری حضرت سرور مئی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بیان فرمایا اور جب مریہا سالم و حقیر بنی صل اللہ کی
فائز باد اعدا سے مدینہ طیبہ پہنچا کر اپنے بنی صل اللہ و صلہ کی امداد کے متعلق چنداں اشارہ نہ کیا اس کا ایک شرف غیبی
عرض کرتا ہے، جو سند ہی علمت محنت کے قابل ہے۔

فَالْعُقُورَةُ لَوْلَا اللَّهُ لَمْ تَكُنْ عَشَّةً ۱
وَلَوْلَا عِبَادُ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ أَسَدًا ۲

پہلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد و عورت کے آپ کی عدم دولت تیار ہے اور افسوس کے
بندوں کو پکار دے تیری مدد کو نہیں کے یہ تمام اعداء اور اشارہ امام جلد ۴ صفحہ ۲۹ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲
صفحہ ۴۴ میں بھی ملے گا۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہو سکے۔

۱۱ بنی صل اللہ طیبہ و صلہ کا یہ جگہ حاضر و ناظر ہوا ۱۲ بنی صل اللہ طیبہ و صلہ کو مشعل کے وقت فائز باد فرما کر ۱۳
۱۴ آپ کا فائز باد پکارنے والے کی پکار سننا ۱۵ بنی صل اللہ طیبہ و صلہ کا فریاد و سی فریاد۔

نَزَّهَةُ الْخَاطِرِ وَالْفَاطِرِ ۱
لَمَّا هَلَى قَارِي ۲
يَعْمَلُ مَنَ اسْتَفْهَاتِي فِي كُتُبِي كَتَفْتُ عَنْهُ وَتَمَّ فَاذَابِي بِأَيْمِي فِي يَسْكَدِي
فَرَجَّتْ عَنْهُ وَتَمَّ فَوَسَلِي فِي فِي خَاطِبَةٍ قَضَيْتُ خَلَجْتُ ۳

شیخ عبد اللہ درسی اللہ عز فرماتے تھے جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں
تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف نہ دیتا ہوں اور جس شخص نے


۱۵ اجراء القرآن

۱۳۵

شراب فی الدوام غائب: علامت میں کسی پیر و پیغمبر کو پکارنا لغو و بیکار ہے۔ یہی شرک و شرک پر کار
 آئینہ ہے۔ اور جو پیغمبر کے زمانے میں نہ آیا۔ اور وہاں وہ جوں کے تو کیے۔ اور جسے اللہ صمد و حکم کر
 ہم بہار۔ بل لا حول و قادر غفر۔ جس صاحب کتاب کے ہاتھوں سے وہ عالمی شریعت رہا۔ اسے اللہ تعالیٰ جنت و جہنم دانا
 اور لا ابصار۔

مجھے دیکھو یا کسی حاجت میں تیری اسکی حاجت کو پورا کرنا ہوں۔

قصائد قاسمی

ہو کہ اسے کرم اعلیٰ کنیز سے سوا نہیں ہے تمام عین لاکھوں حسائی کا
 جو تیری بزدلی پر تو کوئی بوجھ نہ ہو  بنے لاکھوں ہزار اتیر سے سوا غبار
 رہا دعوت کی برجوں میں سے قید کی لاکھوں جو تیری دعا کے تڑپ سے بیٹا پار
 اسے شہانہ برقی مہر تمام مناسب ہی کل اللہ علیہ وسلم سے فنا ہوا اپنی حاجت کے واسطے
 پکا تھے ہیں اس پر یہ غرضی لگاؤ گئے ذابین و بید و انقواء اللہ

صمدی مہر تمام سے تڑپ
 بالی دعا معلوم ہے بندت

قصائد قاسمی لکھنؤ

تیرا سایہ جو چہرے اس پر ہوا شکستہ سار
 برفوش بھلے بکیریں ہم سے غریبوں کی
 خبر دینا ہادی اللہ دیا و دیو مسکری
 بڑھنا ہوا تیرا شمع نور احمد علی سبھی
 شاہ ہے کہ طوائف کی رشادت کے وقت سے کی غرضی و بعد سکون کے آثار پہنچا ہر کے
 حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دھڑے شخص نے عالمہ یا عالمہ واقف میں دیکھا تھا

مرونی ضیاء الدین بہنوی لکھنؤ
 موصوفان صاحب لکھنؤ
 تذکرہ الرشید
 جلد اول صفحہ

کہ قلم مستند میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و اہل اہل و اصحاب و اور دوسری جانب حضرت
 و انکشاف میں صاحب جہان کو کہ ہے ہر کے ہر کے کو دیکھتے اور برجوں کے چشمہ زریں سے اس کی حفاظت
 فرماتے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں مجھ کو نہیں

یا ربانی فی سبیل و مہادی
 کھنٹی سو ہی جلیسک من ناد
 تانظرانی چہ مستر یا حادی

تذکرہ الرشید
 جلد اول صفحہ ۱۱
 سلاخی و مہادی

تقریباً ایمان
 مسنا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو
 اور فرشتوں کو اور پیروں کو مثل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مراد
 مانتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

یا سیدی اللہ شیخہ انا
 انتم لی المبدی والی باوی
 دوش وقت سراز قد شہاتم داند
 داند ان ملک شہاب حیاتم داند
 کیا نیست جب بندگی بنیویں
 خاک اولشم و چندیں و رستہ تم داند
 حاجی امداد ہے سب دینہ یوں کے پرچہ وہ اپنے پہ حضرت خواجہ فرید محمد صاحب
 کے مثل رقعہ از ہیں۔

امداد الشان احمد
 سوزی اشراف علی خاوری
 درویش شان احمد
 تم ہرے فرید محمد خاص محبوب خدا
 بند میں ہر نائب حضرت محمد مصطفیٰ
 تم دو گارہ داند کو چہ غرت کیا
 عشق کی پٹھے باقیں جھپٹے ہیں سٹ پا
 اے شہ فرید محمد وقت ہے امداد کا
 امداد کیا ہیں ہے اڑیں تمہاری ذات وہ
 تم سوا اللہ کی ہرگز کچھ نہیں ہے ہوا
 جگہ دین جگہ کے جس میں وقت کا مٹی ہوا
 آپ کا مٹی پلو کر یہ کہوں گا جو ملا
 اے شہ فرید محمد وقت ہے امداد کا

حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دینہ کے ہر پرستہ ہیں مقرر فرماتے ہیں :-

نالہ امداد فریب
 مناجات
 اے رسول کبیر یا فریاد ہے
 سنہ مثل میں چنا ہوں آفاق
 لہو دیا ہے یہ بنیسیر وطن
 لہو دیا ہے یہ بنیسیر وطن
 تیرم سے اب چہ فریاد ہے مجھے
 تیرم سے اب چہ فریاد ہے مجھے
 یا بنی احمد کہو پس فوجا
 اس لئے جمع دوا فریاد ہے

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اس کی حرکت کا خیال باندھے اور یوں کچھ کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو کچھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و تشدد کشتی و کشتائش و شغل مرزا و بیاناظم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے من سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال و دہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے شتی تاودی نفتبندی سہرندی و فاطمی یہ سب فرقے یہود کی طرح ہیں۔

مسلم کی خبر نہیں ہوتی کہ کادے کیوں بر ثابت ہو کر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کا اٹھتے جیسے ذلیفہ مع صلوٰۃ پڑھے اور ہر وقت آپ کی امداد کر اور انبیاء و صالحین کو اپنا پشتیبان سمجھے اور ان سے مدد حاصل کرنے کی محبت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی دُعاؤں خدا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دنیا و آخرت میں خطاب الہی سے مستفاد رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تاکہ ان کی دعا سے شکر کا متن بنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ پاک کو اپنے قصور میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا قصور باندھے تاکہ وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم پاک سے مل کر دعا کرے جیسا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قصور کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے روح اللہ اپنے سامنے نظر آجھے۔ اور یہ کچھ کہیں آپ کے روضہ اطہر کے پاس چلیا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت بنی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی علامت سنت کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور جو کچھ پر محلات گئے ہیں جیسے بیماری و تشدد کشتی و کشتائش و شغل میری زندگی اور مرگ و مرید علیہ عنقریب عیسیٰ علیکم السلام کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم سے مطابقت اور جو بات میرے من سے نکلتی ہے جو خیال میرے دل میں جاتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا کچھ

تذکیر الاخوان

۸۹

نام غلام بخش رکنا اور غلام غلام رکنا۔ آخری چار شنبہ کو میر کرنا اور سید القل میں مراد کی اصل ترتیب دینا اور سید وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا اوسے تر کھڑے ہونا۔ دینے اٹالی کو لیا رہیں کرنا۔ عرض میں جانا ملو اپکانا اور چراغ حیات سے بلانا۔ حید کے روز سیریاں پکانا یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔

عالمین میں ہر وقت شاہ سید اور قیامت میں مشاہدے کی شہادت باذن الہی ہر مومن کو فرائض دیئے۔ اولیٰ عقیدہ ان تمام مرد پر نہ رکھے تو وہ الٰہی سے منکر قرآنی کریم دشمن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی طرف سے راہ و مذاک و سہ۔ کیونکہ دینہ للعالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی سنت کا ساتھی رہتا ہے۔ باقی رہا تضرع شیخ کریم محمدی مدظلہ العالی سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تضرع صحابہ کرام کیا کرتے تھے۔

۱۱) مسلم شریف ۱۱۰۰ قاتل و کافی انظر ائی سقا کبہ تحفہ شقیہ واد مری شری غلاما کہیں آپ کو کہیں میں سواک ملے برے کا تضرع کتا ہوں۔

۱۲) مسلم شریف ۱۱۰۰ قاتل و کافی انظر ائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنبر و علیہ عنانہ سودا و قد ارض کلوفیما بین کتفہ و خریث بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تضرع کا پتا ہے اگر کیا کہیں دیکھ رہا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ادب و احترام و تضرع فرمایا اور سید و عمار بانہ سے جوئے ہیں ادب آپ کے عمار حید کے وہ نوپے حضور کے دولہا زوں کے دریاں طے ہوتے ہیں۔ سہان اللہ صحابہ کرام و رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے ہوں تضرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں متفرق ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تضرع کو فریاد بیان فرمایا اور آج شر القرون کی حالت ایسی خیر ہر مملکت ہے کہ وہ بھی عالم دینی کھانے کا حق ہے جو تضرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تضرع شیخ کو رک کے جس تضرع کا حکم اللہ رب العزت مومنین کو ارشاد فرمادیں۔ یا ایہذا الذین امنوا اصبروا و صابروا و کنا یطووا و اتقوا الذل لعلکم تغتفون اس آیت کریمہ میں بل سناؤ اے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور بظہر پیدا کرنا اور اتقوا الذل

فتاویٰ رشیدیہ

جلد ۴ ص ۱۲۱

سوال۔ جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلاً جواز عروس و موم وغیرہ کے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال ایسے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں
 نیز کہ نصاریٰ اور یہود سے کر جاتا ہے تو ان سے کیوں نہ جائز ہو یہ بھی تو بہت سی یہیں کفر و شرک کی کوئی ہے۔

الجواب۔ جو شخص ایسے افعال کرتا ہے۔ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کنیز کہ ہے ایسے سے نکاح کرنا دوسرے مسئلہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فتاویٰ ہے ان جہاد امرائے رابطہ امین قمر شیخ مصر ہے جو اولاً ابصار کے واسطے کال بریل ہے
 دیگر اب فرمائیے جناب کفر کی مشین ہم ہیں یا آپ۔ آپ کے نزدیک لڑکی کے دیسی بیاہنے والا بھی مکمل نہیں رہا۔ اور ہم نے آخری چار شعبہ واسطے دن بھی گمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اس دن کوئی مسلمان میرا کاپر ملا جائے تو اسلام سے خارج ہو جائے بیچکر خیال میں لڑکر دیا میرا اور دین بدیہ تو اس عبادت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چھوڑنے کی ہمارے سپانے کے واسطے کوٹھڑیوں میں بند ہو جاتے ہوں گے۔

ملاحظہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دینا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا حق ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں جہاں کہ جہاں القرآن ص ۱۱ میں لکھ چکے ہیں۔ غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس فیالیس سال گزارے۔ کیا ان کی اولاد کا بھڑل ان کے کیا حال ٹھہرا۔

خط لکھ ملاحظہ شاہ عبدالعزیز صاحب ص ۱۱۱ روزے تقریب عرس پر اور مردی عبد القادر خود بر قبر والہ صاحبہ وغیرہ بالشرعیہ قریباً نصف اول پیادہ رقت پا جو بعد مسافت رقت والیں آمدن مبارک آمد۔ قبر پر آیاں تاکہ جود پر رہم پر وہ است و سنت جو سید ولید فرار قرآن و فاتحہ خوش آواز سے مافرمود کہ چیرے از مشرقی مولانا دوم بخواند۔

فتویٰ اشعبدیہ | جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہو گا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہ وہ دوسرے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ اگر بعد پر کسی اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی برتن پر اور تحت غرائی جائز نہیں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اکابر کے نکاح جائز تھے یا نہ وہ قابلِ بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق اگر معاذ اللہ شیطان تھے یہی عقیدہ ہے کہ بعد از وہاب نجدی کے ہیں۔ چہ بچے اور خود کہتے کہ بیان میں مداخل کر رہے کہ تم ٹھکر کی توپ ہو جو اپنے گھروں کو ہانک رہے ہو۔ بلکہ دور مار توپ ہو یا نہیں۔ بس کا ٹوکرا اپنے ہی ٹکافوں کو واپس آ رہا ہے۔ اور اعجازہ لگاؤ کو دھلی بڑیا علی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مقررہ دست میں تقریراتِ شریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تین دفعہ دستِ پاک اٹھا کر اہلِ قبر کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اس واقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چھپے چھپے حضرت عائشہ صدیقہ نے ہی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آج کل مجددِ عمری مقررہ ہاتھوں میں لکھ رہا ہے۔ اور ہم جا کر اہلِ قبر کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دعا مانگنا جائز مانتے ہیں۔ اور خاص طور پر مردوں کو عزت پر جانے سے روکا جاتا ہے کہ ترسراتِ حضرت عائشہ صدیقہ کی اُمتِ ملت کو ادا کرتی چھ تین مردوں کی نظروں سے پوشیدہ دل میں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف ۱۴۴۳/۱۴۴۳ **۱۴۴۳** سَنَیْ جَاءَ الْمُبِیَّتُ فَقَامَتْ اَلْاُمَّیَّاتُ الْجَبِیَّاتُ فَشَرَّ رَفَعَ مِیْذَنَیْہِ سَلَّاتٌ مَّتَّحَ (حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور بیعتِ ابیتع کی عزتِ تشریف لے کر آپ نے دامنِ قیام فرمایا۔ اور وہ صریح دامنِ شہرے سے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں دستِ پاک تین دفعہ اٹھائے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صریحاً بیعتِ ابیتع میں قیام فرمایا اسی سنت کو ادا کرنے کے لئے عربی

کے موقع پر قبور میں قیام کیا جاسکے اور آپ کی اُس مسنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں قہر اُجھاتا ہے۔ اور آپ بھی چھ مہرہ بردار میں تشریف لائے ہیں۔ لہذا ہم میں بزرگ کی برکت والی مقبرہ دہشت میں ماضی آئیت ہیں اور بنی صل اللہ علیہ وسلم نے چھ مہرہ دہشت والی ہے اس مسنت کو ادا کرنے کے ہم میں وہاں اتفاقاً ٹھاکر دھا مانگتے ہیں۔ استداد کو امام کہہ کر رشتہ داری ڈالنے والے ہم جب اپنے کا جنازہ پڑھتے ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا کہ اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھنے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر مسنت میں لے جانے والا بنائے۔ ۱۰۔ اگرچہ بنی صل اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نذران پر حبیب کا نہایت ہنسا رہی تشریف **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَرَطُ قَسَمُ** کہ میں تمہارے پیچھے میں گزرتے ہو روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہو رہا ہوں ایمان والوں! آپ کو اپنا استداد ہی ہمیں تو تمہیں قسم ہے رشتہ داری ڈالنے کا فائدے تو ہے دو تیرے ہمارے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا یعنی اللہ واجدہ لَنَا شَافِعًا وَمُسْتَفْعًا پڑھتے ہیں آپ کو اِنِّیْ فَرَطُ قَسَمُ ہمارے لئے زیادہ مہرہ دہشت ہے۔

الحمدایہ والنہایہ **حکم** کاہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یزور منہم مَحَلَّ حَوَالِ فَاِذَا بَلَغَ فَرَطُ الشَّعْبِ یَقُوْلُ اَسْتَغْفِرُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُ کُمْ فَاَنْتُمْ عَقَبُوْا اَللّٰہَ اِیْ شَکْرَ کَانَ اَمْرًا یَنْبَغِیْ لَکُمْ فَاِذَا لَکُمْ حَوَالِ تَسْمَعُوْا عَنْہُمْ فَاَنْتُمْ عَقَبُوْا فَاِذَا لَکُمْ حَوَالِ تَسْمَعُوْا عَنْہُمْ فَاَنْتُمْ عَقَبُوْا۔

بنی صل اللہ علیہ وسلم ہر سال شہاد کی قبر پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے چھوٹے ٹکڑے کے قہر سے پہنچتے تو فرماتے اسلام علیکم کہ صبر تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور تم نے کیا ہے بنی صل اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بھی ان کی قبر پر تشریف لائیں اور ہر سال یہی کرتے رہے ہر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی ان کی قبر پر تشریف لائیں اور ان کے پاس دعائی اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔

اس حدیث غریب سے ہر سال ہال اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو گیا اور صحابہ کا شکر مسنت اور حضرت عائشہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنت ثابت ہو گیا

مشتی زبیر شد

کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا متنازعہ نہ ہو۔
 کسی سے نہ اولیٰ ماننا یا ایسا نہ کہنا اور دل اگر چاہے نہ تو شرک ہے۔

بسم سالادوس کو بدعت کہہ کر خدا نہیں ہدایت دے۔

۱۔ اگر باطل اور میر و ستم و اھیبہ مناسبتیں پکارنا دنیا میں شرک کہہ کرے تو قربیٰ اور دنیا مست کو آپ
 دیکھا دیکھے اور اہل اور ائمہ فرما جائیں گے تو دنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا قربیٰ اور دوسری
 میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہاں میرے نفع کا تو قائل تھا۔ لہذا اب یہی نیز امتناع میں ہیں آپ کا
 اداقت ہونا یہ بڑا نقصان ہے۔ آپ سلطان عقیدہ مندوں کی ہر طرح مادی داری فرماتے ہیں۔ اگر عقیدہ
 دہ کے آئندہ ہے۔ آپ کی رحمت سے ملامت اور بے نصیب ہے۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پر ایمان لانا یہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری
 شریف جلد اول میں مذکور ہے۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَتَى الْيَمِينَ وَالْيَمِينَ وَوَلَدَهُ الْيَمِينَ وَالْيَمِينَ
 اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے بخاری شریف جلد اول میں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قہار کو کئی ہی چودہ ہے ایمان رکھنا یہاں تک
 کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور جانوں۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نبي الاسلام مومن شخص
 ابن عمر رضي الله تعالى عنه سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اسلام کا پانچ چیزیں ہیں بنائے گئے تھیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ يَبْتَغِي
 اس کی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول الله۔

اس حدیث میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ بنار اسلام کے مقرر فرمائے ہیں جن سے پہلے بنا لا الہ
 اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا الہ اللہ چھوڑ دے تو وہ بھی نامی نہیں

جواہر القرآن

۱۴۹

آج کل کے مشرک میرے ہونے بزرگوں کی قبروں پر جب نور پھوٹتے ہیں۔

مشہور کہتے ہیں ادھر کچھ غری کرتے ہیں اس کو خدا شرف حاصل ہوئے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ مانع کرنا بدیہہ ان کے لئے موجب فحشیت ہے۔ مثلاً وہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مسرت ہی رحمت دے گا۔ (ارشاد علی)

اس آیت کریمہ سے یہ سائل ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے نور یا مصلح الخلیفہ بنی کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بنانا اور یہ حدیث کھانا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس لئے اللہ کے طریق کی اطلاع ہے اور آپ میرے لئے دعا فرما دیجئے۔ دوسرا مسئلہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ہم صحابی ہیں جو مانع کرنے سے آپ دعا فرماتے ہیں جس کے باعث اللہ تعالیٰ بھی قریب کر لیتے ہیں اور اپنی رحمت میں شامل فرما لیتے ہیں اور تمام خدائیں محبت ہیں جیسے مسئلہ ثابت ہوا کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راویق اسباب باذن الہی ہمارے ہر کام میں تصرف فی الامور میں دعوات یا اپنی کرم خواہی سے۔

۲۔ قوب ۱۱ خذین انوا یبغضونکم لعلکم تظہرونکم و انزل صلی اللہ علیہ وسلم
 خذین انوا یبغضونکم لعلکم تظہرونکم و انزل صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ آپ ان کے مالوں سے صدقہ جس کو یہ لائے ہیں، لے لیجئے جس سے دینے کے اذریعہ سے آپ ان لوگوں کو گناہ کے آثار سے پاک و صاف کر دیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب ایمان و قلب ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعتراف کو خوب سنتے ہیں و دعا ان کی رحمت کو خوب جانتے ہیں۔ (ارشاد علی)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے لینے کی طرف دعوت

فَقَسَمْتُ الْخَيْلَ ذِيَانًا كَمَا كُنْتُ أَسْكُنُ نَهْجًا لَهُ۔

ترجمہ۔ اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ کائنات جو قدر کی گئی اور یہاں کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں ہم جیسے مدال طیب ہے۔ کیونکہ اُس پر قیام کے وقت غیر اشدک ہم کو ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اسی کے لئے ڈھالتے ہیں۔ یہ ہے کہ ملا جوین کا جواب نہیں ہے اسی آیت کے ماتحت بیان فرمایا ہے اب شاہ رفیع الدین صاحب کا فقرہ اسی کے متعلق جس کو دیوبند یہ خنزیر کی طرح ہم کہتے ہیں پ بیان فرماتے ہیں۔

فما دُرِّنا من اشرار رفیع الدین صاحب رحمہ۔ و نیز بعضے مردم ماہرین باہر اوشل کا ذکر کنند مرغ و طیور بر مقام بزرگان بطریق نیاز سے آراء و احوال میں ہند و قید و قیام مطلق میکند مثل نشو و غیر میں نیاز کر دہ میر و مذہب آں۔ و مختار اند اگر خراہند و قیام کتہ و اگر خراہند و قیام کتہ و ہندو میں ہم بر مقام ندادہ۔ و در اینجا فائدہ چند سشتہ میں لکھتے تھے کہ اگر خراہند و قیام میکند بر اسے مکتے کہ ہم اسے بکے بر اسے ہم نہیں دال محمد و است فرمایا کہ احاطہ است آں زمین را بہا کے حصول ثواب و دفع مذاب و اشیاء است و در احوال و استغفار و لبذیبت و اللہ یبیت و اللہ یبیت و اللہ یبیت برائے مکتے اور حدیث مبارکہ ہے بیاورداد و شدہ است و از اں جملہ ساتن معدن خواہ چاہ را و وقت کردن آں برائے ثواب ماور خود گفتن آں خذ الانہر و تعب و و گرو و نمبر است از نابین کرام کلن الشلف و یحذرن الا حکما مریض البینت از غیرین یقینا و خواہ ایں بسیار است۔

ان عبارت مذکورہ بالا سے تذکرہ ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم حناصہ ایسے ہی فرج کرتے ہیں اور خدا نیا دیتے ہیں۔ جن سے ہم مندریں سے فائدے کی خواہش نہیں کرتے بلکہ خدا و اتب ہی کی جاتی ہے جب پہلے اُن سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس مذکر فائدے حرام کھا ہے وہ بھی مندریں کے قریب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم مندریں دیکھتے ہیں ہمیں مندریں سے پہلے قریب ہوتا ہے تب اُن کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پرچان کامں کو قریب ہوتا ہے اور خدا و صبح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دیکھتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔

در بیان اولی ص ۱۲۱ مطبع دلی، و ما اهل به خیر الله را می گویند صدق الصوت
عبدی بنی محمد بن محمد

در بیان اولی ص ۱۲۱ مطبع دلی، و ما اهل به خیر الله را می گویند صدق الصوت
عبدی بنی محمد بن محمد

در بیان اولی ص ۱۲۱ مطبع دلی، و ما اهل به خیر الله را می گویند صدق الصوت
عبدی بنی محمد بن محمد

ما اهل به خیر الله را می گویند صدق الصوت
عبدی بنی محمد بن محمد

ما اهل به خیر الله را می گویند صدق الصوت
عبدی بنی محمد بن محمد

ما اهل به خیر الله را می گویند صدق الصوت
عبدی بنی محمد بن محمد

ما اهل به خیر الله را می گویند صدق الصوت
عبدی بنی محمد بن محمد

قَالَ تَقِي قَوْلِهِ قُلْنَا أَهْبِثْ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ قَالَ مَا ذُبِحَ لِيْكَرِ اللَّهُ فَإِنَّمَا ذُبِحَ
عَلَيْهِ -

۱۶۰ "خَذْنِيْ اِلٰهِيْ قُلْنَا خَذْنَا اَبُو حُرَيْرَةَ قَالَ خَذْنَا مِثْلَ عَن ابْنِ اَبِي
جَرِيْمٍ عَنْ جَبْرِ اِهْبِثْ قُلْنَا اِهْبِثْ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ مَا ذُبِحَ لِيْكَرِ اللَّهُ
۱۶۱ "خَذْنَا الْقَاسِمُ قَالَ خَذْنَا الْحُسَيْنُ قَالَ خَذْنِيْ قُلْنَا اَبُو حُرَيْرَةَ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ قُلْنَا اِهْبِثْ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ قَالَ مَا اِهْبِثْ بِهِ يَلْقَوْنَ اَعْيُنَ -
۱۶۲ "خَذْنِيْ اِلٰهِيْ قُلْنَا خَذْنَا عَيْدُ اللَّهِ جَبْرِ قَالَ خَذْنِيْ مَعَاوِيَةُ
عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ كَمَا اِهْبِثْ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ لِيْنِ مَا اِهْبِثْ لِيْلَقُوْا اَجْعَلْ كَيْفًا لِيْنِ
مَا ذُبِحَ لِيْكَرِ اللَّهُ -

راہنہ جبر جلد ۱۳، مسئلہ ما ذبح لیکر اللہ نصیب شیعہ علیہ ذبح اللہ
تفسیر مشکاۃ جلد ۱، ص ۱۰۰، قُلْنَا اِهْبِثْ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ مَعَاوِيَةُ ذُبِحَ بِهِ الصَّوْتُ
لِلْعَنَةِ -

۱۶۳ "تَفْسِيْرُ نَفْسٍ جَلَدِ اَوَّلٍ ص ۱۰۰، قُلْنَا اِهْبِثْ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ رَاۤءِ ذُبِحَ وَلَا مَسَاوِرَ
۱۶۴ "تَفْسِيْرُ نَفْسٍ جَلَدِ اَوَّلٍ ص ۱۰۰، قُلْنَا اِهْبِثْ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ رَاۤءِ ذُبِحَ الصَّوْتُ
بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِهِ بِالْاَمِّ وَالْعَزَى جَعْلًا ذُبِحَ
۱۶۵ "تَفْسِيْرُ نَفْسٍ جَلَدِ ۲ ص ۱۰۰، اِهْبِثْ لَعْنَةُ اللَّهِ بِهِ رَاۤءِ ذُبِحَ الصَّوْتُ عَنِ
يَحْيَى بِاسْمِهِ عَنِ اللَّهِ وَنَحْيَى بِالْعَرَبِ -

تمام اہل سنت و جماعت کی متفقہ تفسیر نے گھوڑا کہ قُلْنَا اِهْبِثْ لَعْنَةُ اللَّهِ
کے معنی یہ ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے۔ لیکن تیسرے تین ذرا کیونکہ اللہ
والجماعت میں آپ دیوبندی و اہل داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا
نہ مخالفت اگر اِهْبِثْ لَعْنَةُ اللَّهِ کو مطلق بنا دے تو آیت کے پہلے جملوں کو بھی مطلق بنا دینا

پڑے گا۔ کیونکہ حدیث معلوم الیہ کا تمام حال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق
مراویں اور دوسرے کو مقید۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَلْبَاقِرَةُ عَلَیْكَ الْاٰمِنَةُ وَالْقَدْرُ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ بِمَا لَعِبَ بِہِ الْعِبَادَ عَمْرَاتٍ سے پہلی چیز میت ہے یعنی مردہ اس سے
مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد میں واظنی ۲۴۹ ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے
عن عبد اللہ بن عباس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قال عبد اللہ
بن کثیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَحْلَلْتُ لَنَا سِتْرَ الْاَحْوٰثِ
وَالْجَسَا اُذْ ہمارے واسطے دوسرے حلال کئے گئے ہیں پھل اور کڑی۔ اُھلُ الْبَیْتِ لَہِ الْاَحْوٰثِ
کو مطلقاً حرام کرنے والا کڑی اور پھل دو مردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے حلال ہیں۔ ہمارے
واسطے دو مردہ سے حلال کئے گئے ہیں پھل اور کڑی۔

اس آیت میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق کڑی اور پھل کو حرام کر رہا ہے۔
حالانکہ تم دونوں کو حلال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہتیے تھا کہ آپ دو نو پر حرمت کا فتوہ
دیجیے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوعہ ہے ابن عمر سے ابن کثیر جلد اول ۲۰۵ رَأٰحِلُ لَنَا
سِتْرَانِ قَدْ خَمَانِ الْمَمْتَحِنِ وَالْجَسَا اُذْ لَمْ یُکْتَبْ اِلَّا بِالْطَّهَارِ نَبِی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہمارے واسطے دو مردہ سے حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں۔ خبیثان پھل اور کڑی اور دھان یعنی دو
خون بلکہ اور حلال لہذا اس حدیث سے کہ لَہُ الْاَحْوٰثِ اطلاق بھی مطلق مذکور۔ بلکہ دو خون حرمت سے
تخل کئے حالانکہ جو صریح کے مطابق بلکہ اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہیے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے
نے خاص کیا۔ حالانکہ حرمت گوشت بھی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام
ہونا چاہیے کیونکہ مقید ہے قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے
مقید کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا بیڑہ آنتیں بال بلکہ تلی فستق وغیرہ آپ کو کھا لینے چاہئیں۔ حالانکہ
آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اَلَمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ لَعِبَ بِہِ الْعِبَادَ عَمْرَاتٍ کہ اگر آپ عام رکھیں تو اس سے
آپ کو بہت چیزیں جو حلال ہیں وہ حرام کر دیں گی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُتَفَضَّلُوْنَ مِنْ سُلَاطِنِ الْمَلَائِکَہِ

ہی سے فروغ پیدا کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک مباحیت غلبہ میں طیب داخل ہو گیا کیا
پھر قتادہ سے مباح کے رکھاتے ہو۔ خدا را در جو قرآن کریم کو ایسے و بجا ڈوس سے مسلمانوں میں تفرقہ
پیدا ہو اور خدا کے خلاف کرو کہ حرام کہہ کر اسلام میں رخنہ اندازنی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت
ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مباحیت غلبہ اللہ بہ اگر مسنون ہو کر رکھا یا مباح سے تو مباح رہا
مباح سے باطل کروائی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترویج کے وقت فرمایا یہ کیسے مسلم شریف جلد ہر مسئلہ
اخذ التبت من ائمتنا ثم ذبحنا فقال لا بد من الله التفتت فالتفت من تحت يده
ذال من شد من ائمتنا ثم ذبحنا فقال لا بد من الله التفتت فالتفت من تحت يده
تو اس کو لایا پھر ذبح کیا۔ اس کو اس وقت فرمایا میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ تو
قبول فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی راست کی طرف سے۔ پھر فرمایا دیا اس کو کیا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ شرک کیا
اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کیا یا کچھ سوچ پھر پور۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کرو۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ کریم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ملت صالحین نے جو قرآن کریم بجا ہے وہ بجا ہے
جو تم نے بجا ہے وہ غلط ہے۔

وہابی ہم تو دیار و نسب یہاں کی ندیں دینا غنیمت کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت
نذر عبادت فی اللہ کے واسطے حرام ہے۔

نذر کے معنی اہل علم

محمد عظمیٰ

اَللّٰهُ اِذَا اُذِجِبْتَ عَنْ نَفْسِكَ شَيْئًا تَبَرَّعًا مِنْ عِبَادَةٍ
اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ غَيْرِ ذَا لِكَ شَكَرًا اَوْ غَيْرًا فَهُوَ عَلَيْكَ كَيْفَ الْاِغْبَاءِ
وَتَحْدِيدِ اَنْتَ اَعْلَمُ اَلْحَقَّ بِمَا لَبَسْتَ اِلْتِمَامًا

مجمع البحار

جلد ۳ صفحہ ۲۱۰

قاموس جزمی ۱۴۰۔ تَذَكُّرًا وَجَبَتْ

المعجم ۸۶۸۔ تَذَكَّرَ تَذَكُّرًا وَتَذَكُّرًا اَوْ جَبَتْ عَنْ نَفْسِهِ مَالًا يَنْتَهِجُ

منقولات ما علب ۵۰۶۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ قَرْجَبَ خَلْقٍ لَقَدْ عَلِمْنَا لَيْسَ بِهِ اِجَابٌ
لِحَدُّ ذَنْبٍ اَمِيْرٌ۔

نذرانے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کرنے پر پہلے تجھ پر واجب نہیں۔
کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت پر یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہو کہ نذر کو بعض عبادت سے تعبیر کرنا
اور اگر بعد میں یہ شخصیں نہیں پائی جاتی بعض اجتہاد ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد بعض عبادت
ہی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کُنْذُورَہُ سہرا کرتے بلکہ کُنْذُورَہُ اللہ فرماتے تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر بعض
عبادت ہی نذر اول جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان عبادت سے روکتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے
نہیئے۔

مسلم شریف | عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَا
بَلَدَ مَعَا اَشَدُّ مَقَامًا لِّلْمَنِّ اَلَّذِی لَا یُعْطِی مِنَ التَّنْذِرِ شَیْئًا اَوْ یُتَا
یُخْرِجُ مِنَ الْجَنَّةِ

ترجمہ ۱۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم قدرے ماز اس واسطے کہ خدا خدا کی قدر سے کسی چیز کو مٹا نہیں سکتی۔ سو اے اس کے اذکار
نہیں کہ اللہ تعالیٰ جہنم سے مال کر نکالے گا۔

نسائی شریف | عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَنَّ
نَفْسَی عَنِ التَّنْذِرِ اَبُو ہُرَيْرَةَ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جہ ۲ مش ۱۴۵
اے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع فرمایا۔

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ
ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہر یا غیر کے واسطے
اور یہ فرقے دینا کہ خدا کے واسطے جائز ہے اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث قرینہ کے
غلامت ہے البتہ اگر کوئی نذر مانے جائز کام پر اللہ کے واسطے ہر یا دوسرے کے واسطے تو اس نذر

پُرانا قرآن و حدیث کے لحاظ سے واجب ہو گا۔ کیونکہ خدایان کو اپنے پروردگار کے مانع انداز نہ رہا کرتے
 چنانچہ کو پُرانا قرآن واجب ہے۔ لہذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور اُس کو ادا کرتے
 وقت نافذیہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس قدر کہ خدا واسطے چاہی کر رہا ہوں۔ کیونکہ خدایا کو پُرانا قرآن اللہ
 ہی کا حکم ہے۔ اسباب یاد داولیاء اگرچہ اہل قبور ہوں وہ مالک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر نافذیہ صاف
 خدا واسطے اُن کی طرف سے اپنی فدا فتراپ خرچ کر دے تو اس کا ثواب منفذ و لک کو بھی اعلیاء و انبیاء
 کو صاف کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیحؑ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ میتہ کی طرف
 سے اسس کو خرچ کرنے کی عبادت فرمائی۔ جب حضرت مسیحؑ نے عرض کی مَتَلَمَّا اَجَزْتَن لَقَدْ دُفِنْتُ
 مَتَلَمَّا دُفِنْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَدْرَاکَ مِیْنِیْ پُتِیْ ہاں میتہ کی طرف سے
 صدقہ کر دینا اُس کو کوئی ثواب ہو گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مسلم شریف جلد
 مسلک تریہ کہنا کہ منقولہ و لک ہو چکے ہیں۔ جو اندیشہ مالک نہیں ہو سکتی یہ عقدہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حل فرمادیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے ہر خلاف کوئی دلیل لولہ
 اور بعد سے ہے سبائی رہا بھرا راقی کا نسخہ کرنا اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ فیہ الدین دلی نے ظاہر
 فرمادیا ہے فتاویٰ فیہ جلد اول ص ۱۰۰ میں موجود ہے کہ اس نفاذ میں مجاہدین مالدار نافذتہ زبردستی خدایا کو
 مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بلا کر سزا دیتی تھی۔ کہ اس نافذتہ با اسے شیخ کی فلاں نذر مانی
 تھی۔ اب اس کا کام پورا ہو چکا ہے اب یہ بھی نذر ادا کرتا نہیں۔ یا تو حق کے پاس منقولہ خدایا جاتے
 کچھ حصہ نذر کا خود کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فقط عند المنفذ منقولہ اب یہ نذر خدا واسطے نہ رہی
 بلکہ لاف کے ذریعہ سے چارہ کی گئی۔ نافذ کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غراسا کین کا حق بھی ضائع ہو گیا۔ اور
 نااہل کھایا جاسی وجہ سے نافذیہ کی اس معیبت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدین نے بھرا راقی
 میں منع فرمایا ہے۔ جو اُن کی عبارت سے ہے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ نہ اگر یہ جتنی بڑھتی تو نہ کو پُرانی کرنا
 اور مجاہدوں کو دینا منع نہ تھا اور نہ ہی خدا واسطے ہر یا خیر اللہ ہر ہر صورت میں ادا کرنا تو غیروں کا
 ہی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب مملوک کی بیوی نے یہ نذر مانی کہ یا اللہ

پہنچیں تیسرے لئے نذر کوں کی وجہ حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام میں وقت کے اہم ذنب یاد کرتے مریم علیہا السلام کا آن کو کھیل بنایا اور انبیاء و اولیاء کی نذر ماننا یہ ابتداء ہے۔ اور باقی یہ حق پرست نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ نے اسے روکا نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ اہانت فرمائی جس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے۔ چنانچہ اسی نذرانہ کرام سے بھی ثابت ہے جس کا عجیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریعہ پر متعین شواہح سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

وَجَعَلَ الْمُتَّقِيَ الْمُسَوِّدَ وَيُصَلُّوْا الْعَبْدَ كَانُ قَدْ بَرَّكَ بِذَوْتِ يَتَّبِعُ
الْمُسَدَّدُ قَدِ دَفَعَانِ اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر پر جو قبر نذر سے
چھپائی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنْ الْمُسَدَّدُونَ فِيهِ رَجُلَانِ وَلَوْلَا عَلَيْنِ
اَيُّ كَالِيبِ يَتَّبِعُكَ الشَّاسِ سَيَرِيَا رَسِيْمًا اَمِنْ حَضْرَتِ عَلِيٍّ كِي اَوْلَادِهِ اَيُّ اَمِي مَذَك
تھ۔ وگ اس کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں وَيُصَلُّوْا ذُو الْحَايَةِ مِنْهُمْ لِقَبْضِهِ حَاجِبَةً
اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت دہنے ان کے درپے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے۔
وَاِنَّمَا شُورَ يَتَّبِعُ الشَّدَّ ذُو لِبْنَةِ مَا يَصْحَافُ مِنْ دَعَا شَدَّ لَكَا مَحْجٍ وَبَلَّغَ الشَّادِرَ
مَا يَبْرِبِدُ ذَلِمْ مَدَّ الْوَقَا تَبَا اَلْمُسَدَّدُ وَرَا اَنَا اَحَدُ مَنْ مَشَدَّ رَكَدَ مَرَا اِلَّا اَخْبَلْنَا
سَيَبْرُوْا سَدَّ ذُو اَعْلَى اَلْمُسَدَّدُ رَقِيْ بَلَّغَ اَلْمُسَدَّدُ لِيَقِيْنَ الشَّدَّ لَعُوْ قِيَتْ سَبِيْ
اور سو اس کے منہیں قبر مذروت مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کہیں نہیں ہوا کہ اس
کے واسطے نذر مانا گئی جو جو صحیح نہ برقی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کا نذر
پوری ہی کرتی پڑتی تھو۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں
مانیں مگر مشکل کاموں پر تو خیر بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے
نذر کو پورا کیا۔

پر وہاں نہیں کرتا۔ جیسا کہ گوشت کو کسی مریض کے لئے منع کر دیا جائے تو شہد سستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہو گا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ حرام فرماتے یا علی صلی اللہ علیہ وسلم اس نذر کو کل الاملاں منع فرما دیتے۔ اسی بنا پر ملا جیو آن نے جرم الگیری کے استاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی ص ۱۷۰۔ اِنَّ الْبَقْرَةَ الْمُسَدَّدَةَ وَلَا تَدْبِ اَوْ يَكْفُو التَّمَسُّدُ فِي فَتَانِنَا حَلَالٌ طَيْبٌ (یعنی جو گائے اولیاء کی نذر کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال پاک ہے کیا ملا جیو آن جن کی کتاب میں پڑھ کر تم فقیہ ہونے کی شریعت پر پرفروغی کفر کا دُکے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی حنفیہ اسٹیوار کو حلال پاک ہونے کا حقے دیا۔ کیا ان کے مذاہب فقہانہ تھے۔ قرآن و حدیث کہ سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو ان پر فتنے کفر چسپاں کرتے یا آج تک کوئی ایسا عالم نہیں رہا جس نے ان کا ذکر کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف شک کیا بڑا سہ اللہ سنانوں پر کفر کا فتنے دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا كَذَبْنَا تَصِفُ اَلْكُذِبَ اَلْكُذِبُ فَتَقُولُوا عَنْ اَللّٰهِ اَلْكُذِبَ لَا تَقُولُوا

نذر کے متعلق قوی خداوندی

(دوسرا حصہ) حِينَ تَقُومُوا لَعِبَادَ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَهَا تَقْبَحُهَا يَكْفُرُوْنَ بِالْمُنْذِرِ وَيَحْسَبُوْنَ يَوْمَنَا كَانَتْ شَاْءًا مُّسْتَعْيِرًا۔ ترجمہ۔ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہاں کو صبح چلانا پوری کہ تم میں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی برائی پسینہ والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں یَوْمَنَا بِالْمُنْذِرِ میں موم ہے۔ شارح کے علم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ جب اللہ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل یَوْمَنَا بِالْمُنْذِرِ

معدنیہ کے احوال کہ بتایا جاتا ہے۔ اور دین اس کے کہتے ہیں جو تپہ اور کڑی سے بتایا گیا۔
 ۱۱. حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مذہب و سنت کی اجازت فرمائی۔
 تین نماز کے سے نال نہیں۔

۱۲. دین بھانسنے کا ثبوت ثابت ہوا جس کے بھانسنے سے آپ کو شرک کوڑ چڑھا ہے۔ بلکہ
 بھانا شرعاً ناجائز ہوتا تو آپ بھانسنے کی اجازت نہ فرماتے،
 ۱۳. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شرک کا ثبوت ثابت ہوا۔ دیکھئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی سہ

کو اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پر کر کے لے لیا اور فرمایا کہ یہ نذر اس واسطے تو دین بھانسنے کی
 نذر مانی ہی نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حرمت نے نذر مانی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اجازت فرمائی تو اس حرمت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی دین بھانسنے کو نہ لایا۔ ایسے
 ہی لوگ آج کل بنسب یا عیسائے اسلام و ادویہ کرام کے واسطے نصیبی مانتے ہیں اور بلا معاوضہ اللہ
 اللہ اس کے رسول کی رضا کے واسطے اپنی مندرجہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا ان کے مقابر کے
 سامنے ان کی اموال کو ثواب پہنچا کر مراد مسکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے
 اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہب جاہلیت کے متعلق
 عرض کیا کہ اس میں نذر کے جو نذر کو فوج کرنے کی اجازت فرمائی جیسے قریشی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دوسروں کے علاوہ جو ان کو نذر فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو تقرب کے ناموں کے باعث نذر سے
 روک دیا۔ جن کے واسطے خدا کا نذر فوج کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ عادل، اللہ کے واسطے عین
 ممانعت ہوئی تو آپ نبیوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی متنازع فرمائیے۔ لہذا اپنی راستے سے قرآن و
 حدیث کے خلاف انبیاء و اولیاء کے اموال کو خدا کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ ممانعت فی الدین
 ہے۔ اور اس گمراہی میں تمہارا اجتہاد بعض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ دیا ہے۔
 حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عَذَابَ اللَّهِ الْكَبِيرِ﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُهَرِّقُوا مَبِيعِينَ لِلَّهِ
وَرُسُلِهِ يَقُولُونَ كُنْ مِنْ بَعْضِ مَا نَكْفُرُ بِهِمْ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُنْفِذُوا مَبِيعِينَ
ذَلِكَ بَيِّنَاتٌ لَكَ وَأَنَّكَ أَكْثَرُ الْحَافِظِينَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْكَ عَذَابًا
مُهِينًا وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُهَرِّقُوا مَبِيعِينَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ
تَرَوْكَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرَهُمْ وَهُمْ لَا يَخْشَوْنَ

جو لوگ کھڑکھٹے ہیں اللہ کے ساتھ انداس کے رسولوں کے ساتھ کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان میں مستحق نہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائے ہیں اور بعض کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ میں میں ایک اور تجویز کریں، ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے آیت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں مستحق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ عز و جلال دیکھے اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔ (راشد علی)

ان آیات (قرآنیہ) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسول کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فخری کھڑا کر دیا ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے رسول کے درمیان ایک غیریت کے ستے کا تکی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سنائی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سنائی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ابرازِ بخشش کا وعدہ فرمایا۔
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں کو اپنی بیعت فرمایا ہے۔
إِنَّا الْكُوفِيُّنَا بِمَا يُؤْمِنُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اللَّهُ يَجْعَلُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ آلِ أَبِي سَلَمَةَ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اخذ قضاے نے اپنی اطاعت فرمائی ہے قرآن مجید طبع اللہ علیہ
تَقَدَّ أَطَاعَ اللَّهَ

ایسے ہی اٹھ تھانے لے ادلیار اٹھ کے مخالف کو اٹھیں جنگ فرمایا اور اس کے معبع بھارت

کہی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

مَنْ أَفَى هَٰذَا بِيَوْمِ قَالٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۹
 إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ مَاتَ بِيَوْمِ قَالٍ فَمَاتَ، أَذْكَرَ بِأَلْحَرْبِ مِمَّا أَقْرَبَ
 إِلَى حَبْدِي بِيَوْمِ لَيْسَ إِلَى قَالٍ أَقْرَبَ عَلَيْهِ وَذِي زَالٍ عَبْدِي
 سَقَرَتْ بِإِلَهِيَا اللَّهُ دَيْحِي أَجْبَتْهُ فَكُنْتُ مَعَهُ الْفَيْ مَيْتَهُ بِمِ وَلَيْسَ
 الْبَدَى مَيْتَهُ بِمِ دَيْحِي الْبَدَى مَيْتَهُ بِمِ دَيْحِي الْبَدَى مَيْتَهُ بِمِ دَيْحِي
 لَعْنَةُ بَيْتِهِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے دلی سے دشمنی کی
 میں اس کو احاطہ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ جو آپ کسی مظلوم چیر کے ساتھ میرے قریب نہیں
 ہوتا۔ اور بیشیزیرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ لڑائی کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا حرب
 بنالیتا ہوں تو اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بندہ مٹا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں جس
 سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس
 سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھے کہہ لے کہ میں اس کو ضرور مٹا کرتا ہوں۔

اب فرمائیے نبی اللہ و رسول اللہ کیا خیر اللہ ہیں معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رو
 پڑتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر ادا کرے مثلاً وَغْنِ بِبَادِ اللّٰہِ
 الْقَابِلِینَ وغیرہ کہے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادت الہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اس کے بندوں
 کا ذکر ہوگا اس کا ذکر ہے۔ اور اس کے بندوں کی خدمت اللہ ہوگی کیونکہ وہ من دون اللہ ہیں اور
 مَنْ أَنْ كَنْدَمِنْ دُونَ اللّٰہِ۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۹
 وَكَوَالِ انبیاء مِنَ الْعِبَادَةِ كَوَالِ الصَّالِحِينَ كَفَارَةُ انبیاء علیہم السلام
 ذکر عبادت ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

وہابی

تم لوگ جو من دون اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی تہذیب ہانتے ہو یعنی غیر من
ولہوں کی تڑائیے اٹھ کر اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیے۔

وَقَدْ أَهْلَكْنَا مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَّا وَذُنُوبُهُمْ فِي الْأَرْضِ مَكْبُوتَةٌ ۚ إِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لَكُنْهُنَّ مِنْ دُخَانٍ يَسْمُومُونَ ۚ كَذَٰلِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ كَانُوا فِيهَا مَعْزُومًا ۚ كَانُوا
يَجْنَانًا يَنصَبُونَ ۚ كَانُوا فِيهَا مَعْزُومًا ۚ

اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا رہے جو قیامت تک اس کو جواب
نہ دے گا اور وہ ان کے پاس سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ من نبیوں اور ولیوں جنہوں
اور مشرکوں اور بتوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکارت سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا
جواب نہ دینگے قرآن نے تمہارے اس پکار دھیر کو اور ان کو حاجت روا بھد کر تھری دنیا تمہاری
گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ تمہاری اس پکار دھیر کا قیامت کے دن انکار بھی کرے گا۔ یہ کتنی
واضح دلیل ہے۔ جو تمہارے اس فعل کی مذمت کر رہی ہے۔

صحابی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب دھسنے کی
کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرماوے یہ یاد
تقین کی طرف اگرتا بھی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا
ہے وہی ملاحظہ فرما لیتے تو شاید تمہارا فکر اس غلطی کے گڑھے میں نہ گرتا اور جو آیت کریمہ خداوند کریم
نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور ادیانہ اللہ اور انبیاء اللہ پر چپاں دے دیتے ملاحظہ
ہو مولوی اشرف علی صاحب دلفظ انہیں راہد اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو خدا کو چھوڑ
کر ایسے مجبور کو پکارتے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے۔

کیوں جناب اب فرمائیے اشرف علی صاحب نے قوم سے منشاء الہی کے مطابق
لکھا ہے بت اور ان کے مبرودہ اس لئے ہیں اور تم نے کیا اور دیا اللہ ہم غیاہ کر ام اور اولیاء و مظلوم کو اپنا
مصدق بھی سمجھتے اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مبرودہ ہوتے ہیں۔ کہ یہ شانِ ولایت ہی ہے کہ اولیاء اللہ

اور انبیاء اللہ کو بریل کے ساتھ عداوت کا حکم جاری کر کے ان پر تجوں کے بدلے ایت چپاں کرتے ہیں۔ اور اگر تم قتل کو عام سمجھو اور اس میں انبیاء کرام اور انبیاء اللہ کو شامل کر لو تو اسکی صفت لَا یُخْطِیْبُ لَہُ اِلٰی فِیْہِ الرَّقِیْبَةُ اِنْ کَے لئے صحیح دوست نہ ہوگی۔

۱۲) کہ محمد بن یحییٰ و ہر نمازیں وَالصَّلَاتُ وَالصَّلَاتُ اَشَدُّ مَعْذِرَةً اِلَیْہِ النَّبِیِّ کہ تم بھی صلوٰۃ و سلام کے تحفے دیباہد سالت آج صلی اللہ علیہ وسلم میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو میرا کرم پس و پیش تمام مواتات غیر پر صلوٰۃ و سلام کو بُرا سنتے ہر نمازیں بھی ترک کرو۔ تاکہ تمہارے عقیدہ کا ناقص رنج ہر جائے۔

۱۳) اور اہل نبوت کرم بھی اسلام علیکم جا کر کہتے ہر اگر وہ قتل لَا یُخْطِیْبُ لَہُ اِلٰی فِیْہِ الرَّقِیْبَةُ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقررہ قانون کی زد میں گراؤ تو ہر کیونکہ تم بھی اہل نبوت کے پکارنے میں شریعت رکھتے ہو۔

۱۴) اگر منشاء الہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی ظاہر تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل نبوت و گروہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد فرمایا۔

زَعْفَرَانِ ۲۵) وَ اَمْلُکُمْ اَنْفُسُکُمْ اِنْ تَبْلُکُمْ مِنْ رُسُلِنَا اَوْ رُسُلُکُمْ اَنْفُسُکُمْ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دریافت فرمائیے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے من حدیث اللہ کو پکارنے کا حکم فرما کر شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرمادیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کینچے قرآن کریم ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کرو مخالف پر فخریٰ شرک کرنے کے لئے آیت ترم نے چھوٹی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود مادہ ہر جاوے کچھ شرم کا مقام ہے۔

تقاربت ہما کو من حدیث اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھر سے ہرے نہیں ہیں۔

بد صنعت کنار ہے اور وہی ہی اور وہی کہتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کنار پار ہے
 رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو
 رب العزت قیامت کے دن قوت ثریائی غایت فرما دے گا تو وہ چونکہ عبادت غیر مستر میں تو وہ
 ان کنار کی عبادت سے اپنی بے خبری کا اظہار فرما دیں گے اور اگر اسی علم میں انبیاء اللہ اور علیہ السلام
 کو شامل کیا جاوے تو سب از اللہ قرآن کریم نے جو ان کی سفارشات اخروی کا ذکر فرمایا ہے غلط ثابت
 ہو گا اور نہ کہیں رب عزوجل نے اولیاء اللہ اور انبسیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے متبعین
 سے میزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کی اخروی اولاد کو بیان فرمایا ہے جیسے

الْأَخْيَارُ يَرْجُونَ يُغْفَرُ لِمَن مِّنْهُمْ إِلَّا الْمُتَكِبِينَ قِيَامَتِ كَ
 زُفَرٍ ۚ ۲۵ | ان تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متبعین کے، افظ

متبعین میں انبسیاء کرام اور اولیاء اللہ دو شامل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے
 متبعین سے بے خبری اور میزاری کا اظہار نہ فرما دیں گے بلکہ ان کی دوستی ان کے متبعین کے لئے
 کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ آیت سے من دون اللہ بت ہی مراد
 ہیں اور وہی بت ان کی عبادت۔ کہہ سکتے ہیں گے اور قُوُوْهُ هَافِسًا وَاِلْحَادًا لِزَوَاجِی
 سے دونوں عاجز اور مجبور و جہنم کا اندھن ہو گئے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے متبعین
 قرعین ہی ہیں مَطْعَمُونَ وَمَطْعَمُونَ اَذَلَّیْثَ عَلَیْہَا مَبْعُودٌ کَانَ فَرَاغَ الْاَلَمِ سے جہنم کی آگ سے
 قُود ہوں گے۔

دہائی

لفظ من جوئی استعمال کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی استعمال میں
لہذا من سے مراد تہار سے متعارف ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

تہار سے اس سوال کا جواب ملا کہ نفسی رحمت اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے لفظ من جوئی استعمال پر مشتمل ہے جن پر استعمال فرمایا ہے تو یہ اس
واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو سید و بعیر سمجھتے ہیں قرآن کے عقیدے کے مطابق ان کی بات
کو نقل نہ کرنا کہ من استعمال فرمایا ہے۔

محمد ع

تفسیر نفی ۲۱۸
اب ذرا تفاسیر اہل سنت و جماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیت کا مطلب
کیا سمجھا ہے۔

(وَكَاذِبُونَ) اَوْ الْاَكْثَرُ مَعْنَى بَت

تفسیر نفی ۲۱۹
وَمَعْنَى الْاَكْثَرِ اَمْ يَرِىْ مَنْ اَضَلَّ الْكَافِرَاتِ يَكُوْنُ فِي الْاَضْلَالِ
عَلَيْهِنَّ مَا يَبْلَغُ مَسْلَامَتِ عِبَادَةِ الْاَكْثَرِ اَمْ يَرِىْ مَنْ اَضَلَّ الْكَافِرَاتِ اَضَلَّ فِي اسْتِفْهَامِ
اِثْمَارِیْ ہے یہ وہ تمام گمراہی میں ہیں ان کو گمراہی جنوں کی عبارت کی وجہ سے جیت مانع ہے۔
انہیں گمراہی کے اِثْمَارِیْ کی گمانش نہیں۔

اہمیت ہذا کہ مفسرین احادیث کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے بت
مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء ائمہ اہل بیت پر اس آیت کو چھپان کیلئے کہہ کر مٹا دیا ہے
مطلب کی بنا پر آیت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت بھی اس آیت کا مصداق بن
سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

تفسیر جامع البیان ۲۱۵
(وَهُمْ عَنْ دَعَائِهِمْ مَضِلُّونَ) لَا تَقُولُوا جَادَاتِ
مَسْتَرَلًا لَا تَقْبَلُ وَلَا تَقْبَلُ اِنْ دَاخِلًا

ہیں اور کچھ جگہ ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

وَمَنْ يُؤْمَرْ بِالْعَمَلِ فَلْيُحْسِنِ الْعَمَلُ ۚ لَعَلَّهُ يَرْحَمُ اللَّهُ ۚ

۲۱۲) تفسیر عبداللہ بن مسعودؓ کہ جب کوئی آدمی کو عمل کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے اپنے عمل کو اچھا کرے تاکہ اللہ اسے رحم کرے۔

۲۱۳) تفسیر یحیٰی بن یسارؓ کہ جو آدمی کو عمل کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے اپنے عمل کو اچھا کرے تاکہ اللہ اسے رحم کرے۔

۲۱۴) تفسیر غازیؓ کہ جو آدمی کو عمل کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے اپنے عمل کو اچھا کرے تاکہ اللہ اسے رحم کرے۔

۲۱۵) تفسیر کبیرؓ کہ جو آدمی کو عمل کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے اپنے عمل کو اچھا کرے تاکہ اللہ اسے رحم کرے۔

تاریخ

روای صاحب دوسری جگہ بھی تو اسی طعن کی آیت ہے میں نے اللہ سے فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ ۚ
لَا يَسْمَعُونَ سَوَاسِطَ بَيْنِهِمْ وَلَا يَسْمَعُونَ سَوَاسِطَ بَيْنِهِمْ وَلَا يَسْمَعُونَ سَوَاسِطَ بَيْنِهِمْ
اور اگر وہ سچے ہیں تو قبول نہیں کرتے اس لیے کہ وہ سچے ہیں اور اگر وہ سچے ہیں تو قبول نہیں کرتے اس لیے کہ وہ سچے ہیں
کسی چیز کے نام نہیں اور نہ وہ تہااری بات سمجھتے ہیں اگر سمجھتے ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر یہی
ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو سوسے لاکھ کے اور کچھ نہ ہوگا۔

محمد علیؓ
فرد بنظر انصاف کام ہادی قضاے کو ملاحظہ فرمائیے جب العزۃ فرماتے ہیں
کہ جس کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک شخص کے چپکے کے جی ہلک نہیں اب غلط
امر ہے کہ وہ انبیاء و علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم السلام کے نام نہیں دیتے یہ بے عزتہ کرنے کے
ماکت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب عزتہ نے تو اس آیت کو میرے حکم کے خلاف کر کے تو اس کو غلط

کراتی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کچھ کا چھلکا بھی نہیں۔

تو لے دیا جو اگر تم اس کے مصداق بن سیدھا علیہم السلام اور اولیاء کرام کو نہاؤ گے تو ملاؤ گے بھی تو انہی میں شامل ہوئے حالانکہ اشراف العزۃ نے مطلق الموت کو تمام ذی ہوش کی جانب سے اس کے قبضہ میں رکھی ہیں اور اسرافیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شے ذی ہوش ہر یا غیر رکھی ہے جب وہ قرآن پڑھیں گے تو ہر شے کو قبلاً منقولاً کر دیئے پھر ارشاد الہی فَاَمَّا مَن ذُو اَمْرٍ اَکْثَرَ مَلَاکَہِ اِیْسَہِ ہِیَ جَن کے قبضہ میں امورات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوند کی عطا کردہ تدبیر سے چلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الہی ہے فَاَمَّا مَن شِئْتَ اَمْرًا وہ ہر کام کو تقسیم کر کے چلا رہے ہیں اب فرمائیے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَافِیْکُمْ مِّنْ مِّثْلِہِمْ قَطٍ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّا جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْہِمْ اٰیٰتٍ لِّعَلَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

پہلے اسلام آیا۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ
جانشین ۲۵ { وَتَتَّخِذُ لَکُم مِّنْہُمْ اَیُّمًا مِّمَّنْ فِی الْاَدْنٰی جَمِیْعًا تَرْضٰہُ }
 انہی نے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں سے اور جو چیز زمین میں سے سب کی سب۔

اشراف العزۃ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شے زمین آسمان کی تابع فرمادی تو معاذ اللہ آپ کو بڑا مسجود سمجھنا چاہیے تمہارا یہ کیا برا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اللہ تعالیٰ نے ہر شے بنادی لیکن پھر بھی آپ مسجود اور الہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مَافِیْکُمْ مِّنْ مِّثْلِہِمْ قَطٍ فرما کر نبیوں کی تدبیر کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو ایک چمکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہمت دھڑکی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ بھٹائیہ اور امریکہ اور روس جو آئی ملکیت حقیقہ رکھتے ہیں پھر تمہیں کہ اس مستند لال کے مطابق اپنا مسجود سمجھنا چاہیے اور پھر کہہ دینا کہ فرمایا خداوندی کے ماتحت وہ بیوں کے خدا نہیں ہیں کیونکہ اللہ ہر شے کی ملامت ان میں ملکیت موجود کیونکہ جو بڑے معبود قطعیہ کے بھی مالک نہیں بلکہ تمہیں تو فرعون غرور شاہ وغیرہم کو بھی معبود اور الہ

ماننا پڑیگا۔ قریب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کر دیا اور تاروان جو اب بھی زمین میں دھسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو نہیں اپنے مجذوم اصول کی بنا پر اللہ ماننا چاہیے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

وَأَنشَأْنَا مِنَّا آلَافًا مِّنَّا لِنَبْلُوهُم أَيُّهَا الْعَصْبَةُ أَيْهَا الْقَوَّةُ
قصص ۲۶
اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قسم کہ اس کی کنیاں اپنے بھائی

جوت تھیں ایک جماعت قوت والی کو۔

عادلہ کے ذہنی ملکیت نہ رکھتا ہے پھر بھی اس کے فکر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کلام سمجھنے پر لے لیا تھا جس نے اسے فرق کر دیا۔ اور یہ خیال یہاں اسی واسطے تم لے گئی ان کو بڑا بھابھا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان کو اپنا اللہ سمجھتے ہر اسی واسطے انبیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی زمین کرتے ہر دور انہیں مایہ نیکو کوئی قطعیہ کا مصداق بنا کر جن کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ خود کا خوف کر اور کلام انہی کو بھانڈو مست۔

دوست یہاں حدود اللہ سے مراد جنت میں ملکی صفت رب العزۃ نے مائیکو کوئی مٹ
قطعیہ فرمائی ہے اور انہی کی تبدیل اللہ کی ارمیت کو باطل ثابت کرنا مقصود انہی سے
جس کو تم میرا پیر کی طرف سے ہر مافضو۔

وہابی
جہاں ہم تو اہل متبر کی بات کرتے ہیں۔ غناء وہ بھی ہوں یا ولی وقطیر
اے مالک نہیں۔

محمد عمر
اچھا تم زلفہ انبیاء عظیم اسلام اور انبیاء کرام کو سب و تسلیم کر بیچے ہو کیونکہ قطیر
اے مالک میں پھر اہل قبور کے منظر پر غصے ہو گیا بدلی باتیں گھڑتے ہو ہیں
کہیں بیات و محبت کی شخصیں آتی تھیں رب العزۃ نے تو داؤدین کا صلہ عام دیا ہے اس
میں محبت کا شخص کون ہے۔ اور انبیاء عظیم اسلام اور انبیاء اللہ کو روکے والا موم ہے وہ زلفہ
میں میرا کہ آگے افشاں اللہ ذکر ہے آئیے اگر اہل فہم کو ہی زیر بحث لانا ہے تو ان کی ملکیت بھی

تہمت کروں باقی ہے یہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ جَعَلْنَا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا مَرْضِينَ ابْنِارَ طِيمٍ اسللم ہوں یا اولیاء اللہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہیں گی۔ قرآن رب العزت نے جنتوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا نام بنایا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔
وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ يَوْمَ تَكْفُرُ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
ال عمران ۱۳ اَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ اور جلدی کرو بخشش کی طرف جو تمہارے سب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان ارضیں میں جنتیوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی حکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزت نے بنا دی جتنی کہ دنیا میں تابع فرمائی
حق جرات سابت سے واضح ہو چکی تہا بہت بڑا کہ یہاں اہل اللہ مراد انہیں میں جو تم نے سمجھا ہے غلط
ہے بلکہ بت مراد میں جن کی دنیا میں حکیت نہ جتنی میں بلکہ بہنم کا پند من ہو گئے۔
اب حق تفسیر و خط ہے

تفسیر نفی ۱۱۰۴ { وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِنْ دُونِهِ أُولَٰئِكَ أَصْنَاةُ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ اللَّهَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ } اِنْ تَتَّبِعُوا هَٰذَا اِلَّا اَصْنَاةُ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ
اب تو مفسرین احاطہ میں تھا سے برخلاف ہے اب تو میان سے آگیا تمام مفسرین آیات
کے معنی غلط کہے ہیں اور آج سائے تیو سوسال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو نہ کہ وہ
اب باقی ال سنت و جماعت کی تقابیر کے عوارضات ملاحظہ ہوں

تفسیر موضع القرآن ۳۵۶ { اِنْ تَتَّبِعُوا هَٰذَا }
یعنی دماغی تہمتوں سے

تفسیر تبارک ۲۶۴ { اِنْ تَتَّبِعُونَ هَٰذَا } اِنْ تَتَّبِعُونَ هَٰذَا اِنْ تَتَّبِعُونَ هَٰذَا

فَهُمْ الْأَصْنَامُ

(۴) تفسیر یضادی ۱۱۱ { لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ } لَا يَسْتَعِزُّوْا

{ لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

(۵) تفسیر جامع البیان ۳۴۰ { لَا يَسْتَعِزُّوْا }

{ لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ } لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ

(۶) تفسیر خازن ۲۲۶ { لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

{ لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ } لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۲۲۶ { لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

{ لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ } لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ

(۸) تفسیر ابن کثیر ۱۱۱ { لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

الْمَلَأْنِيكُمْ بِالْمَقْشَبِيْنِ

{ لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ } لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ

{ لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

(۹) تفسیر کشاف ۲۲۶ { لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

{ لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۱۰) تفسیر ابن جریر ۲۲۶ { لَا يَسْتَعِزُّوْا مَعَهُ كُمْ }

أَنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ الْفُلُوكَ وَالْجِبَالُ وَالْأَنْجَارَ وَالْأَنْجَارَ

فَيَكُونُ فِيهَا الْفُلُوكُ وَالْجِبَالُ وَالْأَنْجَارُ

بَيْنَهُ عَشْرَةَ كَامِلَةٍ

مطابق سمجھ جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے اور جیسا کہ متقدمین مفسرین اہل سنت و جماعت نے بیان کیا۔

اور اگر مفسرین کے خلاف ذالذین یبدعون فی دین انبیاء کرام کو بھی شامل کر دے تو پھر لہجہ تمام دہائیہ کی شریعت بھی عیسائیوں کی ہی آسانی سے ہر جائیگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شاہد قرآن کریم یہ موجود ہے۔ اِنْ اَخْلَقْنَا نَحْنُ مِنَ الطَّيِّبِ كَقَعْبَةِ الطَّيْرِ نَأْتِجُ فِیْهِ ذَبْکُوْتَ طَیْرًا اَبَدِیْنَ اَمَدِیْهِمْ گویا ہر تہاڑے شے سے پرنہ سے لی شکل میں ہر اس میں ہم کروں تو وہ اللہ کے اذن سے اڑے والا ہو جائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام میں دونوں ذات موجود صفت خلق میں اور صفت حیات بھی اور تم نے جو اس دین سے استدلال کیا ہے کہ یہ دونوں صفت اور میت کی دلیل ہیں اور کسی میں نہیں لہذا ان کو پکارنا شرک ہے تو عیسیٰ علیہ السلام تہاڑے سے عیسا۔ الہیستہ پر پور سے اترے اس واسطے تم ان کو پکارو جیسے پکار کر دیکھو وہ تہاڑے سے اترے اور تہاڑے پر گئے پھر تہاڑے ہی عیسا کی عقیدہ رکھتے ہو اسی واسطے علماء اسلام کو یقینیت اور ادیانہ ارشاد امت محمدیہ کو نہ ہانا کا مصداق بناتے ہو تہاڑے خدایہ کی اصلاح سے کیوں نہ استعجال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی التماس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے نہیں اور نہیں علماء و دینی اسلام سے کوئی سروکار نہیں نبیان اللہ قرآن والی جو تو ایسی ہر چہ حویں صدق ہے مفسر قرآن میں واقعی ایسے ہی ہونے چاہیے جو لوگوں کو قرآن سے شرک و ملوث ویں ہاں ایسے مفسر قرآن تو دہائیوں کو ہی تیار کر دیں اسلام میں ایسے مفسروں کی ضرورت نہیں مسلمان شرک سے خدا کے فضل سے مبرا ہے جو یا کہ انصاف و تقدیر میں نے تہاڑے قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ گئے ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں۔ محض حسد کر کے ادیانہ ارشاد اور انبیاء کا کیا بگاڑو گے اور قرآن کریم کو سمجھو اور خدا کی مشاہدہ کے مطابق بیان کر دو کہ اس آیت کریمہ میں تہوں کی تہذیب مراد ہے بلکہ طاق خلق ہے اور وہ تہذیبیں اور وہ من دون اللہ بھی ہیں اور ان کو معبود سمجھنا یہ بھی من دون اللہ اور ان

کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے اور من دون اللہ کو یہ طاقتیں نہیں ہر شے پر طاقتیں
 اگر کسی علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوت حیات و موتی من دون اللہ
 نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزت کے کلام میں تعارض لازم آئیگا کہ ایک مقام
 پر انبیاء اللہ کو قوت حیات و قوت تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلعت و مایہ
 کہ یہ خلعت الہییت کے ساتھ نقص ہیں سلا کہ یہ خلعت ہے کیونکہ امر الہی ہذا دوسری میں تو من
 دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور یہی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی و من دون اللہ نہیں ہر
 سکتے اور من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ کہ یہ دو صفات ایک
 وقت تینوں میں پائے جاسکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور انعامات خیرہ اختیار بھی ہیں اور ہا
 قبر بھی یہاں اور نہیں ہر شے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مرکب نہیں ہر شے
 ہیں۔ اس واسطے کہ مخلوق کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تھا ہے
 نزدیک ہے ہی نہیں تھا ہر شے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں بل ان کو بالافعال
 کہنا مخلوق کہنا تھا ہر شے عقیدہ کے مطابق ان کا وجود اور ذوق و اموات کا مصداق
 بن سکتے ہیں کہ مردہ اس معنی کہ کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیات مستغرق تھی اور اب نہاں
 نزدیک وہ جسم بقدرتہا سو اسے رمی کے لاشی مضرب است کا غلط مطلب بیان کرنے سے
 تمہاری جان اٹکنے میں آگئی یا تو است کا مطلب صحیح بیان کر دو صفات تینوں میں ہیں اور یہاں
 بت ہی مراد ہیں اور یہاں علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبر کو اپنی قبر میں جس معبودی
 تسلیم کرو۔

قرابت ہذا کہ اس ایک رب العزت نے بت پرستوں کو فرما دیا کہ کہہ دیا کہ اس کے ذیل کیا ہے اور
 اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی تلاوت اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے
 کیونکہ من دون اللہ ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ ایک وقت تمہارے مقرر کردہ معبود تینوں
 میں یہ دو صفات ایک وقت مفقود ہیں رب العزت کی فائز میں ایک وقت دو صفات

موجود تھیں اور میں بھی اور ہمیشہ ہے کہ میں کہیں نڈال نہیں تو اسے نگار اور ہیت و پرستار ان
بت ایسے کمزوروں کو صبر و بنانے والا باز آجاؤ اور اس طاقت و ویدل خالق کی صرف پرستش
کو اور اسے فرقہ دہیہ نہیں خداوند ہدایت سے اور تم بھی تخریب لڑائی کر کے اسلامی بزرگوں کا
آزمین مست کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور میں جو ایسا کریں۔

تم بت پرستوں کو امت کے وقت پر فتنہ اور اخبار جھولیں گے اس وقت
خدا یاد آویگا اور اس وقت پھٹاؤ گے کہ ہم نے خدا کو چھوڑ کر اپنی
کی کیوں پر جاکر دیکھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔

خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي بُيُوتِكُمْ ۚ كَذَلِكَ يُخْرِجُ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ
مِنْ دُونِ النَّبِيِّينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب آپ نے ان کے پاس نبی سے فرشتے جان نکال دیں گے ان کی
کہیں گے وہ کہاں ہیں بن کر تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے وہ غائب
ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔

بسیہ وقت صرف یہ تھا مال ہر کا باز آجاؤ انسان بنیروں کی پر جا چھو دو۔

مولوی اشرف علی صاحب کازمیرہ صاحب فرمایا لیجئے شذوذ من دون اللہ
جن کی تہذیب کو چھوڑ کر جہالت کیا کرتے تھے معلوم ہوا کہ مولوی شرف علی صاحب
بھی بت پرست لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ جو یہ پوچھنا کہ تمہیں دیوں کی پرستش کسے ہو۔
شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں گوئیڈ کہا است اپنے شاہے پرستہ بجز خدا۔

میں اور یاد رکھو اسے فرقہ دہیہ کہ ہم تمام اعانت چھوٹے سے بڑے تک اور گنہگار
سے اور یاد رکھو امت سے ہر دمک بچنے سے بڑھے تک خدا کے سوا فیروں کی پر جا کرنے
والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم نبی اللہ کو درجہ الوہیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا مشرک ہے ولی اللہ
کو نبی و درجہ الوہیت سے بڑھا کر درجہ الوہیت پر خاتمہ نہیں سمجھتے ایسا کرنے والوں کو مشرک

وہ معبود جس کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) ارشاد ولی اللہ صاحب، گوشتد کہا است آنچه شما سے پرستید بجز خدا۔

ان تمام آیات سے اور اہل سنت و جماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معبود ہیں جو کہ یہاں اسپر اور ادیار اور اور اللہ اور ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لوگ اللہ کے سوا اپنے معبود سمجھ کر ان کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں ان کے لئے یہ سختی اور محک ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم من دُؤن اللہ نہیں بلکہ باذن اللہ انبیاء اللہ اور ادیار اللہ کو اپنا معبود مانتے ہیں۔ اور دنیا میں ہماری وہ اور فراموش ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت دگ جس میں وہ اپنے مقبضین کی اور فراموشی کے کچھ نہ رہیں تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ بنی خدا کو درجہ برت سے نہیں دیتے اور ولی اللہ کو درجہ الوہیت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بکرب استغاثت خود معطال ہماری اور انشاء اللہ فراموشی اور مبتہ ہو کر کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور شان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہرئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے اعادہ کر سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور بنی اللہ کے لئے سال میں تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگر یہ باذن اللہ سال میں تو انبیاء اللہ اپنے مقبضین کے لئے باذن اللہ ہمیں ضرور شاندار سے پہنچنے والی اللہ علیہ وسلم ہمارے مقبضین کے لئے یہ عالم ہیں دنیا میں بھی کبریا میں حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ مرتبہ جس ہمارے لئے آپ پر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زمان رحمۃ العالمین ہیں اور آپ کی عام رحمۃ ہمارے لئے اب بھی نہایت دہندہ ہے اسی لئے بھی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان پر حالت ہماری بھی ہوگی۔ تو آپ کی رحمۃ ہر جاہ مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم مقبضین و فلاحین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کی کیا جرات ہے کہ وہ سوال کر سکیں اللہ بھی ممکن ہے، ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا معبود نہیں سمجھتے لیکن باذن الہی آپ کو رحمت العالمین بخشی ضرور سمجھتے ہیں اور اسی کا نام معبودیت کا تصور ہے تو خداوند کو کہنے کو تو نہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے لئے دعوت و رحیم کریں بناو یا جو در وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کرتے ہیں اور ہمارے دکنے سے دکنے نہیں۔ بھائی ہم کو یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ ہماری ہوا جس میں توجید و رسالت دونوں کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْمَا کُنْتُ مُحَمَّدًا مُحَمَّدًا مِنْ دُفَعِ اللّٰہِ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آسکیں اس وقت انشاء اللہ باذن الہی جنتی ملائکہ تشریف فرما ہو گئے۔ جو دُفَعِ اللّٰہِ عَنْ فَاکِی شَان سے مرعبا اہلا و سہلا کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالے گا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاؤ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غم سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے یہاں سوال کیوں کیا یہ سوال تو جناب و ہاں حضرات کے لئے یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لئے یا آریہ اور سکھوں کے لئے مختص ہے جو شان نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بتاتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف اللہ مثل بت مالا یستخضع ولا یبغیہ ولا یفنی خلق مثلی کے درجہ پر تصور رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو وہی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ ایت کی ریت پرستوں کی آئندہ مشہورادی کو ظاہر کر رہی ہے یا جو اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقت موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ قتلے اور اس کے دل اور اس کے ادبیاؤں کا دامن تمام رونا کہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقت موت تمہارے پاس آئیں ورنہ اسے بت پرستو اسے غیر خدا کو خدا سمجھنے والا سمجھ کر اپنے تم پر ایک گرا اپنے اپنے مرتبہ پر اپنا نہ سمجھو گے تو تمہارا انجام ہوا ہو گا اور اگر اسے وہابی صاحب تم ہمیں رسالت و وحیت کے اقرار سے منکر کہہ تو ہمیں خدا ہدایت دے تاکہ تم قرآن کو صحیح سمجھو اور خداوند تمہیں بھی توفیق ہدایت فرما دے کہ تم بھی کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تمام رونا کہ ایسے سختی سمجھو کہ تمہارے تاکہ تمہاری آنکھ میں ان کو دیکھ کر بننا ہو جاوے اور میں حضرت اللہ کو من حیث الالات سمجھ جاؤ۔

اگر تم نے اس آیت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایسا اور مشکل کا سامنا پڑے گا اور وہ یہ کہ جو لوگ ملائکہ کو ماز اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل ہونگے اور وہ لوگ تمام عمران کو پکارنے رہے ہونگے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہونی چاہیے کیونکہ یہ ان کو فشتے سوال کریں گے اِنَّمَا كُنْتُمْ نُفُوسًا حَيَاتٍ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکار رہے تھے تو وہ سبائے ضَلُّوا اَعْتَا کے بارمانی کہہ دیں گے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکار رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہوجن کو پکار رہے ہیں۔ تو ایسے مشرک لوگ بقول تبارک و تعالیٰ ان کے عذاب و پکشد سے بچ جائے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ سوال محض پکار کا نہیں بلکہ توحید کا سوال ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا اور کسی کو معبود سمجھ کر پکار رہے ہیں ان سے پکشد ہوگی کیونکہ وہ دوزخی نشتے باذن الہی خدا کی طرف سے داد دیں گے۔ اسی واسطے ان کا پہلا سوال محض وہ اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ قسم نے خدا کی عبادت نہیں کی بلکہ فیر کی پرہا کرتے ہیں اس واسطے خدا نے ہمیں بیجا ہے کہ وہ مومن جو بعض توحید کا اعلان کرتے پھرتے ہیں اور عبادت الہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مِّنْ اَشْفٰكُ الْاٰفَاكُ کے رو سے اس سوال کی سرورش میں نہ ہونگے؛ حالانکہ پھر ضَلُّوا حَتّٰی کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکن سوال مذکور ہوا اور گرفت بھی مذکور ہوئی کیونکہ اس سے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا ہم مومنین حضرات ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ سوال پڑے گا بلکہ تم جو اپنی خودی یعنی خواہش کو الہ سمجھ چکے ہو اور اپنی خواہ سے ہی ہر مومن پر فتویٰ کھڑو کرکے بڑے ہر مومن سے یہی سوال ہوگا۔ اور تم اپنی بات وٹاؤں کو مٹاتے ہو ابھی تو یہ کہہ کر اور اپنے نفسانی فتوؤں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال سے کوئی رمانی نہ ہوگی۔ فَاَنْصَبُوا وَلَا تَحْتَبُوا۔

”وہابی“ اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حِیَاۃً اَشْنَاکُمْ مَا دَعَوْهُمْ
فَلَیْسَ بِحَبِیْبٍ اَسْکَرَا یَا کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ۝

جے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مثل بندے ہیں تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے
جواب دیجیے ہیں؟ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت نے سیر پرتوں مشرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری
مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے
کیوں ہو اعدان سے مراد ایسے کون مانگتے ہو لہذا ثابت ہو کہ اہل قبلہ کو پکارنے والے سب مشرک
ہیں اور مشرک سے باز اہل اہل نبویوں دلوں کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تمہاری مثل بندے ہی
تو ہیں۔

”محمد عمر“ بحال قرآن کریم کے سیاق و سباق کو دیکھنا مابعد ما قبل کے تعلق کا خیال
بلکہ کھانا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جیسا کہ اسے تو وہ معرفت قرآن ہے اور
وہ یہ کہ کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

نبیؐ یہ آیت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزت نے محض ہندوؤں کے رویوں اور غمخیز
تبروں کی تلافی کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کا ٹکسی قلاں میں چونکہ انہیں نے میٹھتے ہو اس واسطے
تم نے میسائے اس کے کہ اپنے رہنما کا ٹکسی ہندو پر چپاں کوستے اس مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ
پر چپاں کر دی ایمان اللہ تمہارے جیسے مسلمان مردوں کی مروجہ گی میں کفار سے مخالفت کرنی اور
ان کو قرآنی پور کتنا سنت گناہ سمجھتا ہوں۔ آئیے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو متعین
اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان مومنین غلامان مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام کے منقسم تھے بعض اپنے آثاروں کی مدد کی بنا کائن کی
پرستش کرتے تھے بعض ملائکہ کو نبات اللہ سمجھ کر اپنے دھن سے منگھڑت فقیر پر گڑھ کر

یعنی الاضمار

۶۱) تفسیر ابن جریر رحمہ اللہ
 (۱) اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّرُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حِیَادًا اَمْشَانُکُمْ
 اَیُّوْلَ جَنِّ شَاعِرٍ یُّفَوِّلُ لَایَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عِبَادَةِ
 الْاَوْثَانِ مَوْجُوعٌ عَلَى عِبَادَةِ نَهْمٌ مَّا لَا یُخْتَرُ هُوَ لَا یَنْفَعُهُمْ مِنْ الْاَضْمَارِ
 اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّرُوْنَ اَیُّهَا الْمُشْرِکُونَ اَلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَتَعْبُدُوْهُمْ
 مِثْلَ مَا مِیْنَعُوْهُ کَعْبَادَةِ اللّٰهِ مِیْنَادُ اَمْشَانُکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ
 کَمَا اَمْشَا لَکُمْ قَالِیْتُ -

اللہ کے لئے فرماتے ہیں جس کی عبادت سے ان مشرکوں کو قوت بخ کرنے والا ان کی عبادت پر
 چونکہ نقصان ہوتا ہے ان کو اور نہ نفع ہوتا ہے ان پر اس سے بے شک اسے شرک میں کو تم اللہ
 کے سوا مبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ سے ساتھ شرک کر کے اور کفر کر کے وہ
 تمہاری مثل بند سے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی عبادت میں جیسا کہ تم عبادت
 ہو اپنے رب کی۔

۶۲) تفسیر خازن رحمہ اللہ
 (۱) اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّرُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حِیَادًا اَمْشَانُکُمْ
 اَیُّوْلَ جَنِّ شَاعِرٍ یُّفَوِّلُ لَایَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عِبَادَةِ
 الْاَوْثَانِ مَوْجُوعٌ عَلَى عِبَادَةِ نَهْمٌ مَّا لَا یُخْتَرُ هُوَ لَا یَنْفَعُهُمْ مِنْ الْاَضْمَارِ
 اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّرُوْنَ اَیُّهَا الْمُشْرِکُونَ اَلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَتَعْبُدُوْهُمْ
 مِثْلَ مَا مِیْنَعُوْهُ کَعْبَادَةِ اللّٰهِ مِیْنَادُ اَمْشَانُکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ
 کَمَا اَمْشَا لَکُمْ قَالِیْتُ -

وَقَدْ سَدَّ ذَاکَ مَوْجُوعٌ وَصَفٌ بِأَلْفَاظٍ اَمْشَانُکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ
 اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ مِمَّا اِذْعَمُوا اَنَّ الْاَضْمَارَ تَعْبُدُوْهُمْ وَتَعْبُدُوْهُمْ وَتَعْبُدُوْهُمْ وَتَعْبُدُوْهُمْ
 صَحَّفْنَا مِثْلَهُ قَالِیْتُ مَوْجُوعٌ مَّذِیْبُ الْاَلْفَاظِ عَلَى اَوْفَنِ مَعْنٰی هِیْ
 فَلَیْسَتْ فَمَوْجُوعٌ اِیُّوْلَ جَنِّ شَاعِرٍ یُّفَوِّلُ لَایَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عِبَادَةِ
 الْاَوْثَانِ مَوْجُوعٌ عَلَى عِبَادَةِ نَهْمٌ مَّا لَا یُخْتَرُ هُوَ لَا یَنْفَعُهُمْ مِنْ الْاَضْمَارِ
 اِنَّ الَّذِیْنَ سَخَّرُوْنَ اَیُّهَا الْمُشْرِکُونَ اَلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَتَعْبُدُوْهُمْ
 مِثْلَ مَا مِیْنَعُوْهُ کَعْبَادَةِ اللّٰهِ مِیْنَادُ اَمْشَانُکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ اَمْشَا لَکُمْ
 کَمَا اَمْشَا لَکُمْ قَالِیْتُ -

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ شرک لوگ عبادت کرتے ہیں وہ اللہ کی ایک ہی جیسا کہ
 یہ ان کی ملک ہیں۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو نفل عبادت سے تعبیر کیا حالانکہ وہ جماد میں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت فتنان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ ماقبل بھی ہیں اور سمجھدار بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے، ان پر انہوں نے گرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور گنتا تہیں بعض مشرکین کو استغفر کے طور پر عبادۂ امثال سکندر ارشاد فرمایا۔

ان تمام اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے ثابت ہوا کہ اس ایثار میں سب العزۃ نے
کنارہ کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سنے والا دیکھنے والا چلنے والا کھڑے
والا بنایا ہے اور میں کی تم پر جا کرتے ہو قرآن کا سورہ سے مجی عود میں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کہ ایسے
ناواقفوں کی پرستش کر رہے اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کنارہ کو ان کے بتوں کی
تبیح کر کے ان کی کزوری پر ان کو لڑل کرے اور تم انبیاء علیہم السلام اور ادیار اللہ کی تحقیقات کر کے
ان کو لڑل کرتے ہو، اسی یہ کام پہلے کنارہ کا بھی تھا جیسا کہ سب العزۃ نے فرمایا یا نبیؐ یا
میں ذمہ دار ان کا تو اس میں تنہا ذمہ دار کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کے کنارہ نے لڑل نہ
کیا ہوا رہیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدلے گا تو تنہا کیا حال ہوگا کنارہ کو لڑا اور
نے چلیج دیا کہ تنہا سے مبرا ہو کر کچھ بہار بچاؤ سکنے ہیں تو بچاؤ لیں اور تم مسلمانوں کو چلیج دیتے ہو
کہ تنہا سے انبیاء اور ادیار اگر کچھ بچاؤ سکتے ہیں تو بچاؤ لیں یا دیکھو ان کے مالک کزور
تھے اور مصلحت زبردست تھا کہ کچھ بچاؤ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تنہا بھی مالک
دیکھتا رہے تنہا اپنے انبیاء علیہم السلام اور ادیار کے لڑل کا کیا عجیب بدلہ دیتے جیسا
کہ ارشاد الہی ہے فَلَمَّا سَأَلْتَهُ بِمَنْ تَعْبُدُ قَالَ بِعَيْنِهِ فَإِنْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنَّهٗ يَنْهٰی عَنْ عِبَادَتِهِۦ
مَنْ يَكْفُرْ أَفَتَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فَلَوْ كَانَ دُونِ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
میں کہ ان کی قوت لاشعنی محض حق اور یہ انبیاء و گرام اور ادیار و عظام اپنے متبعین کی سنتے
ہیں جن کی شان منی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ۱۴۴۳ ۱۴۴۳ سَمْعَةُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَلِصَاحِبِهِ الَّذِي يُبَصِّرُ

بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي يُبْدِئُ بِمَا أَوْرِثْتَهُ الَّذِي فِي قُسْبِي بَيْتَانِ إِنَّ سَأَلِي لَأَعْظَمُ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دل کے کان ہوتا
 ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں
 اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں وہاں کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے ساتھ
 وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھے کوئی مال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور مٹتیے۔

آلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 بخاری شریف ۱۱۱۱ | اللَّهُ أَشَاعَ عَيْنَ عَيْنِي فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے نبی کے کان کے پاس ہوتا ہوں۔
 کہیں جناب اب فرمائیے۔ اب اب العزۃ نے پہلی اے اللہ فرماتے اپنے
 دل کی ایسی شان بیان فرمائی کہ تجوں کے مقابل میں وہ اپنی کائنات کو کر کے دیا بلکہ دوسری مثال
 شریعت میں اب العزۃ نے بیان فرما دیا کہ میرا دل تیری غزل کی طرح نہیں مگر یہ بندے کے
 جو خیال ہیں آجائے میں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ وَاللَّهُ وَفِيهِ كَوْنٌ جَمِيعٌ مَخْلُوقَاتِهِ خَالِقُهَا وَبِطَانُهَا
 فَتَعْلَمُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو مردوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے
 جیسا کہ ایک شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیر دے تو پانی خود بخود اس کے
 منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ دیر و کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْمَعُونَ دُعَاءَهُمْ لِيُخْلِسُوا إِلَيْهِمْ
 كَفْثِهِ الْإِنَّمَا يَسْمَعُ مَا هُوَ مُوَيَّاعٌ بِهِ فَمَا تَعْمَلُ الْكَافِرِينَ إِلَّا
 فَاَسْلَفَ

اور جو لوگ من دون اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کہ پانی کی

طرف دونوں تختہ پھیلانے والے کی طرح تاکہ اس کے مذہب پہنچے حالانکہ وہ پانی اس کے مذہب تک نہیں پہنچنے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا ٹکڑا رہی میں اب تم مردوں کو کچلتے ہو یہی حال قبلہ ہے۔

محمد عمر

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے من دون اللہ کی ایک صفت بیان فرمائی ہے

کہ من دون اللہ کرن میں فرمایا لَا تَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ لَیْسَ بِیْهِمْ وُدٌّ اِنَّ

اپنے پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان میں یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلائے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام چھوڑ دینا چاہیے قبرستان میں جا کر تو تم بھی اسلام علیکم کہہ دیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیت میں دوزخ و دیکھ کافر سوال ہی نہیں اَسْأَلُکَ عَنْکَ اَیُّهَا الْبَاقِیُّ الْبَاقِیَّاتِ میں کہتے ہو تم بھی مشرک ہو گئے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک تمامہ دھوکہ اللہ ہے آئیے فقیر مومنین کو اہل قبلہ مومنین کا جواب دینا ہمیشہ پاک سے ثابت کر دیتا ہے۔

کثر العمال ۱۶۶

مِنْ دَاخِلِ الْقُبُورِ یَا عَسَیْ قَدْ اَعْطَا بِیْہَا رِزْقِیْ فِی الْاٰخِرَةِ مَرَّتَیْنِ۔ پس تشریف لاتے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ملے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جو ان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمر تین قبر کے رب نے مجھے دو بار جنت عطا کئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ سے مراد اہل قبلہ نہیں ہیں کیونکہ جو ان سے بات کرنے کی قہر رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں اور اہل قبلہ کو پکارنا بھی ثابت ہو گیا اور سنئے

وَكَاُنَ فِي رَمَانِنَا شَخْصًا سَيَكُونُ الْغِذَاؤُا نَسِيْدُ مَسْأُو
 طَبَقَاتِ كِي ۱۱۶ } لِيَسْتَعِيْذُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِقُوَّةِ الْاِثْنِيْ عَشْرِ صَلَی اللہ علیہ
 وسلم فی الشَّاهِدِ دَائِمًا بِكُلِّ وَعْدَةٍ رَحِمَ اللہ عَنَّا بِجَانِبِهِ وَ الْغِذَاؤُا لِيُجَابِلِسْ
 سَبِيْنُ سَيَدِيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللہ صَلَی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَذَا اِيْتَاكُمُ
 فِيْ ذَا اَنْ الْاِثْنِيْ صَلَی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَا تُوُوْا السَّيَاطِرَ وَ اَقْرَبِيْمْ فَصُيْبُ
 لِاَجْلِ الْغِذَاؤِ اِيْ وَ قَامَ هَذَا الرَّجُلُ مِنَ النُّعْمَةِ فَاشْرَا السَّيَاطِرَ عَلٰی ظَهْرِهِ وَ لَفَ
 يَزَلْ وَ كَاُنَ يَبْكِيْ وَ يَحْكِيْهِ لِنَاسٍ -

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا بھتا تھا اور ان کی بڑائی
 کو تمام شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 اور آپ کے دو بیاضین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ
 علیہ بارہ مرتبے صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست پیش کر رہے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ شخص میرے متعلق باتیں بنا رہا ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کڑے مارنے والے
 کو بلاؤ کہ جب وہ حاضر ہوا تو اپنے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کڑے مارے جائیں تو وہ شخص عیب
 نکالنے والا، کڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی خبیث سے کھڑا ہوا اور کڑے مارنے
 والے نے ہر کڑے مارے اس کے فحاشات اس کی پشت پر موجود تھیں اور وہ شخص ہمیشہ روتا
 رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اہل قہر جوتے ہیں۔
 تو ان کی طرف سے اتنا پھیلا تا ایسا ہے۔ کہ تھیلے کھینچ دینا ایسا ہے کہ تھیلے پھینچ دینا ایسا ہے کہ پانی
 اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو خود بخود پیچنے والا نہیں کہ تھیلے پھیلا
 بھی میچ نہیں۔ انبیاء علیہ السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت وفات میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بعیر آپ کی رحمت کے تو ہر زمان الہی عالمین کا قیام ہی نہیں ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کو تم نے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر چپاں کیا ہے یہ تمہارا چپان کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں بھی ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی ۲۵ { استغفار بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صانع تھا اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیسرے ساتھ لوگ محل میں نکل جائیں تو اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعا مانگیں فَخَرَجَ الْفَاحِشِينَ وَالنَّاسِ مَعَهُ وَاسْتَقْبَلْنِي الْقَاضِي يَا النَّاسِ وَابْنِي النَّاسِ عَيْنَ الْقَبْرِ وَتَشْفَعُونَ إِنِّي أَخْبَرْتُه فَارْسَلِ اللَّهُ تَعَالَى السَّمَاءَ بِأَنْوَاعٍ عَظِيمَةٍ عَزِيزَةٍ فَقَالَ هَٰذَا النَّاسُ مِنْ أَجْلِكَ يَخْتَلِفُ مَتَبَعُهُ أَنِّي أَدْعُوهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَحَدًا اَلْوَعُولُ إِلَى سَمْعِ قَدَمِي مَوْجِ كَثْرَةِ اَلْمَطَرِ وَكَثْرَةِ اَلْمَتَدِّ

تو خلا قاضی اللہ لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استغفار بھی پڑھی رگڑیں ساتھ اور لوگ قبر کے پاس روئے اور امام سجاد ہی رحمت اللہ علیہ کی سنادش خداوند کے دربار میں پیش کی تو رب العزت نے آسمان سے غیبی طور کی باکستیں برپا کی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے غارتگی میں مات دیں باہر نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جاسکے اسے وہابی دوستو خدا را اچھ سوچ کر ایت کو چپاں کیا کیونکہ انہیں بتوں کے حق میں نازل ہی ان کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ پر چپان مست کر دینے والی کتاب تمہارا ہی تصنیف شدہ نہیں کہ جو تمہارا دل چاہے مطلب بناو تمہارے اس عقیدہ بالحد کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی تردید فرمائی ہے۔

وَلَيْسَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ بِأَشَدَّ مِنْهُ لَكُمْ وَلَيْسَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ بِأَشَدَّ مِنْهُ لَكُمْ
ال عمران ۱۰۲ اخذت عذبتهم ولا هم يحزنون۔

اور وہ شہداء مبارکین طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ان کے ساتھ ابھی ملے نہیں ان کے پیچھے نہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی عذبت نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

سناء اب توفیقہ خداوندی ہو گیا کہ یہ پارٹی شہداء و اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے ہیں۔

کچھ خدا کا خوف کرو جب حیاتِ انبیاء علیہم السلام و شہداء و صالحین و رضوان اللہ علیہم اجمعین بکلام الہی ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر تمہجو تو تم سے خدا سمجھے آئیے اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق کہتے ہو کہ جلال ان کی تفسیر ہی سن کر شاید تمہارا ایمان دوست ہو جائے اور خداوند نہار سے عقیدہ کو درست کر دیں **يُضِلُّ بِمِ كَثِيرٍ اَوْ يُبْدِي بِمِ كَثِيرٍ**

۱۱ التفسیر خازن ۲۱ **وَالَّذِينَ يَبْدُوْنَ مِنْ دُونِهِ** یعنی **وَالَّذِينَ يَبْدُوْنَ مِنْ دُونِهِ** اَلْبَشَرَةُ تَبْدُوْنَ دُونِ اللّٰهِ وَفِي الْاَصْنَافِ الْاَتَمِّ لَيُبْدِيَنَّهَا **وَالَّذِينَ يَبْدُوْنَ مِنْ دُونِهِ** کے معنی جن کو تم خدا کے سوا معبود پکارتے ہو اور وہ بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْمَشْكَاةِ اِذَا لَبِطَ كَفْتِيهِ فِي الْمَاءِ لَا يَنْفَعُهُ ذَلِكَ مَالُهُ لَيُفْرِطَ بِهَا مِنَ الْمَاءِ وَلَا يَبْقَى الْمَاءُ فَاَوْ دُمَادًا مَرَّ بِأَسْطِ كَفْتِيهِ وَهَذَا مَثَلٌ مَثَلُ اللَّهِ تَعَالَى بِلُكْفَارِهِ وَدَعَا يَهُودَ الْأَصْنَافِ مَرَجِيْنَ لَا يَنْفَعُهُمْ أَلْبَشَرَةُ كَسَرَتْهُمْ هَذَا يَقُولُهُ دُمَادًا مَرَّ الْأَصْنَافِ الْكَاذِبِينَ (یعنی اصنافِ مہمور اور نرہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال پایہ کی جب اپنے دونوں

لَا يَتَّبِعُونَ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ اپنے نفسوں کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو عبادت کی طرف بلاؤ وہ ملتے نہیں آپ ان کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ آپ کی طرف تھکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

سنائیے یہ ہے تمہاری قبروں کا محل جن کو تم پکارتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔
محمد عمر رب العزۃ نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ کی شرح فرمائی جیسا کہ ماقبل بھی تفصیل فرمائی ہے۔ اب من دون اللہ کی تین شخصیات بیان فرمائیں۔
 (۱) اپنی جانوں کی مدد کر کے وہ ملائکہ الہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہذا وہ تمہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۲) و اگر وہ ہیں وایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم عبادت کے لئے پکارو تو وہ تمہاری بات نہ سنے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں ان کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اب اسے دبا جو تم خدا کا نام پڑھاؤ کہ ان امور ثلاثہ کا انبیاء کرام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ ایت عزم پر چسپاں نہیں ہو سکتی چنانچہ انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کر دیکھو نمبر ۱۱ میں قرآن کی حالت یہ ہے کہ خَالِقُ الْاَشْاٰءِ الَّذِیْ ذُوُّ جَاہِ الْاَنَامِ وَالْجَاہِلِیَّۃِ اٰمَنَتْ بِکَ اٰیِسْ بِرَقِ تَمَآگ سے ڈرو جس کا اندھن آدمی میں اور پھر جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس ایت سے ثابت ہوا کہ ال ایت مذکورہ میں مجبورین کفار بت مراد ہیں جو ہمہ کمال اندھن ہوں گے ورنہ کی آگ سے خود بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچا تا ہے جن کے لئے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔
 لَا یَسْتَعِیْذُونَ لَخُفَہُمْ کَمَلُوْا اَلْفُتُوْہُ یَنْصُرُوْنَ رِیْضَتِہٖ ذَکَرُ الْخٰیْنِ کی جیسا کہ

تم نے سمجھا ہے کہ کرمزین کی شان دوسرے مقام پر کلام الہی میں مذکور ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَكَ يَنْفَعُوْكَ وَالَّذِيْنَ يَكْفُرْ بِكَ لَا يَنْفَعُكَ اُولٰٓئِكَ عَنْكَ مُخْرِجُكَ وَالْكَافِرِيْنَ
 انبیاء ۱۷۱

جسے شک و شک و شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا دودھ بہ چکے ہیں وہ

دوزخ سے دور کئے جاویں گے۔

معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ ہو سکے گا چر جائیگہ وہ تہوں کے مصداق بن کر
 دوزخ میں داخل ہوں اور نہ

اَلَا يَخْلَقُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوًّا اِلَّا الْمُتَفَعِّلِيْنَ تَام دوسری قیامت
 کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے سوائے متعین نہ گئے۔

معلوم ہوا کہ متعین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے
 بچائیں گے اور ان کی دوستی ان کے متعین کو بھی مفید ثابت ہوگی تو اس بات پر کہ یہ لوگ مصداق
 نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس آیت کو غلط سمجھا ہے۔

اسے جن کی شان میں خداوند فرمادے اَلَا اِنَّ اَوْلٰٓئِكَ لَخٰلِفٰٓؤُا حَيْثُ يَخْبٰٓؤُنَ
 فَسَيَخْلُقُ نُوُتِ تَم ان کی بے اہلی ایسی کرو کہ تہوں کی ایست ان پر چپاں کرو اور وَاَلَا يَخْلُقُ
 يَخْلُقُ نُوُتِ کرمزین پست ڈال کر یہ کہہ رکھتے ہیں جی جازوں کو نہ کسی کو کوئی نافرمانی نہیں سکتے
 خدا سے خدا نے مرنا ہے کیا قبول نہیں اپنے ساتھ تو شر انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے اہلی
 اور کٹاخی ہی نے جاؤ گے ان سے مت بگاڑو ان سے بگڑ گئی تو خدا را منی نہ ہوگا۔ تو تمہارا کوئی
 شکا نہ ہوگا سو جا رہیاں تو دھڑا بدی بناؤ گے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئے گا یہ تمہارا
 دھڑا کام نہ آئے گا فرمان الہی لَا يَسْتَعْجِلُ نُوُتِ یہ تہوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام
 کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب معصومین اہل سنت و جماعت سے فتویٰ فرمائیے
 اِنَّ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَكَ يَنْفَعُوْكَ وَالَّذِيْنَ يَكْفُرْ بِكَ لَا يَنْفَعُكَ اُولٰٓئِكَ عَنْكَ مُخْرِجُكَ وَالْكَافِرِيْنَ
 اَلَا يَخْلُقُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوًّا اِلَّا الْمُتَفَعِّلِيْنَ

تفسیر علی بن ابی حمزہ ۱۱۲ اَلَا يَخْلُقُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوًّا اِلَّا الْمُتَفَعِّلِيْنَ اور اگر تم تہوں کو ہدایت

کی طرت بلا تردید نہیں تھے لہذا آپ ان کو دیکھتے ہیں ایسی تہوں کو

(وَالَّذِينَ سَلُّوا حُزْنَ) اے الاصلنامہ

(۲) جامع البیان ۱۵۰ { اور اگر تم تہوں کو پکارو

(وَالَّذِينَ سَلُّوا حُزْنَ مِنْ دُونِهِمْ) ہذا الاصلنامہ

(۳) تفسیر خازن ۲۶۹ { لَيْسَتْ حَقّاً إِلَهُكَ تَلَاكَ كُنْتُ مَعْبُوداً

اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود نہ بن سکے۔

(وَالَّذِينَ سَلُّوا حُزْنَ مِنْ دُونِهِمْ) اے الاصلنامہ

(۴) تفسیر معالم التنزیل ۲۶۹ { رَيْظُؤُنَ إِلَيْكَ) اے الاصلنامہ

(وَالَّذِينَ سَلُّوا حُزْنَ) اے الاصلنامہ

(۵) تفسیر ابن کثیر ۲۶۹ { اِنَّ هَذِهِ الْفُتُنُ لَا تَسْمَعُ دُعَاءَ مَنْ دَعَاها

یعنی یہ بت بر شخص ان کو پکارے گا اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

اور جن تہوں کی بندگی کرتے ہو تم سوا اللہ

(۶) موضح القرآن ۱۲۳ { شاہ عبدالقادر صاحب { کے نہیں طاقت رکھتے وہ یا ہی کرنے

تمہارے کی اور نہ تو ان اپنی کی یا ہی کرتے ہیں۔

کم از کم اپنے مولوی بشیر علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ

{ کرو شاید سمجھ آ جائے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر

(۷) موضح القرآن

عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی ایت کو تم نے اس کی چھوڑ ہی دی تاکہ پول نہ نکلے نئے

(وَالَّذِينَ سَلُّوا حُزْنَ مِنْ دُونِهِمْ) اے الاصلنامہ

(۸) اعراف ۲۶۹ { اَنْتُمْ تَحِبُّونَ الْكُفْرَانَ كَتَبْنَا صُدُوقِيْنَ الْفُتُنِ الْبُحْدِ

تو تم کفر کو پسند کرتے ہو۔ ہم نے کفر کی فتنوں کو لکھا ہے

تو تم کفر کو پسند کرتے ہو۔ ہم نے کفر کی فتنوں کو لکھا ہے

اَوْ نَحْمَدُكَ اَوْ نَسْتَعِيْظُكَ بِمَا تَشَاءُ اذْعُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ مُّخْطَبُوْنَ
 بے شک بن من عند اللہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل ملک خدا میں دعا
 اگر تم ان سے ناکردہ تمہاری دعا قبول کریں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ
 چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے
 وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم بلاؤ اپنے مشرک کہ پھر وہ مجھ سے کد کر لیں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے
 کریں)

یہ سچ جناب جنوں کا حال بن کر اللہ تعالیٰ نے فریل کرنے کے لئے ایک ایک باب
 میں ان کو فریل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنتے۔

(۱) مولیٰ شریعت علی صاحب رات السیئین شذ عتوت من ذوق اللہ اور تم جن
 لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) تفسیر موضح القرآن تحقیق بن تبرہ کی بندگی کرتے ہو تم مولیٰ اللہ کے
 (۳) شاہ ولی اللہ صاحب - ہر ائمہ کا ایک عبادت میکتہ ایشان را بھود خدا

سوم ہمارے کہ اس آیت میں شذ عتوت سے مراد تعبد فتنہ ہے جو کوئی اہل سنت
 جماعت کسی بنی اللہ یا ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تمہارا بہتان ہے۔
 اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات دلاؤ۔

(۴) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ | رات السیئین شذ عتوت (تعبد فتنہ)
 ومن ذوق اللہ ای الاضغاث۔

جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی جنوں کی۔

(۵) تفسیر غازی ۲۶۸ | رات السیئین شذ عتوت عتوت اللہ عبادت اللہ
 یعنی ان الاضغاث انہی تعبد ما سواہ اللہ تعبدت

نَسُوهُ بِاللّٰهِ اَمَّا تَعْمُرُ سُنِّيَّتِ جَنِّ كِي وَهْ مَشْرِكِي عِبَادَتِ كَرْتِي مِي وَهْ اِن كِي طَرِي
اللہ کی ملک میں۔

وَفِيْهِ سَوَالٌ وَهُوَ اَنَّهٗ وَصَفَهَا بِاَنْتَعَايَا مَعَ اَتَمَّهَا جَادَاتُ وَالْجَوَابُ
اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ لَمَّا اِدْعَوْا اَنَّ الْاَسْمَاءَ تَعْمُرُ وَتُسَمُّ وَجَبَتْ اَنْ يَلْقَبُوْهُ اَكُوْنَهَا
عَامِلَةً فَاَمَّا هَذِهِ فَوَزَعَتْ هَذِيْوَالَا تَقْلُظُ عَلٰى وَتُنِيْ مَعْتَقِدِيْ هِيَ تَكْبِيْطِيْ
لَهُمْ وَتَقُوْ يَنْحَا اِيْمَانًا دَفِيْ مَعْرِضِ الْاِسْتِغْنَاءِ اَوْ بِالْمُشْرِكِيْنَ۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جن کی وصفت بندوں سے فرمائی
یعنی بندوں کی مثال فرمائی، بایں طور کہ وہ بندے میں باوجودیکہ وہ عبادت میں اور جب
یہ ہے کہ مشرکین نے جب یہ دعویٰ کیا کہ بت نقصان بھی کر سکتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں
واجب ہوا کہ۔ اعتقاد رکھیں ان کے عاقل نامہ ہونے کا بھی تریہ الفاظ ان کے عقیدے
کے موافق ان کو دلائے اللہ جو کہنے کے لئے وارد ہوئے اور کئی بات نہیں یہ بیان عباد
اُمّنا مکمل کا معنی مشرکین کو عزل کرنے کے لئے وارد ہوا ہے و تحقیقت الامر وہ بت
ایسے نہیں قرآن بت ہوا کہ تم بھی انبیاء اللہ اور اہل اللہ کو عزل کرتے ہوئے اس آیت
کو ان پر چسپاں کرتے ہو اللہ تبارک و تعالیٰ نبیوں اور ان کے پیروکاروں کو ایسی آیات
نازل فرما کر عزل کرے اور تم جن اور کفار کا جو لینے کے لئے وہی آیتیں مرجعین اور
اہل اللہ اور اہل اللہ پر چسپاں کر کے عزل کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔

(۶) تفسیر نیشاپوری { اِنَّ الَّذِيْنَ سَدَّ عَوْنِ مِيْنَا دَفَعِ اللّٰهُ عِبَادًا
اَمَّا اَلْكُفْرُ، فَسُئِلَ كَيْفَ يَحْتَسِبُ وَصَفَتْ

الْجَاهِدَاتِ يَا تَعْمُرُ عِبَادًا وَاجَبَتْ لِيَدَّ شَيْلِيْمُ اِخْتِصَامِ الْعِبَادِ بِالْعَقْلِ
يَا اِنَّ ذَالِكَ دَرَدَ عَلٰى مَعْتَقِدِيْ هِنَّمَا تَعْمَلُ عَقْلًا وَفِيْهِ اَيْضًا نَوَاحٍ مِنَ الْجَاهِدِ

بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں، پس سوال کیا گیا کہ عبادت کی وصف عباد کے ساتھ کیجئے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقائد کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان کے اعتقادات بتوں کا عقائد ہونا ان کو مسلم تھا۔

اور اس میں بھی ایک قسم کا استغفار ہے۔

(۷) تفسیر معالم التنزیل ۲۶۸ | اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَّحُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یَعْنِی
الاصناف یعنی بت

(۸) تفسیر کشاف ۲۱۰ | اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَّحُوْهُمْ، ذٰلِکَ سَبْحُ الْاَشْنَادِ
رَبِّاۤءِ اَمْسَانُکُمْ، وَقَوْلُهُ عِبَادُ اَمْسَانُکُمْ اَبْسَانُکُمْ اَبْسَانُکُمْ
یعنی۔

(۹) تفسیر ابن جریر ۹۹ | اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَّحُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادُ اَمْسَانُکُمْ
یَقُوْلُ جَلَّ شَنَاؤُہٗ یَعْلَمُ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عِبَادَةِ الْاَزْثَابِ
مَنْ یُسَبِّحُ عَلٰی عِبَادِہٖمْ سَابَّحًا لِّیَضْرِبُوْا بِتَقْطَعُہُمْ مِنَ الْاَصْنَابِ
انہ قائلے ان مشرکین کو بتوں کی عبادت پر تزیین فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں جو بت
ان کو ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَّحُوْا اَیُّہَا الْمُشْرِکُوْنَ اِلٰہَہُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ قَوْلُہٗ ذٰلِکَ
سَبْحٌ کَامِشٌ کَذَکُمْ بِاَللّٰہِ عِبَادُ اَمْسَانُکُمْ یَقُوْلُ ہُمْ اَمْسَانُکُمْ اَبْسَانُکُمْ
لَا عَابِدَ لَہُمْ

بے شک اسے مشرک جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ
مشرک و کفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں کہ وہ مملوک ہیں تمہارے رکبے میں
کہ تم اسی کے مملوک ہو۔

ثابت ہوا کہ یہ تہاری پیش کردہ ایت جس کا ما قبل تمام بڑوں کی منافی ہے یہ مکمل ایت
بڑوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی بخاری شریف میں مذکور ہے اس ایت کے
مقابلہ میں رب العزۃ نے لعن و نشر غیر مرتب سے اپنے ممبروں کی شان بیان فرمائی ہے جو
مومنین کے واسطے کالی بجھنے کا مقام ہے۔

لَمَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَيُبَصِّرُ بِهِ الَّذِي
بِخَارِ شَرِيف ۱۱۷ | يَبْصِرُ بِهِ وَيَسَيِّرُ فِيهِ الَّذِي يُبْطِئُ بِهِ وَيَجْعَلُ
الَّذِي يُخْشَىٰ بِهِ أَنْ يَأْتِيَنَّكَ لَآعِطِيَّةٌ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے (میں کان بڑتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور
اس کی آنکھیں ہلاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا لہجہ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
ہے اور اس کا پاؤں بڑتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور آگے مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں
اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ اپنی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ
بڑوں کے حق میں تو تم بڑوں کی ایت کہ جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر مہیاں کرتے ہو اور ان
کو کھال کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ ان کو کھال کرنا یہ ان کی طرف سے منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند
کو کھال کرنا ہے بلکہ جلد تم سے خداوند ہی بطش شدہ ہے اسے گا اب تہاری مرضی پر روقت
ہے بھریا نہ اور پھر بخاری شریف میں مذکور ہے۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ
بِخَارِ شَرِيف ۱۱۸ | إِنَّا نَعْنِدُكَ حَبْدِي جی۔

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
نے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے
اب اُمی آیت کا فیصلہ تمہارے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

نَوَابِی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارے ہو اللہ کے
سوا وہ ایک کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم پکارے گئے مناعطی میں پڑے
ہوئے غرضوں۔

إِنَّ الْبَدِیْنَ مَتَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَنَخْلُقْهُمْ ذُرْیَاءً ذُرْیَاءً لِّیَا حِجَّتُوهَا اللَّهُ
وَأَنْ یَسْئَلُوهَا الذُّبَابُ شَیْئًا لَا یُسْتَفِیذُوهَا مِنْهُ فَصَنَعَتِ الطَّالِبُ
وَالْمَطْلُوبُ مَا فَدَرُوهُ اللَّهُ حَقَّ فَكَدَرَهُ إِنَّ اللَّهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ

جے ٹھیک بن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا اور کچھ نہیں پیدا کر سکتے وہ کبھی کو بھی اور اگرچہ
وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر کبھی ان سے کچھ چھینے سے تو وہ اس سے چھوڑا نہیں
سکتے کہ وہ طالب بھی اور مطلوب بھی نہیں کہہ دیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو جنہی ہوں یا اولادوں یا بیویاں دیتے ہو
وہ ایک کبھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے غیروں و بیویوں کو اپنی قبر سے کبھی اڑاتے دیکھا ہو حال
آنکہ ان لوگوں کا جن کو تم پکار رہے ہو اور یہی بڑا عبادی شرک ہے۔

محمد

دست تم نے اس آیت کریمہ میں کہ دونوں اللہ کے مراد انبیاء اللہ اولیاء
اللہ ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب کے کو ثابت
کی ضرورت کہ وہی کی کو فَوَاحِشُ تَعْمَدُوا اللَّهَ اور اگرچہ وہ تمام جمع ہو جاویں تو تمہا ہے اس
مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست مصلح و شہر و ثابت ہو گئیں
اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے مومن ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت
ہوئے کیونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا صَنَعَتِ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ کیونکہ طالب ایسا
کرہ و کو یہی کرہ و کو تسلیم کرتا ہے اور مطلب اتنا کرہ و کہ اس سے کبھی چھینے سے مانعے تو نہ کی
منصوبہ کبھی سے چھڑا نہیں سکتا قبر پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو کبھی چھینے اور کسی
شخص نے کبھی قبر پر کوئی چیز رکھی ہے۔ جہاں تو ہر وقت عباد و عبادوں سے صفائی ہی کرتا

ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالیٰ مرنے پہنچاتے ہیں وہ تو تہار سے شہادت ہی دیا ہے جلاہاں
کھنکی کی کیا جرات کہ ان سے چھین سکے اور اسی سے تو وبال اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا
حسد سے خواہ جلاہاں ہے لیکن چھیننے سے تا مرنے کھنکی بچا رہی کی طاقت کہاں جسٹے ان
کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو مری ختم چکر کھا گیا یا جاڑ
قبر سے اسکو کیا تعلق کھانے کہ تعلق تو یا مری کے متعلق ہے یا مہار کے یا مساکین و غریب کے
ان البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبور سے ہے نہ کہ قبر سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے
اس لحاظ سے تو اہل قبور سے تہارتی حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے
چیز رکھتے ہر قلم سے پہلے فردا کھنکی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چیرا نہیں رکھتے
البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ کھنکی کو قبر سے تو کچھ دھول نہیں البتہ تمہارا سکو دھول ہے اور
تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہذا تم بموجب اس آیت کے اہل قبور سے زیادہ کمزور و خوار
تر تم پر صفت الطالب و الطالب صادق ہو گا کہ اہل قبور پر تر ثابت ہوا کہ اس آیت
کے مصداق اہل قبور نہیں۔ اور وہی کی مثال بھی نیک و بد کی تیز میں جیسے مثل گیس ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ کھنکی کو پیدا نہیں کر سکتے اس
واسطے وہ کوئی وقت نہیں رکھتے تو یہ بھی تہار استنباط غلط ہے کیونکہ جو انبیاء کرام اور
ادیار کرام سے پیدا کر کے تو وہ معبود کہلا سکے خواہ یہ کبھی غلط کیونکہ عیسیٰ کی ریاضت حق لیکن معبود
وہ خالص حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں مرنی علیہ السلام لاٹھی چھینکتے تو وہ اڑدھابن جاتا پڑتا
ایک دفعہ جادو گروں کی رسیاں نکل گئیں کیا مرنی علیہ السلام کو معبود کہہ گئے؟ ابراہیم علیہ السلام
نے قید کئے ہوئے ٹکڑوں کو بایا تو وہ ان کی طرف رخ ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو
معبود سمجھو گے؟ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت میں جو خالق نے ان کی
معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الہیہ کے مقابل میں کفار اور ان کے بتوں کو
ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ من قلم معبود اور الہ مجھے سمجھے ہو وہ تو کھنکی بھی جو میری اونٹ

خلوق سے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پکستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان
زمین پیدا کر دیے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت
اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں پیساں کر جاتے ہو ان پر کھیاں بیٹھ کر کھا جاتی ہیں۔
اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں برقی جب تمہارے معبودوں کی اتنی کمزوری
ہے کہ تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود مانتے
سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کھا اٹھیں گے دریا تمہارا
غلام ہو گئے زمین و آسمان غلٹ و قمر تمہارے مطیع ہو گئے معنی تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا
دفعہ خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچا دیں گے تیرا درجہ عبودیت ہو گا لیکن
تیرا ذکر خوشنودی خداوند برکاتیرا سبب و احترام اطاعت اللہ لکھی جاوے گی۔ تیری زندگی قیامت
کی دھال ہو گی تیری قبر تیرے سبب سے عاجز مذاب الہی ہو گی اور باعث نزول رحمت
الہیہ ہو گی اور مومنین کے واسطے امت امت من آیات اللہ ہو گی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے
ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الہیہ ہو گی چہ وہ ایسے ہی کرے جو تو لے کبدا کیونکہ تیری
مرت و حیات اسی کے لئے ہو گی۔

کہاں من دون اللہ طاقت، شان و اوشان اور کھان طاقت عباد اللہ ہی کہ وہ سب کچھ
کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے کبھی نے چھینا تو کیا
الہ کی حد و دیں بھی پر نہیں مار سکتی جائے عینہ عیب میں خود ملاحظہ کر لو کہ خدا اطہر کے حرم
میں کہیں بھی نظر نہیں آئیں تو اس آیت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپان کرنا
جہالت نہیں تو اور کیا ہے آجئے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کر لیں کہ
اس آیت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کرو کہ یہ آیت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

۱۱ تفسیر جلالین ۲۱۵ } اِنَّ الْاٰمِنِيْنَ سَعِدُوْا ۙ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَصْنَعْنَ
۱۲ تفسیر جلالین ۲۱۵ } اِنَّ الْاٰمِنِيْنَ سَعِدُوْا ۙ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَصْنَعْنَ

ہے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بہت ہیں۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۹۲ | وَإِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَشَتَّىٰ مَثَلٌ
مِنْ الْأَصْنَامِ مَذْذُورٌ يُهْتَمُّونَ الْأَصْنَامَ

ہے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگرچہ ہر جاویں تمام بت
رَضَعْتَ الطَّلَبُ (الصَّنْعَةُ الذَّيَابُ أَوْ الصَّنْعَةُ الذَّيَابُ) لَوْ الذَّيَابُ
أَوْ الصَّنْعَةُ (مذکورہ طالب است اور بھی یا مایہ اور مطلب یا کھس یا است
(وَإِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ) یعنی
(۳) تفسیر بیضاوی ۲۳۶ | الْأَصْنَامُ

رَضَعْتَ الطَّلَبُ (الصَّنْعَةُ الذَّيَابُ) مایہ الصنوع و معبودہ اور الذَّيَابُ
یطلب ما یطلب من الصنوع من الطیب والصنوع یطلب الذَّيَابُ
منہ السلب اور الصنوع الذَّيَابُ۔

(۴) تفسیر نفی ۲۵۵ | (مِنْ دُونِ اللَّهِ) الْبَلَاءُ بَاطِنُهُ (مَا تَدْرُوهُ وَاللَّهُ حَقٌّ
تَدْرِيهِ) مَا عَرَفْتُمْ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ حَيْثُ جَعَلُوا
فَعَلُوا الْعِبَادَةَ الصَّحِيفَةَ شَرًّا لَكُمْ۔

اللہ کے سوا معبود باطلہ من و دین اللہ معبود باطلہ ہیں وہیں لدر کیا انہوں نے اللہ
کا حق اس کے قدر کیا نہیں پہچانا انہوں نے حق اس کے پہچانے کا جہاں بتایا انہوں نے
اس بت کردہ کو اللہ کا شریک۔

(۵) تفسیر صاوی ۲۱۱ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ صُورِبَ مَثَلًا فَا سَمِعُوا اللَّهَ الْوَدَّ
بِهِمْ سَمِعُوا مَنْ كَانَ لَعِبْدُ الْأَصْنَامِ

رَدُّوا جَمْعُهُمْ إِلَهُ أَيْ رَدُّوا جَمْعَهُمْ جَمِيعًا مَا يَعْبُدُونَ
(مِنْ الْأَصْنَامِ) رَدُّوا لَعِبْدُ أَوْ رَضَعْتَ (طَلَبُ) وَالطَّلَبُ

ثَالِي ابْنِ عَبَّاسٍ الْغَالِبِ الصَّمَدِ وَالْمَطْلُوبِ الدُّنْيَابِ

(۷) تفسیر کبیر ۲۷۱ | قَالَ اِنَّهُ لَفِي الْاَصْنَافِ مَرْدُوْنَ اِجْتَمَعَتْ لَنْ لَعْدٍ
مِنْ خَلْقِ دُنْيَابٍ عَلَى صُغُرِهِمَا رَضَعَتْ الطَّيَابِ
الْمَزَادُ مِنْهُ الْعَشَمُ

(۸) تفسیر خازن ۲۲ | جَعَلَ الْمُشَبَّهَاتُ الْاَصْنَافَ مَرْدُوْنَ مَقَابِ
يَبْدُوْنَهَا

(۹) معالم التنزیل ۲۲ | اِنَّ الْاَشْيَاءَ تَشْتَقِقُ مِنْ دُونِ الشَّيْءِ بَيْنَ
الْاَصْنَافِ مَرْدُوْنَ اِجْتَمَعُوا اَلَا وَالْمَعْنَى اِنَّ
هَذِهِ الْاَصْنَافَ مَرْدُوْنَ اِجْتَمَعَتْ لَمْ يَبْدُوْا عَلَى خَلْقِ دُنْيَابِ

بے شک بن کی قرآن اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اگر وہ تمام جمع ہو جاویں اس کے لئے
معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہو جاویں تو ایک کھل پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔
رَدِّ اِنْ يُّسَبِّحُكَ مَا لَدُنِّيَابِ سُبْحًا لَا يَسْتَعِينُكَ دَاوَمُهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
كَمَا تُرِيَطُكُمَا الْاَصْنَافُ مَرْدُوْنَ اِذَا جَعَلَ خَلْقُ الدُّنْيَابِ فَاَسْلَبَهُ مَسِيْدُ
اور اگر ان سے کھلی کہ چین سے اس سے وہ چھڑا نہیں کہے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے وہ لوگ بتوں کو کیسے کے ساتھ تھلا کہتے تھے کہ جب غلغلا ہو جاتا کھلیاں آتی تو
اس کو اس بت سے پرس لیتیں۔

ابن مسرر کے حوالہ بات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر سے
ثابت ہوا کہ یہ اسیت بتوں کے متعلق سب لفظ نے نازل فرمائی اس سے بتوں کی تبدیلیت
ہو کہ اگر دیکھا اللہ اور نبیاء اللہ کی اب شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر
میں ملاحظہ فرمادیں۔

(۱۰) تفسیر موضح القرآن ۳۵۰ | اِنَّ الْاَشْيَاءَ تَشْتَقِقُ مِنْ دُونِ الشَّيْءِ لَنْ يَخْلُقُوا

ذُنُوبًا وَتَوَاجَعُوا إِلَىٰ آلِهِ ۚ

جیسے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور پلو کرتے ہیں یعنی رہتے ہیں سوا خدا قتلے کے بتوں کو جو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کر سکتے ایک ٹکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہو دیں تب بھی نہ کر سکیں اور اگر ٹکھی بتوں سے کچے مے باؤ سے تربت ٹکھی سے نہ لے سکیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هٰٓؤُلَآءِ ۖ هٰٓؤُلَآءِ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۚ
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هٰٓؤُلَآءِ ۖ هٰٓؤُلَآءِ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۚ

”وہابی“ جن پیروں پیغمبروں کو تم پھارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو یہاں ہے خود کلمہ میں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَشْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بِئِيتًا ذَاتَ أَذْنَانِ السُّيُوتِ بَيْتٌ الْعَشْكَبُوتِ نُونًا تَوَالِيْعُلُوتٍ مثال ان لوگوں کی کہ پڑتے ہیں۔ سوائے اللہ کے کارسازان لوگوں کی مثال کڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا اہلہ کڑی کا گھر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ تم جو ادعیاء یا نبیاء کو کارساز بناتے ہو اللہ تعالیٰ نے ان پر حکم ثبت کیا کہ وہ نہ کڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان کڑی کی طرح ہوا ہے اور دوسرے کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور نبیاء و ادعیاء جو خود زمین کے بیٹے و بے ہوئے ہیں وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

”محمد عمر“ اللہ تعالیٰ تم رہا پیروں کو خداوند کریم ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے تو میں سمجھنے کی بھی توفیق دے دے کیا تمہاری عقل اتنی کریمہ کہ جب بھستی ہے اللہ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی شک کیا ہے کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو ادعیاء اور نبیاء اللہ علیہم السلام پر چسپاں کر کے ان کی غیب بے ادبی کر دے کیا یہ گستاخی نہیں تو اد کیا ہے مثلاً جو فنکار کسی مہل سے اس کے خیر کسب کے متعلق کروں وہی گنہگار کہتا ہے کسی عالم سے چھیڑ دوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھوں نے جھگی کو خطاب کیا ہے وہی مجھے بے بین میں کہتا ہے اس عالم پر کسوں کو کیا آپ آرزو و خاطر نہ ہو جگہ جگہ تم خود کہو گے کہ یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص جھگی اور عالم کی تیز سے بے خبر ہے۔ لہذا فیر تمہیں بھی مٹاؤ گوارش کرتا ہے کہ تمہارا ادعا کیوں منع ہو گیا ہے۔ جو آیات خداوند تعالیٰ نے بتوں کی حقیت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے ان

کی عبادت ترک کر دیں اور کفر و شرک کے جال کو توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی عقیدہ اور ایمان درست کر لیں اور کسی نہ کسی طرح یہ تارِ مستقر سے نجات پالیں اور میرے حساب سے نکل جائیں تم ان کو حمد و ثناء و انبیاء کرام و اولیاءِ عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا نوت کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مِنْ دُونِ اللّٰہِ کی کمزوری کا اظہار فرمایا ہے فرمایا کہ مِنْ دُونِ اللّٰہِ کی مثال عنکبت کی طرح ہے جیسے اس کو ذرا سا بھی دبا یا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی فسات سے بھی زیادہ کمزور ہے تو ہر شخص مِنْ دُونِ اللّٰہِ یعنی تیروں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبت کی طرح ہے کہ بت کر ذرا سا پھیر کر فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزّة نے جنوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل مسخر یا اللہ اپنی اہمیت کا سبق دیا لیکن تم وہاں بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبت کی مثال تم ہی صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا۔

أَن تَكُونَ كَيْفَ مَتَّبِعُوا الْاَئْمَنَاءَ فَنَعْتَدُوا اِفْلَکًا یَسْطِیْعُوْنَ سَبْحًا لَا مَلٰحِظَ لِرَاٰیَہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ ان مثالوں کی بنا پر، پس نہیں طاقت رکھتے وہ رستے کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی مثالیں کھار دیا کرتے تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم ہی آئے اللہ تعالیٰ نے خدایا دودھ اللہ کی وضاحت فرمادی اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَنَ یُفْعَلُوْنَ مِنْ دُونِہِ مِنْ شَیْءٍ ۝

فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن مِنْ دُونِ اللّٰہِ کی تم عبادت کرتے ہو وہ کچھ شیئی ہی نہیں اب تم ہی اسے دہرا بر فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے جب انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر مِنْ دُونِ اللّٰہِ مرنے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے نزدیک پھر انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کیسے ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم میں مِنْ دُونِ اللّٰہِ

کا مصداق کہیں کو فرما سچے ہیں اور ہم کن پر چپاں کر رہے ہیں اور یہ بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

”وَمَا بَى“ مَا يَسِدُّ عَوْنُ مَنْ دُونَهُ مِنْ شَيْءٍ
 کا یہ ترجمہ کس لے کیا ہے۔

”محمّد عمر“ شوریٰ قرآن سے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مستشرقین نے بھی لکھا ہے
 بیچے

تفسیر خازن ﴿۲۳﴾ مَا يَسِدُّ عَوْنُ مَنْ دُونَهُ مِنْ شَيْءٍ اِنَّ الَّذِي يَسِدُّ عَوْنُ مَنْ
 دُونِهِ لَا يَسِدُّ لِيْهِ شَيْءٌ۔

تفسیر کبیر ﴿۲۴﴾ مَا يَسِدُّ عَوْنُ لِيْهِ شَيْءٌ

اسے غامبی مافوں کلام خداوندی کی بجائے خبر اور تفسیر یا ترائی کر خیر اور اخبار عظام کر
 لاشی بکتے ہیں کہ جملہ رب العزّة فرماویں فَلَا دَرَبَكَ لَا يُقِيْنُوْنَ خَشْيَ الْيَكْلُوْكَ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بے ایمان ہی رہ گئے جب ہم کہ آپ کی حکومت کو تسلیم نہ
 کر لیں معلوم ہوا کہ تم لَا يُقِيْنُوْنَ کی اعلیٰ طاقت میں شریعت رکھتے ہو جو خداوند کے ایسے واحد
 حاکم کو لایکلہا کہتے ہو میرے خیال میں ابوالاعلیٰ یعنی فرعون کی اہرت کا خطاب ہی اکیس
 سے مل چکا ہے۔ جن کی شان میں رب العزّة فرماویں۔

﴿۲۴﴾ مَا يَسِدُّ عَوْنُ لِيْهِ شَيْءٌ اِنَّ الَّذِي يَسِدُّ عَوْنُ مَنْ دُونِهِ لَا يَسِدُّ لِيْهِ شَيْءٌ
 حدید ۲۴ } ابھی ہو۔

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ اخبار اللہ اور اخبار اللہ کے ساتھ سمیت الہیہ ضروری ہے۔
 خدا و عالم دنیا میں جہاں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ بے شک
 اللہ پر مہربانوں کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے

سائق ہے اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الہی ہے۔

وَتَوَاصَّوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَّوْا بِالْقَبْرِ پھر فرمایا

اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ یَحْشَوْنَ بے شک
نحل ۱۴۱ | اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور وہ پرہیزگار وہ ہیں جو ہر
وقت نیکی کرنے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے خواہ وہ فوق الارض ہو یا تحت الارض ان کو مٹ دے اللہ کہتا ایمان کے خلاف ہے۔ اور خلاف نص صریح ہے۔

”تم کہتے ہو کہ انبیاء مٹ دئے اللہ نہیں میں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء
مٹ دئے اللہ ہیں منوالہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ اَللّٰهُ لَیْسَ بِیْنَ یَدَیْهِ مَزِیْمٌ ؕ اَنتَ قُلْتَ الْبَشَاسِ اَتُخَذَ دُوْنِیْ
وَاَمَّا الْاٰلِیٰتِیْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَآلٌ یُّخَذُّكَ مَا یَكُوْنُ فِیْ اَنۡفِ اَقُوْلُ مَا لَیْسَ
فِیْ یَحَقِّ اِنَّ كُنْتَ قُلْتَہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ مجھے اور میری
مان کو اللہ کے سوا معبود بنا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یا اللہ تو پاک ہے میرے لئے
یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ جانتا ہے اس کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں من و دن اللہ ہیں
لہذا متہار کہنا کہ انبیاء مٹ دئے اللہ نہیں یہ غلط ہے اس آیت میں تو نبی اللہ کا من
دئے اللہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔

”محمد عمر“ اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دے اب تک تم انبیاء اللہ

اور اولیاء اللہ اصحابِ قبر کو مینِ دُؤنِ اللہ کہتے آئے ہر جب ہر طاعت و انت کھٹے جوئےِ ترقم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہ بیہ صورت کسٹین اصحابِ قبر کو بھی مینِ دُؤنِ اللہ کے ہی قائل نہیں بلکہ زندہ مرسلین و انبیاء علیہم السلام کو بھی مینِ دُؤنِ اللہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس آیت کریمہ صحت ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے عین حیات کا سوال ہوتا کہ تم نے اپنی زندگی میں بوقتِ تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اندھیری ماں کو جود بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی برئیت ظاہر فرمادی گئے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید وہ اپنی لوگ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن تمہارے اس التزام سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مینِ دُؤنِ اللہ سمجھتے ہو۔ میرے دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقتِ تبلیغ رسالت مینِ دُؤنِ اللہ ہیں تو یہ صحت انبیاء کرام کا انکار ہے مرزا یوں کو تم ویسے ہی کہتے ہر جب تمہارے فرقہ و بابیہ انبیاء کرام کے متعلق یہ بیان ہے تو تمہاری موجودگی میں مرزائی کم وجہ رکھتے ہیں۔ اور جس کا اللہ کی طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدا کرنا ہی موجود ہو وَجَعَلْنَاهُ نَبِیًّا اور اللہ نے مجھے نبی بنا یا ہے اور ارشاد ہو قَدْ سَقَّیْنا اِیْمٰنًا بِنَبِیِّنا اور رسول ہوں نبی امیر کی طرف اور پھر فرمایا اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَکَیْسِہِ الطَّیْرِ مَا لَفَعْنَا مِنْہِ قِیْسًا وَنَکَّرْنَا عَلَیْکُمْ اَیَادِیَ اللّٰہِ میں تمہارے لئے ایک پرندے کی شکل گراہ کر اس میں دم کی تھیں کہ انہوں نے تک جانیگا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اسطاعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کئی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے ان کو اذن بھی مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مینِ دُؤنِ اللہ ہیں اور مینِ دُؤنِ اللہ رہیں گے۔

فہامی

تم بتاؤ کہ اس ایہ کا پیر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

محمد عمر

جہاں اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے عدم علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ پر نہ لے کا مظہر ہے اور نہ حضرت عیسیٰ اسلام کو من دون اللہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزت کا ان کے اختلاف من دون اللہ کو ظاہر کر کے شلیقین کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام من دون اللہ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ میں نبی اللہ من دون اللہ نہیں ہو سکتا اور من دون اللہ نبی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہی من دون اللہ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ول اللہ من دون اللہ نہیں جتنا کہ ثابت ہے ہذا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ زمر من دون اللہ نہیں بلکہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے یعنی فعل کفار من دون اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ کو مرزا یحییٰ سے بھی ترقی کر گئے مرزا نے مرزا غلام احمد قادیانی من دون اللہ کو نبی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام سے گئے اور تم نے انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گورہے جہاں متہارا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور انہیں علیہم السلام کو من دون اللہ کہتے ہیں تو پہلی غرابی یہ لازم آئی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہو گا جو ان تعویذ ستین احادیث و تسبیح سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا نبی اللہ چننا ہی من دون اللہ ہونے سے بری کر دیا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا مَجْبُتٌ مَا يَكُونُ اِنَّ اَقْوَلَ سَالِكِينَ لِيُخَيَّرَ اَنْ يَكُونَ دَعَا اللہ نہ چننا مرزا کی تسلی کر رہا ہے لہذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا من دون اللہ ہے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام من دون اللہ

ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

ذہابی

”تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صاف
گمراہی ہے سورہ قرآن میں مذکور ہے قَوْلُنَا هَدٰی وَ قَوْلُنَا
عَنْ مَعْنٰیهِمُ الضَّلٰلَۃُ اَبْلَغُ مَا تُخَدُّوْنَ الشَّیْطٰنِ اَوْ یُتٰوَمُّوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَبُغْتَبُوْنَ اَنْتُمْ فَتُضَلُّوْنَ

ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کو ضلالت ہوئی انہیں گمراہی غفلت انہوں
نے پکڑا شیطان کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پاسنے والے ہیں۔
اس آیت سے خبرت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں بیویوں جنوں وغیرہم کو خدا کے سوا
مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراحت گمراہی ہے۔

محمد عمر ”مَعَاذَ اللّٰهِ شَعْرَ مَعَاذَ اللّٰهِ تمہاری باتیں سن کر دل کانپ اٹھتا
ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلائے واسے مربوط ہیں جو قرآن کے معانی بدل کر انبیاء

اللہ علیہم السلام اور اولیاء کو ام کی یوں گستاخی کر رہے ہیں واسے مسلمانوں کے دعویدار ایسی
گستاخی کو ان مقدس ہستیوں کی آبرو اور بھٹل سکھ بھی نہیں کر سکتے اس اتیر کریم میں رب اعلیٰ
نے ان لوگوں کو گمراہ کہا ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنا لیا ہے کہ یہ شیطانین کو اپنا
مددگار بناتا یہ من دعت اللہ ہے اور شیطانین بھی من دعت اللہ ہیں اور ان کو اپنا معاون
بنانے والا بھی من دعت اللہ تو اس اتیر کریم میں انہی لوگوں ہی کا مدد فرمایا نہ انبیاء اسراطیاء
اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ من دعت اللہ شیطانین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر من دعت
اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاون اللہ شیطانین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان
جو بہر گوئی کو نہ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی و دینی بزرخی آخری مدد کا کسی وقت
تائل و مجبور و محض مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقہ لعالمین

ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی مبادنت ہے۔ کیونکہ جو شخص
لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ ممکن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محمد صلی اللہ
کاظمی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاعین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت
نہ شروع کرے۔۔۔۔۔ جب پہلے لعنہ اللہ علیہ من الشیطان الرجیم پڑھ
لے اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیاعین کا آپس میں بدشعنی اور تارکی کا فرق ہے شیاعین
پر لعنت بھیجے اور مردہ کہے تو رعنا میرے کا حق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھے
اور اولیاء اللہ کو مروع کہے تو رحمت الہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاعین سے بچے اور پناہ خدا دینا
میں رہے تو مومن اور اعدا و خدا و خدا کی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے
تو مومن کی گواہی سے اشتباہ فرض اعدا کی غلطی فرض این کی غلطی سے بچا۔ اور ان کی مصیبتیں
پھنسا این کی قتل کا قاتل اور ان کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

قرآن شہد السزۃ نے اس ایسے کریم میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا
دو فرمایا ہے جس کے تم قائل ہو کہ اولیاء اللہ اور انبیاء راشدہ علیہم السلام کا جن سے مطلق
طہ و تدبھی لڑا ہے ہیں۔ وہ سلا م صلی علیہ وسلم الذین احفظوا حدودہ کے برگزیدہ
نبیوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ رہے اور رحمت ہے اور فرمایا اِنَّكَ الْغَالِبُ الَّذِي
الْحَقُّ اس مقام پر ولایت اللہ کے لئے چنی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ حقیقت وہابیہ کا وہ ہے جو کہ اصل سنت و جماعت کے عقیدہ کا کیرکھنہ تر
 اور ایسا اٹھاندا بنیاد اٹھانے کی ولایت و ادا کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے
 قائل اور انبیاء ائمہ اور اولیاء ائمہ کی طاقت کے منکر اور ایسا اٹھاندا بنیاد اٹھانے
 کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارا یہ قول کو خداوند نے
 رد کر دیا اور فرمایا اَنْتُمْ تَكْفُرُونَ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ حمایت
 پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلہ کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن

ہیں جب امرۃ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا کرو اے خداوند تعالیٰ اے المستغنیٰ فیہ صبرا ط
الذین انقضت علیک ثبات ہوا کہ منہ سے من اللہ او یارب انبیاء علیہم السلام کے
رستے قبول کئے بغیر صراط مستقیم مال ہے ۔ اور معاذ اللہ تم ان پر شایعین ہونے کا فخر کی
لگاتے ہر کچھ شرم کرو۔

اس آیت کے متعلق ترغیب قیل ہر گز یقین ایک آیت ہے جس سے
وہابی خدا قاسم نے تبارکی پر پہنچتی کو خوب رکھ اپنے فرمایا الخسب
الذین تکتون ان تجتذوا یجناوی میث خودی اذلیت ایشا اللہ نا جبرئیل
لذکرہ یون سڈ لا۔

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہہ جاتے ہیں وہ میرے بندوں کو
میرے سوا کاد ساز ہے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔
اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کار ساز سمجھنا کفر ہے اگر اب
جی تم نہ سمجھو تم سے خدا بچے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم " بھائی خیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کیا پس کفار سے یقین کر لیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے
سوا کار ساز یا مددگار بنالیں گے یا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے بندے ادبیا یا انبیاء
میرے بغیر تبارکی کار سازی یا امداد کر سکیں کیونکہ ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار
کیا ہے۔

یہ خداوند نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور ادیبائے عظام اگر سفارش نہ دیا
یا امداد فرماتے ہیں تو زمین گنہگاروں کے لئے مذک کفار کے لئے اور ہم مومنین سے
مٹ گئے تھے اللہ علیہ وسلم کا مقصد صحیح ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب
کافر ہے۔ یہی عقیدہ وہابیہ کا جہنہ عقیدہ معتزلہ کا ہے شرع موافق ہاب معتزلہ کا

نکال کر دیکھ لو اسناد اس کے خلاف ہیں تو یہ ایت و دلیلیہ پر چہان ہے کیونکہ یہ رک
انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو
ہمارے گناہوں کی سزا دیش فرما دیجئے تو یہ غلط ہے اگر منوحہ ہے تو اجماع ان کا وہاں
تمام لو نہ انکس پہنچا دیجئے اس قیامت کو بھی سفارش فرما دیجئے۔

”وہابی“ اشد تہمت فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمَسَاجِدَ بَشَرٌ فَلَا تَدْعُوهُمْ اِنَّ الدِّينَ
اَحَدٌ اَوْ اَنَّهُ لَمَّا شَا مَعَ عَبْدُ اللَّهِ سَيِّدُهُمْ كَاذِبٌ اَيْتُكَ لَوْنُ
خَلْقِهِ لِيَنْدَ اَنْتَ اِنْ اَذْهَبَ اَرْبَابُكَ وَلَا اَنْتَ لَكِ بِهِ اَعْدَا

اودے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکاؤ تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس
وقت کھڑا ہر بندہ خدا کا پکارتا ہے اس کو نزدیک ہیں کہ ہر دلی اور اس کے ملحقہ ملحقہ کھڑے
اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں کشتہ یک لائیں ساتھ اس کے کسی کو
اس آیت سے معاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں۔
ان میں لوگ جو یا رسول اللہ یا شیخ کے ولیفئے فرماتے ہیں یہ شرک ہے اور شرک کسی طرح
جائز نہیں۔

”محمد عمر“ فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اسٹیشن مل
صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرمایا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت
کرتا ہوں۔

معلوم ہوا ہے کہ وہاں معنی عبادت سے وہاں معنی پکارتا اس مقام پر جو حق نے لیا ہے،
غلط ہے ہم اولیاء اللہ کی عبادت نہیں کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ نکالتے ہیں
اور حضور خدا پریم کو سنا کر کہا جاتا ہے تاکہ وہ بیہ کاشرک ٹوٹے وہاں بیہ جیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پکارنے سے بچتا ہے جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتا کہ وہ دلی کی

معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے رسول ہونے کی حقیقت سے پکارتے ہیں۔ دوسرے جگہ کہ جیسا کہ تم نے کہا ہے۔ ایسے ہی شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ نکالتے ہیں تاکہ دہائی کو معلوم ہو جائے کہ یہ لگ شیخ کی بحیثیت شیخ ہونے کے دل ہونے کی حقیقت سے جو گاد طوس پر پکارتے ہیں۔ دوسرے جگہ کہ دینی سجدہ کرتا ہے اس شکر لڑاؤنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اللہ اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو کہیں مفروضہ ہو گا کہ یہ لگ سجدہ پکارتے ہیں جیسا کہ تہار ایہ بیتان سے تم اپنا بیتان واپس لے رہے ہو کہ لیا کیجئے اللہ ہی مثلاً خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ فَلَا تَسْتَعْجِلُوا مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ أَخَذَ اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی ارسیت کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا ولی بھی نہ سمجھو اس واسطے اِنَّا اَذْعُوْا قَبْلَکَ شَرِیْحَ وَلَا تُشْرَکْ بِہِ اِتَّخَذَ اُنے داغ کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو ارسیت میں شریک نہ بنائیں ارسیت میں مانگی۔ بسنا شرک ہے نہ جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ جس کا تباہ پکارا جادے تو شرک ہے یہ قانون تہار اٹھوا سنا ہے۔ ان غیر ذات سے قانون خداوند کو نہیں اور اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔

۱۰ وہابی " خدا کے سوا خالق نہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مقرر ہے۔

۱۱ " جو شخص بے دین ہو جادو سے تو خداوند اس کی عقل میں چین لیتے ہیں تو ان کو ہم کی اصطلاح ہے کہ جس ایت کریم میں دعا کا مضمول من دون اللہ ہو تو اس مقام پر وہابی عبادت ہوگی اور فاعل کفار ہوں گے اور معبود من دون اللہ ہوں گے اور فعل شرک لی ارسیت ہو گا وہابی عبادت ہوگی۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہے کہ جو اللہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ جس کو بھی پکارا جادے تو وہ عبادت ہوگی۔ اور خالق نہ پکارنے کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔

یہ تہا ہی اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بعض عبادہ ہے۔ جب کوئی چاہتا ہے
چلتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ عبادات کو عقیدہ کرتے ہو جب عبادت
کی اور چار ڈیڑی تا ایک ایسے ہی وہابی پیدا ہو گئے جنہوں نے ماضی اسباب کی قید بڑھا
دی پہلے بعض پچرنے کو شرک کہنا یا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں بعض اہل
الشرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آجاتا ہے۔ تو دہا یہ ڈر لگائے
اور سلسلہ قیامات شروع کر دیا بیٹے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ مَعَكُمْ اِذَا كُنْتُمْ اٰمِنٌ ۚ ذٰلِكُمْ اللّٰهُ اِنَّ كُنْتُمْ مُّصِدِّ قِيٰمِ
(۱) بقرہ ۱۷۱ } بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم بچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا ہی
شرک ہوگا۔

وَالرَّسُوْلُ سَيِّدُكُمْ ۚ كُنْتُمْ اٰخِرًا كُنْتُمْ
(۲) ال عمران ۱۷۱ } اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بچا۔ نئے تھے تہا ہی پہلی
جانب سے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلا یا کیا معاذ اللہ
آپ پر بھی فتویٰ شرک چسپاں کر دے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ
(۳) انفال ۱۳ } اِذَا دَعَاكُمْ

لَا تَجْتَمِعُوْا اَدْعَاۤءَ الرَّسُوْلِ سَبِيْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ دَعَاۤءُ قَبِيْضٍ لِّمَنْ
(۴) نور ۱۸ } اور نہ بلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کا
بلا تے ہو۔

اگر تہا سے معنی ہی لئے جاویں کہ ہر داعی شرک ہے تو پھر اس آیت سے تمام مشرک
ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

(۵) قصص ۲۴ | اِنَّ اَبْنٰی سَیِّدِ عَزَّوَجَلَّ شَیْبَ عَلِیہِ السَّلَامُ کِی جُثی گیتی ہے (کویر بابہ آپ کو لایا گیا ہے) شَیْبَ عَلِیہِ السَّلَامُ پر فتنی رنگے یاہن کی لڑکی پر

(۶) دخان ۲۴ | سَیِّدِ عَزَّوَجَلَّ یَعْقُلُ مَا یَکْتُمُ اَمْرِیْنَ
کیا سب جنتی مہارازہ شرک برکے۔

(۷) بقرہ ۲۴۷ | وَاللّٰهُ سَیِّدُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی الْجَنَّةِ وَالْمَغْنَمِ وَیَا ذٰلِہِ
اور اہل جنت تاج جنت اور مغفرت کی طاعت اپنے ضم سے۔

خدا پر جی ستر ہی نہا کیونکہ وہ بھی میں مکتول اللہ لڑا رہا ہے خداوند پر جی
فترتی پڑا۔

(۸) بنی اسرائیل ۱۲۸ | یٰۤاَیُّهَا عَزَّوَجَلَّ اَکْثَرُ اَنْاسٍ بِمَا مَہِیْمُ
اسی دن پھر بکے پر تمام لوگوں کو ان کے اٹکے ساتھ

(۹) آل عمران ۲۷ | نَقُلْ لِّمَا نَعْمَدُ عِزًّا نَّحْنُ الْبَاقِیْنَ کُمُودِ نَبِیِّ اَعْمُوْلَہِ الْکُفْرِ
اَلْاَنْفُسَ الْاَنْفُسُکُمْ

(۱۰) المؤمنون ۱۱۸ | وَابْنُکَ لَمَّا عَزَّوَجَلَّ اِلٰی حَیْرَاطِ مَسْتَقْرِیْمِ
اور بے شک آپ ان کو پڑاتے ہیں سراپ مستقیم کی طرف

جو صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فترتی نکا دور۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن آیات دعائے توبہ و بعض عبادۃ شتابت ہوئی اور ان آیات کو یہ میں ماری
لیکن یہ عزمین مشرق وین بکے تو با بعد نہ دہی ۔ ۔ ۔ محض پکار سنہ وایوں پر فترتی نکا
ہوئی بکے ہوسے فترتی ہوئے جب تابت ہوئی وہ پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ حسن نظام پر پکار

شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو غیرہ کنار ہے ذمہ دین اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہوئی۔ اور نہ نہیں کیونکہ عبادۃ محض اللہ جل شانہ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

(۱) مومنون ۱۹ ﴿وَمَنْ شِئِدْ مَعَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾

(۲) شعراء ۱۹ ﴿لَا شِدْعَ مَعَ اللَّهِ إِلَّا اللَّهُ آخِرَ تَنَكُّوتٍ مِّنَ الْمُعَذِّبِينَ﴾

(۳) غل ۲۰ ﴿إِلَّا مَعَ اللَّهِ تَبْدِيلًا تَنَكُّوتٍ﴾

(۴) غل ۲۰ ﴿وَلَا شِدْعَ مَعَ اللَّهِ إِلَّا اللَّهُ آخِرَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾

(۵) فرقان ۱۹ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا﴾

تران آیات سے حالت ثابت ہے کہ الوہیت میں شرک من دُون اللہ محال ہے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ میں دُون اللہ نہیں ہیں اور ان کو پکارنا الوہیت کا پکارنا نہیں بلکہ نداء رسالت یا نداء سے ولایت ہے اور شرفاً مطلقاً دعا منزع نہیں کیا۔ مذکورہ پکار ہے۔ بلکہ دعا غیر فی الوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ اللہ یس معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اُس مقام پر ہی دعا بمعنی عبادۃ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

وحد ۱۱ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا﴾ کے تحت فرماتے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَيْفَ نَسِيْتُ كَيْفَ نَسِيَ الْمُسْلِمُ
 بخاری شریف ۶۱۱۱ | الَّذِي عَمِلَ مَعَ اللَّهِ الْعَمَلُ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل چھپانے والے کی اپنے دونوں
 ہاتھوں کو مثل مشرک کی دو جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی
 لاثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعا سے فیصد معبود کی
 عبادت مراد لی ہے نہ من و ما غیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ ہے جناب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا برتاؤ پارہ عقیدہ و مذہب کی حضرت
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کلمات کر رکھ دی جو قوم لوگ اکابرین کے محض کپانے کر
 عبادت بنا بیٹھے ہر ثابت ہی کہ اور سیت میں غیر کو پکارنا عبادۃ ہے اور یہی معنی اللہ عباد
 هُوَ الْعِبَادَةُ کے ہیں۔

مَا سَأَلَ عَمَلٌ لَّا يَتَّبِعُهُ أَنَّهُ يُعْبَدَ
 بخاری شریف ۶۱۱۲ | اِس مقام پر بھی دعا معنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خلو سے دوسرے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کسی حوالہ جات
 تحریر کئے جاتے۔

”ہی مراد باطل تسلیم ہو گئی مگر ایسے آیت کا مطلب سجادہ و یکھو قرآن کریم
 دہابی میں مذکور ہے۔

قَدْ أَوْفَى الْبَيْنَ رَغْمَتُهُمْ مِنْ كُفْرِهِمْ - مَلَا يَمْلِكُونَ مَقْتَلَتِ
 الْقَبْرِ عَنْكُمْ وَلَا تَحْشَوْا أُولَئِكَ الَّذِينَ سَيَرْجُوهُمْ رَبُّكُمْ وَتُجَنَّبُونَ عَذَابَهُ
 الْقَبِيلَةُ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّكُمْ كُفَرْتُمْ وَتَحْشَوْا رَحْمَتَهُ وَتَجَنَّبُونَ عَذَابَهُ
 اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ كَحَدِّ الْقَدِّ

کہلا ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سوا اس کے جس نہیں اختیار رکھتے کھو رہا

کا تم سے اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں ڈھنڈھتے ہیں طوط پروردگار اپنے کی وسیلہ کو انسان میں سے ہیئت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈراتے ہیں جذاب اس کے سے تحقیق جذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بھلا بات نہ کرو ایات تو واقعی کفار اور جنوں کی توہین کے واسطے رب العزت نے بیان فرمائیں جو مفسرین و اقوال صحابہ کرام و حدیث شریف و متقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ آیت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جسے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ آیت خضر خدا ان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیاء کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکلا کشتی کے خراہاں ہو رہی تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف و درد نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لئے وسیلہ نجات کے تلاش ہی تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی نہیں انشا اللہ نہیں دے سکے گا۔

”دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں ایلہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل و علا نے اس آیت کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بت اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر و لیسائی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم مبیہا نکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تفریط سے بھی کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذیل سمجھ کر کفر کیا

روم ۱۶۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَا يَسْحَبَنَّكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُونَ

پس میری رائے یہ ہے کہ اگر اللہ علیہ السلام نے خدا کا وہ چاہے اور نہ خیریت بھی ہے آپ کو بے یقینی رکھ
لیکن اہل سنت و جماعت ابن اللہ کہتے کہ یہی کفر سمجھتے ہیں اعدان کی تذلیل کرنے والے
کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فَلَا يَخْلِفُونَ
كَلِمَتَ الْغَيْبِ مَنْ كَذَّبَ بِكَلِمَاتِ الْغَيْبِ لَآتٍ لَّهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ لیکن اللہ کہتے ہر اللہ کا وہ کلمات اللہ کہتے ہمارے لئے
وہ تم سے سبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کرے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل
کے اَلَّذِينَ تَأْتُوا ابْنَ اللَّهِ تَكَاثُرًا سَلَفًا سَلَفًا سے فرمائی کفر ثابت فرمایا ہوا ہے
اور یہ حکم کفار کو بطور سزا سنایا گیا ہے۔ گو چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بجا
ابن اللہ کہہ کر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گنہگار نہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کرے گی
لیکن تم کافر ہو اس آیت کریمہ میں کفار کو ان کے کفر پر عقیدے کی بنا پر بے امید کر کے قناب
ہوا ہے نہ کہ تذلیل و اغیار علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
جو مرے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے ملنے والے ان کی سفارش سے
میں محروم رہی کتنی بڑی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل ثابت کر کے بھڑکیاں
دیں کہ ایسے اولیاء العزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بیائے رسالت کے کفر پر
عقیدہ رکھا جس سے پہلے فائدہ کے نقصان پہنچا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح حقیقہ
کیوں نہیں بنا لیتے تا کہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے لیکن ان
کو مثل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت پر صبح ایمان لائے آج ان کو معافی
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا چاہتا ہے۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آئے
آتا ہے تو خیر یا یہ آیت کفار کی تذلیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ زور دینا انبیاء علیہم السلام کو کہ
کفار سے ان کا تکلیف کو دور کرنا مسافرانہ انسان کی غفلت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور مسافرانہ یہی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے
تکلیف یعنی ضابطہ الہی کو دور نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پول

[illegible]

اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام تک لازم ہو بعد ان کی امت آپ کی رحمت سے کیے محروم رہ سکتی تھے اور جو محروم ہر وہ آپ کی امت سے ہی نہیں اور جو رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا خواستگار ہو تم ان پر کفار کی آیتیں چپا کر دو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے دہائیہ کے عقائد کی اطلاع صحیحہ حدیث شریف سے مل چکی ہے ہم مسلمان تو ہمارے دہائیوں کے پیروں میں نہیں آ سکتے ہیں۔

بخاری شریف ۱۲۴ { وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَجَدَ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُخْلِكَ
مُؤْتَا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ
لَهُمْ مَا يَتْلُونَ وَكَانَ إِلَهُ عَمَرَ بِيْرًا مِّنْ رَّحْلِيْنِ النَّبِيِّ
قَالَ إِنِّي لَأُطْلَعُوا إِلَىٰ آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَبَعَلُوْهَا عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ عزوجل کا ارشاد اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہراوے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حسی کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کفار کش ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بخاریوں کو اللہ کی تمام غفلت سے بہت بڑی گجا سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چپا کر لیجئے۔ وہ ان کو مٹا دیں۔

قسطانی ۱۲۴ { وَصَلَّىٰ الظَّيْرِي فِي تَهْذِيْبِ الْأَشَارِيْ مُسَيِّدٍ عَلَى
أَعْيُنِ مُسْلِمِيْنَ حَدِيْثِ أَبِي دَرِيْضٍ مِّنْ مَّا

طبری نے منہ حضرت حل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہذیب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مستند بیان کی ہے اور مسلم کے نزدیک ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سبحان اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی

فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایسے لوگ غار ہی ہونگے۔ کہ جو اتنی گناہ کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پہچان کرینگے اور اب تم فیصلہ کرو کہ یہ شکار و ہابیہ کا سچ یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ماتحت ہیں تو تم خود فیصلہ کرو کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں کو خارجی اور محمد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مروجہ ہے ہمیں اس سے زیادہ سخت مراد نہ کہ ہے وہ خود قسطلانی ^{نہ} میں ملاحظہ فرمائیں آجیے اب اس آیت کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت و جماعت سے کرالیں کہ آیا وہ گنہگار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ اسناد نازل ہوئی ہے یا نہیں۔

(۱) تفسیر علی بن ابی طالب (علیه السلام) : «أَلَيْسَ لَكُمْ دُونَهُ كَأَمْثَلُكُمْ» وَعَيْنِي مَبْلَغُهُ

وَعَزِيزٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَا يَمُحِكُونَ كَشَفَ الضُّبِّ عَنْكَ وَلَا يُخْرِيلَا

فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو کہ بلا لوجن کو تم مجبور گمان کرتے ہو
وَنُذَذُّوْا بِاللّٰہِ یعنی رسول اللہ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا مسبود سمجھتے ہو اس
حیثیت سے ان کو بلا لوجن فرستائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کی اور عزیر علیہ السلام
کی تروہ تم کفار سے تکلیف کو مٹانا سکیں گے اور وہ کفار سے تکلیف رفع کر ہی سکتے
ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ
سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی مشرک عقیدہ کی وجہ سے
تمہاری پکار کا جواب نہ دیں گے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کر دیں گے۔ کہ نہ تم نے
خلافت رسالت ان کو خدا بنا لیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم ان کو شعیب
رسول اللہ ہونے کے بھی پکارو گے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں
گے۔

(۲) تفسیر نفی ۲۴۵ { مَثَلِ ادْعُوا الَّذِينَ دَعْتُمْ
اِنَّهُمْ اَكْفَسُكُمْ

(۳) تفسیر ابن کثیر ۴۶ { (قل) یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِطِئُوا مَواظِعَ
الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ عَبَدُوا وَعَبَّوْا اللّٰهَ

فرمادیجئے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(۴) تفسیر کبیر ۶۵ { اِطِئُوا اَنْتُمْ الْمُتَقَرُّوْنَ مِنْ مَّذٰبِ الْاَلْبٰیۃِ اَلَّذِیْنَ
اَتٰی الْمُشْرُکِیْنَ فَتَدَّ ذَکَرُکُمْ اَنَّ لِلطَّٰغُوۡتِیۡنِ

مَا ذُوۡا اِلٰهَۃٍ کُنُوۡنَ لَیۡسَ لَنَا اٰلِہٖۤیۡۃٌ اَنَّ لَکُمۡ عِبَادَۃً اِلٰہَ لَکُمَا
فَکُنْ لَّعَبَدَۃً لِّبَعْضِ الْمُتَقَرِّبِیۡنَ مِیۡتَ عِبَادِ اللّٰہِ وَهَمَّ الْمَلَائِکَۃُ ثُمَّ
اَلَمَّ الْخَلْقَۃُ الْاَبْدَیۡۃُ الْمَلَکَ الَّذِیۡ عِبَادُہٗ فَمَشَ لَا دُصُوۡرَہٗ
وَاَسْتَقْبَلُوۡا اِیۡسَآ ذَکَرُہُمۡ عَلٰی حَسَدٍ اَلشَّاکُوۡمِیۡلِ وَاللّٰہُ لَمَّا اِجِبْتُمْ
عَلٰی طٰغٰوۡتِیۡنِ لَکُمۡ یَعِیۡدُ فَاِیۡۤیۡۃً ۝۱۰

جان لے کہ مقصود اس آیت سے مشرکین کا روہ ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے کہ
مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادت سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے
بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بنا یا ان
فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجھے اور نصاویریں اور اس کی عبادت کے
ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو یہ میں ان کی بات
کے رد پر دلیل پیش فرمائے۔

اس آیت کے ماتحت علامہ رازمی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصریحیں
اور مجھے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت و جماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت
کرتے ہیں اور نہ نصیریوں اور مجھے وغیرہ ان کے بنا کر ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی

مشرکوں کا رویہ ہے۔

ادبیہ میں ثابت ہے کہ میں دُؤین اللہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھرے ہوئے یہاں مراویں۔

”روح السلام کے زمانہ میں کفار بھی منہاری طرح ولیوں اور نبیوں کی پر جا کیا کرتے تھے۔ وَذُو یَعْقُوبَ وَنَسْرَ وَیَعْقُوبَ وَنَسْرَ اَحِیہ روح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلا شک بنہاری شریف نکال کر دیکھو تو روح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار وَذُو یَعْقُوبَ وَنَسْرَ وغیرہ ہر کہ چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو ماننے ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو بزرگوں کے ہلنے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یا در کھو تم بھی اسی لائن ہو کوئی عبدالغادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب شرک ہے تم تسلیم کر دینا۔“

”خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تشریح سے محمد مکرّم ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تہارا ہی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالاراسے کی اور مطلب بدھ مرضی چاہی پھر کیسے لکھے ذرا ایت قرآنی ملاحظہ ہو۔“

نوح ۲۹ ﴿وَتَالِیْهِ لَا تَذَرْتُمْ اٰیٰتِیْکُمْ وَلَا تَذَرْتُمْ وَذَا ﴿۲۹﴾ وَلَا تَحْمِلُوْا وِیْلًا وَلَا یَحْمِلُوْا وِیْلًا وَیَعْقُوبَ وَنَسْرَ﴾ اور انہوں نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم وَذُو کو اور نہ سَوَاح کو اور نہ یَعْقُوبَ کو اور نہ یَعْقُوبَ اور نہ نَسْرَ کو۔

دوبابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرانے سے فرق نہیں کرتے لَا تَذَرْتُمْ کو پڑھ لیا اور اَلْهٰتِکُمْ کو چھوڑ دیا افسوس صاف اتنا مٹا لفظ نہجا ہوا

ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے صادر ہوا کہ وہ ان بزرگوں کے مجھے بنا کر ان کو اٹھائے اپنا مہر دے سکتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بد و عافرائی تو فرمادے دی تھی ان کو غرق کیا کہ وہ خدا کی توبہ کے مجھے قائل نہ رہتے اور وہ کھنسا بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پر جا کرتے تھے دیکھو

حدثنا ابراہیم بن موسیٰ قال اخبرنا هشام
من ابن جریر قال عطاء بن عباس
عن ابن الاوثان ان النبی کان فی قویرئوچ
فی العرب بعد اماؤد کانت بکلب

بخاری شریف ۲/۴۲۲

کتاب الترمذی ۵۱

مہر بن عبد الوہاب

بکلب و مہمہ الجندلی و اما سواہ کانت لہذیل و اما یفوت فکانت
لہا و شد لہی عنطیف یا الجوف عند سباق اما یعوق فکانت لہا
ان و اما لہ فکانت لہم یولال فی السلاخ و لہم انہما بجال صالحین
من قویرئوچ فلما ہذا کذا اوحی الشیطان ابی قویرئوچ ان الیہ
ابی قویرئوچ ان النبی کان یجلیسون انصابا و سمعوا یا مہمہ ففعلوا
فلما لعلہ حش إذا اہلک اونیف و شفع العلو ففعلت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام
کی قوم کے اندر بت تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ و دشہر دومہ جندل
میں نبی کلب کا بت تھا اور یکن سواہ بذیل کا بت تھا اور یکن فیرٹ نبی مراد کا بت
تھا پھر جوف متصل با مدینہ بلقیس میں نبی عنطیف نے اس کو اپنا معبود بنالیا اور یکن
یعوق بت ہمدان نے اپنا معبود بنالیا ہوا تھا اور یکن فیرٹ ذوالکلالخ کی ال حمیر
قبیلہ کا معبود تھا اور فیرم یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام تھے جنہ
تھے پس جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ چلو

یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے محبتے بہت بنا کر کھڑے کروا اور ان بزرگوں والے تمام ان تہوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطان کی انگلیت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی معنی کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان تہوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ اولیٰ حدیث ثعلبی کے چورو حدیث نے تہارا پول محال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا جبکہ حدیث ثعلبی سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے محبتے بت بنانے سے کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان تہوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے چروے شامین سناری سے دریافت فرمالیں۔

فتح الباری $\frac{۲۰}{۳۷۶}$ قال فی قولہ لقانی ودأ ولا سواها الایة قال
اَدْنَاتُ کانت تودہ فَوُجَّحَ یَعْبُدُ ذُنُوبُہُ
شرح بخاری شریف اس آیت کے فرمان ودأ ولا سواها اخیر آیت تکسب ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت پرست بن کی وہ عبادۃ
کر تے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی

فَاتَّخَذَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ نَجِيرًا عَلَيْهِ فَعَبْدٌ لَا يُصْبِرُ عَلَيْهِ
فَاتَّخَذَ مِثْلًا لَّعَلَّ يُؤَدِّبُهُ فَكَفَلًا ابْتِغَاءَ عَمَلِهِ
نَظَرُهُ لِقَرْمَاتٍ فَفَعِلَ بِهِ كَمَا لَعِنَ

فتح المبارکی ۲۴۸

شرح بخاری شریف

جب مرگیا آدمی ان سے تو اس پر رویا پٹیا گیا پھر اس سے صبر کیا جاتا تو اس کی
صبر کی ایک مثال کا بت لڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارا تو اس کے
بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ لڑھکے والا مرگیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔
اور قسطلانی شارح بخاری شریف نے بھی یہی کہہ میں یہی تحقیق کی ہے۔

ہرچے جناب کی چوری جو قرآن میں علی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرتقے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ ان کی تصویر اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت صحیحہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی ذرا سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلاں جگہ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلاتا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے شرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ متقدمین صاحب قبور سے عبرت حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی جیبی بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہو تو وہ صاحب قبر کو پڑھ کر بخش دیتا ہے۔ اگر کوئی کھانے کی منت مانی ہو تو وہ صاحب قبر کی طرف سے وہاں فقر کو تقسیم کر دیتا ہے بشرطیکہ بھنگی چرسی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی ہانڈ کی منت مانی ہو تو وہ وہی جان دیا کر کسی صاحب شرع فقیر کو اس صاحب قبر کی طرف سے صدقہ کر دیتا ہے اور جو غلام شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر ثابت کر دو کہ تمہارے نزدیک بھنگیوں چرسیوں کشمیریوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ان مذکور بالا امور کو شرک یا ناجائز ثابت کر دو ورنہ اِنْ لَمْ تَنْفَعُوْا اَنْ لَّنْ نَّفْعُكُمْ اِنْ لَمْ تَنْفَعُوْا اَلَيْسَ ذٰلِكَ هُمَا النَّاسُ وَالْجَنَّةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ۔ اور ہا ہر جائز اور کفار اور بتوں والی آیتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے اعمال کو بے ایمانی کی زد میں نہ بہاؤ۔

ان آیات کریمہ سے جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے متعلقہ تھیں چاہے کسی نے بیہوشوں و لبروں کے بت ہی کیوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعائیں کھنڈ اللہ کی آیات پیش کیں جس کے معنی جہادۂ میں اور میں دُؤن اللہ سے مراد بت ہیں

میں کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت ہو گیا ہے یہ حدیث شریفہ ہے
بھی اس کا ثبوت پیش کر دوں۔

بخاری شریف ۲۱ (مِنْ دُونِ اللّٰهِ) بِالْاَوْثَانِ

اور قرآن کریم میں بھی جو مِثْ دُونِ اللّٰهِ کے صفات رب العزت نے بیان فرمائے
ہیں ان سے منقصہ بیان کے لئے جو رقم نے سن لئے ہیں کہ من دون اللہ کی صفات سے
چند یہ ہیں مثلاً

صفات عباد اللہ

صفات من دون اللہ

اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں
اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب
دیتے ہیں۔

۱) مَا لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلَّا يُوْجِبُ

الْقِيَمَةُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔

اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ غافل نہیں
ہیں۔

۲) وَهُوَ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفِيْلٌ

مِنْ دُونِ اللّٰهِ

ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی
شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے متبعین
کو پہچانے اور سفارش کرینگے نہ کہ
مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ
نَصِيْبٌ مِّنْهَا جبروتے جبروتین کی طرح
افتخار اللہ دشمن نہ ہوتے کیونکہ یہ من دون
اللہ کی شان ہوگی۔

۳) يَا دُحْشِرَ النَّاسِ كُنُوْا

لِمَسْحِ اَعْدَادِ

جب اٹھائے جائینگے تو میں نڈھ

اللہ ان کے دشمن ہوں گے۔

یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ

۴) مَا كُنُوْا بَعِيْدَ تَقِيْمِهِ كَاخِيْرِيْنَ

صفات من دون اللہ

اور وہ میں دُؤبِ اللہ اپنے عابدین
کی عبادت کا انکار کریں گے۔

صفات عباد اللہ

ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ اتباع
کرتے ہیں اور وہ ہماری اتباع کا انکار
نہ فرماویں گے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
رب امتی فرما کر گنہگاروں کی بخشش
فرماویں گے اور پیرانِ عظام بھی سفارش کریں گے
اور اپنی اتباع کا انکار نہ کریں گے۔ یہ شیروہ
مذکورہ اس بات کا میں دُؤبِ اللہ مسعودین کا
ہے۔

(۵) مَا يَكُونُ مِنْ قَاطِبِينَ

میں دُؤبِ اللہ وہ ہیں جو کھڑکے
چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ محبت کچھ
کے مالک ہیں جو واضح ہر چکا لہذا وہ میں
دُؤبِ اللہ نہ ہوں گے کیونکہ یہ شان رسالت
و ولایت کے خلاف ہے شان اہل اللہ
یہ ہے قُلْنَا يَا ذَا الْعَرْشِ مَنَ اَنَا
لَعَذَابِ ذَا اَنَا تَجِدُ بَيْنَهُمَا
انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے گھر سے
ہوئے نہیں بلکہ خداوند کے پیدا شدہ ہیں۔
اور اُسے خلق کی طاقت بھی عطا کی رکھتے
ہیں لہذا ان دونوں اللہ نہ ہوں گے۔

(۶) لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا ذَرَّةً

يَخْلُقُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھر سے ہوئے
ہیں۔

(۷) اَمْوَاسٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ

میں دُؤبِ اللہ
اس عنوان سے انبیاء کرام و اولیاء کرام
کی ذات برابر ہے مگر وہ واضح ہر چکا لہذا ان

صفات من دون اللہ

میں ذاتی موت ہے معبود میں حیات ہے
ہی نہیں کسی وقت بھی۔

(۸) وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ

يُبْعَثُونَ اور من دون اللہ

قیامت سے بے خبر ہیں۔

(۹) قَالُوا هَلْ نَعْمَدُكَ

عَلِ الْفُتُوحِ أَمْ لَكُم مَّا نُنَادُوا

كَافِرِينَ۔

افرشے جان بیٹے! تجھے تو وہ سوال کہ تجھے

تو کامیاب ہیں اپنے معبودین کا انکار کیلئے،

ترجمہ۔ کیلئے کہ وہ میں دُؤن اللہ ہم سے

غائب ہیں اور وہ اپنے کفر کا غرور قرار دیتے۔

(۱۰) لَا يُلَاحِظُونَ كَيْفَ يَرْفَعُ السَّحَابَ

نَبَاتٍ كَثِيرًا إِلَى الْمَاءِ وَمَا هُمْ

بِذَا بَعِيدٍ۔

رومن دون اللہ (غیبی قہر) کرتے وہ ان

کی دعا کو کچھ بھی نہ سمجھا کہ کوئی اپنے دوزخ ہاتھ

صفات عباد اللہ

مُؤْتَبَرٌ مِنَ اللَّهِ نَبِيٌّ

یہ بھی معبودین کی شان سے انبیاء

کرام و اولیاء کرام قیامت سے باخبر ہیں

لہذا مَنْ قُدَّتْ اللہ کی یہ صفت بھی ان میں

نہ ہوتی تو من دون اللہ نہ ثابت ہوئے۔

یہاں اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ تعین

رسل و اولیاء اللہ وقت موت ان کو غائب

نہ کیلئے بلکہ توحید اللہ علیہ وسلم وقت موت

اپنے ناموں کے پاس تشریف فرما ہونے

میں ہر دم مستطیع صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ

پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی اتباع کا وقت

اعمال بھی نہیں کرتا لہذا من دون اللہ نہ ہوتے

اگر من دون اللہ ہوتے تو اس وقت

معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اور ان کی

قبروں سے بھی ان کا فیض و گزرا کر ہر وقت

پہنچتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ دنیا

و دنیا کی حالت کا خلاصہ جو جہان سے یہ ذکر و شان

من دون اللہ کی ہے ثابت ہوا کہ

مَعُونَاتٍ مِنْ دُونِ اللَّهِ

پانی کی طرف لے کر سے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا

اعزان ۲۳ | اللہ سے ہیں امید

پکارو کہ سبھی ان کو اڑھتہ ان کی عبادت میں،
 سچے ہر وقت تہاری بات کا جواب تو دینی۔

صفحات ۱۱۳ تا ۱۱۴

اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ میں حُکْمُ اللہ نہیں ہے۔

انسانوں کی مثل تو رہی مگر انسان نہیں
 کیونکہ ان کو اگر پکارو تو تمہاری بات کا جواب
 نہیں دے سکتے۔

من دون اللہ سے ماوہت ہے۔ اس
آیت کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ نہ وہ
آدمیوں جیسے قصور میں نظر آتے ہیں نہ کہ
وہ جمادات ہیں جواب نہیں دے سکتے
اُپیارا اللہ اور اولیاء اللہ اس سے متاثر
ہیں کہ نہ وہ عیناً اُنْشَاؤُکُمُ کے باعث
نہیں اگر اسب قبل کلام کی جاوے۔ تر
جواب دیتے ہیں ثابت ہوا کہ وہ من دون
اللہ نہیں۔

یہ خبر کی شان ہے کہ ان نے پاؤں
میں لیکن مل نہیں سکتے ایسے ہی باقی اعضا
بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں اور اولیاء اللہ
اور انبیاء اللہ کی حالت اس کے برعکس
ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کہ ان کی شان ہے
کہ تَلْعَاہُ حَمَلُہُ لَمْ یَکُنْ لَہُ مَلَاۡئِکَہُ

۱۴۱۔ اَللّٰهُ زَعِيْدٌ مُّسْتَوْفٍ بِهَا
اَللّٰهُ زَعِيْدٌ مُّسْتَوْفٍ بِهَا اَللّٰهُ
زَعِيْدٌ مُّسْتَوْفٍ بِهَا اَللّٰهُ
زَعِيْدٌ مُّسْتَوْفٍ بِهَا
کیا میں دونوں اللہ کے پاؤں میں جن کے
ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ میں جن

صفات من دون اللہ

صفات من دون اللہ

استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ من دون اللہ
جہت نہیں اور غریب و غنی و غنی و غنی
فرشتے امیوں کا استقبال کرتے ہیں یا معلوم ہوا
کہ یہ شانِ نبیوں کی ہے اور یا اللہ اور یا اللہ
نجات ہے جیتے تیرا جنت کے دہستہ میں
عیش کرتے ہیں ان کی مع واپس و غیر و ہم
زیادہ قرآن ہے۔

کے ساتھ وہ پڑتے ہوں کیا ان کی انگلیں
ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے
کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں

یہ من دون اللہ کی تیرا جنت ہے
وہ اپنی جان کا عذاب الہی سے نہیں بچا
سکتے جو جائیداد وہ تبارہ می مدد کر سکیں نبی اللہ
اللہ علیہ وسلم اپنی گناہ رحمت کو بخشا کر
جنت میں سے جا میں سے اور اولیاء اللہ
جو بعد ازاں سفارش کر کے جنت میں گئے
ثابت ہوا اور یا اللہ اور یا اللہ
من دون اللہ نہیں بچا میں من دون اللہ
اس ایت پاک سے معلوم ہوا کہ من دون
اللہ ہے ہر جہت میں اور ان کی شان ہے
اُولَئِكَ عَلَىٰ سُدُورٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَمَا يَبْصُرُ مَا تُبَايِعُ لَهُمْ لَٰمُ الْحَزْبِ
من دون اللہ نہ کہہ سکتے۔

۱۱۳) اَعْرَافٌ
لَا يَنْصُرُهُمْ فِيْهَا
وَلَا يَكْفُرُ

من دون اللہ نہ تبارہ می مدد کر سکتے ہیں اور
نہ اپنی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔

۱۱۴) ذٰلِكَ سَعْدُكُمْ اِنْ اَلْقَيْتُمْ
لَا يَنْصُرُكُمْ

اور اگر تم من دون اللہ نہ تبارہ می مدد کر سکتے ہیں
بلکہ نہ تبارہ می مدد کر سکتے ہیں۔

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

(۱۵) كُنْتُمْ اَكْثَرُ يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ
وَهُمْ لَا يُبْعِدُونَ

اور آپ من دون اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔
آپ کی طرف وہ بھی جھٹے ہیں مگر وہ دیکھ
نہیں سکتے۔

لَا يَخْفَوُ اَدْبَابُ

۱۱۷ حج ۱۱۱
وَقُلُوبُهُمْ يَخْشَعُونَ لَكَ

اگر وہ تمام من دون اللہ جمع ہر جاویں کر پڑیں
ایک لمحہ بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔

(۱۶) اَوَاٰنَ يَسْمَعُكَ الْمَسَابِقُ

مَسْبِقًا لَا يَسْتَفِيدُ وَاَوْهَابُ

اور اگر من دون اللہ کے کھمبے پر چین لے
کر اس سے چڑھیں سکتے۔

من دون اللہ کی شان یہ ہے کہ ان میں
کوہ باصرہ نہیں تروہ بت ہی ہر سکتے ہیں کون
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پہلے
ہی و سنا ہوا فرمایا کہ من دون اللہ سے
سزا دے دیا۔

یہ شان جو من دون اللہ کی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاء سے تمام
کی زندگی آپ کے ہاں ہے بلکہ تمام
خلیق کی زندگی کے سبب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں پھر کی طرف یا انکسوں کی
آپ کی نگاہ پاک آٹھ تو جعفر بن گئے جلد
گرایا بن گئے ثابت ہوا کہ اختیار کو ارم من
ذوق اللہ نہیں۔

یہ من دون اللہ کی شرمیں صفت ہے
کہ ان سے اگر کھمبے پر چین کرے جاوے
تو اس سے وہ چڑھیں سکتے اور شاہی صفت
صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ درخ سے
چڑھ سکتے ہیں اور احرار من دون اللہ میں تہی
کڑوری اور احرار منی طاقت کہ عزرائیل
نزدیک آنے کی جرات نہیں رکھ سکتا

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

کھسی کی تو کیا ہی طاقت ہے ثابت ہوا
کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام من دون
اللہ نہیں من دون اللہ ہت ہی ہیں۔

یہ من دون اللہ کی آثار و صفات
ہے کہ وہ تخفیف کو دور نہیں کر سکتے اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا المؤمنین
ذلت و حیض ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام من دون
اللہ اور حبیب اللہ محمد الفالیہ
کے فرمان سے اولیاء اللہ بھی من دون اللہ
نہیں ہو سکتے۔ قَدْ تَوَقَّيْتُمْنِي اَدْعَايَا
دَعَايَا بَعْضِهِمْ حِينَئِذٍ وَلَكِنْ
كَعَفْتُ عَنْكَ التَّوَجُّعَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ
وَلَنُؤْمِنَنَّ بِكَ يٰ اِسْرَءِیْلُ
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْكُمْ غِثَابَ التَّوَجُّعِ اِلَّا
اَخْبَلِ هُمْ بِاَلْعَمَةِ اِذَا هُمْ
يَكْفُرُونَ اِيْمَانِ دَارِ كَمُ وَاسْطِ اِشَارَةِ
کافی ہے۔

نسا ۵۱۱
اَلَمْ نَعِدْكُمْ اَلَا اِيْمَانًا

۱۸۱ نبی اسرائیل ۱۵
فَلَمَّا يَلِكُوْنَ
اَكْشَفْنَا الْعُتْرَ
مُشْكُفَةً

پس نہیں مارا ہے ہیں وہ تم سے تخفیف
دور کرنے کے

۱۹۱ اَعْلَمُوْا
مَعْلُوْمَاتِ الدِّیْنِ
اَلَمْ نَعِدْكُمْ

صفات من دون اللہ

مَنْ دُونَ اللَّهِ أَوْلِيَاءُ كَمَا أَنْتَ أَوْلِيَاءُ الصَّانِعِينَ
 مثال ان لوگوں کی جنہوں نے من دون
 اللہ کو مددگار یا کار ساز پرکڑا مثل بکڑی کی
 ہے۔

صفات عباد اللہ

الَّذِينَ يَتَخَذُوا آلِهَتَهُمُ الْبَشَرِ
 مَنْ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ أَلِهَتُهُمُ الْبَشَرُ
 الہم کی خوشخبری دیکھیے جو مومنوں کے سوا
 اپنا مددگار بنا رہے ہیں۔

فَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 تَتَخَذُوا آلِهَتَهُمُ الْبَشَرِ مَنْ دُونَ
 الْمُؤْمِنِينَ

اے ایمان والو مومنین کے سوا کفار کو اپنے
 مددگار بناؤ معلوم ہوا کہ مومنین من دون
 اللہ بھی نہیں اور کشتی العنکبوت بھی
 نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ کشتی
 العنکبوت کے زمین و آسمان اور ہر شئی
 تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی
 اعدا و بغیر کچھ نہیں تھا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
 معلوم ہوا کہ من دون اللہ نہیں من
 مٹی، کہاں اور رحمۃ للعالمین
 کہاں کچھ فوائد نصابت سے کام نہ

۱۷۰ عنکبوت ۱۷۰
 مَنْ دُونَ اللَّهِ يَتَخَذُوا
 بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن من
 فَعَلِيَ اللَّهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 ۱۲۱ اعراف ۱۲۱

۱۲۱ اعراف ۱۲۱
 اَلَّذِينَ يَتَخَذُوا
 اس آیت کریمہ میں رب العزۃ نے من

صفات من دون اللہ

دُونِ اللہ پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور
شیطان کہنِ دونِ اللہ کھا اور شیاطین سے
مسلمان کو خدا کی پناہ اور شیاطین کا کہم
ہے اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَيَسُوْٓءُ لَكَ اٰیٰتِهٖ
وہ اپنے دوستوں کے دلوں میں دھماوی
دال کر گمراہ کرنا اور انبیاءِ کرام کا حمل ہے
حدایتِ اِنَّكَ لَتَشْفٰى عَنِ اٰیٰتِ صِبَا
مُتَعَبٍ خیر اور آپ کی اطاعت میں بھی
فصل ہے اور انبیاءِ کرام کا اِنَّہٗ یُفَسِّدُوْنَ
یٰۤاٰیٰتِہٖمُ لَیْسَ لَہُمْ اٰیٰتِہٖمُ اَوْ شَیْطٰنِہٖمُ
والی آیات کو انبیاءِ اللہ اور انبیاءِ اللہ
پر چسپاں کرنا اور ان میں سے سمجھنے والا وہ
ابلیسی جماعت کا نامزد ہے حزبِ اللہ
سے اسے سروکار نہیں۔

شیاطین من دون اللہ ثابت ہوئے
انبیاءِ اللہ اور انبیاءِ اللہ متذہب اور اگر
ان کو من دون اللہ بھوکے تو ہر قسمِ مطیع
شیطان ہی کہلاؤ گے اور امتِ شیطان
کہلانے کے تقدار ہو گے امتِ مصلیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کہلا سکو گے۔

صفات من دون اللہ

آَذٰلِیْسَ اَمْرٌ مِّنْ دُونِ اللّٰہِ
بے شک ظہور بنایا ہے شیاطین
من دون اللہ کو کار ساز

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

(۲۲) سب ۲۲
قُلْ اَدْعُوا الْبَاقِينَ
اَزَعْمَتُوْنَ ذُوْنَ هٰذَا
لَا يُبْكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِى الْاَرْضِ -

یہ من دون اللہ کی باسیوں صفات ہے
کہ ان کو اللہ نے ایک دم سے کواکب نہیں
بنایا مگر عباد اللہ کی شان یہ ہے۔
نہ اسرار ہے۔ اَفَرِحْتُمْ اَنْ يَّاتِيَنَّ

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا اگر
ان من دون اللہ سے من کو تم گمان کرتے
پر نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک فرسے کی
داناؤں میں دوزخ میں۔

عَلٰى مَا اَسْتَهْمَرُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ
اَسْتَبْنٰ اَلْوَسٰىءَ هٰذَا الْكِتٰبِ الْفَلَكِ
وَاَسْتَبْنٰ هٰذَا مَسْعٰفَ هَاطِلِنَا لِيَا مَلِكِيْنَ
رُكَّ اس حیز پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل
سے دیا پس تمہیں دی ہم دعا، ہم علیہ السلام
کی آل کو کتاب اللہ مکر اور دیا ہم نشان
کہ فَلَئِنْ غَضِبْنَاكَ -

ثابت ہو کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ
من دون اللہ نہیں ہیں۔

(۲۳) فاطر ۲۳
اَفَرَأَيْتُمْ مَّا كُنَّا
فَعْمُرُ عَلَى بَنِيۤهٖ
مِثْمُ

مومن ۲۳
حَبَاوِى الْبَيْتِ مِنْ دُوْنِ
میرے پاس میرے رب کی
طرف سے بیعت آئیں۔

کیا من دون اللہ کو ہم نے کوئی کتاب
دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بیعت پر
ہیں۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ
ہم نے آپ کی طرف کتب اتاری ہم
جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اتاری
تھی تو من دون اللہ نہ ہوتے کیونکہ

دُونِ اللہ کے کذب کی اور من دون اللہ
ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس
کوئی خدا کی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد
قادیانی

اگر نبی اللہ کے معنی صرف پکارنا ہی تھے
ہاں بیٹھے تو بڑی خرابی لازم آگئی جس کو تم
پکارو گے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت
ہوگا اور اگر من دون اللہ سے مراد اگر بت
نہ بنے جاویں بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل
کیا جاوے تو معاذ اللہ ذات اولیاء انبیاء
اللہ بموجب ان دونوں آیات کے باطل
ثابت ہونگے حالانکہ باطل آ جاوے تو
اس پر اللہ تعالیٰ حق کو چھینکتے ہیں تو وہ
حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالیٰ
ثابت و غالب رکھتے ہیں اور باطل کو
مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب آپ
کے نزدیک انبیاء کرام و اولیاء کرام میں
دُونِ اللہ اور باطل ٹھہرتے تو بت
اور کفار کو تو ضرور حق سمجھتے ہونگے اور اسی
لئے کفر کا ساتھ دیتے ہیں اور حزب اللہ
کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لحد

ذالک بآیات اللہ و
۲۴۲ القرآن اَلْحَقُّ وَاَنْ مَا يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ۔

یہ سب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے
اور جس من دون اللہ کی وہ عبادت کرتے
ہیں وہ باطل ہے۔

ج ۱۶ ذالک بآیات اللہ وَاَنْ مَا يَدْعُوْنَ
اَوْ اَتَمَّتْ دَعْوَتُ مِنْ دُوْنِهِ
مُذَالِ الْبَاطِلِ۔

یہ سب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے
اور جس من دون اللہ کی وہ عبادت کرتے
ہیں وہی باطل ہے۔

وہاں بھی اگر یہاں پکارنا ہی یہاں سے
تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے
ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ
اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

صفات من دون اللہ

بَلِّغْ نَقِذَاتِ بَا الْحَقِّ
 اٰمِيَا ۱۴۱ اَعْلَى الْبَاطِلِ قَيْدَ مَخْدُ
 نَا ذَاهُو زَاهِقٌ

جک پہنچتے ہیں برحق کو باطل پر تو وہ اس کا
 ہمینا نکال دیتا ہے۔ تو اس وقت مرث
 جاتا ہے۔

لَيَحْمِلَنَّ الْحَقُّ وَيُبْطِلُ
 الْفَال ۱۴۲ الْبَاطِلُ

تا کہ ثابت رکھے اللہ تعالیٰ حق کو اور تباہ
 کرے باطل کو۔

اَمَّا الْبَاطِلُ يُدْعِيُونَ
 شَحْل ۱۴۳ اَوْ يَنْجِمَةَ اللّٰهُ هُمْ
 يَكْفُرُونَ وَيُكْبِدُونَ مِنْ دُونِ
 اللّٰهِ

کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاتے
 ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار
 کرتے ہیں اور ان دونوں میں اللہ کی عبادت
 کرتے ہیں۔

صفات عباد اللہ

كَارِثًا وَسَيِّفٌ هُوَ الَّذِي قَدْ اَوَسَّدَ سُرُورَهُ
 بِاَلْقَدَرِ قَدِيرٍ الْحَقِّ بِسَطْرِهٖ لَا عَلَى
 الدِّينِ كَلِمَةً وَكَوْكَبَهُ اَنكَافُهُ دُونَ

اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 وایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا
 ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار
 کیوں نہ چلائیں۔

اور پھر فرمایا لَا اَعْلَيْنَا اَنَا وَرُسُلِي
 خُذُوهُنَّ غَالِبٌ رَّهْمًا گاہ اور میرے تمام
 رسول اور حبیب اللہ ہمارے الغائبون

کا حکم نہ اور یہ اللہ کر مل چکا ہے ثابت ہوا
 کہ یہ تمام من دون اللہ نہیں ورنہ ان
 کو اللہ علیہ نہ عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے مگر
 تم نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام من دون

اللہ میں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل
 کی اطاعت کوئے باطل کو دین قبول کیا
 ہے۔ باطل کی امت ہو معاذ اللہ اللہ
 معاذ اللہ باطل کے ساتھ ایمان لائے

اور نعمت اللہ یعنی رسل کو من دون اللہ
 کہ بکر رسالت کا سماعت انکار ہے معلوم ہوا

صفات من دعت اللہ

صفات عباد اللہ

محمد ۲۶ ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
اشْتَعَرُوا نَارًا بَاطِلًا﴾

یہ بایں طور کہیں لوگوں نے کفر کیا وہ باطل
کی تابعداری کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ ورسول من دعت اللہ نہیں
إِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحِبُّكُمْ اللَّهُ

فسار ۵ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ ۚ وَآذُوا بِالْأُمُورِ

اس بات پر مباحثہ میں ثابت کیا گیا کہ اگر
محبوب خدا اپنا چاہتے ہو تو فرما دیجئے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری حکامی
کرد وورد و سری میں یہ ثابت فرمایا کہ قرآن

نہایت چاہتے ہو تو اللہ کی تابعداری کرو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو

قہرے اور دوا اللہ میں اگر یہ سب اپیل
ہوئے قرآن کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا اگر

ان کی اطاعت کا حکم نہ ہو تو باطل نہ ہوئے
جب باطل ثابت ہوئے تو ثابت ہوا کہ

لزام اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔
مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ تَقَرَّرَ

فسار ۵ ﴿اللَّهُ يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ
الَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَأُولَٰئِكَ
يُحِبُّهُمْ اللَّهُ وَيُخَيِّرُ لَهُمْ

(۲۵) انبیاء ۱۷ ﴿يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَدْعُوهُ
وَهُوَ حَيٌّ حَتَّىٰ يَجْعَلَ
مِنْهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

جہت سے اللہ تعالیٰ جو اللہ کی دعا کرتا ہے
وہ زندہ ہے کہ جس سے وہ چاہے
وہ سب سے زیادہ سنا دینے والا ہے

صفات من دون اللہ

صفات عباد اللہ

اللہ شأنا وزاد ما وسع من يعامله
 نفسه فيها ذبيحة فليس بها ولا يفتنون
 جاسوس كعادته من معدوم
 كل تمجيد كراته برحمتهم كائين من
 تم تمام من جبرم كواضع برحمتهم
 معبود جبرم من داخل
 برستے اور تمام اس میں جبرم
 میں روزخیزوں کا مظهر ہو گا اور اس
 میں کچھ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس حقیقت
 اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے
 منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر جو کیدار
 بنا کر نہیں بھیجا۔

جب یہ ایت نازل ہوئی تو ابن زبیری بھی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ پھیرا کر کے
 کہہ کر اس کے بعد ما مضیٰ ذن من ذن اللہ حصص جہنم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے لایا اہل تو ابن زبیری یہودی نے کہا کہ کیا یہودی علیہ السلام کی عبادت نہیں
 کرتے تمہارے اس قانون سے یہ انبیاء و ملائکہ بھی جہنم ثابت ہوئے تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان الشیطان وہ ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ
 شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو

خازن ۳۱۱ تراشہ تھا نے اس کے مد میں ایت نازل فرمائی: اِنَّ الْبَنِيْنَ
 سَبَقَتْ لَهُمْ عِقَبٌ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ اور بے شک بن کے
 لئے ہماری رحمت سے پہلے مقدم ہو چکی ہیں وہ اس سے دور کئے جاویں گے۔

ترجمہ ہذا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ کہنے والا پہلا زبیری یہودی تھا۔ جو
 وہیں کہ اس امر میں پیشوا ہے تو انبیاء اللہ اور ادبیاء اللہ کو من دون اللہ کہتے

ہیں وہ بیرونیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ملنے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش و تہنیت رکھنے والے ہیں جو ان کے صحبے وغیرہ بنا کر اپنے معبود خالوں میں رکھتے ہیں اور خداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہاں سکتی اگر کہاں سکتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انہیں پیار اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ فطیان کی عبادت کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اللہُ الْخَدُّ ذَا الشَّيْطَانِیْنِ اُولِیْئَا مِثْلُ ذٰلِکَ اللّٰہُ جیسا کہ اس کا بیان گزرا چکا ترجمہ یہ ہے کہ کفار کا انبیاء و صالحین کے صدور کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِثْلُ ذٰلِکَ اللّٰہ سے مراد یا ہے ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا اندھن ہرنے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں من دون اللہ کا خطاب دینا اور ان کے مطیعین کو ان کے مابین کہنا ایمان سے خارج ہوتا ہے۔

الحاصل سب مقام پر ترجیح الہی کے مقابلہ میں من دون اللہ کی تذلیل مقصود ہر ترواں دو صورتیں ہوتی ہیں (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود حلی کی تذلیل ساگر معبود حلی کی تذلیل مذکور ہو تو من دون اللہ سے بت یا شیطان مراد ہو گئے اور ان کے عابدین پر فتویٰ کفر و شرک مذکور ہو گا اور ان سے استغاثہ ان کو پکارنا ان کے سامنے اصعب سے جھینڈنا ان کے جہان کی طرف جست کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف چل کر برائے زیارت جا مان کو اچھا سمجھنا یہ سب من دون اللہ اور باطل ہر گاہ اور یہ تمام ان کی عبادت مقصود ہو گی اور ان کی صفات مذکورہ بالا ۲ آیات میں مختصر عرض ہو چکیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کیے جائیں گے اور وہ بھی من دون اللہ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہو تو اس سے یہ ثابت ہو گا کہ اس کے معبود ہیں

اگر نہ حقیقت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے تو یہ وہ انبیاء کریم معصومین یا مدد
 وغیرہ ہم پر گئے تو اس مقام پر مابین من دون الله ہونے اور ان کا فعل الخناذل یعنی ان
 کا عبادت کرنا من دون الله جو کجا انبیاء الله اور اولیاء الله یا ملائکہ الله من دون الله
 نہ ہونے اور نہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں من دون الله کہا گیا اور ان کو پکارنا استثناء کرنا
 ان کی تعلیم کرنا ان کی تہذیب پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی الله
 پر حقیقت الہیہ حاصل ہوگی من دون الله نہ ہوں گے۔

من دون الله کو قرآن کریم میں بہت معانی سے رب العزت کے استعمال فرمایا ہے مثلاً

اللَّهُمَّ احْضِرْنَا لِقَاءَ رَبِّكَ
 مِنْ دُونِكَ اللَّهُ

شیطان میں

اعراف ۱۷۰ الشَّيَاطِينِ أُولِيَاءَ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

۲

عنکبوت ۱۲۱ اِنَّا ثَقِيفُ بَطْنٍ

۱۲۲ اُدُّوْا لِلّٰهِ اَوْلِيَاۡتَا

اور کوئی بات نہیں ان عبادت کرتے ہر

مِنْ دُونِ اللَّهِ کی جو بت ہیں۔

۱۲۳ اِنَّا اَتَّخِذْنَا مِنْ دُونِ

عنکبوت ۱۲۴ اِلٰهِ اَوْلِيَاۡتَا

بات نہیں بنایا تم نے مِنْ دُونِ اللَّهِ

کو معبود (جو بت ہیں)

۳

۱۲۵ فَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ

اِلٰهِ اَلِهَةً اٰوْرَثْنَا

انہوں نے مِنْ دُونِ اللَّهِ کو معبود

کفار کا فعل الخناذل من دون الله

ہے۔

فَعَاكَانَ لَيْسَ مَعَهُ

(۴) شوریٰ ۲۵

أَذَلَّ بِأَوْفَعَهُ دَعَا

۲

مِنْ دُونِ اللَّهِ بِمَعْنَى

ماسوی اللہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جہاں کی
مدد کرے ماسوی اللہ کے۔

وَأَنَّا مَنَّا الْفَاطِمِيَّاتِ

(۵) جن ۲۹

أَوْ مَنَّا دُونَهُ ذَالِكِ

۵

یہاں دُون کے معنی بر سے لئے گئے
ہیں۔

اس بے شک ہم سے بعض ایک ہیں اور بعض
ہم سے بر سے ہیں۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ

مریم ۱۶

أَجْنَابًا ۖ بِسْمِ اللَّهِ

اسلام نے ور سے ان کے پرورد

فَعَجَبَ مِنْ دُونِهِمْ

(۶) قصص ۲۰

أَمْرًا ذَيْنِ شَرٍّ ذَوَانِ

اور پائیں برسی علیہ السلام نے ور سے ان کے
دو حدیثیں بکراں بٹالی ہیں۔

فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَالِكِ نَصًّا

فتح ۲۶

أَشْرِبًا ۖ بِسْمِ اللَّهِ

ور سے اس کے فتح قریب

فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَالِكِ نَصًّا

کہف ۱۶

فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَالِكِ نَصًّا

فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَالِكِ نَصًّا

اس کو ایسی قوم پر مروج کرتا ہے جو نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے دوسرے ان کے کوئی پڑا
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْلَ الْكُفْرِ
 الَّذِينَ آمَنُوا دُونَ الْمُؤْمِنِينَ
 لئے ایمان والوں کو کفار نہ بناؤ (دیکھ کر) ایمان والوں کے من دون ہیں۔

۸۸) وَالْكَافِرُ أَكْبَرُ دُونَ الْمُؤْمِنِ
 غیر اللہ کے جوئے مہر دوں کا ارادہ رکھتے
 من دون بمعنی مخالفت
 دون اللہ بمعنی غیر اللہ
 برقم اور بھی من دون کئی معنوں میں قتل ہوتا جتنے ملامی بچا ہے ایک طیر کے معنی جلتے ہر اور
 مع کے معنی نہیں جاتے جس جگہ من دون آیا فیر کے معنی کو لئے معنی دو مستند ہوں یا لفظ من
 و متاخرین سے نہ مشورہ بیکثیرہ سو سال سے اس بات کے کیا معنی سلمان کرتے آئے ہیں ان کے
 بر خلاف کیرں چلی خداوند تہیں جاہت دوسرے۔ یا اور کھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام
 اور ہولیا اللہ کو من دون اللہ کہنا چھوڑو اور توبہ کرو کہ خداوند ہمیں بھی ان کے زمرہ
 میں شامل فرما دے ہمیں من دون اللہ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور نہ اٹھائے
 اور یہی ہمیں سہی ملائے کہ توفیقاً مع الابرار کی دعا خدا سے مانگنا کہ خداوند ہر دم ابرار
 و صالحین کی صحبت عطا فرماوے تاکہ ان کی غفل خداوند بھی ہمارا سامع بن جاوے
 جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

۱۳۱) اَللّٰهُمَّ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور جاوے تم کا اللہ تعالیٰ
 متقین کے ساتھ ہے۔
 ۱۳۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ صبرین کے ساتھ ہے۔
 ۱۳۳) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

سُحُل ۱۴ } اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اَتَّخَذُوا الصّٰدِقِیْنَ هُتُوًا مَّحْسُوْنًا بِهٖ شَكَّ اللّٰهُ
 قائلے متیقین کے ساتھ ہے اور جو شکی کرنے والے ہیں۔ من دون اللہ
 کا اطلاق تمام قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے کسی جگہ مومن پر نہیں کیا جو جانیکہ سدا اللہ انبیاء
 اللہ ادا دلیار اللہ ادا دلیار اللہ پر کیا جاوے کہ خدا کا خوف کرو اور انبیاء اللہ اور
 ولی اللہ کو غیر اللہ سمجھو ورنہ منکرین میں کلمے جاوے۔ پھر بھی تمہاری قسلی نہیں ہر قی اِنَّمَا
 تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا اور کئی بات نہیں عبادت کرتے ہو تم من
 دُون اللہ کی بابت ہیں اب تو قرآن کریم سے من دون اللہ کے معنی بت ثابت ہو گئے
 اب تو ایمان درست کر لو اور سچے

تفسیر نفی ۲۵ } وَمِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْفِثَتْ بِاَیْدِیْہِمْ دُوْنِ اللّٰهِ بِالْاَعْبَادِ
 کہتے ہیں معبود باطل کا مصداق انبیاء اللہ وادعیاء اللہ نہیں ہو سکتے
 ہر صورت بت یا شیاطین کو ہی من دون اللہ کہا جاوے گا اور سدا ایمان سچی بھی تقاضا
 کرتا ہے تمہاری تو قرآن کریم اور تفسیر ال سنت پر قسلی ہے تم ایمان لا دیا

۱۱ } اللّٰهُ تَعَالٰی فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ
 مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِلَّذِیْنَ یَشَآؤُ وَفَعَلَ لَیْسَ لَہٗ بِا اللّٰہِ فَخَدَّ اَعْنَہٗ
 اَلِیْنِ عَلَیْہِا اے دوسری جگہ پر فرمایا فَخَدَّ حُضْبًا ضَلًا لَا یَعْبُدُ

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کو شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے
 سوا جس کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے اسے پس تحقیق باذہا اس نے
 گناہ بڑا اور دوسری جگہ ہے پس تحقیق گمراہ ہر گمراہ جو نامہ دور کا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم لوگ پیروں پیروں کو پوجنے والے مشرک ہو چکی
 کوئی بخشش نہیں تم گمراہ لوگ ہو۔

محمد عظمیٰؐ پہلے تبارا یہ بیتان ہے کہ ہم پیروں پیروں کی پرہیز کرتے ہیں۔

مراں جوٹ ہے تختہ اللہ علی الکاہن سبب آد پیچے پر جان تشریف لیں رہا
 عربی میں عبادۃ کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں عبادت ہے۔

عبادت اللہ اعبد اللہ عبادۃ وہی الافتیاد و
 (۱) المصباح المبین ۵۹۲ (المختص) (۲) صراح ۱۴۰۔ العبودیۃ اصلہا

المختص و الذیل و عبد فیما یتقال خذہ الطغوت۔ (۳) قاموس ۱/۱۱۱
 العبد الانسان حرکات او رقیقا و العبدیۃ و العبودیۃ و العبودۃ
 و العبادۃ الطاعة۔ (۴) المجدد ۵۰۲۔ عِبَدٌ عِبَادَةٌ و عِبَادَةٌ و عِبَادَةٌ و
 عِبَادَةٌ و عِبَادَةٌ اللہ و عِبَادَةٌ و عِبَادَةٌ و عِبَادَةٌ و عِبَادَةٌ۔ (۵)
 مجمع البحار ۲۴۱۔ العبادۃ الطاعة اقوال الفسوف

(۱) تفسیر جلالین ۴ (۲) تفسیر نفی ۱/۱۔ العبادۃ وہی
 (۳) تفسیر غایۃ المختص و التذلل (۴) تفسیر غایۃ

۱/۱۔ و العبادۃ اقوی غایۃ المختص و التذلل (۵) تفسیر خازن ۱/۱۔ و العبادۃ
 اقوی غایۃ المختص و التذلل و معی العبداء بد الذات و التذلل و التذلل
 و فیہ العبادۃ عبارتہ من الفعل الذی یؤدی بہ العوض لتعظیمہ
 فانی۔ و لا تستعمل العبادۃ الا فی المختص للہ فانی کانت
 مولی اعظم المنعم

اد تفسیر کبیر ۱/۱ (۲) فاعلم ان العبادۃ عبارتہ من الاثبات بالفعل
 المامودیہ علی سبیل التعظیم بالذات۔

تفسیر کبیر ۱/۱ (۲) ان العبادۃ عبارتہ من نہایۃ التعظیم و ہذا لایق
 الا من صد و عنہ غایۃ الانعام

ان تمام ذکرہ باہ عبارتہ سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تسلیم

اور ذلیل ہونا اور اطاعت کرکے ہیں اور سب سے زیادہ نذل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہذا تمام اہل سنت و جماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھتے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتمی عالمگیری ۲۴۹ | اِذَا سَجَدَ لِانْسَانٍ مَّجْدُوَّةً حَيْثُ لَا يَكْفُرُ

سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا سجدہ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم بیان عظام اور بار اللہ و نسب یا علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبر کو سجدہ نہیں کرتے ان کی قبر کو قبر سمجھتے ہیں ان کے جسے کسی اہل سنت و جماعت نے کبھی نہ بلایا اور نہ ان کے جھمول کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر و شرک مطابق حدیث پاک ان پر ٹوٹا ہے اور اول اللہ کو اول سبحان اللہ کہی سبحانہا شرک ہے شرک و زندقہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الہی ہے۔

نفسار ۱۱ | مَنْ طَعِمَ الثَّمَنَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمَا

نفسار ۱۲ | اگر تائے زور اللہ کا میع ہر سکتا ہے کہ معلوم ہو اگر شرک سے بیکر توحید پست

نفسار ۱۳ | وَ مَا أَدْنَىٰ مِنْ دَسْوَلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِأُذُنِ اللَّهِ وَ نَبِيِّهِمَا يَمْنَعُ كَسَى

نفسار ۱۴ | رسول کو مگر تاکہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ

کی طرف سے تہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا بت

ہمرا کہ بغیر رسالت توحید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تہیں آنا توحید کا دعویٰ ہے یا رکھو حق اپنی

توحید کے دعویٰ سے تم بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی میں کردہایت کیا

میں آگے نید لگائی ہے۔ وَ يُعْطَىٰ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ تَشَاءُ بَخِيلًا مَا دُونَ ذَلِكَ یعنی ما

دون شرک بھی جس کو چاہیگا بخیلگا اور ما دون شرک کیا ہے؟ توحید تو بغیر ان الہی موجد کو بھی

جسے پانچ کا نصف شمار ہو کی بخشش بھی حتیٰ زہریٰ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ اس کے بغیر بخشش حتیٰ نہیں اور وہ دوبار رسالت ہے۔

فَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝۹ { اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَاقِيَ اَوْ يُرْسِلَ رُسُلًا فَذَلِكُنَّ اَلْاٰیٰتُ ۝۱۰ }
 اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَاقِيَ اَوْ يُرْسِلَ رُسُلًا فَذَلِكُنَّ اَلْاٰیٰتُ ۝۱۰

اور اگر وہ کُل اپنے فضول پر ظلم کر لیں آپ کے دوبار میں حاضر ہوجائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا تو یہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائیگی یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں ہتی بخشش کا ساری تکلیف اس ثواب اور ریم سے مل جاتا ہے ثابت ہوا کہ بخشش حتیٰ کا لاطبقا و سنا دینا مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی ضرورت نہیں تو قید تک رسائی کہاں تو یہ کامیاب سمجھا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھا ولایت پر موقوف نیز اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

فَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝۹ { اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَاقِيَ اَوْ يُرْسِلَ رُسُلًا فَذَلِكُنَّ اَلْاٰیٰتُ ۝۱۰ }
 اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَاقِيَ اَوْ يُرْسِلَ رُسُلًا فَذَلِكُنَّ اَلْاٰیٰتُ ۝۱۰
 معنی یہاں اور جو شخص مخالفت کر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی اس کو ہدایت اور اتباع کرتا ہے مومنین کے ساتھ کے سوا پھرتے ہیں ہم اس کو بدھو پھرا وہاں ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری ہے جسے رہائش۔

سناؤ وہاں جو یہ کہ تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتے لگاتے ہو اور من دون اللہ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں ولایت کی طرف جاننے والوں کو رسالت کی طرف پھیرا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جہاں تل جہاں ہم نے تمہارا سے لئے ہمیں تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ چھوڑا جائے

[illegible]

تواہدیت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان نہیں ہوتا اور بغیر ولایت بھی نہیں ہو سکتا ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رد و نفی آگے چاہے یا نہ

وہابی “ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُواْ اَحِبَّاءَهُمْ وَرُحَبَاءَهُمْ اَنْبِيَاءًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَقِيْمِ اَبْنِ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُواْ اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ اِنْفِرًا وَّاحِدًا اِلَّا اِلَٰهُهُمُ سَجْدَةٌ مَّا يَشْرِكُوْنَ ۔

نصارائی نے اپنے حاکموں اور پیروں کو اللہ کے سوا اسب بنائے اور مسیح بن مریم کو بھی حاکم نہیں کہے گئے وہ مگر تاکہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود ایک ہے اس

کے سوا کون مبرور نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں یہی حال تھا کہ اسے کہ تم
نے اپنے پیروں کو رب بنایا جو اسے نبیوں کو رب بنایا جو اسے کچھ خدا کا ظرف کر دے
نہا کر کیا جواب دو گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خداوند نہیں باریت و تہ و ہائی انبیاء علیہم السلام اور دیا ہے کہ وہ اپنے نبیوں نہیں
کیوں استاذِ مہربان بن چکے ہیں یہی طرح ان کی کائناتیں کریں ان کا نام
اطاعت ہے : خیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی و خدا علیہ السلام ہونے سے
زیادہ درجہ مبرور ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا ہم پر یہاں نقل پرستی ہے تو تم عورت پرست
کیونکہ عورت کے ہنسے خواہ مخواہ پرستی پرست کیونکہ پیوں کے پیچھے ہار سے ہار سے چرتے
ہو دنیا پرست کیونکہ دنیا کے پیچھے چلے کھاتے پرتے ہر دم و ہر حال میں پرست کیونکہ جہنمی فدا ہیں
لاؤں کی رکھتے ہر اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں نہیں ہارے ہارے غلام بناتے انسانیت پرست
ہیں ہر محنت پر نگہ مال سے زیادہ ہر پران طریقیت کی رکھتے ہیں یہ پرست پرستی نہیں بلکہ
یہ محض خداوند کو غفلت کا خاطر ہے زیادہ محبت و نجات سمجھنے والے خدا علیہ وسلم سے
رکھتے ہیں وہابیوں کے غلطے برداشت کرتے ہیں لیکن ہر بھی وہود شریعت کا مذہب نہیں کرتے
آپ کا مہد و شریعت مانا کر جہنم کہلاتے ہیں لیکن جہنم و مہد و شریعت پر قربان ہوتے ہیں
شرک ہونے کے مرتبہ سے جہنم میں جہنم و مہد و شریعت و مہد و شریعت کو ترک نہیں کرتے
وہ محض محبت الہی کی وجہ سے خداوند اپنے محبوب سے خدا علیہ وسلم کو مادی دنیا سے زیادہ
محبت نہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے خداوند ہمیں اپنے محبوب سے خدا علیہ وسلم کا راستہ نہ دکھاتے
ہم نہ دیکھتے کفار کی مانند ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر ہم مادی پر ہیں تو خداوند ہمیں روکے گا یہ بات
غلط ہے ہم تمہارا جس سب مخلوق سے زیادہ کہہ رکھتے ہیں ہر جو عاقل کے ہم پھر اس امر کے
ظہار ہیں کہ اسے خدا ہمیں اپنے پیار سے محبوب سے خدا کی محبت اور ان کے
کفار ہیں ہی مشغول رکھو وہ کام ہم سے کرو تاہم جو تیرے پیار سے عراج مانے کے متعلق

ہر لوگ ہمیں خراہ کتنا ہی بھٹھوں کیوں ذکر کریں تیرے محبوب علیہ السلام کا ہی ملنے ہے۔
چوری کا نہیں بد معاشی کا نہیں بت پرستی کا نہیں حسن پرستی کا نہیں رزق پرستی کا نہیں
ایسے ہی ہم ادیا کے کرام کی مزارات پر جاتے ہیں تو یا پیرانِ عظام کی تعظیم کرتے ہیں یا
سجادہ نشینانِ حضرات کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو یہ تلاش حق کی خاطر وہاں
سے موافق ملتا ہے ذکر الہی کا وہاں دوس ہوتا ہے۔ وہاں بت خاند نہیں کہ بتوں کی پوجا
ہوتی ہے وہ رب نہیں ہیں رب ماضی و ہستی و حوی نہیں حقیقت ہے آج کی بدعت
نہیں مصطفیٰ علیہ السلام سے ہے نبوت۔ نہیں ولایت ہے لیکن نبوت تک ان کی
رسالتی ہے کَشَفِ الْاِذْفِ یُثَبِّتُ پیماناً قِیَمَتِجْ اِلَّا دُعَاؤِ دِیْدَ کہ نہیں وہاں منازل طے
ہوتے ہیں بے عملے کو حکیمانہ مانتا ہے مگر کہ مصطفیٰ کیا مانتا ہے خالی نہیں پر ہیں بند نہیں
چپکتے ہیں سائل خالی نہیں اَمَّا اَنْتَ الشَّائِکَ فَتَلَا تَنْفَرُ سے حکم الہی خالی نہیں چرتے
تہا سے دلوں میں عیسائیت گھر کر چکی ہے یہودیت شبیرہ بن عقیل سے۔ اسی واسطے احباب اور
رہبان زبان سے چھوٹتا نہیں احباب عیسائیوں کے پادریوں کو کہا جاتا ہے مصطفیٰ علیہ السلام
علیہ وسلم کی امت کے عالموں کو اللہ تعالیٰ نے احباب کے کسی بجائے نہیں بکا را بلکہ آپ کی
امت کے علماء کو علماء کے نام سے مرموم فرمایا ہے فرمایا اِنَّمَا یُخَلِّصُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِہِ
الْعُلَمَاءُ اللّٰہ کے بندے عالم اللہ سے ڈرتے ہیں۔ رب العزوة نے اس امت مغمورہ
مرمومہ کے علماء کرام کی خشیت کی تعریف فرمائی و رِق پٹنے والے علماء نہیں تلو ب پٹنے والے
علا مسلمانوں پر کفر کے فقرے جاری کریں اسے براؤ نہیں مومنین کے قلوب جاری کرتے والے
علماء وہاں البتہ جن کو احباب کے نام سے تم فواز تے ہر وہ عالمی گر احباب ہر سکتے ہیں اسلام میں
احباب کا کیا کیا کام رہبان عیسائیوں کے پوپوں کو کہا جاتے امت مصطفیٰ علیہ السلام
و سلم کے زحاد کو رب العزت نے اَلَا اِنَّ اَوْلٰی بَاۡعِ اللّٰہ لَا تَخَفُ عَلَیْہِ سِرٌّ وَلَا
هَمٌّ یَحْزَنُوْنَ خطاب فرمایا ہے۔ انہیں تہا ہی وہاں بیت کے گور کو دھند سے

میں جو کبر نہیں کرتے اور ان کو من دون اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا يَتَذَكَّرُ
الْغَافِلِينَ لَاحْتِبَارًا عَنْ قَوْلِهِمْ اَلَيْسَ هَذَا الَّذِي رُسِلْنَا عَلَيْهِ لَنُحْيِيَ
بِهِ مَوْتًا كَمَا نَحْنُ اَيُّضًا حَيُّونَ اِنَّ كَرِهُوا رُءُوسًا وَاسْوَءَ وَاسْطًا وَاسْوَءَ
اَوَّلًا كِي بابت سے اور رشوت خوردی سے ابتداء بہت بُرا ہے جو وہ کرتے ہیں اور امت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل اللہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس دائرہ میٹھا جائے
تو دائرہ میٹھا بن جائے تم تمام عمر دائرہ میٹھوں کو گتہ رہو تو ایک دائرہ میٹھا نہیں بن سکتے
شرابیوں اور زانیوں جماعتوں چوروں کی طرح ایک دفعہ تمام اُٹھا دیں تو صراطِ مستقیم
پر لاکر ولی اللہ بنادیں اور قہاری نسبت نہ کیا ہی عرض کروں خفتہ را خفتہ کے کندہ ہونے
والا حال ہے خداوندِ مہربان کے ایسے ظاہری مغنیوں سے تم اہل اللہ کی بدگونی چھوڑ دو نہیں
تو سائنسے تیرہ سو سال گزر چکے لیکن ابھی تک احبار و روحانان کے خواب بھولنے نہیں اور
تم بچپان سے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطا بابت احبار و روحانان اور قیہ میں کے تب تک ہی
تھے جب تک ان کو اور ان سے متبعین کو اہل کتاب کا خطاب ہوتا رہا اور جب حجت
تمام ہو گئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھتے کہ تِلْكَ اَلْاٰيَاتُ الَّتِي فَتَالِقُوا فِيهَا مِنَ اللّٰهِ تَالِقٌ
مِنْ كُلِّ مَنٍّ سب پر کیا ماں حکم ہمارا کر دیا کیونکہ یہ تمام مثلثیں تھے اور وہ سب میں ذوق
اللہ میں اور یسین بن مریم چونکہ میں دُؤن اللہ نہ تھے اس واسطے والیسین ابن مریم کو من
دُؤن اللہ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی میں دُؤن اللہ میں شامل رہنے تو اربابا من دون
ہی کافی تھا میں دُؤن اللہ نہ تھے اسی واسطے من دُؤن اللہ کے بعد ذکر کیا اور اس
سے ادبیت ہی ہو سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے گڑھے ہرے
تھے اور یہاں اربابا سے مراد وہی اصطلاحی رب مراد ہے یعنی اللہ پاک اربابا
سے نفوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت حقیقی مراد ہے اس نظر
رب کا اطلاق ماسوی اللہ پر نہیں آ سکتا اس رب سے مراد اللہ ہے نفوی لفظ

رب نہیں اور یہی ربوبیت بمعنی الوہیت نہ لایا جتنی بَعْضًا لَبَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُونِ
 اللہ میں مراد ہے جو اَلَا تَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ کی تشریح ہے کیونکہ لغتہً لفظ رب سولے
 خداوند کی ذات کے دوسرے پر آسکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
 فرمایا اِنَّهُ رَبِّيْ اَخْتَصَّ مَثْوًى لِّىْ اَوْ رَجَعْتُ لِّىْ مِثْلَ الَّذِىْ اَخْتَصَّ لِّىْ (ان سے)
 میری جگہ چھ فرمایا اِنَّ اِيَّاهُ دَعَيْتُ وَاِيسَىٰ بَابُ اَيْتِهٖ مَالِكٌ كِىْ يَخْرُجَ مِنْهَا
 نے ماسوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بندے کو
 اپنے ماں باپ کے متعلق دعا مانگنے کے لئے فرمایا۔

وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمْنَا لَمَّا دَرَبْنَا فِيْ صَغِيرٍ اَوْ رَعَا فَرِيْقٍ
 بنی اسرائیل ۱۵ } کہ اے میرے رب رحم فرما ان دو لڑپڑ جیسا کہ پالا انہوں نے
 مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے لیکن مجازاً
 ماسوی اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
 عزے بھی یہی فرمایا ہے۔

اَعْلَمَاتُ السَّاعَةِ اِخْتَلَفُوْا اِنِّىْ فُلَدُ الْاَمْسِ
 غنیۃ الطالبین ۲۱۳ } اَنَّ اَبْنَا حَبِیْبًا اَبْنُ اَحْمَدَ وَجَاعَةً مِّنْ اَمَلٍ
 الصَّرِیْثَةِ اِنَّهُ اِمْرٌ مَّوْضُوْعٌ یُّلٰهُ عِدَّةٌ تَجِدُ لَا یُشَارِکُہُ فِیْہِ اَحَدٌ اَنَّ
 اللہ تعالیٰ ہے فَہَا تَعْمُرُوْہُ مَوْتًا یَدْرِیْ اِنَّ کُلَّ اِمْسٍ اَللّٰہُ تَعَالٰی مُشْرِکٌ
 بَبْنِیَّةٍ وَبَسَبْنِیَّةٍ غَیْرِہُ لَہُ عَلٰی الْحَقِیْقَةِ وَلَیْسَ بِہُ عَلٰی الْفَجْرِ اِلَّا ہٰذَا
 اَلِیْسَ فَاِنَّہُ لَمُخْتَلَفٌ بِہِ

اس بات کو سمجھئے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد
 نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے واسطے

ہی موضوع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے (یعنی اس کا ہمنام اللہ اللہ کوئی نہیں) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کا ہر صفاتی نام اس کے درمیان اور غیر کے درمیان مشترک ہے دوسرے پر بولا جاسکتا ہے اللہ کے واسطے حقیقہ بولا جاتا ہے اور دوسرے کے واسطے مجاز اگر یہ اسم یعنی اللہ پس تحقیق وہ اسی کے ساتھ منقص ہے دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جاسکتا، لہذا ثابت ہوا کہ اللہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے مشتق نہیں نہ وہ خود مشتق اور نہ اس کا اسم مشتق ملاحظہ ہو۔

(۲) قاموس ۲۸ } وَأَمَّا مَا أَتَى عَنْ مُنْذِرٍ مُّشْتَقٍّ اور مقام اقوال سے
مصحح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے مشتق نہیں۔

(۳) تفسیر نفی ۱۴ } وَلَا إِشْتِقَاقٌ لِئِنَّ الْإِسْمَ عِنْدَ الْخَلْقِ وَالْمُجَاجِ
اور محمد بن الحسن والحسن بن الفضل

اور یہ اسم اللہ کسی سے مشتق نہیں بخلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) المنجد ۱۴ } (إِلَّا اللَّهُ) الْمُتَعَبُّوْهُ مُطْلَقًا جَمْعُ إِلَهَةٍ رَّالَهُ (إِسْمُهُ
الذَّاتُ الْوَاجِبُ الْوُجُودِ۔

اللہ کے معنی مجہد میں مطلقاً اس کی صحیح آتی ہے إِلَهَةٌ (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) تفسیر کبیر ۱۲۲ } اللَّهُ يُوجِبُ التَّجْيِيزَ الْخَصَّ عَمَّا أَنْ قَوْلُنَا اللَّهُ
إِسْمُهُ عِلْمٌ مَوْضُوعٌ لِتِلْكَ الذَّاتِ الْمُتَعَيَّنَةِ

وَإِنَّمَا لَيْسَتْ مِنَ الْأَقْنَظِ الْمُشْتَعَةِ
اسم اللہ ترحیم محض کو واجب کرتا ہے یہیں معلوم ہے کہ مجازاً قول اللہ اسم علم ہے

جزات معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ اللہ انعام شائق سے نہیں ہے۔

والآلِہُ الْمَعْبُودُ وَهُوَ اللَّهُ تَبَّحَاتُ لَعَنَی لَمَّا اِسْتَعَانَ
صراح ۵۳۲ { الْمُشْرِکُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ تَنَآیَ وَالْجَمْعُ اِلَیْہِ اَوَالِہِ
کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ تَبَّحَاتُ ہے پرستگار لیا اس کو شرکوں نے میں دُفِنِ
اللہ کے لئے اور جمع الیہ ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی پر تعلق
ہے۔ اور الہ کے معنی معبود ہیں جو لوگ سون و غیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور اسی اہمیت میں
اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَالْیَہُودُ اِلَہٌ وَاحِدٌ لَا اِلَہَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرحیم {

اِنَّ اِلَہَکُمْ نَوَاحِدٌ کَرَّبَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ
صفت ۲۳ { اَوْ مَا بَیْنَهُمَا ذُوُّ الْمُنَاقِبِ۔

هٰذَا بَنُو آدَمَ بَنُو نُوْحٍ وَابْنُ اِسْرٰیءَیْلَ وَیَعْقُوبُ اَمَّا
۱۳ ابراہیم { اَمَّا اِلَہٌ وَاحِدٌ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اَوَّلُوْکَ الْبَیِّنِ۔

۱۴ نخل { اِلَہُکُمْ اِلَہٌ وَاحِدٌ

وَقَدْ کُنَّا اَسْمَآءَ اَلْذِیْ اُنْزِلَ الْبَیِّنَ اَنْزِلَ اِلَیْکُمْ
۱۵ ملکوت { قَالِیْنَا وَرَکَّعُکُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ کَہُ مُسْلِمُونَ۔

۱۶ نخل { اِلَہُ مَعَ الْاِلَہِ مُسْلِمًا مَّا تَدَّ کُرُون۔

کفار نے جنوں کو معبود سمجھا تو رب العزہ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے
ساتھ کوئی شریک معبود ہے رہیں، عقوڈ سے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے جوں کو
چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدا یا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو

مقید بقید رکھنا بھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان
 آزادی کا پتلا ہے ایک مہبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار
 ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ سکتے تھے کیونکہ مہبود بت اور مہبود قانون
 مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک مہبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا تیار کر چکا جیسا کہ
 آج کل کے مسلمان منہج اٹھنا اٹھنا کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر
 آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیق عداوت فرمادیں اور عدالتی قانون کو قانون حق
 سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَجَعَلَ الْإِلَٰهَ الْوَاحِدَ أَحَدًا إِنَّ هَذَا مِنْ عَجَائِبِ
 ص ۲۲ } بتا دیا اس نے تمام مہبودوں کی بجائے مہبود ایک ہی ہے۔
 اللہ کا خود فیہ لہ پانچے، فتاویٰ بیان متصل پر لکھ گیا کہ اس میں اللہ نے اس جہاں کی ہر شے قراہ کیا۔
 تو اویسیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ
 ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالصفات نہ بالارادہ کفار اسی اویسیت میں شریک سمجھتے
 تھے قرآن کا طریق سمجھنا میں دُؤن اللہ اور بت اور شیاعین جن کو مہبود سمجھا جاوے وہ بھی
 میں دُؤن اللہ بت کو میں حیث ما لا یسبغہم ولا یغصبہم ولا یغنی عنہم کسبنا
 سمجھنا جن ایان اور اس کی بجائے اویار اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاعین کے
 اوصاف سے منصف کرنا میں ہے ایانی اور رسل و ملائکہ کو مہبود اور میں دُؤن اللہ سمجھ کر
 رسل کو اپنے اوصاف و قوی کی محبت میں ایان لانا میں بیان اور ان کو محض صفت
 رسالت سے تعجب سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شریک سمجھنا یہ بھی میں مذہب اللہ کوئی صفت
 اویسیت کو اگر بشری عجائب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و اویسیت کو غیبی عجائب
 کہتا ہے دونوں کو قسماً بقسماً تسلیم کرتے نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خداوند
 کی اویسیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر لیا تو کسی نے رسالت و نبوت

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا انسان
آزادی کا پتہ ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ لیٹن ہے اس وجہ سے وہ کفار
ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ سکتے تھے یہ کد کھڑا بت اور کھڑا قانون
مربع کر لیا اگر خدا کی ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا نشانہ بن گیا جیسا کہ
آجکل کے مسلمان منہ انہذا اہل ہذا ہذا کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر
آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی تو فی حدایت فرما دیں اور خدا ہی قانون کا قانون حق
بھی ہیں اور اس توحید کو قید نہ بھیجیں پناہ خدا دہلی ہے۔

حصہ ۲۲ { وَجَعَلْنَا الْإِنسَانَ أَجَدًا مِنْ هَذَا شَيْءٍ فَخَلَّابٌ
بتا دیا اس نے تمام معبودوں کی بجائے، معبود ایک ہی ہے یہاں
اللہ کا ذکر نہیں ہے، عقائد کے بیان میں پہلے جیسا کہ اس تیسری اہلیہ نے اس جہاز کو بھی فرمایا
تو اوسیت خداوندی میں کرنی دل خدا یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رہتا نہ
ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالائتات نہ باوہد کفار اسی روایت میں شرکت سمجھتے
تھے قرآن کا طریق بھنا میں ذوق اللہ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی
میں ذوق اللہ بت کو من حیث مالا یسمعون ولا یبصرون ولا یخبرون فکنا
بھنا جن ایان اللہ اس کی بجائے اولیاء اللہ و انبیاء اللہ کہ بت و شیاطین کے
اوصاف سے منفعت کرنا میں ہے ایمانی اور رسول و ملائکہ کو معبود اور بت و بت اللہ سمجھ کر
دعا کو اپنے اوصاف و قوی کی حیثیت میں ایمان لانا میں ایمان اور ان کو محض صفت
رسالت سے منفعت سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھا یہ بھی میں ذوق اللہ لعل صفت
اوسیت کو اگر مشی عجائب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و وایت کو غفلت
کہتا ہے دوز کو فکنا بھنا فکنا بھنا کہتا ہے کہ با جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خدا
کی اوسیت کو ترک کر کے بت بنا کر دنیا کو آسان کر دیا تو کسی نے رسالت و ویت

دفعہ پیر کے اعدوں کو بوسہ دیا یا اُس کے سامنے دوڑنا
 ہر کر بیٹھے ترسب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور
 اگر اس اقتدار کے ماتحت قرآن مجید یا روڈ شریف یا

جوامہ القرآن

۱۲۹

۱۔ ابوف المہرود البخاری ص ۱۹۳ کَالْ ثَابِتِ لَا نَبِيَّ اَمْسَتْ اَنْتَ خَلَقَ اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدِكَ كَالْ فَتْرَةِ فَتَبْلُغُهُ اَوْ لَمْ يَأْتِ ثَابِتِ لے حضرت انسؓ کو نبی
 نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کو ہاتھ لگایا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں کہ حضرت
 ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کو دستِ پاک نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے دستِ مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا کہ حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے
 دستِ پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں کو مسندِ ظاہر کر دیا۔

اب فرمائیے کہ حضرت انسؓ کو حضرت ثابتؓ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنا
 دیا؟ یا اُن کو اس طرح عبادت کی سمجھ نہ آئی۔ آپؐ کی ان تحریروں سے صاف عیاں
 ہے کہ جس کو چاہر عبادت بنادو اور جس کو چاہر شرک کہہ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دکان
 آپؐ نے ہی نکالی تھی۔ اور غیہ۔

الْبَدَايِ وَالْاَنْهَاءِ
 لابن كثير جلد ۲ ص ۱۶

سِرِّ رُوحِ قَانُكَا نَا سَفْ نُسْفَلْ اَللّٰهُ صَلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُسْفَلْ وَنُسْفَلْ وَنُسْفَلْ
 وَ اَقْبَلْتِ فَقَبِلْتِ يَحْيٰى بَعْنِى جَبْ اُسْ عَمْتِ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی زیارت کی تو سلمانؓ کو بھیجا اُس نے اللہ آگے ہر کسی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں
 پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اُس نے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسئلہ کا علم تھا؟ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی حدیث مجبورِ فہ سے بزرگ ابوہریرہؓ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا مسندِ ثابت

اموالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کے قرآن کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآنِ کریم اور نمازِ آئن پر لعنت کر دیں گے۔

اگر اس عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مر گیا تو اس کے لئے صدقات
 دینے والے جہیز دے جائیں دعا میں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہو گا بلکہ
 ان کے لئے دعا مانگنی چاہیئے نہ صدقہ خیرات دینا چاہیئے
 اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

جواہر القرآن

۱۴۹

ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ
 بھی دیوبندی کافر ہے کہ کب ایمانی علی اولاد الزوالی
 کہ کب ایمانین علی الجعلان والخراطین توضیح المادین
 تنبیہ فی الاستعداد کالاکافران سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے
 عقائد دوائے رگ و اسل پختے کافر ہیں اور ان کا کوئی نفع نہیں۔

خود طعن ہوتا ہے۔ اور صراطِ مستقیم سے دور ہے۔

۱۵۰ لے ماقبل و ماکل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اور بٹا بست ہیں اور
 دیوبندی و بابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جوٹے ہیں جس واسطے بعض دیوبندی امام پر
 فتیہ کے ہماری احکامات کی سہولت کئے ہوئے ہیں اور حرام اتاس کے بنانے پر غم و غم بھی
 چھوڑتے ہیں ان کو بلاناگنا ہے کیونکہ وہ باطنی خاں ہیں اس واسطے ان کے دماغ کے متعلق
 ہوئے نہ دیکھیے۔ خدا کی طرف سے ان کی دعا نام قبول ہے۔ نہ ان کو امام ہی مقرر کیا جائے۔
 کیونکہ وہ یا رسول اللہ کہتے داسے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہے پر لعنت
 بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے کو ان کی امتداس سے سنا چاہیے۔
 مگر مولوی غلام خاں صاحب جو اس کتاب کے مصنف ہیں ان کے والد بھی
 عقیدہ رکھتے تھے اور ہیں۔ اور کیا ان کا نکاح بھی فاسد ہو گیا ہے یہ قانونِ صریح ہے
 تو اپنے گریبان میں فدا نہ ڈالئے۔ کہ میں بے نکاح کا دل نہیں تاروں۔ اور سب سے مال
 باپ مجھے کیا بھین گئے اور کیا حاجی ادا و اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب اللہ
 محمد قاسم نازکی صاحب جو بابی دارالعلوم دیوبند میں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب
 شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں ان کے نکاح کا کیا حال۔ کوئی بات تو سچ سچ سچ کی کیا
 کرو کہ ہمارے افغانان ہی کتابیں مبتدہ ہو جائیں۔ اب خود مدلل کرو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

درو کرنا یا شیخ عبد القادر جیلانی ثناء اللہ
 فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۳۹ { وغیرہ حرام ہے۔

معنی مولیٰ اشرف علی جلد ۲ ص ۱۳۹ یا شیخ عبد القادر جیلانی
 ثناء اللہ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹
 تائید مناسب کر کے اور تہم اضم کے لئے جو مناسب مقتادہ و علیہ کے اجازت نہیں
 دی جاتی۔ چونکہ اکثر حرام جو فہم اور کج طبع جوستے ہیں ان کو مل الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔
 اس سے معلوم ہوا کہ مائین وغیرہ اور حرام کہنے والے مولیٰ اشرف علی کے
 نزدیک ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹
 اور کج طبع قرار دئے گئے۔ اس واسطے ان پر واقعی حرام ہے۔ سلمان ص ۱۳۹ ص ۱۳۹
 پر نہیں۔ یہ فیصلہ فقہاء سے بزرگ آپ کے حکم الامت کا ہے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب
 نے بھی جلد ۱ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹
 مولیٰ اشرف علی صاحب جلد ۱ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹ ص ۱۳۹
 کافر کی شیطنت ان پر چسپاں نہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۱۳۹

اب اللہ جل شانہ سے دریافت فرمایا کہ میرزا و شریف کا وہ مقرر کرنا اور نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت خالی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جل شانہ نے یم حیثان مقرر
 فرما کر تمام انبیاء کے معین میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا
 اور آپ کی شان باریکست کا بیان فرما کر تمام انبیاء سے اقرار کرایا۔

(العملیہ ص ۱) وَاِذَا خَلَعَ اللّٰهُ مَنَاقِبَ النَّبِيِّۦۙ لَمَّا اَمْتَنٰكُمْ
 مِنْكُمْ بِرَحْمَةٍ لِّرَحْمٰتِہٖۙ كَمَا دَسَّوْا۟ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ لَقَدْ اٰتٰیْکُمْ
 مِنْ فَوْقِ السَّمَآءِ کِتٰبًا مِّنْہٗۙ فَاِذَا خَلَعَ اللّٰهُ مَنَاقِبَ النَّبِيِّۦۙ لَمَّا اَمْتَنٰكُمْ

سوال :- اگر کوئی صرفی بعض کام غلامتِ شریعت کرے
 ہوشل ہو اور شریعت مع قیام و عرض بلاراک اور فاقہ
 بر آب و طعام و ست برداشتہ و نادر معکوس و
 مراقبہ بر قہر سورہ الم نشرح وغیرہ و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفر و شرک

فَاَذْهَبُوا عَنْهَا مَا لَكُمْ غَرَضٌ عَلَيْهَا

ترجمہ :- اللہ میں دقت یا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب
 اور حکمت دوں۔ پھر قرعہ میں لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرے گا
 اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اُس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اُس کی ضرورت
 کرنا۔ فرمایا اُس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے
 اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم تمہاری جہتیں بھی تمہارے ساتھ لے جاؤ۔

یوم میلاد شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و محاسن بیان کرنے والوں کو شیعہ
 کہنے والے اقرآن پاک میں قرست، اثبات برتیا، پہلے خدا پر اعتراض کر دینے پر ہتھی
 دینا اگر قائل رہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیرو مرشد حاجی ادا اللہ صاحب ارشاد
 فرماتے ہیں :-

فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل عربین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے
 واسطے محبت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے
 مصنفہ مولیٰ اشرف علی
 و مولیٰ مشتاق احمد
 مذکور ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں
 نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو ایک
 کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولد شریف سن کر قیام کرتے رہے ہیں اور تم نے قیام

کی کتاب تو فرمائیے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اُس کی محبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو جو اپنے مجاہدہ و تہجد گزاری کے اور

انے دے کہ شیطان کھاتے۔ خدا نیکل کر قدم دکھو۔ کیونکہ قریب پر چوٹ زیاں پڑتی ہے۔
خاندان قیام کا غربت عامر و ناغر کی بحث میں موجود ہے۔

وہ جامعہ رسولہ انعام (۱۱) نَصَلُوا بِمَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ
كَتَبَ بَيْنَهُمْ مَوْصِيَّتَيْنِ اَمْسِ كَمَا ذُكِرَ اُس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر
ہر تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ بیان لے لے لے لے

یہ کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس نے ملال پر اللہ کا اسم لیا اللہ کا ذکر کیا اللہ کی کلام
پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے وہ نہیں۔ پھر اس کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مَا
نَكْذُرُ اَلَا نَا نَصَلُوا بِمَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ترجمہ) اور تمہیں کیا پڑا
کیوں نہیں کہلنے تم اُس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ عالم غیب
ہے اس واسطے اُس نے مسلمانوں کو متبہ فرمایا کہ جو لوگ کھاتے پر میرے کلام یا نام لینے سے
چڑھیں گے تو ان کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلوں
میں کیا مرض ہے۔ کیا اتفاق ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اُس کو ہم کہتے ہر ماہ کو
کھانے پر کلام پڑھنے کا مفتی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتائیے آپ کا
خدا کیا ہے جس کا نام پڑھا۔ دو صریح بات یہ ہے کہ جس پر حقوق کا نام لیا جائے اُس کو بھی حرام
کہتے ہیں۔ اور جس پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر اسے کا گھر سی خدا تو اپنی بات
لے جائیگا سوئی نہ کہ کھانے پر بجا لیا کرو۔ تاکہ ہمارے کلام ٹپے ہوئے کھانے سے
تمہارا کھانا زیادہ اطمینان ہو جائے۔

نادر جناب دھرم شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب بھی کرتے

حسب الہی کے حضرت شائق کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: نہ وہ قابلِ بیعت ہے اور نہ وہ صاحبِ طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

ہے میں اور اپنے مریدین کو فاتحہ بر شیرینی برقعہ مولد شریف کا حکم بھی دیتے ہے ہیں۔ ملاحظہ ہو
الاستبصار والاسلام مسئلہ آپ کے قوت سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے۔

اور منیہ۔ الحدیث الثانی والعشرون

تَحْبِرُنِي مَتَّبِعِي الْوَالِدَ قَالَ كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ
الْوَالِدِ كَلَامًا مَبْدُوءًا بِالنَّاسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شاه ولی اللہ صاحب | اَنْزَلُوْنِي فِي مَسْجِدٍ مِنَ الْمَسَاجِدِ فَقَالَ
مَبْدُوءًا مَبْدُوءًا بِالنَّاسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا مَبْدُوءًا بِالنَّاسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام
مولد شریف میں کھانا پکوا کر تاکتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میں پانچ
کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ عزیز نہ آیا۔ خرچے بچنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے
تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے
ہیں اور آپ بہت شاد و بشارت ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالحق
صاحب ہر سال مولد شریف والے بھی اور فاتحہ برطمانہ پڑھنے والے بھی آپ کے قوت سے
شیطنت کے حواشی شہرے۔ مَعَاذَ اللَّهِ شَرُّ مَعَاذَ اللَّهِ

مے مولوی رشید احمد صاحب ٹکڑی اور مولوی محمد قاسم صاحب نازکی والی
مدرسہ دیوبند بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھئے
اثرات البقیۃ ص ۶۶

کتاب التوحید

ان الاستعدادات الخلقية شرک
بدانک مذاق ہے ہاں، لیکن شرک ہے۔

معتمدہ اہل و عیال بنیوی صلاط

حاشیہ: ایسے پرہیزگار صوفی اور قیامدار اور بنیہ الہی کے واسطے مطلب شائقہ انسانی
رہے اور مجاہد باطنی نہ رہے واسطے کو بغیر کسی حیل و حجت و در و شرک و فتنے و گناہ و دنیا و شیطان
کھنایہ و پرندہ کی مدد پر نہ رہے۔ ورنہ انبیاء کرام کے سوا باقی مومنین میں غلطی کا امکان
ہر گز نہ رہتا۔ لہذا ان کی ہدایت کی جگہ اُس کی جگہ باذن الہی ملانے کی کھد دیتے ہیں اور
برائی و اعمالِ ماری سے محروم دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّ الْمُسْلِمِينَ يُبَدِّلُ**
الْمُسْلِمَاتِ۔

یہ عبارت مذکورہ بالا فتاویٰ دیوبندہ یہ کہ گوہر پریزی کے اقتباسات ہیں جس میں کفر کی
مشین دکھا کفر کی توپ کے گرنے ہیں جن کو مسلمان کا ایمان سن کر کانپتا ہے۔ اب آپ اپنے
پھر شے بھائی وادیریں کی مشین کا فرقہ ملاحظہ فرمائیے۔

لَهُ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُفْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجْرُ مَا سَقَى وَيَسْمَعُ كَلَامَ الْمُحَدِّثِ
مَقْرَأًا بَلِيغًا مُبِينًا ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ .

ترجمہ :- اوساگر کوئی مشرک کہیں میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پناہ دیجئے آپ اس کو۔ یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کو پھر نہ پناہ دیجئے آپ اس کو اس کی جگہ اس میں ہے۔ یہ اس واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہے۔

سب امت مسلمہ میں جلا لگا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شرک میں لگے تو اس کو شرک کہہ کر مٹا دیجے نہیں بلکہ یا مٹا اٹھاؤ مثلاً کفار سے پناہ طلب نہ کرے تو اس کو مشرک کہہ کر مٹا دیجے اور یہی ہے اس کو مال مال غرہ لے کر اور پناہ

دیکھئے اور قرآن کریم سنائیے۔ جب وہ قرآن کریم سے سب کے قولِ تبلیغ کے ذریعے مؤثر ہو
 گا۔ تو آپ اُس کو اُس کی جائے امن پر پہنچا دیجئے۔ ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالم دنیا
 یا عالم ارواح یا عالمِ عقبی میں جائے امن و امنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی
 آپ اس کو اپنے و امنِ رحمت میں چھپا کر دُشمنِ کینہِ بد کے دریا میں غوطہ دے کر اُس
 کو جنتِ مآویٰ میں پہنچا دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر کفار و
 مشرکین کو باوجود اُن کی تکالیف پہنچانے کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے
 ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمایا اور دنیا میں ہی جنت کا سہرا اُن کے سر پر
 باندھ کر اُن کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو اتنی رحمت
 سے نوازا کہ وہی اور فرمایا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
 رَسُولُ اللَّهِ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کر
 لی تو اُس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

عن جابر بن عبد الله أنه قال سمعت النبي
صلى الله عليه وسلم يقول لا تجس السائر
مسلما ولا في وسمه أو من سرائي.

تمیزی شریعت

٢٢٧٠ هـ

ترجمہ :- جاہل بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھ کو دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ دھجھوئے گی۔
آئے صحابہ کرام کا پناہ لینے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا اختیار سے پناہ مانگا شرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

عَنْ أَبِي سَعْدٍ أَنَّهُ كَانَ يُقْرِئُ عِلَامَةً
فَجَعَلَ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مَا لِيُجْعَلَ يَنْفِي

مسلم شریف جلد ۲ ص ۵۲

مَا ذَقَمَ فِي هَذِهِ الْأَرْصَةِ وَالْهَضْبَةِ فِي كَثِيرِ
 الْمُسْلِمِينَ بِهَا الْعُلَاجُ وَالْعُبَادَةُ الْخَوَاتِنُ وَالْأَهْلَانِ
 مَعَ الْأَسْبَابِ الْقُبُورِ وَعَلَوِ عَمْرِ فِي تَعْظِيمِهَا وَالْخُصُوعِ
 ۲۲
 بِهَا وَالْعُكُوفِ بِهَا وَالْبَارِعِ حَيْفًا وَالْأَسْبَابِ الْثِيَابِ الْفَاخِرَةِ وَالْحُرُوفِ

فَقَالَ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ فَتَرَكَهَا -

ترجمہ :- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ
 اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود
 اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو عبد اللہ بن مسعود نے اس کو چھوڑ دیا۔

اب فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی قاری قرآن اور حافظ
 قرآن اپنے غلام کو مارنے میں اور غلام اللہ سے پناہ بہتری مانگتا ہے لیکن عبد اللہ بن مسعود
 اس کو چھوڑتے نہیں۔ جب غلام نے اس آڑ سے وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قاضی الحاکم
 سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ نے اپنے تصرفِ نبوت سے عبد اللہ بن مسعود کو مارنے
 سے ہٹا دیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود غلام کو چھوڑتے ہیں۔ اور شرک نہیں کہتے۔ ثابت ہوا کہ
 انبیاء علیہم السلام سے پناہ یعنی بارگاہی ہے۔

۱۔ تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہؒ نے اور دوسرا شخص مصنف کتاب التوحید
 محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے عربوں کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور قبور کی بے حرمتی
 کا اعلان کیا ہے۔ خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مطہر ہو ہی کیوں نہ ہو۔ پس پانچواں
 امر امت سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی تین دلیل ہے۔ کہ ان کا ثبوت پہلے خیر القرآن
 میں چلا آتا تھا۔ اور ان کے شر القرآن میں ان حسنات کی نیکی ان کو جلی معلوم نہ ہوئی تو انہیں

جَبَّ الْإِكْرَامُ لِنَجَابِ الْمُحْصُولِ يَجْعَلُ بِالْمَوَاسِيهِ وَالْأَعْرَاسِ
وَتَحْوِهَا وَيَحْتَسِبُونَ أَتَمُّهُ عَلَى شَيْءٍ وَلَيْسُوا فِي الْحَقِيقَةِ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا
عَلَى ذَنْبٍ الْكَبِيرِ لَا يُغْفِرُهُ اللَّهُ تَعَالَى أَبَدًا إِذَا بُورِئَ سِرُّ الْأَعْظَمِ لِلَّذِي
هُوَ الْمَشْرُكُ الْحَقِيقِيُّ وَالْمُكْفَرُ الْوَاضِحُ -

جو واقعہ یہاں ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور عرفاء اہل قبور کے ساتھ
اور جس سے زیادہ قبور کی تعلیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے شمعیں کرتے ہیں اور شمعوں
بیشیہ ہیں اور ان پر جمع کرتے ہیں اور ان پر عجیب غرائب چڑھاتے ہیں اور زیادہ اس
کی تعلیم کرتے ہیں۔ اُس کے پاس جا کر مختلف رسموں کے ساتھ اور عرسوں وغیرہ سے۔ اور
وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً سو اسے گناہ کبیرہ کے کوئی ثواب نہیں۔
اُس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

سے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان معنوں
کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام
عباد ان امور کو مستحسن سمجھ کر اور غیر القرون کی سنتوں سے پر عامل تھے اور مصنف خدا
اکیلابی علماء و عباد اُمّت محمد و آل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمت کے خلاف
چلائے جہاں کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے
کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور طاعت کا ہم غنیمت اور زماں کی جماعت ان
سب امور سے عامل تھے۔ اور یہ مَنْ شَدَّ شَدَّ فِي النَّاسِ کی رو میں آگئے ہیں۔
اسی کی اقتدار میں تمام فرقہ واپس اور دیوبند مسلمانانِ دنیا کو کفر کے جلی فتر سے نکال رہے
ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کی تعلیم سے بند کر رہے ہیں جن کی تعلیم کہ نافرمان کریم سے ثابت ہے
جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاوے گا۔

کشف الشبہات

وَإِنَّ مُحَمَّدًا لَّأَيُّهَا لِنَفْسِهِ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا
تَضْلَعُونَ عَبْدُ الْقَادِرِ وَغَيْرُهُ اور بے شک محمد صلی اللہ
عزہ و آلہ و سلم اپنے نفس کے واسطے نفع اور نقصان کے مالک
نہیں۔ چہ جائیکہ عبد القادر وغیرہ۔

لہ فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و بیت
مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیات کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معجزہ دیت کر توڑنے کے
واسطے ان کا ہجر ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر
چسپاں کرتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتوے اور ان کا ہجر ظاہر نہ کر سکتا
تھا۔ حالانکہ ان کے برعکس اللہ تعالیٰ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے لوگوں کو
کئی ہزار ملائکہ نازل فرماتا رہتا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس
روزانہ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتوے میں شامل ہیں۔
اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں کیا درست
اور نہ درست کس ذات کو مستلزم ہوئی؟ اور عالمین کی رحمت ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے
نفس کے نفع و نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع و نقصان کے انکار سے
بے کب لازم پڑا کہ آپ عالمین کے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو تمہاری عقل نافذ
نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالیٰ لَئِنْ شِئْتُمْ لَأَذِلَّنَا فَلَا
هَاسِرَ غَيْرَ خُوفٍ سے سراسر ہے اور تم ان کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا ایمان ہے۔ اب
ان عبارات مذکورہ بالا سے مختصر عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مشتے و پیچھے اور ہی نونہ
کافی جتنا ہے اور اہل انصاف کے نزدیک بھی حجت ہوتی ہے اور متعصب ہمیشہ
مردم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے داغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطہر کرتا ہے۔ جیسا کہ

اکابرین دیربندیہ اور دہلویہ نے تمام مسلمانان دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ ان کے اقتدار گذرہ
 جمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ سالانہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں بڑی اند
 سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے کفر بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک
 میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اول صفحہ ۷۸ ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم انما اقمتمہ قال لا خبیۃ فیہ نیا کافر فقتل بائر بہا الحد فاما الکاف
 کما قال فاما لا رجعت صلیہ۔

(ترجمہ) ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس
 آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کفر نے ان کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے
 والے نے سچ کہا ہے۔ تو نہاد و نہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں حقیقت کو
 سوجھ کر تسلیم اٹھانا چاہیے۔ اب تم نے عبارات مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہوگا
 کہ تہا سے دیربندیہ و دہلویہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت
 پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور
 حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث
 دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو بھی اپنے کفر کے فتنے سے مطلع ہو گیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان
 اللہ علیہم اجمعین و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی تہا ہی زبان درازی سے
 نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی ان آیات کریمہ کو پس پشت ڈال دیا۔ جن میں ان تمام کی
 اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ
 کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بھیا
 کرشن کو اپنا مطاع بنا کر جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلاف کو بھی گمراہ ثابت
 کر رہے ہو۔ اسے مکفرین امت محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ حق کون ہے

اور باطل کون۔ مگر کون ہے اور مسلم گر کون۔ جنہوں نے دنیا میں اسلام پیدا کیا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے ان کو کافر کہہ دیا۔ اور ان کو پورے کواں کو ڈالتے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ مکر ہے۔

مسلمانوں پر سختیاریں کر اپنے ایمان کو اسلامی بوڑھوں نے دے دیں۔ ان سے اپنے ایمان کو محفوظ کرو۔ اور انبیائے عظام کو دیا ہے کرام کے دامن کو مٹا دے۔ تاکہ ان کی امداد سے ہم ان کے قریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی تکفیر کا جواب۔ ہائی رہا کہ آپ کی ولایت کو اللہ تعالیٰ بخش کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہر قصور میں آپ کے پرشیدہ رازوں کو انشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ ان کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا محمد علی الدین صاحب قصوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام زمانہ جانتا ہے کہ چند اشعار مہادی نذر کرتا ہوں۔ انہی سے کہ انشاء اللہ شکر یہ سے یاد فرماؤ گے۔

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| ہست یکے مسند و ہایاں | منکر از امداد ولی و رہبان |
| بلکہ ز امداد نبی منکر اند | باہمہ اموات مساوی نہند |
| لعنت حق باد بر این مقتدار | رفت مسلمان ایشان بیاد |
| عنوت ایشان صلاح و باطن بلید | صحت ایشان غنی لے سعید |
| گفتہ من هیچ منہ و رہبان | ہیں کہ چہ گفت است ز پیشانیان |
| صحت بہ راہ تباہ میکند | ویک سیاه جامہ سیاه میکند |
| جملہ نساوات ز صحبت اثر | یخفظنا اللہ عذاب المشفر |
| نیت خلل هیچ ولی را برست | وقت امداد نہ زد گشت فوت |
| موت ولی بہت حیات ابد | ہر کہ نہ اقرار کند گشت درد |
| گر نہ مدد دہد از اولیاء | غیر ولی چوں زولی شد جد |

خاصہ قرآن شہ ہر اولیاء
قطب چہاں غوث نماں محی الدین
پیر و گرسٹاں بود نقشبند
ہم مدد کش تا بقیامت یقین
نائب کامل ز شہ انبیا
فیض از و تا بقیامت یقین
ہست زبیا رشائخ بلند
ایں ہمہ آثار کرامت بین
بہر فریدیاں و سے اندر چہاں

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی ظہار و شکیہ صاحب فخر ریجن کی
وہاں اب تک شہر دیا بیت میں مٹھی جوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب کٹوہی
اور غلیل احمد صاحب انجیلوی اکابران دیوبند پر سے مناظرہ کر کے حکم نواب صاحب
ریاست بہاولپور ریاست بدرگہ دایا۔ اور اُس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب تقدیس
الوکیل شائع فرمائی اور تمام دنیا کے علماءوں سے ان کے عقائد باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔
اور جنہوں نے اکابرین دیوبند کو ریاست فرید کوٹ کے راجہ کی عدالت میں مناظرہ کر کے
علمائے دیوبند کو سزائیں دیوائیں اور جڑوانے کو وائے تو فرزدیوبند برطانیہ نے ہائی کورٹ
تک اپنی کر کے سزا سے بری اٹھ کر ہو گئے لیکن جرمانہ نہ ٹوٹ سکا جس کی صدقہ نقلیں
بہر مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب اسماء فرید کوٹ نام چھپ چکی ہیں۔ جواب تک
موجود ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اسی خداوندی عطیہ باطل کر مسلمانوں کے سامنے
واضح کرنا قرآن و حدیث نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھنا ہے اور اس
عطیہ الہی پر خداوند تعالیٰ نے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے
کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے
ہوئے دنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی
کام پر فقیر کو مستطاب کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمن اسلام پر واضح ہے (القول ۹) وَ سُبْحَانَ اللَّهِ
أَنْ تَوَكَّلَ الْحَقُّ يَكْفِيهِمْ وَيَقْضِيهِمْ جَزَاءً كَافٍ لِمَنْ يَتَّقِ الْحَقَّ وَلِيُذِلَّ الْبَاطِلَ

وَتُؤَكِّدُ التَّجَمُّعَ مَوْتًا وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْاِتِّسَاعُ الْمُبِينُ فَكَيْفَ وَلَا تَجْتَلِدُ.

سوال :- تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجیے۔

جواب :- واقعی جماعت تبلیغی دہلی میں جن کے بانی محمد الیاس صاحب دہلوی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آجکل باجمعی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مرکز میں خلوت دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وادہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو شخص زبانی فتنے دیا اور یہ تبلیغی الیاس صاحب مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی وہابیت کا اقرار کروا دیتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقتاً تبلیغ اسلام کا ہوتا تو مسیح کے نمازیوں کو کافر سمجھ کر کلمہ پڑھانا وہابیہ کا کام تھا۔ ان کو چاہیے یہ تھا کہ بنگلیوں اور چوسویں کے زیدوں میں جا کر ختیوں اور امیروں کے نکیروں میں جا کر ان کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی طرف بلوائیں۔ پھر تو تبلیغ اسلامی ہے۔ ورنہ ان کی حرکات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو وہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسماعیل دہلوی کے پروپیگنڈا سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز چٹانک جیش خاں دہلی میں ہے جو وہابیہ اور دیوبندیہ سے مجموعی مرکب ہے۔ اب جا کر تحقیق کر لو مساجد میں بھی مسلمانوں نے ایسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض وہابی ہیں۔ اب ہمارے کسی میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب وہابی کاغذی، سواری، مودودی اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہو کر جماعت تبلیغی سے مرسوم ہیں۔ اور ضریر وہابیت مولوی رشید احمد صاحب ٹنکری جو امام فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں۔

مولا اسماعیل صاحب عالم ترقی اور بدعت کے انکار کرنے والے اور سنت کے حامی

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۱

کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلقِ اللہ کو ہدایت کرنے والے
تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید
ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔
اب اپنے فرقہ واریں بزرگ کے مسئلہ دل کا عقیدہ سن لیجئے۔

التَّحْقِيقُ أَنَّ رَفِيعَ السَّيِّئَاتِ مِنْهُ الْإِسْتِغْنَاءُ وَالْفُتُوحُ
وَالْقِيَامُ مِنْهُ فِي الْقِيَامِ إِلَى السَّالِطَةِ مِنْهُ
عَلَيْهِمْ مَوْجِدٌ جَمِيعٌ مَسْنُونٌ الْمَسْنُونُ فَيَسْتَأْجِبُ
مَنْعُهُ سَخِيلٌ وَطَبِيعٌ

تنویر الغنی

فی اثبات رفیع الیہین

معتمد سخیل و طبعی

ترجمہ۔ یہی بات ہے کہ رفیع دین کو تاکیہ دہلی کے وقت اور رکوع کے وقت
اور تیسرے قیام تک سنت غیر موکدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ہے۔ تو اس
کے کرنے والے کو ثواب دیا جاویگا۔ جتنا اُس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اس سس کو کافی
ہے۔ درست ہے۔

اس معاملہ کو میں مصنف نے شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے
رفیع دین عند رکوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے دہلیوں
کے مسئلہ رفیع دین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ رفیع دین دہلی کرتے ہیں یا
نہیں۔ اور جن کے مرشد دہلی اُن کے مریدین کیسے ملتفت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔
سوال۔ دہلی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب بخاری کا کیا
فتاویٰ شیعہ ہیں؟ حقیقہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور
صفحہ اول ۱۱۱۔ اہل نجد کے عقائد میں الدینی خفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔
الجواب۔ محمد بن عبد الوہاب کے متیدیوں کو دہلی کہتے ہیں۔ اُن کے عقائد علماء
تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا۔

کیوں جناب اب تو تمہارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کے
وہ عہدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احسان کے عقائد پھوڑ کر محمد بن عبد الوہاب
جہی کے عقائد عہدہ ہونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب جی اور غلام بریلوی اعمال
احسان کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں کے وہابی بننے میں
یہ شک و شبہ کی حقیقت وہابی بر غلام کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس وقت اور ان اطراف میں وہابی مقلع منہ اور
دین وار کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ

صفحہ دوم ص ۱۹۱

رشیدیہ احمد

عقائد میں سب عقائد غیر مقلد متہ ہیں۔ بہت اعمال
میں مختلف ہیں۔ رائے تمامے علم شیعہ و کلمہ
اب تو آپ کے رشید اللہ دیوبندی نے وہابیوں سے عقائد کے مشد ہونے کا قرنی
دے دیا اپنی خانہ دانی وہابیہ پر آپ کو ضرور آمین پکارنی چاہیے۔ اور منورہ آپ کے فرقہ
دیوبندیہ کی مشورہ اور متبرہ تصنیف میں لکھا ہے جس پر تمام دیانہ کی مہر ثبت ہیں۔
الہیہ مذکورہ اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطالب نہیں کہ
اس کا عقیدہ لاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ شیعی منہ ہے۔

اب تو تمہارے مرکز کا متفقہ فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے
کہ تم اپنے زبانی دعوے اصل حقیقت کے نسب سے دست بردار ہو کر اپنی حقیقت جانے
کا اعلان فرمائے۔ اگر کہ شک ہو تو اور تحقیق کرو۔

تذکیر الانوار

پلندہ ناسخ ایک بغیرت کہیں

یا وہابی اور یہ قسٹ کہیں

مستند امیل دہوی

یا ہمیں گمراہ بد طینت کہیں

یا کہ قراویہ ہے عزت کہیں

اپنے حق میں متیل زنگار ہے

اسے فکرو پر بند یہ اب دیوبانی کہلاتے کچھ سے مار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید } جب مولوی رشید احمد صاحب نے مروج اثرات علی صاحب
جلد اول صفحہ ۱۳۵ } کو لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ قلم مجلس مولود وغیرہ میں جاتے ہو
قیام کرتے ہو۔ صلاقیں پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔
الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا محکم ہوں نہ کسی سے مجبور و مکر پوری مخالفت کر کے قیام
و شہار ہے اگر اب مجھ پر اس کے بعض علماء مجھ کو دیوبانی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں
آکر لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ یہ شخص دیوبانی ہے اس کے دعوہ کو میں مست آتا ہوں اس کے چل کر
فرماتے ہیں :

وینی حضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے سب
بے اثر اور بے وقعت ہو گیا ویکی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص دیوبانی ہے۔

اب آپ کے مذہب کا تقیہ بھی ثابت ہو گیا اور وہاں بیت کا پوشیدہ کرنا بھی میرے
مرض ثابت ہوئی آپ خود انصاف کر لیں کہ تو واقعی غیر مقلد دیوبانی ہو جو آپ کے اکابرین
یعنی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں یہ آپ کا
سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت ایسا ہی کیا وہاں یہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے ؟ یہ بتا لی جارہا
سوال ہے۔ درحقیقت ان کی وہاں بیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مرضی جتنا اپنی مرضی
کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ میاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے
بھی ذرا سب الہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مریض اگر اپنی مرضی کو علاج کے واسطے ظاہر کرے
تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا تو غیر الشفاء والاخیر تو اور اس ایسا ہی جماعت
میں تو صاف صاف ظاہر ہوا باطن دیوبانی ہیں جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے
گمراہوں کے کیونکہ گمراہوں کو اپنے کا عیب بمنظر نظر آتا ہے اور اگر وہ دیوبانی نہ تھے
تو پھر دیوبانی چہرے کیوں۔ اب ایک اہم بات کے بنیادی مقدمہ تقیہ کی متعلیٰ اپنے بچے کا فیصلہ ہی ہے۔
ایضاً جالحی مفید اسل دیوبانی { تقیہ شخص بدعت ہے

قادیانی

۱۰۔ اس واقعہ میں کہتا ہوں تقلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قائلہ
 جادو میل اپنے گلے میں ڈالنا سو اسے مگر ایسی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب
 ہمارے پاس قرآن بتیباتاً کہہ دے یعنی موجود ہے اور مجتہد کی تقلید جو خود بھی غلطی کر سکتا
 ہے۔ ہر لاریبی طریقہ کو چھوڑ کر ایک منظر ابی راست کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیم
 کے خلاف ہے۔ فریاد دعاوندی کے خلاف ہے۔ سزا دہ قضاے دہشتے ہیں۔ اور لفظ
 یکتبیدہ انا انزلنا حقاً لکتاب یثقی علیہم ما ابد فی دایک لزحمتہ
 ذلک کفری لفظیہ یؤمنون کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان
 پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان و اراد کے واسطے ضمیمت ہے
 اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں رحمت ہی ہے اور ایمان و اراد کے
 واسطے ضمیمت ہی ہے اب اس آیت کریمہ کو پڑھ کر جسی اگر تم کلام الہی پر اکتفا نہ کرو اور اماموں
 کے پیچھے جھٹکے پھر و تم مات مرا ہی ہو و دلیل ، اللہ تعالیٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ
 کر دوسری طرف جانے والے پر تین فرقے لگائے ہیں ملو و من لکھ یحکمہ یکا
 انزل اللہ فاضا و لیلک مسد النکاح فیہ ذلک۔ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ
 کرے تو اسی ایسے آدمی کا فرہی۔ و من لکھ یحکمہ یکا انزل اللہ فاضا و لیلک
 مسد النکاح فیہ ذلک جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی ناسق ہیں لہذا قرآن کر
 چھوڑ کر اماموں کی تقلید کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ملو اور ظالم اور ناسق فرمایا اس
 سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فریاد کو چھوڑ کر مقلد اپنے آپ کو
 مسلمان اور مومن کہہ دے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

محمد عمرؒ غیر مقلد دوست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر فقار اللہ
 مسد ایک شق کا شک بالاقصیل تک کرتا ہے۔ تقلید حرام نہیں ہے
 بتایا چاقوی نہ کھنسی بلکہ تقلید واجب ہے اس تقلید میں مدون اللہ کی و اقمی حرام

ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی محبت ہے ان کی تقلید واجب ہے
 بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بلا لقیات بغیر
 تقلید کے محال ہے مثلاً خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلید ہی ہے جس نے داست باری
 پر ایمان لانے کے واسطے دوکل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان
 باغیب لا رخص انسب یا رعلیم اسلام اور ادبیار کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکا سہارا
 اور مؤذن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے
 قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب
 دوکل منکر ہوا اس کو اللہ کریم نے دیے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات کراآت
 عطا فرمائے ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص بلا دلائل منکر ہوا وہ مقرب ہوا اور
 جو دلائل کا تلاش ہوا وہ ابوہل کہلانے کا مقدار ہوا اور آخرت پر ایمان لانا یہ محض
 تقلید ہی ہے جو دلائل کا متلاشی ہے وہ آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مدوح قرأت سے
 قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی الذین یعلمون
 بالغیب کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو ہمیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جائیگا
 جب بلا دلیل تم قرآن کو باطل نہیں لگا سکتے پھر جس کے بقول بلا تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے
 پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں کہ اس کے متعلق یہ دعویٰ کہ قرآن کو چھڑ
 کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے قریہ بھی تو فرمان قرآنی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے
 فیصل نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل منکر ذہن جاؤ تو محرم ہوا
 کہ چھڑ تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصل مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر منکر خدا کا ہی منکر
 قرآن کا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی آخرت کا بھی مذاب قدر کا بھی پکھڑا کا بھی حجت
 و دلائل کا بھی مانی خدا تعالیٰ یومئذ بالغیب میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب
 تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ یہ تمام محض تقلید کے متعلق ہیں تقلید کے انکار سے ایک

اور بڑا جباری نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور وہ کل تلاش کے ذمہ داری ہی نہیں سنبھال سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کی نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں کا مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہونے میں وہ اصل طلب کرے اور تقلید اسی نہ کرے تو سوائے حرامی کچھ نہ کرے اس کو اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ کیا مجتہدین کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اس کی تقلید کو چھوڑ کر یا بلکہ اجتہاد قرآن و حدیث بنایا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ چیر فریقلوں نے لے لی تھی ان کی حمایت میں ان کے نزدیک یہ مجتہدین ہوتے ہیں باقی تمام ان کے مقلد ہیں ان کو قرآن پاک کی آیت میں معلوم ہو جانے تو جس ایمان میں لگتے ہیں ان کا مجتہد نہ لے لیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو جس بنیاد سے کھینچ لیں یا لیکن یہ تسلیم کرنا محض مرت کو چھوڑ کر باری اعتقاد کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی قہار ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا مقیاس اس کا کھینچنا ہوتا ہے اور اعتقاد ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب علی ثابت ہوتا ہے جس کے تمام منکر ہر اور قرآن کریم سے بنیاد اس کا کھینچنا ہے تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ مجتہدین کی تقلید کی جاوے ورنہ قرآن کریم ہی بلا تقلید یضیک ہے۔ کثیرا سے قرآن کریم ہی جوڑ دیتا ہے۔ اسی واسطے یضیک کی منکرات کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گواہی دے کر ان کے کافر بنائے اور مقلد چونکہ مقرر ہوتا ہے اس واسطے اس کو خطبہ پہ کثیرا سے فرمایا لہذا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یضیک پہ کثیرا کے صدق ہوئے اور اسی بنا پر حسانت سے پیچھے ہٹ سہے ہو اور اگر جد و جہل اہل اللہ کا قہر اپنے لئے میں ڈال کر اتباع کے حامل رہو گے تو حسانت میں ملو گے جسے انشاء اللہ سبقت دے جاؤ گے جیسا کہ اہل بیت نے تقلید کو بڑا بھیا

اور براہِ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خداوندی کامیابی بنا کر ہمیشہ کے واسطے علموں پر
اور اس کے تمام اعمال صالحہ محیط ہو گئے ایسے ہی تہا رہے ہی اعمال صالحہ نماز روز
محرم زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید محیط ہو گئے اور تم کہنا تَسْبُحُوْهُ خُشِعْتَ لَهُ کُفْرًا پڑھے رہو گے اور
تہا رہی یہ وہی کہ جو قرآن کو پھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھرے اس کو اللہ نمانے
نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں دانی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر ظالم فاسق کا فرض
چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے وَمَنْ يُشْرِكْ يُكُفِّرْ بَآئْتَهُ اِنَّ اللّٰهَ ذَالِ الْفُلْكِ
هُمُ الْكَافِرُونَ جو شخص میرا انزال اللہ کو اپنا فیصل نہ بنائے وہ کافر ہے
اور میرا انزال اللہ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں پڑھتے ملاحظہ ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَذُرُوا
الْأَمْرَ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
كَالْمَسْئُولِ ائْتِكُمْ تَكُونُونَ بِآلِهِمْ قَائِلِينَ وَالْأَخْيَرُ إِلَهُ سَخِيكٍ وَ
أَحْسَنُ تَأْدِيلاً۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم
سے اللہ اللہ ہوں پس کسی شے میں تہا را بھاگنا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول
کے سپرد کرو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھنے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقت بہت اچھا
ہے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا میرا انزال اللہ قسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ
اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت اولی الامر اور قسم کا الجہاد
بغیر اپنے اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد و رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے
بغیر پارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد و عمل کرا محال ہے چند مثالیں تہا کے سامنے
پیش کرتا ہوں۔

۱۶۸ | وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

إِنَّمَا كُنْتُمْ لَنَا دُجْرًا مَكْرُومًا شَطْرًا

اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے رخِ انور کو مسجد حرام کی طرف پھیری اور اسے مسلمانوں میں بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد حرام کی طرف پھیر دے۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی ضرورت نہیں بلکہ اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس ایسا کر یہ پر عمل کر سکتے ہو۔

وَمَنْ أَلْفَيْتَ يُطِيعُكَ ذِي نَيْفٍ طَعَامٌ مِّسْكِينٌ ۚ

۲۳ بقرہ { اور جو لوگ روئے ک طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بجز اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ کے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا اسلام کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کر دے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

وَكُنُوا أَتَقُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُخْشَوْنَ ۚ

۲۴ بقرہ { اے اللہ سے ڈرو تاکہ تم ڈرنا شروع کرو۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھ کر اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر اجتہاد سے کام لے کر مشرک بنے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہذا ثابت ہو کہ قرآن کریم کے حامل تب کہلا سکتے ہو جب اجتہاد کو دخل دے۔

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ لِلَّهِ إِنَّ أَحْسَنَ شَيْءٍ أَسْتَشِينُ ۚ

۲۵ بقرہ { اے نبی! لا خلیفہ بعدکم حتیٰ یبلغ الیہ مدعی الخلفاء۔

اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی

تہیں مینسرجو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈا کہ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے۔ مناکا طرف قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈا دود پیلے نہیں تو اس آیت کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے۔

كَانَ آدَا ذَا بَضَالًا عَنْ شَوَاحِبِ قَوْمِنَا وَقَتْلًا وَفَسَادًا لِّجَنَانِهِ
۱۰ بقروہ ۱۰ حلیہما۔

پس اگر زوجین اپنی رضامندی اور مشورے سے بچے کا دودھ چھوڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس نے ان کی تخصیص نہیں رکھی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعُوهُمَا مَعَهُمَا حَتَّىٰ يَخْلُجَا
فسار ۱۱ ۱۱ حَتَّىٰ يَخْلُجَا۔

اور اگر تمہیں دوہیں کی مخالفت کا خوف ہو تو تمہارے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف بھیجنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دوسری طرف سے اجتہاد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیت پر عمل کرنا محال ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِنَّكُمْ تُرْجَعُونَ
۱۲ مائدہ ۱۲ ۱۲ قَتْلُكُمْ مِمَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ۚ فَجَزَاءٌ مِمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
حدید ۱۲ قتلکم۔

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں قتل نہ کرو جو کہ خدا جس شخص نے تم سے عذر کیا قتل نہ کیا تو بدلہ دے اس چیز کی مثل جو اس نے قتل کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دھواں

تم سے رہی۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آئینہ مبارک پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الہیہ ثابت ہے کہ جب تک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

(١١) نسام ١١ | أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْفُتْرَانَ زَكَوْكَانَ مِنْ حَيْثُ غَيْرِ اللَّهِ
لَوْ جَدُّكَ أَفِيءٌ اخْتَلَفْتَ كَثِيرًا

کیا پس یہ قرآن میں تدبیر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس اثبہ کریں سے ثابت ہے کہ قرآن مجید کو اللہ کی کلام وہی کہہ سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لا سکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبیر سے تحقیق دے سکتے اور اختلاف آیات کی طرف نہ جھٹکے ورنہ گمراہ ہو جاویگا۔ مثلاً جو شخص تدبیر فی القرآن مجید کے اجتہاد کا قائل نہیں وہ از روئے ما ائذنا اللہ کہہ دے۔

وَأِذَا جَاءَ هَـذَا أَمْرًا مِّنَ الْأَمِينِ إِذَا نَحْنُ بِالْأَعْيُنِ
وَنُفُوسِنَا إِلَى الشُّرُكِيِّ وَإِنِّي أَخِيفُ الْأَعْيُنَ مِثْلَهُ لَعَلَّ
الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ مِنْهُ يَأْمُرُونَ آلَهُمْ لَأُتَّبِعَنَّ
الشُّرُكِيَّ إِنِ الْآخِثِينَ

اور جب ان کے پاس کوئی تمس اور کے متعلق خبر آتی ہے اس کے متعلق یا غوث کے متعلق تو وہ اس کو چیلے سٹے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسواں ملے اور علیہ وسلم کے پیروان یا بیادنی الامر کے پیروانوں کو اس کو وہ لوگ استنباط سے معلوم کر جیتے ہیں۔ اور اگر اللہ و انفس اور رحمت قرینہ ہو تو رسوا سنے نہیں کے قد شیطانی کج متبع ہو جاؤ۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَأَصْلُهُمْ فِي أَصْحَابِ الْمَغْذَمِ
أُولَئِكَ يَدْعُونَ الْعُقْرَانَ آمُرُكُمْ أَنْ تُقْبَلُوا

یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے قرآن کو پیرو کر دیا ہے۔ اور ان کی انکسوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پر تالمے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیت کو یہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص تقدیر بنی القرآن دوسرے سنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ علم قرآن کریم کو بھیجے اور ہر آیت کو بلا اجتہاد مجتہد کہتا سمجھنے کا دعوے کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پر اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ ان پر اتنی لعنت برسانا چاہتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے پیرو کر دیا خواہ کوئی ان کو کتنی کلام الہی پڑھ کر سنا لے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں ہم نے براہ راست قرآن مجید کو سمجھا ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بینائیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعل ہوا یا ادنی الالبصار سے آیات الہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں پر تالمے لگے ہوئے ہیں یہ بچا پسے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ جیب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد و مجتہد سمجھنا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کن کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیت کو یہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آئے جو تمہاری فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر تقلیدیت سے مشہور مست کرو بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاش کرو کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تمہارے ذمہ ہے کیونکہ ایسے امر کو تم نہیں سمجھ سکتے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی تقلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو جو آیات فرقانیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہوں تا ثابت ہوا کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود مطلق ضرور ہے لیکن اس کا آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسنی عبد اللہ بن اخیل بن عبد الرحمن بن عبد القادس ہے اگر عبد اللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبد اللہ بن عبد القادس سے کیسے آگیا تو وہ یہ جواب دے کہ میں عبد القادس سے بغیر واسطہ غیر کے آگیا ہوں تو رگ یا تو اس کو پائل بھیج دے یا کہیں گے کہ تو عبد القادس کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گودے بوسے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی چار پانچ سال کا ہے تیری نرس کا اس کی اہوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ اس خیال است و محال اور اگر صاف صاف کہہ دے کہ میں عبد اللہ اسماعیل کا بیٹا ہوں اسماعیل عبد الرحمن کا بیٹا تھا اور عبد الرحمن عبد الصامت اور کا تو پھر ہر شخص بلا کٹے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبد القادس کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی نبوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ راست بلا واسطہ قرآن کریم کا حامل مومن ہوں اور کچھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں تو قطعاً غلط اور محال سمجھا جاوے گا اور اسے جواب دیا جاوے گا کہ تو قرآن کو جانتا ہی نہیں پوچھا تو اس کا عالم اور حال کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہونے کے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے آیا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور حامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ بھی صیح قرآن کو ماننا پڑے گا کہ میں نے یہ قرآن فریب اور اس کے مسائل ائمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشاورہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا دلائل ان کی اطاعت کا تلاء اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحہ کو تقریر زیادہ تر پڑھ لکھے ہیں اور ان کی تقلید نے ہی بعض اشارات و کنایات و دلالت قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالا تر تھے۔

عمر لدنی الہی سے آسان کر کے پاسے کانوں تک پہنچا کر میں قرآن کا حامل بنایا۔ اگر
اللہ کریم کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ پڑھنے سے بیوقوف
کی طرح کوسوں دور ہوتے اور اجنبی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا
وجود والا کر اللہ کریم قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت پیدا کرتے تو اللہ کریم اپنے
قانون اِنَّا نَحْنُ مُرْسِلُوهُ بِحُجْرَةٍ وَبِآيَاتٍ مُّخْتَلِفَةٍ لِّعِلَّةَ تَعْلَمُوْنَ سے ان کو علیدہ کر دیتا اور سزا دیتا
اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں غرائب نہیں سمجھتا کہ اللہ کریم نے مٹ دھن قرآن کریم کی
ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اول الامر کا
خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا اور انہیں کے متعلق اللہ کریم
نے تَعْلِيْمُ الَّذِيْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ مُبَشِّرٌ لِّشَیْءٍ اَمَّا الَّذِيْنَ لَمْ يَلْمِزُوْا اَنْ اَللّٰهُ لَمْ يَكُنْ
کو اپنے دور کے مطابق ملکہ اتھلا بنایا ان کے سوا اگر کوئی اور اسے تحریر میں قرآن و دین
پہنچانے کے واسطے نہ تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو۔ میں کی تاریخ بھی شاہد ہے و بخیر۔

۱۰۹ ابن عساکر ۳۴۴ اَمَّا بَعْدُ حَقِیْقَةً فَقُلْتُ اَلْیَوْمَ مَرَّ اَهْلُ الْعِزِّ
وَمُسْلِمَةُ الْفِیْثِ وَالْقَصِیْبِ وَمَا وَرَاءَ الْفِیْثِ
وَبِلَدٍ اَنْجَبُوا كَثَمًا كَانَتْ حَبِیْبًا اَخَصَّ بِهَا الْعِزَّ ابْنُ زَادٍ وَذَا رِیَاسَتِهِ
وَمَكَانَ تَعْلِيْمُهُ وَجَبَابَةُ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ فَكُشِّرَتْ تِلْكَ مَقَرُّهُ

ابن عساکر رقمطراز ہیں لیکن ابو حنیفہ کو اس کے متعلق آج عراق و اسی دور
کے تمام مسلمان اور چین کے اندام و حاضر کے اور تمام مجاہد کے بلا و کیونکہ امام ابو حنیفہ کا ذکر
خاص کہ عراق میں تھا اور دور اسلام کا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلفاء عباسیہ
بنی عباس سے تھے ان کے شاگرد تھے بن کی خصوصیت میں پھر فرمایا وَ قَدْ مَنَّ اَللّٰهُ
اَهْلُ الْاِسْلَامِ اَلْیَوْمَ عَلٰی تَعْلِيْمِهِ فَتَوَلَّاهُ الْاُمَمُ الْاَزَلَّةُ لَعَنَتْہُ الْاَزَلَّةُ
تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تعلیم پر مس ہیں۔

امام مجتہدین کو فقہ فی الدین عطا فرمائی خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بیان
کہ اللہ کی طاعت سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ قائم رہی کسی زوال
نہیں ہو گا۔ اب نفع یقین پر بیگیاؤں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ۷۷ سال کے بعد اس
حدیث کا عمل شروع نہایت یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) ب مخالف ظاہر ہو گا نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر متقدم متقدموں
کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے میں ناکام رہتا ہے اور قیامت تک
انشاء اللہ ناکام رہیگا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکوٰۃ ہے۔

پھر تہار اکٹھا کر ام سے غلطی میں ہو سکتی ہے اگر ان کی تقلید میں نہیں گئے تو ان
ہی غلط ہو گیا۔ اس کا جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
تہار سے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرما دیا۔

عن عبد اللہ بن عمرو ان رجلاً من اہل البقیۃ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یعمیر وایضاً بینہما قال ارفع
بینہما و انت حاضراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لرفع علی
اُنت انت اصبت فذلک عشر اجر و ان اُجبت فخذت فَاخطأت فذلک
اُجر فذلک اُحدیث راجح الاصحاح۔

ترجمہ :- عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آدمی نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لائے تو اپنے عبد اللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان
فیصلہ کرو تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ
نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو صواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے

اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو چرمی تھمے ثواب نہ ہو یہ حدیث صحیح الیٰہ سناد ہے۔
اس حدیث پاک سے یقین امر ثابت ہو گئے۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت و تقلید کا حکم صادر فرمایا۔

(۲) اجتہاد کا اجراء

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو جی اس کو صواب سے گنہگار نہیں جب
مضی گنہگار نہیں تو ماضی کیسے گنہگار ہو سکتا ہے ذائقہ مستر

ثابت ہو کہ اگر مجتہدین کی غلطی قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے
ان کی اتنی بڑی شان فرمائی اور امامت کا بوجھ ان پر ڈال کر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید
کے بغیر چارہ نہیں۔

وَلَسْتُمْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ مِّثْلَهُمْ عَوْنٌ إِلَى الْخَيْرِ وَبِأَمْرِهِمْ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُتَّبِعُونَ۔

ترجمہ: اور ضرور چاہئے کہ تم سے ایسا گروہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں
اور شر کی ناکہ کر دیں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو بھی نفع ملے گی ثابت ہوا کہ
ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور اللہ کرام اللہ کے حکم سے ہم تک
دین پہنچا دیں جو ان پر بوجھ اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب
فرمائی فرمایا کہ اَتَّبِعُوا مِمَّا نَزَّلْنَا ابْنِیْ فَرَمَیْہِ طَرِیْہِ رَجُوعِہِ کرنے
والہ ہر تم اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اعلیٰ علم کے جو
مجتہد دین نہیں ہیں کوئی جانتا نہیں۔

۱۷۷ ال عمران ۱۰۳ اَوْ مَا يَشْكُرُ تَوَسَّلْنَا بِاللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْعَالَمِ

قرآن کی حقیت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں کوئی نہیں جانتا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا مدعی نہیں ہو سکتا اور ہر ایک قرآن کی حقیت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم سمجھتے ہیں یا راہِ صحیح فی العلم سمجھتے ہیں اور وہی اللہ کرام ہیں اور ہمیں جن ان سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد ہوا۔

مخل ۱۴/۱۵ انبیاء ۱۴/۱۵

مسلمانوں اگر تمہیں علم نہ ہو اہل فکر یعنی اہل اللہ سے دریافت کر لیا کرو معلوم ہوا کہ انھما وحدہ مجتہد بننے کا مدعی ہونا درست نہیں بلکہ اہل اللہ مجتہدین سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا اگر خود کہیں گمراہی میں نہ چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاوے گا۔

یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاثٍ بِالِامَامِيَّةِ قَامٍ وَاُولَئِكَ هُمُ الرَّاكِبُونَ

اللہ تعالیٰ نے باتِ نبیاء و ہدایہ نبویہ میں فرمایا بلکہ یا امامیہ خدا فرمایا ہے یعنی انبیاء کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اماموں کے نام سے ان کے مقلدین کو پکارے گیے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کے گواہ نہیں۔ کیونکہ اللہ کرام ہی کے واسطے سے ہم سبھی علیہ السلام پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید اللہ کرام چکا اُنیل میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس آیت قرآنی کو پڑھ کر بھی اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے مقلدین کو زمیندان حشر میں ان کے نام سے آواز دیا جاوے گا جسکا کوئی امام نہ ہوگا تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاوے گا۔ اور دوزخ میں شیطان کے ساتھ ڈالے جاوے گیے اور اللہ دین اور اچھے مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنت میں سے جاوے گا اور متکدین کو اور ان کے مان باپ بھی جو تقلید میں فتنہ برائے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ

طور ۲۰

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی اتباع کی ایمان لے ساقی قرآن کی قدرت کو ان کے ساتھ ہی پر شامل رہیے اور ان کے عمل سے جو کچھ ضائع نہیں کرے۔ لہذا ہر اپنے والد کی تعلیمات متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں ہونگے اور تم رسول کے گھر کے قرآن کے رفیق و مستمر رہو چلے ہر عورت ان کی تعلیم کرتے ہو۔

پھر ان کے امی نے جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم کی امداد کے مستند بنے بن صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے درگاہ سے ان کے ارشادات کو ضبط فرمایا کہ ان سے دلائل طلب کے کیونکہ ان کو بھی ان کی تعلیم کا ارشاد الہی تھا ملاحظہ فرمائیے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَانْصَارُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَانْصَارُوا

وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ أَفْضَلُ الْكَافِرِينَ

اور صحابہ بنی اور انصار کے چلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی نیکی کے ساتھ ان سے اللہ رضی عنہما اور وہ اللہ سے رضی عنہما ہونگے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں میں ہمیشہ وسیلے یہ بڑا اور بڑا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بیان فرمائی ہے ان کے متبعین باحسان مینی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تعلیم کو لیا وہ تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائیگے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہیں گے جن ان کی تعلیم کا بدلہ ان کو بڑا ملا ہے اور بنی صلی اللہ

علیہ وسلم نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

۱۸ ابن ماجہ و بخاری شریف ۱۰۸۰ { وَاسْتَدْرَكْتُ مِنْ بَشِيرٍ عَنِ ابْنِ مَرْجَانٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَلَّحَّظَ بِمَنْ تَلَّحَّظَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَلَّحَّظَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ }

الْمُهْدِيَيْنِ عَضُّوا بِمَنْجَابِ النَّبِيِّ ﷺ

اور عنقریب میرے بعد تم سنت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین محمدین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت (جیسا کہ اوپر ذکر ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جانا چاہتا تھا آج کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جتنا کہ خلفاء راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقلد بن جاؤ گئے۔ تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جا سکتے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

۱۹ بقرہ ۱۶۰ { فَإِذَا اسْتَأْذِنُكُمُ أَحَدُهُمْ فَتَذَكَّرُ لَهُ فَيَقُولُ أَعُذُّ بِاللَّهِ أَنْ أَصِلَّ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَرِهْتُمْ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ }

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اسے صحابہ پر تم ایمان لائے ہو تو وہ لوگ راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفتیں ہیں تو ان سے اللہ جلدی ٹیٹ لے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کی ہم بھی جہاں انھوں نے اللہ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود ٹیٹے کا ارشاد فرماتے ہیں۔

۲۰ بقرہ ۱۶۰ { وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّا سَمِعَ لَنْ يَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ }

وَيَتَّبِعُهُ غَيْرُ سَبِيلٍ مُّقْتَدِرٍ فَلْيُكَلِّمْهُمْ عَنْهُ وَيَقَلِّدْهُمْ لِحَدِيثِ
مَصِيْرًا۔

اور جو شخص مخالفت کرے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ اس کی سبط
حدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے زمین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھر دیتے
ہیں محدود چہرہ اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں اور بہت بری لڑنے کی نگاہ ہے۔
اب اسے غیر مقلد و تابع جو تم کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں و یَتَّبِعُ غَيْرُ سَبِيلٍ
المؤمنین نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو تو جہنم
کی سزا سنائی اب تمہارے دل پر موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس
آیت کو یہ ہیں اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دونوں کی تقلید کا ارشاد فرمایا ہے
اور اس نے منہ پھرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کرے
وہ خاص و عمومی ہے۔ پھر پانچوں وقت نماز میں جن صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے
کی دعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

۴۴۔ فَاَتَمَّ اٰیَاتِنَا الْبَصَرَا اَلْمُسْتَقِيْمَ حَيْثَا اَلَّذِيْنَ اَلْتَعَمَّتْ عَلَيْهِمْ
یا اللہ میں صراط مستقیم کی حدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پر ترسے
انعام کیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں منعمون اللہ کے راستہ قبول کرنے کی خدا سے دعا مانگنا ہے
یعنی معلوم ہے کہ جب منعمون اللہ کے پاس نہ ہوں ان کی تقلید نہ کریں تب تک
حدایت نصیب نہیں ہو سکتی سب سے پہلے منعمون اللہ صحابہ کرام ہیں
جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم کیا بعد میں اللہ کرام
جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔
جن کی تقلید کا ہمیں بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سبق دیا۔

۱۱۔ **مسند ابو داؤد طرابلسی** ۶۱ | محدثنا یونس قال یحدثنا ابو داؤد قال حدثنا
 بشیر بن خالد الخیر فی ابو یوسف الثقفی قال
 سمعت احادیث بن عمر یحدث عن اصحاب معاذ بن اهل حمص و
 قال مسرة عن معاذ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما بدت
 معاذ اری الیمن قال له کیف تظنی ان عمر من لك قصا فقال اقصی
 بکتائب الله قال فان لم تجد فی کتاب الله قال اقصی بسنة رسول
 الله قال فان لم تجد من سنة رسول الله قال اجتهد فی الی
 لا اقول مثلك فخرت بیدیه فی صدقہ و قال الحمد لله الذی
 وفق رسول الله لما یؤمرون رسول الله -

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کو یمن کی طرف بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا کہ توفیق ملے گی
 کرے گا اگر غیرے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب
 اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ
 کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ
 ملا اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کسی کروں گا میں حضرت
 معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے
 سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے
 قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی رضی
 اللہ عنہ وجہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور
 عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

مبتدک { ۸۸

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالِ بَشَّ اللَّهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَمِينِ عَيْنًا فَقَالَ عَلَيْهِمُ الشَّيْءُ رُبُّهُ وَأَقْبَضَ يَدَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَأْتِيهِمْ قَدْ نَمَّ فِي صَدْرِهِ فَقَالَ انْقَضَتْ هَذِهِ الْبُعْثَاتُ هَذَا مَدِثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْمُتَضَمِّنِينَ وَلَمْ يَخْرُجْ بِهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امر و نہی بت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضا رک راہ دکھا وے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر متضمنین روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ جامعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہہ رہے ہیں قرآن کالی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد و بالوحی سمجھنے کا دعوے رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم یہاں اَشْرَکَ اللہ کو سمجھ رہے ہو نہیں اَشْرَکَ اللہ کے بعض الکتب و کُتُبُ اللہ بتبعی است پر ہی عمل کر کے اکتفا کر رہے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ جامعین کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اَشْرَکَ اللہ کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلافت تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاوے گا۔ تعلید کی تعریف بھی یہی ہے شریعت قائمہ جلال سے هُوَ الَّذِي يَكُونُ الْخَيْرُ بِغَيْرِ حُجَّةٍ بَرٍّ لِّكُلِّ الْاَلْفَبَةِ فَاَنْهَمُ یہ حدیث شریعت قرآن الہی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم آیت قرآنی کی ترجمانی قرارے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کرام عامل ہوں اور چہ تر کہو کہ مجتہد کی تقلید حرام ہے تو تمہیں خداوند ہدایت دے
جلا سیٹ شریف کوئی بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ کر رکھا۔

عن ابیہ الاضاح قال قال رسول اللہ صلی اللہ
۲۵ ترمذی شریف علیہ وسلم اِذَا نَسِيتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تُصَلُّوْا اِلَّا بَعْدَ
بَعَائِطٍ وَلَا بُدْلِ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهُنَّ وَفِيْكُمْ شَرٌّ قَوْلًا اَوْ عَمَلًا

ترجمہ :- بروایب انصاری سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر اپنا نماز کرنا تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پائمانہ کے وقت یا پیشاب
کے وقت اور نہ پیچھے کرو قبلے کو اور نہ یمن مشرق کی رخ چھو یا مغرب کی جانب و اب
اس حدیث شریف پر اگر پاکستان و ہندوستان میں قرآن مصطفوی پر عمل کریں شریف
اور غبر بگو سے منہ اور پیچھے مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے
اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی رضی اللہ عنہ حلقہ دینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رخ
مکہ شریف سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے
لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ کر کے پائمانہ
پیشاب بیٹھے نہ پیچھ کر کے باقی سمت کے لحاظ سے قبلے کا لحاظ رکھے نہ شریف اور غبر
تو یہ حدیث شریف بغیر اجتہاد مجتہد بھی میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جسکی ضرورت
قرآن و حدیث پر عمل کر کے سے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَائِلٌ جَاءَ فِيْ اَمْرٍ اَنْ تَنْسِيَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ
عَمَلًا وَجَلَّ قَلْبُكَ بِمَا قَضَىٰ بِمِ اللّٰهِ صَلى اللّٰہ علیہ وسلم
قَائِلٌ جَاءَ فِيْ اَمْرٍ اَنْ تَنْسِيَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَمَلًا وَجَلَّ قَلْبُكَ
اَتَمَّنْ بِمِ تَنْبِيْہًا صَلى اللّٰہ علیہ وسلم قَلْبُكَ بِمَا مَالَهُ الصَّالِحُونَ قَائِلٌ

۲۶ مستدرک

نسائی شریف ۵۵

جَاوَزَ أَمْرَ نَبِيِّهِ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَمْ يَنْقُصْ بِهِ نَبِيَّتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَكَانَ يَقْضِي بِهِ الْقَضَائُونَ فَلْيُجَنَّبْ بِذَلِكَ فَإِنَّ كَثْرَ خُشْيَتِ مُطِيعَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِنُ
 هَذَا حَدِيثٌ مَعِيجُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَخْتَرْ سَجَاةً وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ -

مترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا
 جس شخص کو فیصلہ درمیش ہو تو چاہیے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس
 ایسا امر آجائے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہیے کہ فیصلہ کرے جو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آجائے۔ اللہ کی کتاب میں بھی
 نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہیے کہ فیصلہ
 کرے جو بزرگان دین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آگیا کہ کتاب
 اللہ میں بھی نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اسکے
 متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہیے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے
 پس اگر تم نے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے جیسا کہ یہ حدیث
 صحیح سندوں والی ہے۔ بناءً علی سلم نے اس کو روایت نہیں کیا اور عبد اللہ راوی عبد اللہ
 بن مسعود صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے
 ان کے پوتے عبد الرحمن کے بیٹے ہیں۔

اسے جماعت غیر متقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اتواہل کھدو۔
 بعینہ یہ حدیث شریف وہ ہے جو عین اصل متقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ
 سے پھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اجماع سے پھر مقیاس سے یہی اور
 اگر وہ متقلدین کے واسطے حجت میں جو حدیث کے مطابق متقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے
 تم منکر کبھی تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو غاصی سمجھ کر چوڑھتے ہو کبھی مقیاس کرنے

و اے کو شیطان کہتے ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہو کہ یہ قہاری تمام باتیں فرمیں
اور اگرچہ پر عمل کرنا حدیث کے مطابق ہے اور حَبِثُ كَلَمٍ بَسْتَنِي وَمَسْنَةُ خَلْقًا رَافِعًا
التَّحْدِثِينَ کے مطابق عمل ہے اور یہی تعریف تقلید ہے۔ جو فقہیہ مذہب میں موجود ہے
اوستے۔

طبقات ابن سعد ۴/۱۳۱
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر عبداللہ بن ابی بنی صلی
اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ خالی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو مخاطب
کرتے ہیں۔

فَيَا مُتَرَفِّعًا قَبْلَهُ وَالْمُرْتَضَىٰ مَرْفَاتٍ صَيِّحُ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ شَافِعًا
پس اسے جماعت قریش اگر نہیں کوئی امر آجاوے تو تم بعض کی تقلید کرو وگرنہ
صحبات وگوں کو فسخ دینے والی ہے۔

دوستو اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی تقلید پر صاف فتویٰ ثابت
ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو ہمیں خدا حدایت دے۔

۲۸۔ مشترک ۴/۱۳۱
عَنْ عَطَاءٍ كَانَ مِنْ صَاحِبَةِ أَهْلِ النَّاسِ وَأَعْلَمُ النَّاسِ
أَنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَةِ

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام لوگوں
سے زیادہ فقیہ تھیں اور سب لوگوں سے عالم تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی۔ اسے
دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام الرضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا افہام اور اسے عامۃ میں
بہترین رائے دینے والی ثابت ہو گئیں کیا معاذ اللہ انہوں نے خلافت قرآن عمل کیا
فرما۔ وجہ کثرت کہتے کیا ان کو اہل الرائے کا فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ ہمیں
بزرگان دین و ائمہ مجتہدین سے حد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سو۔

۱۹ بخاری شریف ۱۱
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ لَأَحْسَنَ الْإِنِّ اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ
اللَّهُ مَا لَا يَسْتَلْهُ عَنْهُ هَلَكَةٌ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ
وَلِيَّيْهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے جسے بگروہ آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مستطاب ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ کس دانائی سے فائدہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

دانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور
قرآن مجید میں کے اجتہاد و قضا کے علم پر حسد کرتے ہیں اور حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ
وسلم ﷺ السَّوَادُ الْأَعْمَقُ کا انکار کر رہے ہیں۔ اور سو اور انہوں نے غلطی ہو۔

عن حارث بن مزياب قال سأل أبا عبد الله عن خطيب
 أما بعد فإني قد بعثت إليك عمار بن ياسر أسيراً
 وعبد الله بن مسعود مقيلاً وزيداً وهما من أصحاب محمد
 صلى الله عليه وآله وسلم أهل بدر ففعلوا ما فيها وأنت وإيها.

علاء الدین صاحب نے جو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد عالیہ عرض کر دے۔

خدا را سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو ہر دست کر دیا آئندہ اللہ کے معنی ذہن میں یہی شعلے رکھو گے کہ جس قرآن کریم ہی کافی ہے قرآن کریم سے بھی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو یہاں خدا اور اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی بنی سلعے اللہ علیہ وسلم بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی سلعے اللہ علیہ وسلم کے اطاعت اللہ ہی مکمل ہے خدا یہ تو سمجھاؤ جو تباہی کوئی عقل میں روج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَأَقِمُّوا الصَّلَاةَ كَرَّمَاذِكُمْ مَرْكُومًا لَّكُم مَّا ذِكْرُ حَقِيقَةِ قُرْآنِ کریم سے تو سمجھاؤ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کہ خدا کے واسطے فرمانا اور ہر کرکڑے ہو جاؤ کیسے کھٹ ہوتا ہے اور کرنا ایسا چھٹا کیا ہے یا نامورش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمانا ایسی ہے فارخداؤ اَوْ اَتَجِدُ اَرْکُومًا کرو اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر زبان محفظے سلعے اللہ علیہ وسلم خدا کرکڑے ہو کر کی حیثیت کذا یہ تو سمجھاؤ خدا و ماسا این محال است معلوم ہوا کہ جب تک حدیث پاؤ گے۔ مَا بَقِيَ اِلَّا طَبَعُ اللّٰهِ طَبَعُ اللّٰهِ سُنُّوْا لَکُم مَّا ذِكْرُ حَقِيقَةِ قُرْآنِ کریم سے تو سمجھاؤ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کہ خدا کے واسطے فرمانا اور ہر کرکڑے ہو جاؤ کیسے کھٹ ہوتا ہے اور کرنا ایسا چھٹا کیا ہے یا نامورش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمانا ایسی ہے فارخداؤ اَوْ اَتَجِدُ اَرْکُومًا کرو اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر زبان محفظے سلعے اللہ علیہ وسلم خدا کرکڑے ہو کر کی حیثیت کذا یہ تو سمجھاؤ خدا و ماسا این محال است معلوم ہوا کہ جب تک حدیث پاؤ گے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

۳۰ احزاب ۲۲ { اور جو شخص اطاعت کر لیا اللہ اس کے رسول سلعے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

۳۱ مداح ۲۴ { كَيْفَ يُحِبُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَاَتَمُّوا بِرَسُولِهِمْ يُؤْتِكُمْ كَيْفَ تَشَاءُونَ مِنْ رَّحْمَتِهِ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے رسول سلعے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ لادو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دینا ثواب دینا۔

۳۲ نسا ۳۱ { وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا كَيْفَ تَشَاءُونَ مِنْ رَّحْمَتِهِ

خَلِيعِينَ فِيهَا وَذَابَتْ الْقُلُوبُ انْخِلَاعًا -

اور جو شخص اطاعتِ خدائی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی داخل ہر گاہ جنت میں اس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رسیکا اور پیرتہ ہوا ہے۔

۳۴ مَدَنَ لِيَصِيبَ اللّٰهُ دُرُسًا لَّهَا وَيَتَعَدَّ حُدُودًا مِّنْ خِيَمَةٍ تَدَارُ الْخَلِيعِينَ فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ -

اور جو شخص نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس کی حد سے تجاوز کرے ہمیشہ کے واسطے بنجر میں داخل ہر گاہ اور اس کے واسطے مڑاب ہے ذلیل کرنے والا۔

۳۵ فَتَحَ ۲۶ { وَمَنْ لَّجَّ يَوْمَئِذٍ يَّا اللّٰهَ وَدُرُسًا لَّهَا فَاِنَّا نَعْتَدُ لَالْفَكِيهِينَ سَعِيْرًا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لایا تو ایسے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

۳۶ تَعْبَانِ ۲۷ { فَاَمَّا مَن ذُكِّرَ وَلٰكِن اَعْتَدَ لَالْفَكِيهِينَ اَنذَرْنَا پس ایمان والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اس قدر کے ساتھ جو اتنا راہم ہے اس میں تکریم ہے اللہ کریم نے قرآن کریم سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اطاعت مقدم نہ رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ اللہ کریم بافتبار ذات و صفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہے جب تک نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پہلے نہ کی جائے تو حید و کتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔
 مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَهُوَ عَلَىٰ طَاعَةِ اللَّهِ وَمَنْ تَوَدَّ أَنْ يُسَلِّتْهُ
 عَذَابِي ثُمَّ حَفِيظًا۔

۲۶ فی سار ۵

جو شخص اطاعت کرے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تختی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نگہبان نہیں اور دشمن کے واسطے روئے و ریم ہیں، اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مسطفی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کی جائے تب تک بلا واسطہ اللہ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

ان تمام آیات و مادیات صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد و اجتہاد حق ہے جبکہ بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے کیونکہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین باذن اللہ الہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام ائمہ مجتہدین نے اسے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا تقلید غیر خداوند کریم کی طرف سے ملے ہوئے اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید و بلا واسطہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل و حاملین نے اور پہلے باقی رہا جہاں قرآن کریم تک پہنچا اور سمجھا اور خدا رسیدہ ہوا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ جس قرآن و شریعت ائمہ کرام سے پہنچا اور ائمہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل الہی اور سے لیکر خداوند کریم تک پہنچا اور اللہ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عداوت و گردانی کر رہے ہو۔ منکرین تقلید و راستہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل مان کر مدعی نبوت بنے ہو کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچنا یہ نبوت و راست کا کام ہے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم تک نہ پہنچ سکے اور اللہ کرام بغیر مصابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے تم کرن ہر جو طرف سے قرآن مجید
پہنچ جاؤ۔ خداوند کریم آپ کو حدایت بخشے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين
اور وہابیہ کے متعلق فقہائے کرام کا فتویٰ کہ وہابیوں کو غار جیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

عَلِمْتُ أَنَّ هَذَا غَيْرُ شَرْطٍ فِي مَسْئَلِ الْخَوَارِجِ بَلْ
مَكْتُوبَاتُ بَيْنَ خَرَجُوا عَلَى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَإِلَّا
فَيَكُنْ فِيهِمْ اِبْتِغَاءٌ هُمْ كَفَرُوا مِنْ خَرَجُوا عَلَيْهِ
بَلَدٌ ۲۷۶
كَمَا وَفَّقَ قِيَامَنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْقَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ بَيْتِ بَنِي
عَلِيٍّ الْمُتَمَرِّدِينَ وَكَانُوا يَشْتَبَهُونَ مَذْهَبَ الْخَوَارِجِ لَكُنْهُمْ اِبْتِغَاءُ
الْقَتْلِ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اِبْتِغَاءُ هُمُ مُشْرِكُونَ وَأَسْتَبَاحُوا
بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَقًّا كَسَرَهُ اللَّهُ نَعَمْ هُنَّ
مَكْتُوبَاتُ خَرَجَتْ بِلَا دَهْمٍ وَظَهَرَ بِهِمْ مَعْنَا كَيْدِ الْمُسْلِمِينَ مَا رُ
ثَلِثَ وَثَلِثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَالْف

ترجمہ:۔ قرآن جان لیا کہ غار جیوں کے معنی میں یہ غیر مشروط ہے بلکہ وہ ان غار جیوں
کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علیؑ پر پوچھ مائی کہ اور تیرے کئے اور نہیں تو ان میں ان کا
اعتقاد کفر کا کافی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالرب کے متبعین جو نجد سے نکلے ہیں اور
عروان غریضین پر چھا گئے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو منبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں
لیکن ان کا اعتقاد ہے کہ وہ خود ہی مسلمان ہیں اور جو شخص ان کے عقیدے کے مخالف ہے
مشرک ہے۔ اور وہ اہل الذمت والجماعت کے قتل کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور ان کے
علماء کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو توڑا اور ان کے
شہروں کو برباد کیا۔ اور مسلمانوں کے شکر نے ۱۲۳۲ھ میں ان پر فتح پائی،

دیوبندی حضرات کو جو خفی کہلا کر مسلمانوں کو دعوہ کر دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی قرعیت کے انبار لگا کر اور ان کے اعمال و عقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت و جماعت کو ثابت کر دیں کیونکہ یہ سراسر تحقیق کے خلاف ہے۔

سوال آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس خفیت ہے جس سے تم وہابی اور خفی میں فرق کرتے ہو۔ بمع کتب فارقم بیان کرو۔

محمد عمر مقیاس خفیت قرزیادہ ہیں لیکن مشتے از خردار عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی و نجدی ادیبوں اور احناف اہل سنت و جماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقض ہے۔

عقائد وہابیہ دیوبندیہ

احناف کے نزدیک اے جھوٹ محال اور مستح ہے
(محل ۳۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَقْتُلُوْنَ عَلٰی سَبَیْلِ
اَلْکَذِبِ لَا یُجْعَلُنَّ مَنَاجِیْئًا لِّیَہِمْ
عَذَابُ الْاٰلِیْمِیْنَ

ترجمہ: بے شک بولگ اتر کرتے ہیں
اشر پر جھوٹ کا وہ خلاصی نہیں پاویں گے۔
نفع نہ ملے گا اور ان کو عذاب ہے
ورووینے والا

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا
اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کن

دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔
کذب داخل تحت
قناوی شہیدیم باری تعالیٰ ہے۔
حصہ اول منہ

الحجۃ المقل اگر حق تمنائے شائد کلام
کاذب پر قادر ہوگا۔
محدوم ملکا تو قدرتِ انسانی قدرت
رہانی سے زائد ہو جائیگی۔

الحجۃ المقل کذب متنازع فیہ صفات
حصہ دوم آخانیہ میں داخل نہیں۔

بہر معانی فیہ میں داخل ہے۔

تجانبہ۔

اہل سنت نے نزدیک۔

تَحْتَاتِ الذِّمَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ

الجہد المقل ۱۴۲۱ اور دیندہوں کے نزدیک

پاک ہے اللہ اس چیز سے جو وصف میں

افعال تہوہ مقدور باری تعالیٰ میں

کرتے ہیں۔

اہل سنت نے قہر کو قدرت

بِإِنَّ الْمَوْحِينَ لَا يَجُوزُ أَنَّ يَهْرَ

الجہد المقل ۱۴۲۱ اور دین حق تعالیٰ شاذ

بِإِنَّ الْمَوْحِينَ لَا يَجُوزُ أَنَّ يَهْرَ

سے کیر کر خاص کر سکتے ہیں۔

بِإِنَّ الْمَوْحِينَ لَا يَجُوزُ أَنَّ يَهْرَ

جو حضرات تفسیر یہاں

بِإِنَّ الْمَوْحِينَ لَا يَجُوزُ أَنَّ يَهْرَ

الجہد المقل ۱۴۲۱ حواشی رجسٹری کو

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

مقدور باری تعالیٰ کہتے ہیں ان کا یہ

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

مطلب ہے کہ باوجود انکشاف و تقدیر اور

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

العداوت کہ دم مطابقت و تقدیر و نفی رجسٹری

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

کا تقدیر و اصدار قدرت باری جل سلطانہ

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

میں داخل ہے۔

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

فصل فیہ با انفرادی قدرت

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

الجہد المقل ۱۴۲۱ باری تعالیٰ ممکن ہے

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

افعال تہوہ قہر کو قہر و قہر

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

الجہد المقل ۱۴۲۱ ممکنات و اتیہ مقدور

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

باری جل جلالہ و باری دیوبندی تفسیر کہتے

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

ہیں۔

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

لَا يُؤْتِيهِ اللَّهُ تَعَالَى

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

بِإِنَّ الْمَوْحِينَ لَا يَجُوزُ أَنَّ يَهْرَ

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

بِإِنَّ الْمَوْحِينَ لَا يَجُوزُ أَنَّ يَهْرَ

و ترجمہ اسے شک میں کہ جہاد نہیں کر لیں

الجمہور المقتل ^{خلاصہ یہ نکلا کہ مابین}
 بین المؤمنین و الکفار

فی الکلام اللغوی ہے امکان کذب
 فی العلم ہرگز نہیں۔
 کلام لغوی ضد قرآن مجید

وَعِندَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدَرُ عَلَى
 عَلَى كَلِّ مَا ذُكِرَ۔

انتہی۔ اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا
 جاتا ساتھ قادر ہونے کے علم پر یونانی
 پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال حد
 البتہ کے ماتحت داخل نہیں ہوتا۔ یعنی
 اُس کے تعلقات کی صلاحیت نہیں
 رکھتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ
 ہر نقص پر قادر ہے۔ یعنی جھوٹ، بیوقوفی
 ظلم وغیرہم۔

معلوم ہوا کہ امکان کذب باری تعالیٰ معتزلوں کا عقیدہ ہے۔ لہذا خداوند تعالیٰ
 کے نزدیک اور اخلاف کے مذکور بالا احکامات سے دیوبندی معتزلی ٹھیرے۔ یہ دلیل
 اول ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہو کہ یہ دیوبندی قرآنی کذب کے قائل ہیں۔
 ”دیوبندی ٹیٹ کے قائل ہیں“

”قرآن شریف“

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝
 لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ كَذَلِكَ هُوَ
 كَلِمَةُ أَحَدٍ ۝

ترجمہ۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے بنیاد
 نہیں بنا اُس نے اور نہ جنم لیا اور اُس
 کے واسطے کوئی برابر نہیں ہے

مشتہ محمود الحسن صاحب
 بدگامی رشید احمد علی

خدا ان کلمہ
 اور قرآن
 اخلاق خیر
 مرنے میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی۔
 جو ہر کتاب مائل تھے اور ہر حق میں اڑتھا،
 فصاحت قاسمی
 ازماظ ضارح صاحب
 تھے سخانی سے سخانی۔

ہمارے قلب و کبیر ہمیں جو دین دیتا ہیں اگر
 تم سے پھر یہ حق سے پھر یہ اور اس کے فرائض
 الخمد للہ ذمہ الغائبین و سب
 تمہیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام
 جہانوں کے پاسنے والا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ سب اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں کہیں شیعہ احمد
 فکری ہے۔ اب فرق تم سوچ لو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہم مومن کہیں تو دیوبندی ہم پر
 فتنے شرک ثبت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہیں۔ تو سہلے فتنے کفر کے اس پر
 گناہ لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمادیں اللہ احمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہیں طرف
 مولوی رشید صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو ان کی افتد کرنی پڑتی سبحان اللہ

دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں
 وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

اور اللہ کو تمام آسمانوں و زمین کا غیب ہے
 مَا اَغْنٰی مِنْ مُّصِیْبَةٍ
 عَلَیْہِ ؕ اَفِی الْاَرْضِ وَلَا فِی الْاٰفَاقِ
 اِلَّا فَاِیْ کِتَابٍ مِّمَّنْ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ ذٰلِکَ
 فَاِلَکَ مَضٰی الْاٰیٰتُ لَیْسَ بِاَیْ

ترجمہ زمین میں اور تھا سب نفسوں میں
 کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اس کے پیدا ہونے
 کے پہلے ہم نے اس کو دیکھا ہو بے شک یہ
 اللہ پر آسان ہے
 یہ محتاد فرقہ جہیہ کے بھی ہیں جیسا کہ مسامرہ
 جلد احسن میں مذکور ہے۔

بلعہ الحیران مصنفہ
 حسین علی صاحب ڈال پور
 سب چیزیں
 کہ اللہ عالم
 کہ جس چیز
 کا ارادہ کرتا ہے اس کا بھی عالم ہے اور جس کا
 بھی ارادہ نہیں کیا اس کا عالم نہیں ہے
 کیونکہ اس میں وہ شے بھی نہیں ہے اور انسان
 خود محتاس ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں اور
 اللہ پہلے اس سے کوئی علم ہی نہیں کہ کیا
 کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم
 ہوگا۔

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغتہ الحیران ۱۳ | نعتیں تمام بولنے تو ہیں
یہ خیال کرنا
چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت
و بلاغت سے نہ تھا کہ قرآن عام انسان
کفار و ضلّہاء و فہماء کے نہیں آیا تھا اور کیا
بھی نہیں۔

قرآن خداوندی | مَا تَقُولُ
اِنْ يَنْشَأْ
اگر تم بڑے فصیح و بلیغ ہو تو ایسی ایک
سورت بنا کر دکھاؤ۔

یہ فکر بار بار تو تجھے رہا ہے کہ آریہ کے عقیدہ کے عینہ مطابق ہے جیسا کہ تیسرا فرقہ
پر کاش مشن میں مذکور ہے۔ مسلمانوں کا خدا جہ دان نہیں۔ اور قرآن کریم مجھ ہے۔

رسالہ الاموال | امرونی اشرف علی صاحب
کے ایک مدینے غلب
اور بیداری کا و تقویٰ
منقول از سید گل
دیکھتا ہوں کہ گو شریف و اولاد ان کے رسول
پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ
کا و اشرف علی تمام بتا ہوں تھے میرا
کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی
گو شریف کے پڑھنے میں اس کی جگہ پڑھنا
چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ گو شریف
پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ میری پڑھا

بخاری شریف | بِحَقِّ الْاِسْلَامِ
مَنْ تَحْسَبُ
مَعْلُومٌ
اِنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ
اَنَّ هُدًى الصَّلٰوةِ وَ اَنَّ اِيْتِمُ الزَّكٰوةِ وَ اَنَّ
وَصَعَدَ مَقَاتِلَ

جاوے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بھلے
رسول اللہ کے اثرات علی نگلتا ہے ہر کو
شرف علی صاحب فرماتے ہیں اس کی طرف تم
رجوع کرتے ہو وہ ہونہ تمہارے متبع سنت
ہے۔

پچھلے برس فوت ہوئے دیوبندیوں نے جاننا کیا
تشریح پر الناس مسئلہ اگر باطن میں آپ کے
مردی محرقہ تمام ماسا آپ کے بعد بھی کوئی
نبی فرض کیا جاوے تو بھی ناقصیت محمدیہ
میں فرق نہ آئے گا۔

مشترک زبان پر اہل ہوائی برسنے کی شایہ
انعام ہے کوئی بدعت اسلام نہ آئی
لذکرۃ الرشید من روتہ وہی نہ جہت پر
کہ زبان سے نکلتا ہے
بدعت مسئلہ اور ہتھم کہتا ہوں کہ میں
کچھ نہیں ہوں۔ مگر اس نفاذ میں ہدایت
وہمات مروت ہے میری اتباع پر۔

فرق دیوبندی نے نزد یک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم عزت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت کھنسنے کے
بعد لڑی رشید محمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی اقتت دیوبندیہ کو فرما دیا کہ اس زمانہ

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔ قادر والا
اللہ محمد رسول اللہ اور نماز کا قائم کرنا اور
زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

قرآن شریف
وَمَا ارْسَلْنَاكَ إِلَّا مُخْلِّصًا لِلنَّاسِ نَبِيًّا
وَمُذَكِّرًا۔
ترجمہ: اور ہمیں رسول بنایا ہم نے آپ کو
یا رسول اللہ۔ محرقہ تمام لوگوں کے واسطے کافی
بیشتر اور نذیر۔

ابن ماجہ
اَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيٌّ بَعْدِي
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

فرق دیوبندی نے نزد یک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم عزت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت کھنسنے کے
بعد لڑی رشید محمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی اقتت دیوبندیہ کو فرما دیا کہ اس زمانہ

کے تو مشرک فی الرسالت ہو گا۔

دیوبندیوں کا کعبہ لکھو ہے؟

قرآن شریف

وَمَا جَاءَنَا بِالْبَيْتَةِ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْهَا
إِلَّا لَنَبْلُوَكُمْ فِيهَا رَبِّعَ الشَّعْرَ لَن
تَعْلَمُوا يَوْمَ الْحُجَّةِ

ترجمہ: اور نہیں بنا یا احکم قبلہ کو جس پر آپ
ہیں مگر تاکہ جان میں ہو کہ ان شخص رسول
کی تابعداری کرتا ہے اس شخص سے جہانی
اڑیوں پر پھرتا ہے۔

وَجِئْتُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
مَنْ تَتَّقُونَ

ترجمہ: میں نے تمہیں کہ مسجد حرام کی طرف پھیرا
وَلَقَدْ أَتَيْتُمُ الَّذِينَ آمَنُوا أَتَيْتُمُ
بِهِمْ كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ فَاغْلِبْتُمُوهُمْ
أَنْتُمْ يَتَابِعُونَ فَاغْلِبْتُمُوهُمْ

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اگر اہل کتاب کو آپ تمام مسجدیں دکھائی
تو یہ آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کریں گے۔
اور آپ ہی ان کے قبلہ کی تابعداری کرنے
والے ہیں۔

مذہبِ نبویؐ میں بھی پچھتے کھڑے کا رستہ
مشرکوں کو کھینچنے پر سیدھی جتنی زور ملتا تھا

وہی ملے گا جس سے سورہ سوریہ دیوبندیوں کی مسجد کا
عرب خانہ کعبہ کی طرف ہے اس عرب
میں ایک چوٹا عرب بنا ہوا ہے جس میں
امام کھڑے ہو کر پانچ ہندوستان کے کھڑے
کی طرف رکھتا ہے ہا کر غلطی نہ کریں۔

غیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ و قبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے نیز یہی ارشاد

فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبل کی طرف منہ نہ کریں گے۔ یہی حال دیوبندیہ کا ہے۔

قرآن شریف

نگارہ کے حج کا اعلان

وَقَالُوا عَنْ النَّاسِ حُجَّ النَّبِيِّ بْنِ اسْتِطَاعَ
الْبَيْتِ سَعِيدًا. اور اللہ کے واسطے لوگوں
پر بیت اللہ کا حج فرض ہے ہر شخص جسے اس کی طاقت تھے۔

تذکرۃ الرشید | اس قوم کی وفات کجاں کجاں
مستحق رہی یا مستیائے بیاد
جلد ۲ صفحہ ۵۵

قرآن کریم

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں
کا عقیدہ

وَالشَّلَامُ عَلٰی يَوْمِهِ ذَلِكُمْ وَكَوْنُهُ
أَمُوتُ وَ يَوْمَهُ أَجَلَتْ حَيَاتُ.

پس یہ ہر روز احوال
ولادت کا ترشل
بہرہ کے ساتھ
کھنیا کی ولادت
برائین قاطعہ
مصنفہ مولوی خلیل احمد نقوی
۱۳۰

درجہ ۱۔ اور سلام ہے محمد پر جس دن میں پیدا
لایا گیا۔ اور جس دن میں مرے گا۔ اور جس
دن میں زندہ اٹھایا جاوے گا۔

مشترک

إِنَّ اجْتِرَاسًا سَأَلَ مَلَكًا
صَلَّى اللہ علیہ وسلم
جلد ۲ صفحہ ۶۱۲
عَنْ صَوْرَةِ يَوْمِهِ الْأَتَمِّ
قَالَ إِنَّ ذَاكَ أَيْمَنَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَلَيْدَتُ فِيهِ ذَاكَ نَزَلَ عَنْ فِيهِ
درجہ ۲۔ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھے کہ دن کے متعلق روزہ
رکھنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا
وہ دن ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں

کا ہر سال کرتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیربندیہ اور ولہم یہی قرآن کا درجہ رکھتی ہے،

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور زبور شکر
و بدعت میں لا جواب ہے۔ استدلال اس کے باطل کتاب اللہ
جلد اول ص ۱۷ اور احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا میں

اسلام ہے۔ راب ذرا دیربندیہ ولہم یہی کے قرآن و اسلام کی گہرا نشانی ملاحظہ ہوں۔ اور
قرآن و حدیث دوسے کی شان کا وہ کہاں تک علوم متبع سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں،

حدیث شریف

ابو یار و ابی یار

تقویۃ الایمان

امام زاہد پیر

شہید حق نے اللہ کے مقرب بندے میں وہ

سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور

ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی

وہ بڑے بھائی ہو گئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَخْبَلَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

أَنْتَ كَعَمَلٍ مِنْ خَلْقِ الْوَالِدِ أَعْلَى كَعَمَلٍ

تَرْجَمَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے راور کوئی بات نہیں ہیں

تہا سے باپ کے قائم مقام ہوں تبیں

سکھانا ہوں

بنی علیہ الصلوۃ والسلام ہنر مانجور والد تعارف الہی آذ واجتہد ائمتہ کے ہنر لیا

ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں :

قرآن کریم
وَوَجَدَ لَكَ عَائِدَةً غَنِيًّا رَحِيمًا

آپ کو یا رسول اللہ نادار یا یا پھر غنی کیا

جرمان کاموں کا

تقویۃ الایمان

نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں ہے اور بس کا نام

مگر یا مل ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

آپ کے

[illegible]

قرآن مجید اور وہ نہیں بدل لیا انہوں نے کلاس
بات کا کماؤند نے اور اس کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے من کر فرمایا
کیا ہے۔ مگر اگر یہ کریں وہ قرآن کے لئے
بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ قرآن ہوتا ہے
ان کو قیامت آخرت میں دردناک سزا
لا۔ اور ان کے لئے زمین میں کئی کام ہوں
اور وہ دیکھ نہیں

اُترنے سے تو فرمایا میں کہ تمام کئی اُتر دھانس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل نے
 مہنہ کیا اور وہ بندہ ہی وہاں کہیں کہ اُتر کو اختیار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ہنسی
 نہیں تو اُتر مبنیٰ یبعض الکتاب و تِلْكَ اٰیٰتُ الَّذِیْنَ یُبْغِضُ عَنْهُمْ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ
 جملہ۔ لیکن وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی فضل کے ملکہ تھے جن کو اُتر نے رشتہ
 فرمایا کہ اگر وہ اُتر دھانس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و غنا کی طرف رجوع
 نہیں اللہ اپنا عقیدہ ایسی سے درست کر لیں تو ان کے لئے دُنیا و عقیبتی میں بہتر ہو گا۔

ورنہ ان کا کوئی امدادی نہیں ہو گا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ میں دردناک عذاب کیلئے دوستوں اپنے عقائد کو فرمان الہی کے مطابق بناو۔ اگر تقدیر اویمان پر ایمان سے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار تصور کر لیا تو دنیا و عقبیٰ میں عذاب الہی میں گرفتار ہو جائے گا اور ارشاد الہی موجود ہے۔ وَذَٰلِكَ خَالِفَ لَنَا عَنِّي يَعْنِي نَبِيَّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی عہدی جاوید اور کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غنا کو نبی اللہ نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی نفیہ عصمت سے نفیہ نہیں فرمایا۔ اور دلچسپی و ہوائی آپ کے عدم متاثر ہونے کا قویٰ جاری کر دیں تو سوا غفل کے اندھوں کے مدد کو کون جہاں تسلیم کرے اور قرآن کریم کو کبھی پشت ڈالے اور منکر قرآن بنے اور من کو رب العزت سے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے اختیار بھروسہ فرمایا۔

وَمَا كَانُوا لِيُفِيدُوا وَلَا تَوْفِيقِي إِذَا قَضَى اللَّهُ دَرَجَتَهُ
احزاب ۲۳ اَمْثَلُ اَنْتَ بِمَيِّتُونَ تَهْتَدُوا الْخَيْرِ تَوْفِيقِي اَمْثَلُ اَنْتَ بِمَيِّتُونَ تَهْتَدُوا الْخَيْرِ تَوْفِيقِي
 وَذَٰلِكَ نَقُصُّكَ صَلَّى صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا فیصلہ فرما دیا یہ کہ ان کے کام سے ان کو کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (اس میں) نافرمانی کرے گا یعنی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار سمجھے گا تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہوگا۔

نکات یہ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار اور اپنے آپ کو بے اختیار سمجھے تو مومن اور نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انصاف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر مومن کو بے چارہ پنہ اس آیت کے آگے

ارشاد الہی موجود ہے **وَإِذْ تَخُولُ بَقْدُؤَ أَنْتُمْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآخُفَّتْ عَلَيْهِ**
 اللہ آپ پر طاری ہے تھے۔ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر
 انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہوا یا نہ اور جو کسی سے کھانا انعام فرار
 جو جس خطا سے لوگ اس کو یاد کرتے ہیں وہ تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعام رسول کا سکون
 خداوند کا بھی احسان فراموش کیوں کہ مومن پر انعام رسول یا احسان خداوندی ہے جیسا کہ
الْمَاءِ الْيَسْبُ كَمَا تَذْكُرُ اللَّهُ عَنْ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
 مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 بے اختیار کیسے ہے۔

قرآن کریم

رَمَقُونَ ۱۲۱ اَلَّذِي بَعَثْنَا فِيهِمُ الرَّسُولَ
وَلَقَدْ مَكِّنَّا لَهُمْ ذِكْرًا وَمَكِّنَّا لَهُمْ
لَا يَكْفُرُونَ

اور یہ یقین
تَقْوِيَةِ الْاِيْمَانِ امان میں چلے
 کہ ہر مخلوق جو ایمان چھوڑا وہ اللہ کی شان
 لے آئے ہمارے ہی زیادہ ذلیل ہے۔

ترجمہ :- اور واسطے اللہ کے ہے عزت
 اور اُس کے رسول کے واسطے اور مومن
 کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں ماننے۔

ذریعہ دلیلیوں کے نزدیک بقانون مذکور میں اسلام تیسرے کہ ہر مخلوق بڑا
 یا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے مشابہ پر ادنیاء و اخیار سے
 تعبیر کی ہے۔ اور وہاں بڑے بھائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام اخیار و ادنیاء کو چھوٹے
 بھی زیادہ دیکھ کر دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ
 طاہر و اللہ اور اُس کے رسول تمام عزت و دار ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے

ان کی عزت کو جاننا نہیں ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی عقیدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفاق پر مجبور نہ ہے وہی فتویٰ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔ کچھ سوچو۔

حدیث شریف

رضی اللہ عنہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عہد آجھ پر جھوٹ بولا تو وہ

تقویت ایمان ۱۱۱ کی ذات مطہرہ پر ہتھان لگایا گیا ہے۔

اپنا شکاز بہنہ میں بنائے۔ اس ہتھان کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا گیا ہے وہ پاک میں اس کے برعکس ثابت ہے۔

میں بھی ایک دن مرکز میں ملنے والا ہوں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ابن ماجہ ص ۱۱۱ اللہ علیہ وسلم

إِنَّ اللَّهَ سَخَّرَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ

أَجْسَادَ الْإِنْسِيَاءِ فَكُنْتُ اللَّهُ بِكَ يُعَذِّبُ

ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بلاشبک اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہر آدمی کیلئے

کراخیار کے صبروں کو کھائے تو اللہ کا عذاب

ہے۔ رزق دیا جاتا ہے۔

اسے ایمان کا دعوے کرنے والوں اور اصل حقیقت کے پیرو اپنے گریبان میں بندھاؤں

کر تو دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انبیاء علیہم السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے یہی

ہے یا تمہاری بناوٹ یا ہتھان کی طرح ہے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مرد و قرار

دیتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میدان حساب میں کیا جواب

دوگے۔ یہ ہے دیوبندی دہریوں کی کتاب تقویت ایمان کے معین اسلام کا خلاصہ۔

رحمت تمام جہانوں کو ختم ہوئے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا ترشہ کہہ کر ہمیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے تھامنے کا دعویٰ کر رہی ہو۔ جو اپنی جھوٹی پری کے سترن کو تھامنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ جہانوں کی رحمت کے تھامنے کا دعویٰ ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہر آن کو بے اختیار اور بے پس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنا نقل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ خداوند تعالیٰ ایسے پیشروں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔ چنانچہ دیوبندی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُستاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں۔

قرآن کریم

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُلٍ إِلَّا بِلَايَاتٍ
تُؤْمِنُ بِهِ أَتَرْتَابِي فِرَاتِي هِي رَادِّي
بجیسا ہم نے کسی رسول کو مگر اس قوم کی بات
کے ساتھ

اس فقیر کے گمان میں
براہین قاطعہ یہ آگے کہ مدرسہ دیوبند
۲۶ کی عظمت حق تعالیٰ

کی مدد کا وہ پاک ہیں بہت ہے ایک صالح
فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب
میں مشرف ہوئے تو آپ کو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو اردو میں کلام کرتے
دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے
آگئی۔ آپ تو مرئی ہیں۔ فرمایا کہ جب
میں علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ
ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس
سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا
نذیر ہے۔ اور نہیں بجیسا ہم نے آپ
کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مگر تمام لوگوں کے واسطے بشیر اور نذیر

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت سے، اپنے رسول کو ظاہر فرمایا کہ میں ہی رسول کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ بنی صلیہ اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی طرف بھیجا کہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا **اِنَّكَ لَتَكُوْنُ لِدِيْنِكَ رَاسًا**۔

ترجمہ: ہدایت ہے وہاں سے جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے۔

جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسول بنا کر بھیجا تو قال بن خداوندی حکماء بنی صلیہ اللہ علیہ وسلم کو تمام عانیین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کہہ دو بنی صلیہ اللہ علیہ وسلم کو ہمارے علمائے دیوبند سے حاصل ہوا۔ تو یہ قرآن کریم کے صراحتہ خلاف ہے اور اپنے استاد بننے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی پہلے رسولی دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرمادیں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف۔ یہ ہے فرقہ دیوبندی کا بیان جو منہم لگ کر اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں۔ تو اکابرین دیوبند خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

قرآن کریم

دیوبندی

الَّذِيْ اٰزَلٰ بِهٖ الْوَسْوَاسِ الْخٰفِیْنَ۔

انبیاء اپنی امت سے الگ بنا دیتے

تخذیر الناس

ترجمہ: بنی صلیہ اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں

مقامی ہر نامہاسب

بائی، باعمل، میں ہیں بسا اوقات بظاہر انہی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا سامنا کیا ان کی جانوں کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے فرمایا اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے برتر سمجھو۔ کیا دیوبندی فرقہ کو مستحسانی تعلیم کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا یہی اثر ہے کہ اپنے آقا سے غلام کی اعمال میں بلا سمجھتے ہر سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کا منگی جناب کو یاد ہونا چاہیے سابق معلم المکتب اعلیٰ تھا اور آنحضرت ﷺ کی بڑائی کو کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مَا خَلَقَ مِنْهَا شَيْئًا تَجِبُ لَكَ حُكْمُ فِرَاكِ مَرُودِ كَرَكَةِ نِجَالِ دِیَا اُس کے تمام اعمال و عبادات اس بڑائی کی وجہ سے ضبط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلے میں ابدال بادشاہ بلا اپیل راندہ درگاہ کر دیا جو تم بھی اس صفتِ اعلیٰ پر عامل ہو۔ اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کے معنی ہو۔ کہ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر بننے کے معنی کو اس کے متبعین کو تو اللہ تعالیٰ نے ظور و بار کا وعدہ فرمایا ہے اور تم نہیں سید الانبیاء اصالتِ سبک، فزیکل، لی ائکل پر بڑا کہلائے سے خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہما سے متبعین کو بعد تمہارے کو فتنہ جہنم میں بلا اپیل داخل فرمادے گا۔

قرآن کریم

كَذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ الْكِتٰبِ الْغٰیْبِ

الْبَیِّنٰتِ

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جیسا علم تو سنا اللہ تعالیٰ نے، خیر و شر کی بھی

سچے

ترجمہ۔ یہ غیب کی خبروں سے جو ہم

نے وحی کیا اس کتاب کی طرف یعنی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف،

آپ کی ذات

مخفیہ ایمان مصنف اللہ پر غیب

مردی اثرات علی تعالیٰ کا حکم کیا جاتا ہے

بقول زید بھی ہر توفیقات طلب امر ہے

کو اس طیب سے مراد بعض غیب ہے

یا کل غیب۔ اگر بعض علوم فیہ مراد ہیں تو

اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم
غیب تو زید و عمر جیسے ہر کسی و مجنون کے
حیرات و حجام کے لئے بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہا ہے وہی یا رسول اللہ
یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اللہ مصنف خط الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ کو کسی و مجنون
اور کئے اپنے دشمن پر کبھی حاصل ہے جبکہ معتبر یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف
کہا جاتا ہے ہر فرد و حیران اور کسی اور مجنون پر بھی نازل ہیں۔ تو میرے خیالی میں مصنف مذکور
کو جو قرآن شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آتا ہے اُس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے کسی
لڑکے یا دیوانے یا کئے و غیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور اُن کو اُن کا
پھر سے بتا کر ظاہر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقع بھی نہ ملے۔ اور یہ مصنف
مذکور اسی زمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب الیم میں گرفتار رہا۔ وہ اس عقیدہ رکھنے
والے کو تو زمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایمان کا کچھ حق نصیب نہیں۔ اور
مصنف مذکور پر صحت چہ نہ ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتوے
نکالت کیے۔ المہند صنف، ہمارے نزدیک متین ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم کو زید و کبر و بیاد و حجامین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنف مذکور یعنی مروی اثرات علی تھاوی پر بھی کچھ
فتوے لکھ دیے۔ لیکن حکیم صاحب اخذ شدہ العیون نے یہاں لکھا کہ جس قدر
وہی ثابت قدم رہے۔ چنانچہ خل مشہور ہے کہ گورو جہاں لے چنے چلیے جان چڑپ جس
نحس دیوبندیہ کے ملکہ کا یہ حال ہے ان کے مریضوں کے کیا ہی کہتے ہیں۔

خصائص کبریٰ
جلد ۲ صفحہ ۱۸

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے مثال شیطان اللہ جل جلالہ کی طرح

زیادہ ہے ؟

اَذْهَرُ الْأَمْتَاءِ مَلَكًا

اصل خود کا چلیے
برائین قاطعہ منقطع کر شیعہ حالت
موسیٰ خلیل امدا بخیر ^{۱۵} اکامال دیکھ کر طم
عیط زمین کا فیز عالم کو نکالتے نصر من قلیہ
کے بلا دلیل محض قیاس فائدہ ہے ثابت کرنا
شرک نہیں کر کرنا ایمان کا حصہ ہے شیطان
اور ملک الموت کو زور و دست نفس سے
ثابت برائی۔ فیز عالم کی دستِ علم کی لہری
نفس قلیہ ہے۔۔۔۔۔ ملک الموت سے
اضل ہر نہ کی وجہ سے برگز ثابت نہیں بتا
کہ علم آپ کا ان اثر میں ملک الموت کے
برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
سکھایا گیا ہوں کہ چیزوں کے نام صیغہ کے
مجھے آدم علیہ السلام گل چیزوں کے نام
وَاَخْلَقْنَا كُفْرًا بِاللّٰهِ
اَنَا اَمْسِلُ مِنَ اللّٰهِ
جلد اول سے
کہ میں تم تمام سے زیادہ جانتے والا ہوں،

بخاری شریف

جلد اول سے

حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جانتے عالم ہیں جس میں
حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں
ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابل
میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ علم عطا فرمایا کہ ان کا استاد و مقرر فرمایا۔ بلکہ جبریل و ملک الموت
غیر ہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے بعد سے کا حکم فرمایا۔ تو پھر حال نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ کہ اس حکایت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم امام الانبیاء و تمام ملائکہ یعنی ملک الموت و قیوم کے استاد و استاد و مقرر ہے۔ جو شمس
ملک الموت کے استاد و حضرت آدم علیہ السلام کے علم پرستے پر ایمان۔ کہتا ہے اس کو

امام ابن عربی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد و استاد ہونے پر بھی ایمان لائے ہیں
اسلام ہے۔ اور اس کا انکار انتہائی مجذوب سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنف طرک اپنے کلام
سے بھی ناواقف ہے۔ کیونکہ عبارت مذکورہ بالا میں لکھا ہے۔ "فرز عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ اور عالم کا فطرتاً ہی کائنات سے ملک الموت بھی شامل ہے اور فرز عالم نہایت ہی درست
ہر گستاخ ہے۔ کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام سے علی فرز بھی
حاصل ہو۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرز عالم کے خطاب سے بیکار نالغظ ہو گا۔ تو مصنف
ذکر کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے
دیں کہنا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرز عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گویا
مانند نباشد کا مذاق نہیں ہے۔ چہ لو آپ اپنے دام میں مینا دے گا گیا

پھر مصنف ذکر شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ ان کا
علم زمین کے ذرے ذرے پر محیط ہے۔ لیکن شہر کل مخلوق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
حوالہ کو جو تمام عمر قریب قریب جلتا کا دلیلیہ میں پڑھتے رہے آپ کے علم کو ناقص
کہنا نہ چاہئے۔ چنانچہ اسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد صاحب
انجمنی پرفتنہ کفر لکھا ناچڑا رہے ہیں ۱۲۵۵ھ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے اعظم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوے
دے چکے ہیں۔

اب فرمائیے آپ کے اکابرین پر ان کے اعتقادات و باطلہ کی بنا پر باعزت و بے نیازی
کے ساتھ اس وجہ سے کفر ثابت کر سچے ہیں کہ ہمارے کہنے پر آپ یوں بیخ پا
جستہ ہیں۔ کیا آپ کے علماء نہ کریں تو منہ نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء ان ہی
بیانات کے قائل پرفتنہ کفر لکھا کر دیں تو منہ نہیں۔ اور ہم اس فتوے کو دہرائیں
تو انہیں ساتھ لیں گے کہ باعزت ہر بات ہے۔ میں عقل و دانش بامید گریست

دیوبندیوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
ولی تعلق،

صراطِ مستقیم
و مرتبہ بہرے شیخ
امثال ان تخیل گشت
محمد بن علی
آب باشد چندی مرتب
بدتر از استغراق در صورت کاو خروا
رینی شیخ و غیرہ اور رسالت آب
کی طرت صرف بہت کاو خروا کے تصور
سے بدتر ہے،

قرآن مجید

روائد ۲، فَتَدْعَاهُ كَذِبًا وَيُشِيرُ إِلَىٰ ذِي
الْوَلَدِ ۝۱۱، يَا الْمُنَافِقِينَ ذُفَّتْ رَحِيلُكَ
نماز میں جب آپ ان آیات پر پہنچتے
ہیں تو پیشتر کی تائید میں اوستہ
رجب بٹ پر جتے ہوئے اگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا خیال دل میں نہ لائیں تو کیا انکار قرآن
کریم سے یا نہیں۔

بخاری شریف ۲۴۲۱، مَا لَكَ قَالَ مِنْ
قَدْرٍ يَأْتِيهِ فَاَسَارِقُهُ الْمَغْطَرُ۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
قریب نماز پڑھتا تھا اور میں نماز میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر پر آکر دیکھتا تھا
گرام و صوان اللہ مجاہد کرتے ہوئے
نماز میں نظر کرنا نصیب ہو اور آپ
کا خیال آنے سے نماز خراب ہو جاوے آپ
تم انصاف کرو۔

قرآن کریم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَتَنُكِرُ بِالْآيَاتِ

دیوبندیوں کے نزدیک سدا اللہ فرشتوں
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کہہ سکتے

ہی۔

وَقِيَمُوثِىٰ اِنَّا اَللّٰهُ رَجُشْخَس كُنْزُكَ اِنَّا شَيْطَانُ
 کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ایمان لا تا
 ہے۔ فَقَدْ اَتَمَمْتُمْ سَلَفَ بَا اَلْعُرْوَةِ
 اَنُو ثَقْلًا رَقَا س نے مضبوط گڈے کو قلم
 لیا۔

طاہریت کے معنی مٹ

بلقہ الحیران

مَاعْبَدُ مِن دُونِ

اَللّٰهِ فَنُفُو اَقْلَامُوت

۴۳

اس معنی پر جب طاہریت جن اور طاہر
 اور رسول کو بونا جائز ہوگا۔

معاذ تمنا کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہہ سکتا ہے اور ایماندار
 جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاہریت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ
 متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ ایسی بنا پر اکابر و پروردگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طاہریت
 کہنا جائز سمجھتے ہیں تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔
 حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الہی
 ہے مَنْ يَطْعَمْ اَللّٰهُ شَيْئًا فَنَجِدْ اَخْلَعَ اَللّٰهُ رَمِيْنِ بِرَشْخَس رَسُوْلٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ظاہر ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے اور نہ نہیں۔ اس آیت کریمہ میں اطاعت رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ گواہیاریہم السلام
 اللہ کا کہ کطاہریت کہنے والا اللہ کی طرف سے وہ خود طاہریت ہے۔

فرق و پروردگار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

انجائیت کرنا ہی شرک کہتے ہیں۔

کوئی اپنے بیٹے کا

نام عبد الہی نہ لگتا

ہے۔ سو وہ شرک

تقدیر الایمان

۴

میں گرفتار ہے۔

قرآن کریم
 كَذَّبَ بِمِثْلِ الَّذِي الَّذِي اَمْسَرْنَا
 لَا تَقْنَطُوا مِن دُخْلَةِ اللّٰهِ
 (ترجمہ: فرما دیجئے یا رسول اللہ) اسے
 میرے بند جو مجھ سے بجاؤ کر گئے جو اللہ
 کی رحمت سے بے امید ہو،

بہشتی زبید | علی بخش حسین بخش جلیلی
 وغیرہ نام رکنا شرک | اور تمہارے عبدوں سے شک رکھ
 حد ثلث ۱۳۱ | ہے۔

اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ میں
 جہاد کئے۔ فرمایا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے عبد کو اپنے سوا اللہ سروس کی طرف منسوب کیا
 ہے تو اور کن روک سکتا ہے۔ اللہ عبد البشی نام رکنا اگر ناجائز ہو یا شرک تو اللہ تعالیٰ نے
 قتل کی پناہ دی۔ فرمایا۔ اس کی شرح کی تصریح اپنے بزرگ کی ذبالی میں لیجئے۔ اور اللہ شائق
 ص ۱۱۱ فرمایا رحامی ادا اللہ صاحب، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل تہمت ہیں۔
 عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ بیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ لَعِنَ اُولَی
 الذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی الْاَشْیَءِ سِوَاِیْہِمْ۔ مرجع ضمیر شکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں
 مرقوم اثرات علی صاحب نے فرمایا کہ ترجمہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْلُبُوا
 مِنْ دَعْوَةِ اللّٰہِ اِذَا رَمَعْتَہَا اِنَّہَا مِنْ رَّبِّکُمْ فَاَمَّا مِنْ دَعْوِیْہِمْ فَاَمَّا مِنْ دَعْوِیْہِمْ
 تو ہے آپ کے مولیٰ اثرات علی صاحب کا بیان اور رحامی ادا اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجئے۔

کنز العمال | قُلْنَا وَ اٰیُّ مَہْمَہٗ مِنْ خَطَاہِیْ خَطَبَ النَّاسِ عَلٰی مِہْمَہٗ
 وَ مَسْئُوْلَہِ اللّٰہِ عَلَیہِمْ وَ مَسْئُوْلَہِ اللّٰہِ وَ اَشْیَءِ
 جلد ۲ ص ۱۳۱ | عَلَیہِمْ کُتِبَ اَنْ یَّآئِیَ النَّاسِ اِیْنَ کُنْتُ عَلِمْتُ اَنْتُمْ کُنْتُمْ
 فَوَیْسُوْنَ مِنْ سَعْدَیْہِ وَ عِلْطَیْہِ وَ اَذَلِّہِ اِیْنَ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی
 اللہ علیہ وسلم وَ کُنْتُ عِبْدُہٗ وَ خَادِمُہٗ۔

ترجمہ یہ کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلیظہ ہتے لوگوں کو آپ نے
 خطبہ پڑھا۔ مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرماتی ہیں

بھی پیدا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی
لیلیٰ کی دعوت کو اس سشدہ پر قبول فرمایا
کہ ایمان لاؤ۔

خازنِ نبی
خاتونِ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم
انسانِ بدل طاعتِ حق تبارک و تعالیٰ
لا الہ الا اللہ وافی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے میں تبارک
کھانا نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ قرآنِ الہی
محمد رسول اللہ کلمہ شہادت پڑھے۔
ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پاک و ہر

۴۔

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی قربوں سے گھومی ہوئی پیدا بخون سے تیار شدہ
فدائی کبریا مسخر اللہ علیہ کی مصداق و پروردگار کی صورت اور ملالِ طیب
مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و ملال کھانا متبرک و ن ہیں کی ہوئی شہی حرام ہر جائے
دور ہندو کے پیدا بخون اور پیدا مشرک غیر طاہر کنوؤں سے نکالا ہوا اور سودا کا فعلہ
کے نام سے پکا ہوا ان کے دیر تاویل کے نیچے کہ مقرر شدہ ہجرت کا پانی پاک اور پینا جائز
ملاحظہ ہو۔

سوال ہندو جو پانی کی لگاتے ہیں مدوی روپیہ مرث
فتویٰ رشیدیہ ۱۱۱۱
اس کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

درست ہے یا نہیں۔

الجواب ذائقہ کھانے یا خیرینی پر پڑنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیے
 غلط رشیدیہ کہیں جناب جس خیرینی پر ام القرآن ڈھکی جاوے وہ تو پرے پرے اور
 دور گزراہ کی مٹی ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد للہ قرآن کریم کی ماں ہے اس
 کو کیوں پھونکا یا مین ہندو کے ہاتھ کی پوری کھلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کپور سے دکر اپڑ
 کے ہاتھ سے بھتا برا اور ہندو کے مسودی روپے سے سیل کا پانی اور چار کی رس نکالی
 ہوئی اور اس میں اس نے ہاتھ ڈال کر صاف کیا ہر اور گور کی زمین پر بھی ہر اور دیوبند
 میں اسے تمیز ہے۔ (نبوت تقرر کیا رہیوں)

دیوبندیوں کے نزدیک کلام پڑھنا اہل قبلہ
 کو بتایا ان کی طرف سے کچھ مدد غیرت
 دینا۔ دن مقرر کر کے تو صدقہ بھی حرام
 قرآن پڑھنا بھی حرام اور قرآن پڑھنے
 والا کافر۔

فتاویٰ رشیدیہ گیارہویں حرام ہے
 حصہ اول صفحہ ۱۱۱
 عقائد فاسد موجب کفر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں موتی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے تجھ کو نبوت
 عہد کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اپنی قوم کو ضلالت سے نکال کر اللہ کی طرف سے آئے
 اور ان کو انبیاء اللہ کی یاد دلاتے رہیے۔ انبیاء اللہ کی شرح مفسرین نے یوں بیان

فرمان ہے۔

تفسیر نفی

جلد ۱۹

وَذِكْرُكُمْ رَبِّكُمْ بِاللَّهِ، بِأَيِّهَا إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ
عَلَيْكُمْ الْعُقُوبَةُ وَالْكَفَرُ عَلَيْهِمُ اللَّعْنَةُ وَالْكَفَرُ
أَوْ مَنَافِقُ الْعَمَلِ الْفَجْرُ۔ یعنی اے ایمان والو! کہو کہ اللہ ان کو یاد دلائے جن

ایم میں اللہ تمہارے لئے انعام فرمایا۔ جس دن ان پر سایہ کیا اور ان پر رحمت و سلامی
آگاہ اور جس دن ان کے واسطے عذاب کو پہنچا، اثبات ہوا کہ ایمان تمام ایمان اللہ میں
ان کو ذکر دیا اور ان کی فضیلت کو بیان کرنا صابر و شاکر کے لئے موقع ہجرت ہے
اور مقرر و نرس کو دوبارہ یاد کرنا یا اس کی فضیلت کو دوبارہ اپنا یا ختم نبوت سے عبادت
کرنا کوئی شخص بہت کہے اور موجب کفر کہے اور اس عبادت پر مرست کا فتوے لئے
تو دشمن قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی ذکر ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بزرگوں کے یوم وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے۔

کنز العمال

جلد ۲۳

إِنَّ مَنَافِقُ ذُنُوبًا يَوْمَ يُزْكَرُ الْبَرُّ يُزْكَرُ الْبَرُّ وَاللَّهُ يَوْمَ عَمَلُهُمْ
فرمایا کہ عاشورے کا دن ایام اللہ ہے، کیونکہ اسی دن میں اللہ

انے دیا کہ پہنچا اور اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ منظور ہوئی اور اسی
دن نوح علیہ السلام کی لاش پہنچائی اور موسیٰ پر طہیری بلکہ یہ دن تمام انبیا کے انعامات کا
ہے۔ اسی واسطے ایسے مقرر و نرس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منانے کا ارشاد
لکھا ہے۔ چنانچہ صبیح علیہ السلام اور عصری علیہ السلام کے یوم ولادت و یوم وصال کی
میں منانے کے لئے نفیس فرمائی ہے جس کا بیان چپے گور چکا ہے۔ باقی رہا یار محمد کے
نور سے نکلنے والے ان کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اس دن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پہنچے اور یوم اللہ علیہ السلام اور یوم اللہ علیہ السلام کے وصال کا دن ہے۔ اور یوم وصال
یوم اللہ علیہ السلام سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیر پیر میں بھی اللہ تعالیٰ کے اسی

دن مقرر شدہ یعنی ریم وصال میں آپ کی طرف سے صدقہ خیرات دیا جاتا ہے اور صدقہ خیرات اہل قبر کی طرف سے تقسیم کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسی واسطے اس محل کے حامل بڑے بڑے بزرگان دین بھی رہے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالغنی صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

قَدْ اَشْهَدُ بِكَ وَيَا بَنَاهُ الْيَوْمَ الْحَادِي عَشَرَ
 مَا ثَبَتَ بِالسَّنَةِ الْمُتَقَابِعِ عَبْدُ مَشَايِخُنَا مِنْ أَهْلِ الْفَهْمِ مِنْ أَوْلَادِهِ
 كَذَا اذْكَرُ شَيْخُنَا سَيِّدُ الْبَيْتِ الرَّحْمَنِيِّ ابُو الْحَاسَنِ

سید علی الشیخ موسیٰ الحسینی۔ یعنی ہمارے شہروں میں یہ گیارھویں کا دن مشہور ہے۔ اور وہی اہل ہند کے مشائخ کے نزدیک جو حضرت پیر پراں کی اولاد سے ہیں ان کے نزدیک بھی مشہور ہے۔ جیسا کہ سید بھی اور شیخ مرے حسینی نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس مستحب امر کو اگر لازم و مقرر ضروری کر دیا جاوے تو بھی از روئے حدیث پاک صحیح اور سنن ہے۔

مَنْ نَبِيٍّ شَيْدَ لَأَقَالَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا لَأَقَالَ بِهَا مَنَافِعِي إِلَى الْفَتْحَةِ
 مَا خَلُكْتُ الْجَنَّةَ فَطَرَا لَا مَنَافِعَ خَشَعْتُكَ أَمْرًا
 قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذْنُكَ

قَطَا لَا ضَلَبْتُ وَكَفَيْتُنِي وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا لَوْ شَاءَ مِنْهُ
 وَكَأَيْتُ أَنْ يَلْبِسَ مَنِيَّ وَكَفَيْتُنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ترجمہ۔ بریدہ سے دعا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کے دلت حضرت بلالؓ کو بلایا تو فرمایا اپنی سسے اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کے ساتھ تھوڑے جنت تک مجھ سے بہت کی ہے۔ نہیں داخل ہوا میں جنت کو کبھی حجرین نے تیرے

اور اپنے پیش پیش عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کبھی اذان نہیں دئی۔ مگر وہ کہتے نماز پڑھیں۔ اور میرا کبھی وغیرہ نہیں ٹوٹا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا میں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دو کتیں ضرور ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان دونوں کے سبب سے،

ثابت ہوا کہ جب حضرت جلال نے تحفۃ الوجود کو جب اپنے پرہاد جو فضل ہونے کے فرض کر لیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فیضیت کے سبب سے حضرت جلال کے پاؤں کی آہستہ جنت میں سے ہے جس تو حقیقتاً غل جہت کو اپنے پر فرض کرنے سے بدبھم دنیاوی جنت تک پہنچی لکھتا ہے۔ باقی رہا تقدیر کیا ہو جس کو کوئی ایسا عمل نہیں جو پورا ہوا بھیر تقدیر جو مٹا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کر کے اور اگر ان سے رویت کا افراد کو دیا تو دن مقرر کر کے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و فضاہل کا افراد کو دیا تو دن مقرر کر کے آتم کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کر کے۔ اور ان کی تلبست برجل فرمائی تو مقرر دن میں جس کو ہر قبیلہ کو جب مخالفین پر غلبہ دیا تو دن مقرر میں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا دیا تو بارہویں تاریخ مقرر کر کے آپ کا وصال ہوا تو جمعینہ ربیع الاول اور بارہویں تاریخ مقرر کر کے۔ اور حضرت پیر ہون کو وصال دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینہ مقرر ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی کا جمعینہ مقرر فرما کر اور دن بھی کیا رحیم کا مقرر فرمایا کہ جمعینہ اور دن بعد میں رکھنے سے ثروت کے بعد درجہ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو کیا رحیم والا کہا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر ہون کی تاریخ ربیع الثانی کا جمعینہ دے دی گی بارہویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے مینا و مل قدحی نے سورہۃ الخضر احاطہ کے صفحہ ۱۱ میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کو ان سے ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہے۔ اسی واسطے آپ کو اس گیا رحیمین مقررہ حضرت پیر ہون کی طرحت سے صدقہ خیات کے جانتے ہیں۔ اور ان کی تسبیح کو ثوابات

قرآن یہ پہنچائے جاتے۔ بقالون قرآن و حدیث گیارہویں کا تقرر اور یوم وصال کا تبرک
ثابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقرر کر کے ہی کرتے ہو۔ شافعی کہ دو دن مقرر
کھراج کرو دو دن مقرر کر کے۔ ایسے تو نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیے۔ بلکہ حرام کہ دو دن مقرر
کیا گیا۔ جلد کرو دو دن مقرر کر کے۔ لہذا ائمہ اربعہ مویوں کا اس مقررہ میں آنا اور کھانا
تقرر کی وجہ سے حرام ہونا چاہیے۔ اور اگر آپ کے کسی مری صاحب کے گھر گیارہویں
کو پہنچ پیدا ہو جائے۔ تو اس کو حرامی کہنا چاہیے یا بدعت۔ است دی جائے کو کج حرم
کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہذا تیری پیدا کھل کا دن مقرر۔ موت کا دن مقرر اذا جاء اجلہا
لَا یَسْتَأْخِذُونَ مَسَافَۃً وَّ لَا یَسْتَعْبِدُونَ۔ قیامت کا دن مقرر۔ نمازیں مقرر۔
نفلوں کے وقت مقرر۔ مکتبیں مقرر تبسبیں گیارہ کی مدت مقرر۔ دزلیہ کی مدت مقرر
گیارہویں تاریخ اشہد کہ زیادہ پسند۔ ارشاد الہی ہے۔

رسولہ فرماتے: اَلْاَشْهَادُ اَشْهَدُ بِمَا رَأَيْتُ اَلْاَشْهَادُ اَشْهَدُ بِمَا رَأَيْتُ اَلْاَشْهَادُ اَشْهَدُ بِمَا رَأَيْتُ
کی اور قسم ہے دس سالوں میں قرآن کی یا عشر و ذوالحجہ کی یا عشر و ذوالحجہ کی یا عشر و ذوالحجہ کی۔ اور قسم
ہے جڑے کی۔ عشر اور شفع کو مرکب کرنے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارہویں تاریخ صلا
بنی صلا اشہد علیہ وسلم ہے۔ اور قسم ہے اکیل کی عشر کو جب تر سے ترکیب دی جائے
تو اعداد گیارہ بنتے ہیں۔ اشہد قلم نے گیارہویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارہویں
تاریخ اشہد کہ بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاق و سباق اس بات پر دلالت
ہے کہ بارہویں تاریخ نبی صلا اشہد علیہ وسلم کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اشہد قلم نے
نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال کے دن کی قسم کھائی ہے۔ تو یہ
انقرضی حرمت ادیاء کا دم ہے۔ جہاں گیارہویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اشہد قلم نے
ادیا کے کرام کے فضائل اور مدح و ثناء گیارہویں ہی پارے کے بارہویں رکوع میں ذکر کیا ہے
جس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ گیارہویں واسطے کہ بارہویں واسطے سے غیض ہے۔ اور یہ

حضرت خورشید الاظم شیخ عبدالقادر مری الشہ قضاے عنہ نسبتاً حسنی پر یہ حضرت
حسن علیہ السلام تک آپ کی گیارہ گشتیں ہیں۔

سیدنا السید محمد بن ابی محمد
نور ہمتہ الخاطر الفاطر ص ۹
عبد القادر رابث، السید الفاضل
موسى جگر دوست رابث، السید عبد اللہ رابث، السید یحیٰی الزاهد
رابث، السید محمد رابث، السید داؤد رابث، السید مؤمن لسانی
رابث، السید عبد اللہ لخصی رابث، السید الامام الحسن المثنیٰ رابث
السید الامام الحسن المبط۔

نبی محلہ اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ خود گیارہویں واسے کی طرف سے قربانی کی
عن عائشة عن عائشة روت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ یکتبش انکرت یطرق فی سواد و یطرق فی سواد
و یبرک فی سواد خانی یم فطی یساقا باغلیہ
فلی المذیہ ثم قال اخذہا یحجر فقلت
فأخذ ما أخذ الکبش فاجتمعہ فذبحہ
وقال ینسب اللہ الکر قبل بن محمد ذاب
محمد ذاب أمش محمد ثم صحت بہ۔

البدو اود
جلد ۲ ص ۵۹
مسلم شریف
جلد ۲ ص ۱۵۹
بیہقی شریف
جلد ۱ ص ۲۹۸

ترجمہ :- عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا :- ایسے چنڈے کا جو سینکڑوں والا سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ
منہ والا کر لایا گیا اس کو پھر قربانی کی آپ نے اس کو کر فرمایا اسے عائشہ بھری لاد پھر فرمایا
آپ نے پتھر کے مانتھاس کو تیز کر دے پھر لی آپ نے اللہ عزوجل سے کو کچھ اور فرمایا اس کو
پھر فوج کیا اس کو پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے فوج کرتا ہوں اے اللہ

قرآن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپ کے اس پر۔

اس حدیث میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کی طرف سے قربانی لڑائی اور آپ کی اہل بیت پر یہ ہیں۔ لہذا پیر پیراں کی طرف سے جس آپ نے قربانی کر دی۔ دن ہی مقررہ رسواں اور راست کیا رھیں۔ بڑا انداز ہے۔ کہیں امر کو شریعت نے ہر پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً فقر سے غنی کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقررہ دن میں بندگی کی روح کو بخشنا اور قرآن اس کو عزت کے فرائض سے نامزد کرو اور موجب کفر کہہ۔ یہ محض تمہارا اسلام سے غنا ہے۔ اور مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہول چیز حرام کہہ۔ لیکن کافر کے پیدا ہونے کی تیار شدہ بیابان سے حرام کمائی کی ہول اور کافر کے مقررہ دن میں پکی ہول اور ہول کے نام سے چڑھاوا چڑھائی اور بندہ ذوق کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان و یونہی ہی میں گناہ ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ ہاں قبل سلیس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ و بندہ کا عقیدہ ہے۔ ان کو اعمال بھی ویسے ہی عرووں جو گئے۔ بیسار بن دیا کھانا۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر پیراں کی طرف سے کہہ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خوراک کے اہل میں جاتے نہیں دیتا۔ مگر کمال و پاک چیز کے واسطے بھین پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے پیر و منکرین کے فساد میں منکرین کے بھن کے مطابق ہی پیر و عطا کی گئی ہے۔

مسلمانانہ بیرونی غصب کے ملاحظہ ہو کہ کیا حدوں کو حرام کہنے والے اور بندہ کی چیز سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیار حدوں قرآن مجید و احادیث میں غیر مجبے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی ضرورت اختیار کو حرام مجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسوہ کی اور ایمان کی حقیقت سن لیجئے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت من لیں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ فرقہ تائب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ مرزا یوں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے نفرت وار دیکھا کہ تم دیوبندی نہیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر مہی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتوے لگایا ہوا ہے۔ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو، اگر تم ان کے فتوے کفر سے کافر نہیں تو تم تمہارے فتوے سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتوے کفر پر صحیح ہے تو تم پر اعتناء خاں صاحب کافر سے صحیح ہے۔ اگر وہ نہیں تو یہ صحیح نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبند قی فرماتے ہیں۔

اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے
اشد العذاب ص ۱۲۰ | ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر ان
علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر نہ ہاتے جیسے علماء اسلام
نے جب مرزا صاحب کے اعتاد کفر معلوم کر لے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء
اسلام پر مرزا صاحب اور مرزا یوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور
مرزا یوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہوں گے
کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

یہ ہے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبند کی کافر برائیاں نے اپنے ان علماء
دیوبند پر جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں عبادتیں کیں ہیں۔ اور حضرت احمد رضا
خاں صاحب کے فتوے تکفیر کو برائیاں نے اکثر علماء دیوبند پر لگایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب
تمہارے بزرگ اس فتوے کفر کو اپنے پیچھے سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معتزلی ہو سکتے ہو۔
دعویٰ لاکھ پہ بھادری ہے تو ابی نیری۔

اب مشتے از خرواہ فقہ دیوبندیہ کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائیے تاکہ عقائد دیوبندیہ

کے بچنے کے بعد ان کے اعمال راجح پر بھی کچھ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور
اختیار اکل کر سکیں۔

عقیدہ احناف
عن ابن عمر عن
یَا كَلَّ الضَّرَابُ
أَقْدَمَ مَا كَرِهَ رَسُولُ

ابن ماجہ ص ۲۴۱

اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم کما سبقا۔
ترجمہ:- ابن عمر سے روایت ہے کہ شخص
کو اکھا تا ہے بتیقن اس کا نام نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فاسق رکھا ہے۔

عن عائشة عن
أَقْدَمَ رَسُولُ اللَّهِ

ابن ماجہ ص ۲۴۱

صلى الله عليه وسلم قال الخبيث
فأسيق ذو الضراب قال فأسبق
والضراب فأسبق ففعل للقسيم
أقوى حكل الضراب قال من يأكله
بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فأسيقا۔

ترجمہ:- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سانپ فاسق ہے اور بچہ اور بچہ اور بچہ اور بچہ
کو اکھا تا ہے کہ کیا تو اکھا تا ہے یا نہیں

مسئلہ:- جس جگہ
قادی رشیدیہ

ذراغ مہودہ و کون
حصہ دوم ص ۱۲۱
اکثر مردم مانتے ہیں
اد کھانے والے کو برا کہتے ہیں۔ تو ایسی جگہ
اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہو گا یا نہ
ثواب ہو گا نہ عذاب۔

الجواب:- ثواب ہو گا۔ فقط
مشیر احمد گنگوہی

نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد فاسق کو کون کھا لے

ان روایتیں سے ثابت ہوا کہ فاسق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان لانے
کے بعد کرا کھانے والا فاسق کہلاتے تھے۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان ہی نہ لائے
بلکہ اپنے سے کم بچے کو اس کے کرا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سوال :- طالب وہ دور وہ سے بہت زیادہ قریب ہستی کے
فتاویٰ کشیدیہ ہے۔ اہل ہستی کو اس کے اطراف و جوار میں تول و ہر ازماہی

حفظہ دوم ص ۱۵ اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پرنر ہو اور باہر فٹ چوٹ کر
ہمیں نکلا ہو تو اس صورت میں ظاہر ہے یا غیر ظاہر اور اہل ہستی کو اس کی ضرورت شدید ہے۔
کوئی دیا وغیرہ نہیں جس میں وصولی کپڑے وغیرہ وصولی ہیں۔ البتہ گدہ نہیں بہت ہیں۔

الجواب :- یہ طالب پاک ہے اگر باہر نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ اعتریزہ و شیلہ و غفر

سوال :- زیادہ کرماء کی منت طورت
ابداء الفسویٰ معتزہ موری اشرف علی صاحب ہے۔ اور اس کی زوم مانتہ ہے اس

صورت میں وہ کیا کرے گا۔

جلد دوم - ۱۹۳۵

الجواب :- بی بی کی سابق وغیرہ سے رکھ کر نکال دے۔ یا اس کے فتنے سے ناسخ کرانے

لیکن اس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے

سے ٹوٹا نکال دیا جاتا ہے۔ کہ وقت ضرورت اگر منت اشرفیہ پر مل گیا تو چٹائی یا مسجد کچلید

کروں گے۔ تو نمازی نافذ نہیں ہوتی اپنی نمازیں غراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے نام نہ کر

تائب نہیں ہوتے انہما مسلمانوں کو اٹھا جاتا ہے کہ ہمارے شب باشی پر کیوں اعتراض ہے

اور ہم سے انتہاب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرما لیتے اور

اپنے تصرف پر بھی نظر فرمائیے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف الثانیہ فرمایا ایک دفعہ جو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا ہر کے کسی پہلوان کو پچھا یا تو مولانا حق قاسم صاحب کو بڑی عوٹی حاصل ہوئی اور فرمایا ہم سب ہی برادر اس کے کرب کو دیکھیں گے۔ ملاحظہ انوار الحق کی طبیبک میں اسے بلایا۔ اور سب کرب دیکھے۔ مولانا بچوں سے ملتے بولتے تھے اور بلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بچے تھے بڑی مہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے تھے کبھی کر بند کھولتے تھے (بچوں کے کر بند کھولنے کی ملامت مولانا کو کیا اچھی سنہ یا بڑی۔ یہ سب مال ہائے دیوبند کا)

اشرف الثانیہ حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نالوتری کے تلامذہ میں سے تھے طبیعت کے بہت پختہ تھے۔ اس لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی پہنچا اور انہماک کے ساتھ دھڑکتے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔ کہ مجھے ایک رات کے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اُسی کے تصور میں گزرنے لگے میری جیسا حالت ہو گئی۔ تمام کاموں میں اشتغال ہونے لگا۔ حضرت کی فراموشی نے چاہا لیکن شہان اللہ قربیت و مکاری اسے کہتے ہیں۔ کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دستاوردن بڑا شروع کیا۔ اور اسے اس قدر بڑھایا۔ کہ دو بار انہیں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اس محبت کا ذکر چھڑا۔ فرمایا کہ

اس بجائی دو روٹ کا اعتبار ہے یا کبھی آتے بھی ہیں یا نہیں۔ میں خیر جواب سے
چپ رہ گیا۔ تو دیکھا کہ نہیں بجائی یہ عادت انسان ہی پڑاتے ہیں۔ اس میں پھیلنے کی کیا
بات ہے۔ غرض اس طرح سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اُس کی محنت کا اقرار کر لیا
اور کوئی مشکل اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دجلوئی سنائی اس شخص سے بے تکلفی کے تھا
اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ میں ایک دن تنگ آ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ
محنت میری رگ و پے میں سہاگت کر گئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کر دیا۔ کیا کروں اور
کہاں جاؤں آخر عاجز آ کر دوڑا بڑا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور موصوب عرض کیا۔ کہ حضرت
فدائے میری اعانت فرمائیے۔ میں تنگ آ گیا اور عاجز ہو چکا ہوں۔ ایسی دعا فرما دیجئے کہ اُس لئے
کا خیال ہم میرے قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولیٰ صاحب۔ کیا شک
کئے۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سلسلے کاموں سے بیکار ہو گیا کھتا
ہو گیا۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد فرمائیے۔ فرمایا یہ بہت اچھا
و مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا ۱۱۰

اتنا عرض جا نہیں کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہر گاہ جس کو عرض التوا میں رکھا گیا۔ اور مسئلہ
استغاثہ میں حل کر دیا:

اشرف التبیہات { حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب دہم مخرم
مولانا محبوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا
کہ ایک دفعہ گنگوہی خانقاہ میں محنت خوار مینی عرس تھا، حضرت گنگوہی ارشد احمد، اور حضرت
نازوقی احمد قاسم کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں جمع
ہی ہیں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نازوقی سے محبت آمیز لہجہ میں
فرمایا۔ کہ میاں فریڈ جاؤ۔ حضرت نازوقی کچھ شرماسے لگے۔ مگر حضرت نے پھر
فرمایا۔ تو بہت ادب کے ساتھ نیت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اُسی چار پائی پر لیٹ گئے۔

اور مردانہ کی طرف کو کر وٹ لے کر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا پر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے و در کیا کر رہے ہو کا شور کیوں مچا جس پر لوگ کہیں گے کہنے دھکا جواب دیا گیا

ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا ان سے نکاح حتم دوم ملا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچتا ہے۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے بے مزہ کر دیا۔ اس کی تصدیق مولوی محمد الحسن صاحب فرماتے ہیں

ان میں جو ربط ہے ہم نے تو نہ دیکھا نہ سنا
دونوں دلدادہ ہیں اور دلیرو بہا تاں دونوں
قرب جہانی ہے ان کے قسطن کا دار
قرب روحانی ہے یہ یکدل جہاں دونوں
ایک صورت ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس
اک حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنوان دونوں
عشق کا ذکر ہی کیا بنفس دعاوت ان کی
جوسے دل میں ہیں تیرا م حسیہاں دونوں
قابل ادبی دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے دیا بنے خود ہی
اپنی دہلیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے مسائل شرمیہ پیش کئے
جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائیگا کہ دیوبندیوں کو دیوبندوں کے ساتھ کن کن عقائد عامہ متمیزہ
میں اتفاق و اتحاد و ذاتی سہنے۔ ملاحظہ ہو۔

کی۔ جیسا کہ بعض معتدین جہلانِ احادیث صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر کرنا کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی صراطِ حقہ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب ہاندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۲۰۷ درج ہے باب مَن سَرَّكَ عَلَى مَرْكَبَتَيْنِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوْ لِحْدَتَيْنِ أَدَّ حَضْرَتَ عَمْرٍو کے ذکر۔ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ تفسیر خازن ۱/۲۸۲ اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو مجھ پر ایمان دار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم نہ کیا گیا۔ تزیہ خبرناقتین کو پہنچی تو انہوں نے اس خبر کو سن کر استہزا کیا جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر اس جگہ بھی منافقین استہزا کرتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اُس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اُس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا تزیہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا سَأَلَ أَكْثَرُ أُمَّرَاطَعَتُوا فِي حِلْيَةٍ لَّا تَكُونُ فِي مَعْنَى مَشِيئَةٍ فِي مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا سَأَلْتُكُمْ بِهِ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَزَّافَةَ سَمِعَنِي فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا بِمَا تَقُولُ قَوْمٌ لَا جَنُودَ فِي مِثْرَةٍ عِلْمٌ فِي طَنٍ كَيْفَ هُوَ۔ جو تہاہر اول چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن حَزَّافَةَ نے اپنے باپ کی حقیقت

کا سوال کیا۔ تو آپ نے مجھ خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رخصت ہوا تو پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَهَذَا أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ فَهَذَا أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ شَرُّ نَزْلِ عَنِ الْبُيُوتِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر نبی نے تشریف لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرین حیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو رد کیا۔ اُن آپ کو بعض کا علم نہ ہوا یا انہوں نے غصہ کا علم نہ ہوا تو آپ اُن کا اپنے اعلان میں واضح فرمادیتے کہ ابنِ علوم غصہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لے۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو یہاں ہی ختم قائم ہو گئی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرماتا تو یہ آپ کے مذہب ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے مذہب ہیں۔ نہ کہ خود مُتَذَمِّبِین میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد ڈر سے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا كَانِ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى
۲۵۔ آل عمران ۱۸۱ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ
 مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانِ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ
 يَجْتَبِي مِنْ دُونِهِ مَن يَشَاءُ فَاصْبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ إِنَّ تَوَكُّبَكُمْ وَتَشْتَوُّ
 قُلُوبَكُمْ أَجْرًا فَطَيَّبْنَا اللَّهُ دِينَكُمْ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَجْمَعًا وَيُطَهِّرَ الْبَيْتَ لِمَنْ حَاجَّاهُ
 پرتم ہر محبوب مومنین و منافقین، جب تک کہ پیدا منافق، ہے پاک دین کو علیحدہ نہ کرے
 اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے
 رسولوں سے غیب کے سکھانے پر دوسروں سے برگزیدہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ ایمان لاؤ کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے، اور اُس کے رسولوں پر رک

مقرر ہوا ہے بجائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یقین و یقین قرآنِ شریف میں فرمایا۔

قَدْ اِنْتَا اَنْتَا لَيْسَ مِثْلُكُمْ يَوْمَ تَخِ اِلٰى اِيْمَا الْفَسَادِ اِلٰهَ وَاَجْدَا اَرْوَا
 دیکھو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو اس کے نہیں ہیں بشر ہوں تمہاری مثل جب
 اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہہ دو میری تمہاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر
 ہے۔

اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسنؑ نے اس آیت کا مطلب سمجھا
 محمد عمر

قَالَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَوْ اُضِجَ حَسَنٌ فِي
 تفسیر خاتون ۱۰۰ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو وضع کے واسطے
 اِنَّمَا اِنْتَا لَيْسَ مِثْلُكُمْ مَعَالِیْہ

قَدْ اِنْتَا اِنْتَا لَيْسَ مِثْلُكُمْ اَمْرٌ مُّخْتَلَاً صَلى اللہ علیہ
 تفسیر کبیر ۱۰۰ اوس میں یہ آیت یُسْتَقَالُ خَلْقُ لَيْفَةِ التَّوَضُّعِ فَقَالَ۔ یہ اللہ تعالیٰ
 نے اس واسطے آپ کی زبان پاک سے کہہ دیا۔ تاکہ تو وضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ
 کو چلاوے۔

(۲) جنبی انہی زبان سے بطریقِ تواضع و انکساری ارشاد فرمادیں۔ ہم ان کو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ پر استعال نہیں کر سکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تواضع اور انکسار اور علامہ و الفاظِ پیش کر سکتے ہیں۔ سوائے
 سنت کے علامات لازم آئیں گے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہ علیہ
 بخاری شریف ۱۰۰ اوس میں یہ آیت اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہ اَدَمَ عَلٰی صُورَتِهِ۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں سرزنا اللہ کے ماثل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لئے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ براہ کئی کسی قسم کی ماثلت کہے ہاں خداوند تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ خَلَقْتُ بَشَرًا مِّنْ صَلَٰفَاتٍ مِّنْ دُھٰنٍ فَجَعَلْنٰہُ مِنْ عَصَیٍّ ثُمَّ نَزَّلْنٰہُ مِنْ سُلٰطٰتِنَا فَاٰذٰنًا مِّنْ نَّحْوِیْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ۔ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا اِنِّیْ خَلَقْتُ بَشَرًا مِّنْ صَلَٰفَاتٍ مِّنْ دُھٰنٍ فَجَعَلْنٰہُ مِنْ عَصَیٍّ ثُمَّ نَزَّلْنٰہُ مِنْ سُلٰطٰتِنَا فَاٰذٰنًا مِّنْ نَّحْوِیْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ۔ جب بشر کو درست کر کے اُس یں میں اپنے روح کو چھونک دوں تو اسے فرشتہ تم اُس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں آجھ گئے اور ملائکہ میں رُحی کے ارشاد پر اپنی کربا بدرجے اور فائز ہوئے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نوریت سے فیضیاب ہو کر صدیقین و شہداء اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ تُو لَا اِنِّیْ خَلَقْتُ لَہٗ رُلًا اِنِّیْ خَلَقْتُ لَہٗ رُلًا مِّنْ نَّحْوِیْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ فَاَنْفَکَ مِنْہِ۔

۱۴۰) آدم علیہ السلام کا کوئی بجز تک یہ وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ نُّعْذِرْ لَنَا ذُنُوبًا لَّتَعُوْذَنَا مِنْ تَعُوْذَتِنَا مِنَ الْجَحِیْمِ۔ آدم علیہ السلام نے اس عاجی اپنی ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی ریش علیہ السلام نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ مُجِبُّنَا اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ چڑھ کر اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم اُن کو ظالم کہیں تو کفر ہے۔ لہذا انبیاء کرام نے جو الفاظ عجز و انکاری میں استعمال فرمائے کسی امتی نے اُن کا حامل اُن کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انہیں الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرماتے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علیٰ حد القیاس حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کا انا بشر فی کلکذ کہا یا خدا گئے۔ اَلَا بَشَرًا مِّثْلُکُمْ اور انبیاء کا اِنَّ تَنْحَنَ اِلَیَّ بِشَرٍّ مِّثْلِکُمْ کہا اپنی ذات کے واسطے تواضعا جائز ہے۔ لیکن ہم امتیوں کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہین انبیاء میں گرفتار کرنا ہے۔ اور سنت و اطہری کے پیرو جڑنا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ يَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ کُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُنَا مِنْ الصَّٰلِحِیْنَ۔ تو نے سجدہ کرنے والوں کا سا تقدیر دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اُس نے جہاد دیا اور اَنْتَ اِکْنِ لَا تَسْجُدَ لِلْبَشَرِ خَلَقْتَنِي مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کیچڑ بچنے بونے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ذلیل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر ناک کہا جب اُس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی معنی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاصْرُخْ صَبْحًا فَتَمْلِكُ ثُمَّ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذِیْبَکَ الْفُحْشَةُ اِلٰی یٰوْہَا السَّیِّدِیْنَ تو نکل جا اُس رحمت سے کہ وہ دُور ہے اور جہنم پر قیامت تک لعنت ہے۔ شیطان نے جب اس ختم خداوندی کو سنا تو غرور نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تو نے جی تو اِنِّیْ خَلَقْتُ الْبَشَرَ کہا تھا۔ میں نے کہہ دیا تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ الفاظ شان خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی نہ تھی۔ اور اس گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی نرم جی میں حفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پہن کر اُسے دلائل پیش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے دمانہ کے انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے تھے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی امتی نے بھی اپنے جی علیہ السلام کو بشر کا خطاب کیا ہے۔ فوراً علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

(۱) ہود ۱۱ { مَا آتَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكَ } ہم اُس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری
مثل بشری تر ہے۔

(۲) مومنون ۱۸ { مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ
مِثْلَهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ }۔

یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو۔
غیب علیہ السلام کو اُن کی قوم کے کفار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء ۱۹ { وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا }۔
نہیں ہے تو مگر ہماری مثل بشر۔

(۴) انبیاء ۱۷ { وَأَسْرَفُوا الْبَغْضَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَذَا
إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ }۔ ظالم لوگ پوشیدہ پوشیدہ گمشدہ
کرتے ہیں۔ کہ یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بشر کہا۔

(۵) یسین ۲۲ { قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُنْشَرٌّ إِلَّا سَشَرٌ مِّثْلُنَا }۔ کفار نے کہا نہیں
ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو
فرون اور اُس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون ۱۸ { أَلَمْ يَأْتِ الْبَشَرَيْنِ مِثْلُكَ }۔ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان
لاویں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا۔

(۷) مؤثر ۲۹ { إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ }۔ نہیں ہے یہ مگر بشر کا قول ہے یعنی
یہ قرآن مجید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (بشر) قول ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اُس کے مقابلے میں جواب دیا۔ مَا صَلْبَيْنِ مَقْتَلًا۔ اُس کو میں جلدی مار رہا
میں داخل کروں گا۔ فَمَا أَذْرَاكَ مَا مَقْتَلًا۔ اور کس چیز نے بتایا آپ کو کیا مقرر

ہے۔ لَا تَسْبُوهُ وَلَا تَذْكُرُوْا حَتَّٰی يَنْبَشِرَ۔ باقی نہیں رہے دین اور چہرہ دینی نہیں۔ چہرے کو جھٹکنے وال ہے۔

ولید بن مغیرہ نے غنیمت بشارت آپ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے کو جھٹکنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت ولیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشارت پر پکارے گا کہ تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں اُن کے بشار کو ہی بخندیں گے۔ دن فرایات کریم سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی امتی نے بشارت خطا نہیں کیا۔ اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صوابی نے ہی بشار کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد قائم قرآن مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھڑکے کا ثبوت شیطان سے ملے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشار پکڑنے والا ایک جی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایت ترمذی شریف کی باوجود وغیرہ ادا ہونے کے ضعیف جی ہے جس کا ضعف انتشارات جلدی ثابت کیا جائیگا۔

۱۵) جس کلمے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس کلمہ کے امتثال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

وَلَا تَقُولُوْا اٰحِبُّنَا وَقُولُوْا اَنْظُرْنَا۔ اے مسلمان تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راجعاً نہ کہو کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اَنْظُرْنَا کا منظر استعمال کر دینی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری طرف نظر مبذول فرمائیے جو کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اُس سے اللہ تعالیٰ نے حکماً منع فرمادیا۔ بعد ازاں اگر کوئی مومن اس فقرہ راجعاً کو صحیح نیت سے ہی کہہ دیتا تو اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ موجب گستاخی نبی ارم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے تمام عبادات کو اور اعمال کو ضبط کر کے قعر جہنم میں داخل فرماتا۔

”کیا یہ ترے بھائی کا بیٹا ہے۔“ کیا یہ خدا کا بیٹا ہے۔ کیا یہ خدا کا بیٹا ہے۔ کیا یہ خدا کا بیٹا ہے۔
دوبلی پر استمال فرمایا ہے۔

محمد عمر خداوند کریم آپ کو ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ کی نجات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیاء و اولیاء ہر شے اُس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ اُس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالیٰ تو پہاڑوں کی قسم، فرشتوں کی قسم، جگہ دیگر اور اشیاء کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم میں اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس انبیاء چھوڑ دو۔

”یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں (إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) آیت آئے تو
دوبلی کیا اُس کو چھوڑ دیا جائے؟

محمد عمر کیا تم جب غیر کی قسموں پر آئے ہو تو ان آیات کو چھوڑ دیتے ہو کہ ان کی قسمیں میری قسم کھانا جائز نہیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم (إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) آیت پر تو خدا کی کلام بھگ کر چھوڑتے ہو یہ کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مذہبی طعن سے خطاب نہیں ہے۔ جیسا کہ فرعون ابولہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔

(۱۶) (۱۸) لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ خَالَاتِكُمْ لَقَدْ كَانَ مِنْكُمْ رَجُلٌ كَذِبًا
 اے مومنو! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاؤ۔

مسلم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بلہ کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو ہر شے میں رساوی کہتے ہیں۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حدیث سے نہیں پکارنا چاہیے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ کب مشیہ نے منافقت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے

بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

۱۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے عالین کی عزت سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مائت کے کوڑا ہے جس حاکم کے حکوم کی شان تمام منس سے اللہ تعالیٰ ممتاز فرمائے تو اس حاکم کی شان کو اس کے تشبیہ و تمثیل سے یہ کہنا ایمان کا جزو

۶۔

لِیَسَاءَ الْمَلِئِیْنِ تَسْتَشْکَا خَلِیْقَ الْیَسَاءِ۔ اے
احزاب ۲۲ } نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیہوشی و گوی کی عزتوں کی شان نہیں ہے
اللہ تعالیٰ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواج مطہرات کی شہادت غیروں سے
گوارا نہ فرمادیں اور تم حضدا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مائت میں شامل کرتے
ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ، کان ہمارے مثل
دوبانی نہ تھے؟

محمد عمر " اگر ان عوارضات کی بنا پر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے برابر سمجھتے ہو
تو میرے خیال میں تم جبریل علیہ السلام کو بھی اپنی مثل بشر کہنے سے گریز نہ
کرنا کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی شکل انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں ہاں
کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضات انسانی سے مزین برکت شریف لاتے تھے۔ جیسا کہ باہمی
شریف جلد اول صفحہ ۱۱ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت فرماتے ہیں: کُنَّا نَرَى رُجُلَ الْغِی
الْمَلِئِیْنِ صُلٰی اللہ علیہ وسلم۔ آیا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مروت
جبریل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا صاحب
کرامت اجمعین نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ۔ تو صحابہ کرام کو جبریل علیہ السلام کا نام
ہوا۔ اگر جبریل علیہ السلام کے انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر

ہونے سے اُن کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے دست پاک یا قدم پاک ظاہر ہونے سے آپ کے قدم ہونے میں فرق لازم نہیں آئیگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبریل علیہ السلام ہی آپ کے قدم پاک کی خاک پا کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا جس کی اللہ تعالیٰ قسم فرماتے ہیں۔ علامہ یعنی اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اس خاک پاک قسم جو آپ کے تلووں پاؤں کو مس کر چکی ہو لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ مَا أَنتَ بِلَدٍ وَلَٰكِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس مال میں کہ آپ کا نزول اس شہر میں ہے

ثابت ہوا کہ بر فضیلت اور شان آپ کے قدم پاک کی خاک پاک کو بے جبریل کیا تمام ملائکہ اور حتیٰ اُس منورہ مٹی سے مماثلت نہیں رکھتے ۱۲، اگر تم انہیں جوہر ہست کی بنا پہنچی مگر اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھو گے تو جبر خدا کو جس اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ سُبْحَانَ مِثْلَ مَا تُشْرِكُونَ جبکہ اللہ کے دونوں ہاتھ فرارح ہیں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ يَوْمَ تُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ اپنی پٹلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اللہ کی پٹلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَيْنَمَا تُوْكَفُوا فَخُذُوا جِهَةَ اللَّهِ جِسْرًا مِنْ بَيْتِهِ اَنْ تَعْلَمُوا جِهَةَ اللَّهِ كَاذِبًا ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظاہرات سے باطن کی حقیقت پر مقیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاک و معبرا بے مثل پیرین اور بے مثل ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان و تائید دی ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم قریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء پاک پر کوئی کسی کی مثل تمام کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثال اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کو پیدا فرمایا۔ تو آپ کی ذات بعد صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔ اللہ کی

ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کذا نبی میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سید و سفید نہ مختار میں نہ قیام و فناء و جہد میں نہ قول و فعل میں نہ عقل و علم و حکمت میں۔ ان فرض آپ کی ذات و تمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

کُنَاثُ ذَا ثَبَةٍ فِي الْأَنْهَابِ لَا طَائِرَ يُطِيرُ بِجَنَاحِهِ إِلَّا
 (۸) العام شہ ۱۰۰۰ افتخارنا سکھ۔ انہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پندہ جو اپنے پوروں سے اڑتا ہو۔ انہیں میں تہا کی مثل۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ ثابت کیا۔ کہ جیسے تم امتیں ہو ایسے ہی رسول بھی کئے جئے خیر اور پندہ کے اتر کدہ وغیرہ میں تہا کی ہی طرح امتیں ہیں۔ اب تم بھی امتی ہو اور یہ تمام بھی امتیں اور امت کی امت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے ترا کر امت و ہابیہ کو امت و نہ گمان خیر و نہ غیرت تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ امت ہونے میں فلاں مروت صاحب اور خیر برہم شامل ہیں تو اس سے امت و ہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی ہر دو ہونے چاہیے کیونکہ اللہ نے معاملت بیان فرمائی ہے۔ اور اگر اس میں اشاد الہی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہا کی اپنی مثل بٹھ کر گستاخی سمجھتے ہیں جب اس مثال پہ آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پہ ہمیں بھی ہے۔

”وہابی“ میں ہاں۔ ان کی مثل کہنے سے میں گریز تو نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسری امتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ فرمایا اَکْثَرُ خَيْرِ الْأُمَمِ قَوْمٌ بِتَرَامَتٍ هُوَ اس واسطے جب یہ بہتر امت ثابت ہو گئے تو اسے کو اسے سے تشبیہ جائز نہیں۔

”محمد عمر“ وہ جناب اس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر امت ہونا یاد آئے اور یہ تہا نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی امت میں داخل بھی فرمائی

نے یا نہیں۔ جب داخل ہو گئے تب ہی توحیدِ اُمّیہ بڑھے۔ اور جب اُمت محمد رسول اللہ نے نہیں ہی آپ کو شک ہے۔ بلکہ تم ماثِلِ محمدؐ دل اُٹھ ہی اپنے آپ کو کہتا ہے کہ توحیدِ اُمّیہ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنْتُ تَوْحِيدُ اُمّیہ کے مخاطب تو ہم اُطاف ہی ہو سکتے ہیں۔ لیکن مظلومی کا دوسرے تو ہیں ہی ہے جس میں ممانعت کا دوسرے نہیں۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیت کے تم میں ہو۔ اس واسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنی بنی پر تو ہیں دوسری آیت بحثِ تلاش کرنی ہی نہیں نے تہا را اساتذہ بھی نہ دیا۔ لیکن بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے متابہ میں دوسری آیت اَلْبَشَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَلنَّبِیِّیْنَ کے متابہ دیا۔ کیونکہ اس آیت کے یہی ہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اوریت ثابت ہوئی تھی۔ اپنی غیریت ثابت کرنے کے واسطے تم فوراً چلے۔ اللہ تبارک کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا دہر کہ اُمتِ خنزیر سے سہادی مشیت ثابت ہو جائے اور جس مشیت کو تم بنا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی اوریت کا سوال آچلے تو تم اَلْبَشَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَلنَّبِیِّیْنَ کہ چھوڑ کر اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تہا را انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر بیشیت ظہور اور اُمتی ہونے کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ہونے کے قائل ہو جاؤ تو کُنْتُ تَوْحِيدُ اُمّیہ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ مطابق آیت سابقہ اُمّیہ اَلْمُشَاقَّةُ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تہا را رضی پر منحصر ہے۔

قولانی اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا یعنی بندہ مثلاً مَبِیْحُ الَّذِیْ اَسْتَسْقِیْ بِعَبْدِکَ دِیَاکَ ہے اوقات جس نے اپنے بندے کو مات میں سیر کرائی اور ہر وقت نماز میں عبد ندا کرتا ہے۔ ہر جاہل اس کے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ

قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور فاضلین اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کرو۔ بیان عقیدہ پر رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

محمد عمر

تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبودیت کی معرفت آئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو مکمل عباداً شکر و ثناء و انعام پر مشتمل بلکہ فرشتے بندے ہیں بزرگی واسطے۔ تو اس جہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبودیت کے اطلاق سے فرشتے کے ذہن میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عبودیت کا کہنے سے آپ کے ذہن ہلے میں کوئی تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ عبودیت کا لفظ ذریعہ بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) شیخ الذہبی انس بن مالک رضی اللہ عنہما معراج کی شان کو بیان فرماتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ عبودیت کا اطلاق فرمایا۔ تاکہ مشرکین معراج شریف کو یہ انکار کا موقع نہ ملے کہ شاید آپ کو معراج روحانی تھا اور۔ اللہ تعالیٰ نے عبودیت کے لفظ کو استعمال فرمایا اور واضح کر دیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے روح جو جسم الطہر فرمائی ہے کرائی ہے۔ یہ خواہی واقعہ تھا۔ بلکہ عالم بیداری کا ذکر نہ۔ اسی واسطے مقام شان کا لفظ عبودیت کا استعمال فرمایا۔

دوبابی

ہر بات کو تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے۔ لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولایت بشری ہے خاک سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

محمد عمر

زخرف ۲۵

وَلَوْ شَاءَ الْمُعَذِّبُونَ لَمُحَمَّدٌ مِّنْكُمْ مِّثْلًا نَّكِرًا ۚ
الْآخِرِينَ يَخْلَعُونَ رُوحًا فِي جَسَدِهِمْ ثُمَّ يَمُوتُونَ
فرشتے بتا دیں جو زمین میں غلیظ نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکوں سے فرشتے نوری پیدا کر دیں۔ کو تم طاقت ربانی سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعٰی كُلِّ سَابِقٍ صِدِّقٍ اور اسے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے اگر قبول کئے ہر اور میں آفتاب بعد کا جواب بھی آگیا اگر چاہئے تو خاکی سے ذری پیدا فرماتا ہے ۲۰۔ جنت میں عریں ذری ہیں۔ جن سے اولاد بھی ہوگی۔ مسموم تھا۔ کہ ذری کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔

تم نے کہا تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اصحابی نے بڑھاپہ کہا ہیں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے۔ مشکوٰۃ مشریف ص ۲۰۰
 شاید ترمذی متکلم ہیں ہے حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمائی ہیں۔ کان بلسا
 من البلساء۔ حضرت بٹوں سے بشرتے۔ تبار ایہ دعوے غاصد ہو گیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بڑھاپہ نہیں کہا۔

محمد مقرر (۱) یہ حدیث غیر اجماع سے ہے۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں جنت نہیں ہو سکتی۔ ۱۲۱ اس کی سند میں بیحد منفع نہ چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبد اللہ بن صالح راوی ہیں۔ لیکن کے متعلق کھائی ہے۔ تفسیر التفسیر
 عبد اللہ بن صالح کشیر الغلط میں عبد اللہ بن صالح بیت غلط روایتیں بیان کرنا ہے۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تفسیر التفسیر جلد ۲ ص ۲۴۴ عبد اللہ بن صالح
 نہیں ہو جیتا۔ عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں۔ اِنَّهُ كَانَ مَيَّكِبًا فِي الْخَلْقِ
 علامہ زہبی نے فرمایا۔ کہ عبد اللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔ قال احمد
 بن صالح نہیں یسیر احمد بن صالح نے بھی کہا۔ کہ عبد اللہ بن صالح کچھ نہیں۔ و
 قال الشافعی نہیں یسیر۔ امام شافعی نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح مضبوط
 راوی نہیں ہے۔ ابن مریم سے روایت ہے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اہل حدیث بننے کا دعویٰ
 کر لے والا ایسی کچی باتوں کے سامنے چر زبان پر نہ لانا۔

فَسَدَّ حَبَاءُ كُمُفَتِ اللّٰهُ فَوُتْ وَ كِتَابُ مِصْبِيْن
 (۹) مائدہ ۲۶ { تحقیق اسے رگوں تہا دی طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے
 اور کتاب بیان کرنے والے ،

اس آیت کریمہ میں و مغائرۃ کی لاکر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں
 کا ذکر فرمایا۔ نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید
 اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دونوں چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے فوٹل
 کا ذکر فرمایا۔ نور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا۔ تاکہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مجلی
 میں شک ہو تو اس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲۱) اگر نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کا نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتاب مبین دنیا میں نہ آتی۔ اسی واسطے اللہ
 تعالیٰ نے اس آیت مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتاب مبین کو بعد میں (۲۲) کتاب مبین
 بغیر رکششی کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور اس کا بیان ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔
 اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو مقدم فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اس کے واسطے کتاب مبین نہیں ہو
 سکتی۔ اس واسطے اللہ علیہ وسلم کے نور کا منکر ہے۔ وہ بطور آپ کے نور کے کتاب مبین سے بے ہوش
 ہے۔ اور اس کا دعوئے باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور
 ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتاب مبین پر ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) شوریٰ ۲۵ { مَا تَاْمَنُاْ لِّلشَّيْطَانِ اَنْ يَّكَلِمَكُمُ اللّٰهُ الْاَفْحَا اَوْ مِّنْ قَدَاہِ
 اِجَابِ اَوْ يُزِيلَ رَسُوْلًا فَاُولٰٓئِكَ لَا يَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُوْنَ
 اِنَّهُٗ عَلٰٓمُ خُفُوٰٓئِكُمْ لَا يَدْرُوْنَ اَنْ يَّكَلِمَكُمُ اللّٰهُ الْاَفْحَا اَوْ مِّنْ قَدَاہِ
 سے (یعنی انصار سے) یا پوچھے یا جبریل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن
 کے ساتھ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانہ ہے۔

اس آیتِ کیمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ہرگز اختلاف نہیں کر سکتا۔
 سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ ہرگز
 ہرگز ہم سے بغیر پروردگار کے اللہ بغیر جبرئیل کے۔ چنانچہ ایک دفعہ کہ اللہ تعالیٰ
 نے قرآنِ کیمہ میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ صبح کی رات ستائیسویں رجب عقیقہ کو
 اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا۔ اذھیری روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بلانا اللہ آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرامان ماحض صاحبِ کفر
 فمنا عوقی رہنما اور دستِ محبلا نہیں اور نہ آپ نے کبھی کی ایہ آپ کے نور
 ہونے کی جہت دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اذھیری میں اتنی مسافت طے
 کرنا اور آپ کے نہ جھوٹے کی شہادت اللہ تعالیٰ کا پیش کرنا یا ایماندار کے لئے مقام
 بیتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جبرئیل کے اذھیری میں کوئی روکشی سے بھیجتے۔ اللہ کو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نور پاک چمکی اٹھا دیتا۔ اسی واسطے ماحض سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ
 وسلم کی نبی شان بیان فرمائی۔ پھر سورۃ المنتہی سے آگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے
 گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کوئی جھٹلنے
 کی طاقت نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت بائیں دنیاوی تشریف فرماتے جس سے
 یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاکی کپڑا آپ
 کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہر جاتا ہے۔ جو جبرئیل کے نور پر اس سے
 زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پروردگار کی نور ہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس پاک میں اتنی نورانی قوت کہ جس کو تہلیات البیہ و حانیہ
 اور وہ لباس اپنی قوت میں مومست ہے جس کے لباس میں اتنی نورانی قوت ہے اس
 کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے۔

الْبُخْمَرُ ۱۲۔ ثُمَّ ذَا نَأْتُكَ نَارٌ (پھر قریب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تو استقبال کیا اُس نے؟ واللہ نے یہی صلے اللہ علیہ وسلم بلا حجاب شد تماثل کے قریب ہوئے۔

دَنَا الْجِبَابُ وَدَبَّ الْعَسَمَتُ فَسَدَانِ۔ اس حدیث بخاری شریف ۱۱۳۰ سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَكَانَتْ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ تَوَدَّ كَمَا لِرَىٰ كِي بَابِ فَاصِلَةٍ يَزِيدُ لَكُمْ۔

زیادہ قرب کا نام ملہ اللہ قاتلے نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ کَأَدْنَىٰ اِنْ عُبِدَ بِمَا آذَنُ مَا كَذَبَ الْعَوَالِدُ مَا سَدَىٰ اَفْئَسْمُوْهُ وَمَنْ عَلِيٍّ مَا سَبَرَنِي۔ درواقع اللہ نے جو اتفاق کیا دل نے جوٹ نہیں بولا جو دیکھا اُس نے۔ کیا پس جھٹلا کرتے ہو تم آپ سے اُس چیز پر جو دیکھا آپ نے اس سے ثابت ہوا کہ اللہ قاتلے نے اُس قرب کے مقام پر بھی عید ہوا فرمایا تاکہ غائب نہ کر دہائی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ قاتلے نے رُوح ہمد سیرا طہ سے جو مرکب عبد تھا وہی استقبال فرمایا۔ تو ذات نبی علیہ السلام کا قرب ذات الہی سے جو نایہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور خود بھی ایسا جو وہ کہ مقربین سے بھی بالاتر ہو۔ وہ شاکی تو عالم ملکوت کو ملے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اُوْ اَذْنَىٰ کے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ کا پہنچنا اور جو ممکن اور بلا غریبیت اجسامی ہوا اس ہر کو میں تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی رویت کوئی ذواجلال ثناءت ہو گئی اللہ قَاتِلَ بَشَرٍ اَنْ يَّكَلِمَهُ اللہ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مکمل ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہو گئی۔

(۱۱) نور ۱۰۱ اَمْثَلُ نُورِهِ كَمِشْكُوْهِ فَيُضَاءُ مِنْهَا صَبَاحٌ

تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۱۹۰
 جابر بن عباس رضی اللہ عنہما فی کعب الاحبار فقال
 لہ خذہ شری عن قول اللہ عز وجل اللہ
 ذو النورین والامراض الایہ فقال احببنا مثل نورہ مثل محمدا
 صلی اللہ علیہ وسلم وکیسکو

تفسیر خازن ۵/۱۱۱ - مثل نورہ و خذہ شری عن قول اللہ عز وجل
 قال منعید بن جابر و النعمان بن محمد
 تفسیر معالم التنزیل ۱/۱۱۱ - صلی اللہ علیہ وسلم

استدلال نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم از احادیث صحیحہ

ویل علی تریقی شریف ۱/۱۱۱ - عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما خلق اللہ
 نوراً فی قلبی و فی قلوب قسیری و نوراً فی سین سیدی و نوراً
 فی حافی و نوراً فی عریبہ و نوراً فی شجائی و نوراً فی فوقی و نوراً
 فی خفی و نوراً فی صلیبی و نوراً فی بصری و نوراً فی منقبی و نوراً
 فی بصری و نوراً فی لہجی و نوراً فی ذہنی و نوراً فی عظامی و نوراً
 فی نوراً و اذ خلق نوراً فی جفنی و نوراً - ابن عباس سے روایت ہے کہ
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا - اسے اللہ کر دے تو نور کو میرے دل
 میں اور نور میری قریب اور نور میرے آگے اور نور میرے پیچھے اور نور میرے دائیں اور نور
 میرے بائیں اور نور میرے اوپر اور نور میرے نیچے اور نور میرے کان میں اور نور میری آنکھ

میں اور نور میرے بائیں اور نور میرے جلد میں اور نور میرے گوشت میں اور نور میرے
خون میں اور نور میری ٹہریں میں۔ اے اللہ میرے لئے نور کو بڑھا دے اور مجھے نور عطا کر
اور مجھے ہی نور بنا دے۔

”وہابی“ اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمرؒ تم نماز میں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
الْمُسْلِمِیْنَ کہ اے اللہ ہمیں یہ سب سے راستے کی ہدایت دے۔ کیا
نماز میں ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت میں قبضہ نہ کر کے ہاتھ پیرا لٹکے پھر اللہ سے صراط
مستقیم طلب کرتے ہو۔ کیا نماز کی حالت میں گواہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو چوپایا
بلکہ تکیہ و رعایت کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے، کہ جو بہتر ہے اپنے
پاس موجود ہو۔ اُس کے نطفہ حاصل ہونے پر اُس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اُس
کا نطفہ اُسے حاصل ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نور بن کر ہی تشریف
لائے۔ اور آپ کا تمام جسم اطہر لوری ہے۔ آپ کا نور مبارک جب اللہ کے نور کے
دور ہو جاتا ہے تو نور کا نطفہ آپ کو زیادتی نور پر زیادہ حد نہیں بناتا۔ یہ اسی بنا پر
آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بخاری شریف ۴۶۴ اے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ بِمَشْکُکُمْ فِیْ تَہَابِکُمْ لَیْسَ
نہیں ہوں۔

عن ابی سعید الخدریؓ اِنِّیْ لَسْتُ بِکَافٍ لِّکُمْ بِنَبِیِّ صَلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری حیثیت جیسا نہیں ہوں۔
۳۔ ابوداؤد ۱۴۶۴ ترمذی شریف ص ۱۰۱ عن ابی ہریرۃ قال قال

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ مَعَهُ - ابو مہر ریشہ سے روایت ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے تمہارا میری مثل۔

اس حدیث پاک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمادیا۔ کہ تم سے میری مثل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور خشیت کی کوئی تخصیص جی نہیں فرمائی۔ کسی صورت میں کوئی آپ کا مثل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ طبقات ابن سعد ۱۱۹
ابن ماجہ ص ۱۱۹

ہے۔ آپ فرماتے ہیں: کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کر دیا۔

۵۔ تاریخ کبیرہ
جلد اول قسم اول ص ۷۷ عن علیؑ کہ اُمّہ قبیلہ، ولّا قبیلہ
میں سے تھے۔ اُمّہ قبیلہ، والد و سلمہ حضرت علیؑ کرم
اللہ وجہا فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد
میں،

[illegible]

٤- مشکوٰۃ شریف مش ۵۱۴ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم اشیخ المشیق اذا نكح لم يوق كما انكح يخرجه من بين ثناياه
 لصلاة الله امری دامن عباس سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سامنے دانت مبارک گئے تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں
 مبارک سے نور کی طرح نکلنا تھا۔

۸۔ مستدرک $\frac{۲}{۱۱۱}$ کعب بن زبیر نے قعبہ بابت سنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 لی حدیث عانیہ میں پڑھا۔ جس میں یہ مصرع بھی موجود ہے ان
 المؤمنون المؤمنات یسئرون بہ بلا شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البتہ نور ہیں
 سے روشنی حاصل کی باقی ہے۔

اگر آپ نور سے روشنی صلی اللہ علیہ وسلم کعب بن زبیر کو منع فرما دیجئے۔ اگر نہیں تو
 آپ بلا شک نور ہیں۔ اور یہی غنیہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا۔

۹۔ مستدرک $\frac{۲}{۲۶}$ } وَأَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ أَشْرَقَتْ
 الْأَرْضُ مِنْ وَضْأَتِ بَنُو بِلَدِ الْأَنْصَارِ
 فَتَحَتْ فِي ذَٰلِكَ الْغَنِيَاءُ وَفِي السُّودِ
 وَمَسِيلَ الثَّرَىٰ يُدِخِلُكَ قُبُورًا

اور آپ جب پیدا کئے گئے یا رسول اللہ روشن ہو گئی تمام زمین اور آپ کے نور سے
 آسمان کناروں تک روشن ہو گیا۔ اور ہم اسی روشنی میں اور نور میں اور ہدایت کے
 رستوں میں چلتے ہیں۔

۱۰۔ کنز العمال $\frac{۶}{۳۸}$ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ إِنَّا فِي الْخُلُقَاءِ فَلَا سُرَى
 شَيْئًا مِّنَ الْأَذَى إِلَّا إِنَّا نَحْنُ نَأْتِيكَ بِالْمَسْئَلِ

وہاں سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

بے شک آپ بیت الخلاء اپنا غار، اگر جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز کو آپ کے فضل مبارک سے نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ ہمیں مسند کی خوشبو پیشتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارک کی حقیقت۔

۱۱۔ مستدرک ۲/۴۰۶ عَنْ كُتَيْبِ بْنِ مَارِثٍ يَقُولُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ وَكَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَ اسْتَنْأَنَ وَجْهَهُ كَأَنَّهُ يَطْعَمُ قُسْبَرًا وَكَانَتْ يُكْرِمُ ذَا الْفَتْةِ مِثْلَهُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرِّهِ الشَّيْخَيْنِ۔

دکعب بن مالک سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رخ اللہ کی طرح چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک در شیکاماتا تھا۔ گویا کہ چاند کا ٹھٹھا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

۱۲۔ استیعاب ۴/۴۴۷ عَمْرٍو وَآلِهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ كَيْ سَأَلَنِي بِرَقِيبَةٍ
۱۲۔ استیعاب ۴/۴۴۷ ا پڑھتے ہیں جن کا ایک شعر یہ بھی ہے۔
إِنَّ الْبَيْتَ هُوَ الدَّوْرُ الَّذِي كُشِطَتْ
بِهِ عَنَائَتُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَرِينِنَا
بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے دریں جو کل گئی
اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دریں۔

۱۳۔ مستدرک ۲/۴۱۶ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ
۱۳۔ مستدرک ۲/۴۱۶ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات
کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری والدہ نے فرمایا آخرت میں

نُورًا اِذَا عَمَتْ مِنْهُ قُصُورُ السَّامِرِ هَذَا حَدِيثٌ مَحْصُوحٌ مَجْمُوعٌ نُوْرٌ بِلَاحِیْنَ
شام کے عمارت روشن ہو گئے۔

جس شخص کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر اور آپ کی والدہ
مابدہ پر صحیح اعتقاد ہو اُس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نور ہیں۔ اور فرد بھی ایسے کہ مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیر اور پہا
آپ کے نور کے آٹسے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ مابدہ کی نظر پاک کہ معظمہ کے
بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے عمارت پر نظر پڑے۔ نور ہاں بھی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ افروز ہو۔

اِنَّهُ وَلَبَدٌ مَّقْطُوعُ السَّرْبَةِ
۱۴۔ کنز العمال ۳۰۱
زر قانی ۵۷۴
و بے شک آپ پیدا کئے گئے ناصت کٹی
ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن
مبارک پر ناصت والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا کہ آپ کی والدہ مابدہ کے بطن
پاک میں بھی آپ کی نور اک نور ہی رہی ہے۔ خون نہیں۔

۱۵۔ مستدرک ۴۳
ام امینؓ نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا۔ تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم مسکرائے سختی بَدَتْ ذَوَا جِدًّا

یہاں تک کہ آپ کے بٹے و انت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا یَلْقَعُ
بَطْنُکَ قَبْدًا اَبَدًا اور نہیں تلخیت ہو گی تیرے پیٹ کو بعد از یہی ہمیشہ

آپ نے ام امینؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے
تم کل کر دیا جلاب سے لو بلکہ یہ فترے دیا کہ اے ام امینؓ تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے
کے بعد کبھی دکھے گا نہیں۔

عن انس بن مالک قال رفع یدینہ
۱۶۔ بخاری شریف ۳۸۰۰ | اسی روایت بخاری، ابی حنیفہ و حضرت انس
 نے زنا یا کبرخی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ
 کی ہاتھ مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی۔

ثابت ہوا کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا کہ کپڑوں کے اندر سے باہر
 ہوتا اور ہاتھ میں باوجود کہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجود
 نوری ہونے پر وال تھی۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح مرفوع متصل جو ایسا نادر ہے
 جسے کافی دلیل ہے۔

عن ابن عباس قال کان یسبح فی اللیل صلی اللہ
۱۷۔ صحیح ابی الدردیہ ۳۴۰۰ | علیہ وسلم یسبح ۱۰۰۰۰ مرتبہ
 قطب الاقطاب صوفی مازہ السلفی و قال (ابن سبغہ) کان صلی اللہ علیہ وسلم
 یسبح اذا مضی فی المسجدا اذا اقبل لا یقول لا ھذا قطب الاقطاب لان المرد لا یظلم
 ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا آپ کبھی سوچ کے مانتا
 نہیں ہوئے۔ آپ کا نور پاک سوچ کے روشن پڑتا تھا۔ اور ابن عباس نے کہا کہ آپ
 نور تھے جب وقت یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر ہوتا تھا۔ نور کا سایہ نہیں ہوتا
 معلوم ہوا کہ نماز کپڑا جس آپ کے جسم پاک سے مل کر کے نور بن جاتا تھا اور نہ اس کا
 سایہ ہوتا۔

۱۸۔ مشکوٰۃ شریف ۳۴۰۰ | حضرت انس سے روایت ہے کہ انس بن حذیر اور
 عباد بن بشر و دلال بن علی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 کسی غرض کے واسطے بات چیت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات
 سخت اندھیر بن گئی۔ جب وہ دونوں واپس رہا تو اس وقت سے کہ رات پاک کے اٹنا

ہیں دیکھیں کہ ایک مینہا عصیۃ فاضاءت اعضا احد کما لہما
 حتی منکنا فی صلوۃ حتی اذا اقمنا فہما الطریق احنا فہما لاجز اعضا
 د اور ہر ایک کے ہاتھ میں اُن دونوں کے چوٹی چوٹی پھریاں ہتھیں۔ قرآن دونوں سے
 ایک کی چھری روشن ہو گئی۔ جی کو اس کی روشنی میں وہ دونوں چلے۔ یہاں تک جب
 اُن دونوں کا راستہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھری
 دوسرے کی چھری کو روشن کر دیا۔

جب ایک کلمی کی چھری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مس کر گئی آپ کے
 زہراک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نور کو نورِ وجود کہ پھر ہی کر لی اپنے جیسا بشر کہے اور
 آپات قرآنیم وعاذیشیم کو پر پائنت ڈال دے تو ایسے شخص کو اللہ وایت ہی دے
 جس کے متعلق اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں یٰ یٰسٰی اللہ لیسویرہ من فیما روفہ
 مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے
 اللہ تعالیٰ ہر مومن کو نورِ قربت کی طرف وایت کی توفیق عطا فرمائے لیکن یہ وایت
 مشیتِ ایزدی پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب
 فرماتا ہے۔

۱۹۔ کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرمائیے۔ توحید میں ہی شاید وایت نصیب
 ہو جاتی۔ واللہ ابداً لا یستد انہ سبیل حق راہی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ
 اقد الیق ہے۔

۲۰۔ تفسیر محمدی ص ۲۶۲ کم از کم قرآن کے بزرگ حافظ محمد لکھو کے حوالے کی تفسیر
 اگر ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ النظمی

کے بیان میں لکھا ہے

عبیدم غالب بھی تیرے اوپر نور الہی
 تے بشریتِ ناب و ہر باسی چھری اول آبی

۲۱۔ مودی نورسین صاحب گھر جاگمی یوں دلفظ نہیں۔۔

فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلاً :-

بلوہ دیکھ کے نور محمدی اکبر شرک نے بھاجڑوں چایاں فی

تجے بد مزہ واد چکے، خنے رندیاں کدوں سیاسیاں فی

۲۲۔ مودی ثناء اللہ صاحب نے کتاب نور فوجیہ میں اپنے آپ کو سات

دولہ لکھا ہے۔ کیا، نور ہو سکتے ہیں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نہیں؟

دیوبندی :- کچھ اعتراضات عقلیہ کی نسل چاہتا ہوں۔

محمد عمر :- ضرور نسل ڈالو۔

جب ثناء سے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور حاضر

دیوبندی :- دنا ظریبی تو اندیرا :- ات میں ان کی روشنی کہیں نہیں ہوتی

محمد عمر :- فرشتے تمہارے نزدیک نوری ہیں یا ناک۔

دیوبندی :- نوری ہیں۔

محمد عمر :- اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا :-

النفس طست ست :- ان علیکم کلمۃ محمد بنی کلاما کاتب بنوہ بیشک

تم پر دو کرانا کاتبین محافظ فرشتے ہیں، اگر اس آیت کریمہ سے ثابت ہو کہ ہر شخص کے ساتھ

دو نوری فرشتے تزاری ہیں تو اندیرا راست میں ان کی روشنی ہر جانی پائیے۔ حالانکہ ایسا بھی

نہیں ہوا تبلیں چاہیے یا ان کے نوری ہونے سے انکار کر دو۔ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے

سے انکار کر دو۔ حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور ان کا زور نہیں دکھانی نہیں دیتا جیسا

بڑا کہ ان کی زراعت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نقر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو تفصیل بیان فرمایا ہے :- (۱۰) اللہ فوکر السعوت

والانضی واللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔

اللہ تعالیٰ تمہارے نزدیک ہی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلیٰ میں ہے اعلیٰ
 کوئی اور نہیں۔ اور نہ ہوا اور نہ برسات ہے۔ تو سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی اللہ
 تعالیٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے چہ میں اندھیری باتیں برپا تھیں معلوم ہوا
 کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی میں کوئی نورنی طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا اقبال کام نہیں
 ایسے ہی اثر تھے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جی بے مثال نور ظہر فرمایا جن کو
 دیکھنے والے یا نورنی طاقت ہو سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جو بروقت آپ پر دوڑ پڑتے ہیں۔
 یا اویسے کرام کی نورنی آنکھ آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے بنی سے اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے جیسا بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور
 محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کے مخلصین
 صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنڈہی کی شان میں لکھتے ہیں:-

(۱) مرغیہ صلا۔

چھپائے جا رہے تھے کیونکہ شیعہ دشمنوں کو
 مولوی رشید احمد صاحب گنڈہی تو فریضہ نہیں کہتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم فریضہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی صلا۔

ہم جمال پر تیرے جواب بشریت
 نہ ہانا کرنا کچھ بھی کسی نے جڑ ستار

اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب انور ہی جو ہائے مدرسہ دیوبند ہیں۔ وہ
 حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پڑ
 رہا ہے آپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پر پردہ تھا
 کیا مولوی محمد قاسم صاحب زنجبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے تامل
 ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خوردہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت

اسمجھ کر معترض بننے پر یہ کہنے ایمان کا جزو ہے

مولوی حسین احمد صاحب یونیدی شہاب ثاقب

۳۔ اعداد السکول ص ۲۱

ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب اعداد

شہاب ثاقب ص ۱۰

اسلامک میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان

کے متعلق بیان فرماتے ہیں: صفات بشری

ایشان باطل منسل گشت: صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفات بشری باطل منسل ہو

گئی اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں: دل و جان ایشاں کو محض

گرمید نہ تاجعین کے دل و جان تو محض ذر بن گئے۔ لیکن ذر محض اور ذر کر کو اپنے جیسا

بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما دے کہ اللہ ابن لوگوں کو اذ میرے

سے ذر کی طرف لاتا ہے۔ یہ دن کو رات اور رات کو دن کہتا ہے۔

دفتر سوم مکتوب مدم حصہ نہم ص ۱۰۱

۵۔ مکتوبات شریف

بایہ دانست کہ خلق محمدی دور تک خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ خلیج

یہیخ فردے از افراد عام مناسبت ندارد کہ اصلے اللہ علیہ وسلم کہ باوجود نشا و نعمتی

از ذریعہ بل و علی مخلوق گشت است مناقبات علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلقت

مین ثویب اللہ و جانا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی

پیدائش کے رتبہ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کہی فساد کی

پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود غنیمتی

پیدائش کے اللہ جل و علی کے فرد سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا۔ کہ میں اللہ کے فرد سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی: کیا نبی علیہ السلام کے دانت مبارک عزوہ احد میں شہید نہ ہوئے

خون نوز کا یہاں

محمد مراد
آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ فتنے فوری ہیں۔ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶ ہیں
ہے۔ اَنرَشدَ مَلَکَ الْاَمُوْنِیْنَ اَبِی مَرْسُی عَلَیْہِ السَّلَامُ قَلَمًا
خَارِجًا مَلْکَ نَفَقَاتِہِ

ملک الہدٰی کو مومن علیہ السلام کی طرف سے بھیجا گیا۔ جب عزرائیل علیہ السلام مومن علیہ السلام کے پاس آئے تو مومن علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ بہہ گئی۔ پھر اللہ نے درست کی۔ کیا عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکلنے سے آں کے ذاتی فرد میں فرق آگیا؟ معلوم ہوا جستہ جستہ میں شکل میں متشکل ہونے سے جو ارحمات اس پر لازم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داشت مبارک شہید ہوئے تو آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ کیونکہ آپ دنیا میں شکل انسانی میں متشکل ہو کر نشریہ۔ لائے آپ کی شکل پاک بھی بہت ممتاز اور داشت مبارک بھی ممتاز اور خون مبارک بھی ایسا نور کی ملک کا نور کسی طرح بھی بتایا نہیں کر سکتا۔

علامہ خیر الدین، علیؑ استوائی نقطہ پر قطر الدیہیں۔

مَنْ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَدِجٌ مِنْ خَدِجِ الْبَيْتِ لِيَهْلِكَ لَيْسَتْ لَهُ
لَا نَأَى جَابَ الْخَدِجُ بِأَنَّهُ إِنْ قَاتَلَ
مُحَمَّدًا بَيْنَ ذِكْرِ الْعَصْلِ فَهُوَ يُقْتَلُ وَلَا
يُسْتَأْذَنُ وَإِنْ ذَكَرَ فِي ذِكْرِ الْقُلُوبِ

(4) اللّٰه الى الدّيب

في الفوائد الخيرية
على جامع الفصولين
١٣٥٠

اَنَا ذَا شِدَائِي الْبَشَرُ فَإِنَّمَا يُقْتَلُ بِشَرِّ مَا شَدِيدُهَا وَبِغِيَاةِهَا لَا يُقْتَلُ وَهِيَ
تَحْتَهُ دَكَلَامَةُ غَيْرِ جَوَابٍ قِيلَ وَلَا يُسْتَنَابُ - وَمِنْ تَقْصِصِ نَبِيِّ كَرِيمٍ
اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَالِدُ سَلَامٍ مَّخْرُجٍ بُولٍ سَمِعْتُهُ بِرَبِّهِ تَوَكَّلَ قَتْلُ كَيْفَ يَأْتِي - تَوَكَّلَ الدِّينَ رَمَلِي فِي جَوَابِ

دیا۔ کہ اگر اُس نے کہا ہے جواب دیتے ہو سنئے میں شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
نفی بدست بخود کر لیا تو وہ قتل کیا جائیگا۔ اور تو بہ نہ منظور کی جائیگی۔ اور اگر ذکر کیا اُس نے
آپ کے صلہ کے ذکر میں یا ارادہ کیا اُس نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہے میں تو بیشک
اُس کو مارا جائیگا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کس کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام
جسٹا لیا اُس نے قتل کیا جائیگا اور تو بہ نہ منظور کی جائیگی۔

فتہار کے اس فقرے کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فزائے دکھائیں۔ اس کے
برضات تم کوئی فتہار کا جزیہ نہیں دکھا سکتے۔ اور نہ انشاء اللہ دکھا سکے۔ ثانی
ثُمَّ تَقْعَلُوهُ زَوْجًا مِّنْ دُونِ النَّسَاءِ الذِّنِّیَّ وَتُؤَدُّهَا النَّاسُ وَالْأَنْحَارُ وَأَوْدُنُ
یَلْکَثُرُونَ۔

فرقہ دہانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ شرک کہتے ہیں

تم سوچو کون مہربان؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر کے دلائل

۱) اَلْاِسْمَاعِیُّۃُ فَذَکِیَّتْ اِذَا جِئْنَا مِنْ حَضْرَةِ اَمْتِہِ بِشَہَادِیْنِ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی
اَمْتِہِ لَا مِشَہِدِیْنِ اور پھر کس طرح رکھار کر بیٹھے یہ منکر جب لائے ہم ہر امت سے گواہ
اور لائے ہم آپ کو یا رسول اللہ ان تمام امتوں پر گواہ

اس آیت ربیہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امتوں پر گواہی ملی

جائزگی۔ اور فقط شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے۔
 ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا۔ اور شہادت صاف و حاضر و ناظر ہونے سے
 ہی کہلا سکتی ہے۔ ورنہ شہادت کا ذبح کہلائے گی۔ یا شہادت محل شہادت کہلائے
 گی۔ شہادت کا ذبح تو معاذ اللہ آپ کی طرف نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ اور شہادت
 محل شہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرَسْنَا لَكَ أَفْئِدَةً مِّنْ مَّشْرِاقٍ
 (۲) احزاب ۲۶

غیبیہ آ۔ داسہ بنی سے اللہ علیہ السلام بے شک ہم نے آپ کو پیچھا ہے۔ مشاہدہ کرنے
 والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اُس کے اذن کے ساتھ لگانے
 والا۔ اور چراغ فرو دینے والا یا سورج فرو دینے والا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی سے اللہ علیہ السلام کو مطلق شام فرمایا۔
 جس پر نہ الی داخل کیا اور نہ شام کا صلہ لائے نہ معنی جس سے صاف ظاہر ہے کہ
 مطلقاً بر خلق پر بنی سے اللہ علیہ السلام کا مشاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی اذیتے تفسیر
 ملاحظہ ہوں۔

شہود دایہ حضور۔ ظہور یعنی حاضر ہونا۔ قرآن پال
 تفسیر خازن ۱۹۲

یونس ۱۱

كُنَّا عَلَيْكُمْ سَاهِدًا إِذْ قُبِضَتُمْ بِرُءُوسِكُمْ
 ہیں جب تم اُس میں عمل شروع کرتے ہو،

۲۔ سورہ یوسف ۱۱

وَمَشَاهِدًا مِّنْ أَهْلِهَا إِذْ دَخَلُوا

دی حاضر ہونے والے نے (یونس کے اہل سے)
 یہاں شاہد کے معنی شاہدہ کرنے والے کے لئے لگے ہیں۔ اگر شاہد کے معنی نہ

ہے جانی تو زمانِ خداوندی مولا اللہ علیہ السلام ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ سورج ۳۱ | ذَا قَبْدٍ وَ قَسْوَدٍ رَقْمٌ هُوَ مِثْلُ مَا هُوَ كَرْنٌ وَ اَلْاَسْلَمُ
اور شاہد کہنے لگے کی اس کا ترجمہ تفسیر ہے جس کا مطلب

تفسیر ابن جریر یہ ہے تفسیر ابن کثیر ۳۲ | مَثَلُ ابْنِ عَبَّاسٍ مَثَلُ الشَّاهِدِ
مَثَلُ ابْنِ عَبَّاسٍ مَثَلُ الشَّاهِدِ

مشاہدہ کرنے والے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

لہذا سے بزرگ مافوقِ تصور صاحبِ ملک کے واسطے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔
تفسیر محمدی ۳۳ | لَمْ يَكُنْ شَاهِدًا فِي مَجْلِسِ شَهْرٍ وَ قِيَامَتِ

۳۔ فتح ۳۴ | اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ شَاهِدًا وَ مُنْبِئًا رَّبِّكَ جِبْرًا
ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا۔

۴۔ مزمل ۳۵ | اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ رَسُوْلًا مِّثْلَ مَا هُوَ اَعْلَمُ
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ رَسُوْلًا مِّثْلَ مَا هُوَ اَعْلَمُ

تبار کی طرف ہم نے رسول جیسا جو تم پر نازل ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف
رسول جیسا

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ کو
مذکور علیہ السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر
و حاضر ہونے کی حیثیت میں فرعون کو حاضر فرما رہے تھے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تم کو بلا تکلف مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

۵۔ سبا ۳۶ | وَ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ رَسُوْلًا مِّثْلَ مَا هُوَ اَعْلَمُ
وَ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ رَسُوْلًا مِّثْلَ مَا هُوَ اَعْلَمُ

لوگوں کے لئے بشیر و نذیر۔ لیکن بہت دُک نہیں بانتے،

مَآئِدَ یُنَاقِشُ کے جیسے نے ثابت کر دیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تاقیامت فرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اور رسول کو اپنی اُمت کی اطلاع اور مشاہدہ برتری آن کی رسالت درست ہو سکتی ہے۔ اور اسی مشاہدے کو حاضر و ناظر کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے تمام پر اس سے زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمایا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جِئْتُ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ لَا يَمُوتُ وَلَا يَنْتَبِهُ لَكُمْ أَنْ تَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا إِنَّ إِلَهُنَا ا

۴۔ اعراف

فرمادے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسے لو کہ میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ وفات جس کے واسطے بادشاہی ہے۔ سامانوں کی اور زمین کی۔ بھیجنے والا ہو تمام کی طرف اللہ تعالیٰ اور میرے لئے ہوں تمام کی طرف اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر فرد کی طرف آپ پہنچے نہیں تو بس کے پاس آپ نہ پہنچیں تو اس کے لئے آپ کی رسالت کہیں۔ کیونکہ رسول کے معنی ہی جیسے ہونے کے ہیں۔ اور آپ کا رسول اللہ ہونا کیا۔

معلوم ہوا کہ آپ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرف تبلیغ ہو سکتا ہے۔ جب آپ تمام کے واسطے حاضر و ناظر ہوں۔ اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام پر گواہ رکھا ہے جس کی شرح دوسرے تمام پر ارشاد فرمائی۔

وَيَكُونُوا الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (اور رسول

۵۔ بقرہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت گواہ رہتے ہیں اور معنی حاضر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کریمیت ثابت فرمائی تھی کہ فرما کر جس کا مطلب ہے کہ آپ موجود ہوتے ہیں۔ اور بعد ازاں ال رسول میں لائے تاکہ اس ال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رسول کا حفظ خاص مراد لیا جائے۔ اب یہاں رسول سے سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی رسول تراوی نہیں دے سکتے اور یہی

اولیٰ محمد ناجی کا خاصہ ہے۔ آگے غلیظ کفر کا خطاب عام فرمایا جس کی شرارتیں پیچھے جمیعاً کے نفوذ سے واضح ہو چکی ہیں۔ تریباں شاطب تمام میں ہونے لگے۔ اُسے اللہ تعالیٰ نے شہید کیا تاکہ فرمایا۔ یہ شہیدیت شہادت کے باب سے نکلا ہے۔ اور غیبی کے وزن پر میری خدمت سے ہے اور وقت مشہد دوم پر ولایت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے میں غافل نہ رہتا تو ہجرت سے وقت مشہد نہیں رہتا۔ تو شہیدیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دہائی اگر دہلیہ کی جائے کہ شہید اپنا جان و دست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر دہلیہ کی شہادت کی جائے تو حقیقت سب سے انکار ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰلِحِیْنَ شہیدیت کے باب سے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے کیا شہیدیت کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہے یہ کچھ جائز نہیں کیا یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو دیکھو ان اللہ سُبْحٰنَہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہیدیت میں تم کیسے لارآن مجید کی تعریف کے معنی پکار سکتے۔ ہم حال تم کو اس آیت کریمہ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ہونے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ وَیُشَہِدُکُمُ الْمَظْہَرُ بِذُنِّہِمْ اور حاضر ہونے سے اُسے مقرب رکھتا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

وَاُظْہِرُ لِقُلُوبِکُمْ مَعَ الَّذِیْنَ شَہِدُوا عَوْنُ رَبِّہُمْ
۱۵ ۱۴ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَوْفَیِّ وَالْعَلٰی سُبْحٰنَہُ وَنَجْمَہُا وَکَلٰ

لَعْلَمَ عَوْنُکُمْ عَزْمُکُمْ اور ثابت رکھے ربیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قیادت کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو جمع شام پکارتے ہیں۔ خاص اللہ کی رضا کا ادارہ رکھتے ہیں اور انہی نظر پاک کو ان سے نہ پھیرے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا جو بعض اللہ کی رضا کے لئے اُس کو ذکر کرتے ہیں ان کے واسطے خدا کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی معیت ان

کے ساتھ صبح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص ہے ایک اُن کے لئے بھی آپ کی توجہ اُن سے مبتدل نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زمان کسی مکان میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

وَلَا تَقْطَعُوا رِجَالَهُمْ وَلَا تَقْطَعُوا رِجَالَهُمْ وَلَا تَقْطَعُوا رِجَالَهُمْ وَلَا تَقْطَعُوا رِجَالَهُمْ
۹۔ النعام ۶۰

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں کو جو خاص اُسی کی رضا کے لئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں،

اس حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا! اب تم کہہ رہی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا تم اپنے متعلق کیسے صبح بھیجیں۔ جب ہم حرم میں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں اُن کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہذا اُن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں۔ اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے روگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعراض کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ عَصَىٰ ذِكْرِنَا (اور اعراض فرمائیے)
نجم ۲۰

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے جس نے

ہمارے ذکر سے منہ پھرا، اگر تم اللہ تعالیٰ کو غلوں دل سے پکارتے ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

۱۰۔ توبہ ۱۱۳

وَسَيُجِزِّي اللَّهُ ذُنُوبَكُمْ وَرَسُولُهُ لَكُمْ فِي يَوْمِ ذَٰلِكَ وَمَا عَلَيْكُمْ فِي يَوْمِ ذَٰلِكَ مِنْ حِسَابٍ
 علیہ والہ وسلم عمل کرو تم جلدی دیکھو گے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول
 اور مومنین ابھی یہ آیت پاک قرآن کریم کی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نازل ہونے کی
 شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب روایت کے مراتب بھی بیان فرما دیئے۔ سبب
 پہلے اللہ تعالیٰ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کے اعمال کی روایت کو اپنی ذات کے
 واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناظر ہیں۔ اس واسطے اللہ
 کے غم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روایت کو ان کے
 واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ ادنیائے کرام کا درجہ رسالت سے موصوفہ ہیں
 واسطے ان کی روایت کا ذکر فرماتا ہے بعد از انبیاء کی روایت سے مدخل کر دیا۔ کہ ادنیائے
 کرام میں دیکھیں گے تمہارے تمام اعمال کو۔

۱۱۔ فرقان ۱۱۴

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
 جس نے امارا فرقان کو اپنے بند سے پرنا کہ ہر جائیں آپ تمام جہانوں کے واسطے ڈالنے والے
 اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے تئیں ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا
 بقسمت ذرا سوچئے کہ اگر ایسے تئیں کا درجہ عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا ان کی
 نجات عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے یا جس عالم میں ان کی ذات موجود نہ ہو۔ ان کے
 واسطے تئیں ہو سکتے ہیں ثابت ہوا کہ عالمین کے تئیں ہونے کے لئے تئیں کی موجودیت
 تمام عالمین میں ضروری ہے۔

۱۲۔ انبیاء ۱۱۵

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
 ہم نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں

کے واسطے رحمت اللہ تعالیٰ نے محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی رحمتہ للعالمین جسے
 کا خطاب فرمایا۔ جو آج تک نہ کوئی بڑا اور نہ ہے اور نہ ہر ملک ہے۔ یہ خصوصیت صرف
 آپ کے لئے ہی ہے۔ آپ سب اور عالمین سب سب کا وجود بغیر سبب محال ہے۔
 معلوم ہوا کہ عالمین کے قیام کا بارود ہمارا اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہی رکھا ہے لہذا آپ
 کی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت تمام ہیافوں کو شامل حال و بر تو تمام عالمین جو
 اعمال خود قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ سب عالمین کا نظیر و قیام محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی موجودیت پر ہی ہے کیونکہ آپ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں جب
 آپ رحمتہ اللہ علیہ العالمین بالذات ثابت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ
 رَحْمَتِيْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَبْعٌ مِّائَاتٍ وَ اَلْفٌ مِّنْ مِّائَةٍ اَوْ اَكْثَرُ
 آیت سے رحمتی اللہ تعالیٰ کے خاص رسول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے
 ہیں۔ کیونکہ کل شے عالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور خطاب شہ
 اور مقررہ رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں۔ اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ذات رحمت عالمین کی ہر شے کو محیط ہے۔ اس لئے آپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر
 وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَبْعٌ مِّائَاتٍ وَ اَلْفٌ مِّنْ مِّائَةٍ اَوْ اَكْثَرُ
 محیط ہے۔ اس واسطے آپ کی رحمت کا جہاں عالمین سے محال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ
 نے وَاللّٰهُ يَخْصِمُكَ مِنَ الْاِنْسَانِ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے
 کی زبردست دلیل فرمائی۔

۱۳۔ ال عمران ۱۰۲ } وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ ۚ اَنْتُمْ تَقُولُونَ عَلٰى رُءُوسِكُمْ اَللّٰهُ
 وَفِيْكُمْ كُوْنُكُمْ سُوْلًا رَّادُّكُمْ سَوَّلَ رُءُوسِكُمْ اَللّٰهُ وَفِيْكُمْ كُوْنُكُمْ سُوْلًا رَّادُّكُمْ

سکتے ہر تم جہاں کہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول ہیں۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ میں ڈال دیا۔ کہ تم

کیسے انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تم میں موجود ہیں۔ اس آیت کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشاد الہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو
 تَوَدُّ لَّا نُنْقِطَ مِنَّا قَسَمًا مِّنْهُ حَتَّىٰ ذِكْرُنَا وَابْتِغَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
 کے رُوسے تہا راول بھی ذکر الہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام عد سے تجاوز کر گیا۔ اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو تم میں دکھا دو۔ اور اگر صحابہ حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھانے نظر آنے چاہئیں۔

وہابی

کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے؟

محمد عمر

(۱) ہاں تہا رے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے ان

کو بھی دیکھا؟ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں اس کو ہی تم ہمیں دکھا دو معلوم

ہو کہ ہر حاضر و ناظر کو تہا رانہ دیکھنا اُس کے حاضر و ناظر ہونے کے معنائی نہیں۔ اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے کہ شیطان تہا رے لئے حاضر و ناظر ہے تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

إِنَّمَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرًا وَأَلَا يَزِيدُ الْيَاسِينَ الْيَأْسَ

۱۴۔ اعراف

لَا يُؤْمِنُونَ بِجَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَفْلِينَ
 یعنی۔ جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو بنایا ہے۔ یہ ایمانوں

کے واسطے اولیاء اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی اُن کی رویت اور اُن کے حاضر و ناظر میں ایمان لانے سے تو مشرک نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر و حاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرما دے تو اس کا صاف انکار کیا جاتا ہے اور شرک کہا جاتا ہے۔

۱۵۔ اعراف ۲۴

وَقَدْ أَهْمُكُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ
اور ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو۔ اور وہ دیکھتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے۔
اس آیر کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور ظہار نہ دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے مگر کہ شرک نے گھبراہٹ اٹھائی ہے اور قرآن مجید سے بھی ہٹ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذِ اتَّخَذُوا آلِهَتَهُمْ لِيَكْفُرُوا بِهِمْ اور وہ کسی مقام پر فرمایا وَمَا كُنْتَ بِمُحَذِّزِي الْأَعْرَابِ إِذْ قَضَيْنَا إِلَيْهِمْ مَوَاقِلَ الْأَمْوَالِ مَا كُنْتَ مِنَ الشَّاكِكِينَ۔

ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر حاضر نبی موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور مریم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمد عمر
تہا دی بیان کردہ آیاتِ قرآنی سے موجودیتِ ذاتی مراد ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَحْزَنْهُمْ وَلَا خَوِّهُمْ أَلَا مَنِ الْمَوْلَىٰ وَقَدْ قَامْتُ إِلَيْكُمْ يَا آلُفَوْعِينَ۔ نہ مجھ کو قسم میرے پاس حالانکہ تحقیق میں نے تمہاری عادت و حد پہلے بھیجا ہوا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار کو لا تَحْزَنْهُمْ وَلَا خَوِّهُمْ

اس ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اُس حاضر کی حیثیت گواہی ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیه کریم پر ایمان لانے کے کہ واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔
ادب و یزیدت قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قریب کا بھی ارشاد فرمایا۔

۱۷۔ اعراف ۲۰۰
اِنَّ رَحْمَةً اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ
اکی رحمت نکل کر نے والوں سے قریب ہے ثابت ہوا
کہ رحمت اللہ مومنین کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے۔
اور وہی محسنین سے ہیں اور محسنین کے واسطے رحمت اللہ کو قریب فرمایا۔ اور رحمت اللہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔ لہذا آپ محسنین کے قریب ہوئے معلوم ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ محسنین سے نہیں ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریب مومنین کے ساتھ کتنا ہے اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

۱۸۔ احزاب ۴۱
اَلَّذِیْنَ اٰذَنَیْ بِاَلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اُولٰٓئِکَ
اَعْلَمُ سَعُوْدًا کُنُوْا اِلَیْہَا حَاجِرٌ

اُوں نے بعض اہل کتاب اللہ سے اَلْمُؤْمِنِیْنَ کو اَلْمُؤْمِنِیْنَ سے اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور آپ کے ادواجی سہراست مومنین کی ان میں۔ اور شدتہ دار بعض اُن کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور ہاویں سے۔

اس آیه کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کا اندازہ جو مومنین کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔ مومنین جمع ہے اور جمع پر الہ داخل فرمایا تاکہ فائدہ عمرہ کا دے۔

میں ہیں تمام مومنین ابتداء سے انتہا تک شامل ہو گئے۔ اور بیان فرمایا کہ مومنین کی جہاں
 اتنی قریب ان کے لئے نہیں ہیں جتنا کہ قریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین سے ہے۔ اور
 اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بضمیر مؤنث اذنی بنحسب میں نصب اولیٰ کو دہرا
 فرمایا تاکہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب
 میں مریٰ بکسر میں مراد لئے ہیں۔ جیسا کہ آل عمران ۳۴ میں مذکور ہے۔ اِنَّ اَوْلٰى الْمَشْرِائِ
 بِاَبْنَائِهِمْ لِلَّذِيْنَ اٰتٰهُمُ الْاَيُّوْمَ وَالَّذِيْنَ اٰتٰهُمُ الْاَيُّوْمَ بے شک بہت نزدیک اس
 کے اور اہم علیہ السلام کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی تابعداری کی۔ اور یہ نبی علیہ
 الصلوٰۃ والسلام اور ایماندار لوگ اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب نزدیک
 کر لئے ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبندی بھی یہی معنی مراد لے رہے ہیں۔ جس کا ذکر اخیر میں ابھی
 آ رہا ہے۔ اور اس اقرابت کا ذکر جو اولیٰ کے نظائریں ہے مومنین کی خصوصیت ہے
 یہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

دلائل حاضر و ناظر از احادیث صحیحہ

اِنَّا اَوْلٰى بِحَقِّكَ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهِ مَنْ شَرَّكَ
 انسانا شریف ۲۴۱ ا دینا فضول۔ د میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے

سائق اُس کی جان سے۔ جس نے چھوٹا قرینے کو توجہ پر لازم ہے اُس کا او اگر نا۔ اس
 حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرما دیا۔ اگر
 تم مومن ہو تو آپ کا حاضر و ناظر کتنا قہار ہے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بِحَقِّكَ مُؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہی ہیں تو معراج کی بات لامکان

پکیوں تشریف لے گئے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے۔ درجہ جانے کا کیا مطلب۔
محمد عمر خدا تعالیٰ تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے۔ اور تَمُنْ اَقْرَبُ الْيَدَيْنِ
 حَبْلُ الْاَوْثَانِ خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اُس
 نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مکان پر مدعو فرمایا۔ تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں
 کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر
 ہونے میں فرق لازم نہ آئیگا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَنَى اللَّهُ عَلَى اللَّهِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِ الْعَبْدِ إِذَا دُخِنَ فِي
 قَبْرِكَ وَتَوَلَّى عَنْهُ اِصْحَابُ آتِهِ لِيَسْمَعَ
 اَتْرُجَ يَنَالِيهِمْ قَالَ يَا بَيْتِي مَلِكًا
 فَيَقْبِدُ آتِيهِمْ فَيَقُولُ لِي مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ قَالَ
 قَالَتِ الْمُؤْمِنَاتُ فَيَقُولُ أَتَشْفَعُونَ لِي عِنْدَ اللَّهِ وَيَسْتَوْكِلُونِي -

۲۔ مسلم شریف ۳۹۶

نسائی شریف ۲۸۸

انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
 کو آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی اُس سے ملے مٹاتے ہیں تو وہ
 اُن کے جڑوں کی کڑکڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے
 منظرِ کبیر آتے ہیں تو اُس کو شہاتے ہیں۔ پھر اُس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے
 پاسے میں۔ اور اسی مقام پر بخاری شریف باب میں مذکور ہے۔ مَا كُنْتُ تَقُولُ
 فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلى اللہ علیہ والہ وسلم کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس
 رسل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں، آپ نے فرمایا یسین مومن پس کہتا ہے
 میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اُس کے رسول ہیں اقام
 دے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منظرِ کبیر

ایک ہی وقت میں کروڑوں مقامات پر اٹھا کر بجاتے ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بھی کروڑوں جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبروں میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اسی
وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی
وجہ و اظہار اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بنا تعدد و قات۔ ایک ہی وقت میں کروڑوں جگہ
حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں سوائے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو
اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی
کروڑوں ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کر رہے ہیں۔ اور خاص کر بلا نوم و بلام اقبال شافہ
زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبر میں اہل قبور کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دار و مدار ہے۔ اسی طرح فرق الملائک
بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کوئی ایسا ن ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سند
میں پھلیاں تلج جائیں اور غذا بتائیں تو وہاں بھی نگہبین آپ ہی کی ذات باریکات
کو بر نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالم نبی
میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی
اور روضہ اظہر پر جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہی فرماتے ہیں اور جنت پر جنت
فشیخ بھی ہیں۔ اور ہر مقام پر سونے والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف
فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔

۳۔ بخاری شریف ۱۰۵۳ | اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآَنِيْ

فِي الْمَنَآئِرِ قَبْرِيْ فِي الْيَقْطَبَةِ وَلَا تَمْنَحُكَ الشَّيْطَانُ فِي دَابِرِ رِئْءِ
روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے
تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل

نہیں بن سکتا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قید
زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرک مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات
کا اور سلام کا ارشاد خاص ہے۔

عن ابی حنیدہ انصاری قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ
فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۴۔ ابو داؤد ۱۲۱۷ ابن ماجہ ۵۶

بیہقی شریف ۲۲۲

وَسَلَامُهُمْ فَقَدْ أَكْمَلُوا شَيْئًا بَيْنَ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ حَقَائِقِ رَأْيِ الْحَمِيدِ مَا دَىٰ سِ
روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارا کوئی
ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر چاہیے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ
بَيْنَ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ حَقَائِقِ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دنیا کی ہر مسجد میں وغیرہ مسجد کی دعا سے پہلے اسلام علیکم
یا رسول اللہ کہہ لے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہیں تو اسلام علیکم
یا رسول اللہ کہنا آپ کیونکر ارشاد فرماتے۔

حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے۔ تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے
دہرایا۔

الحمد للہ تمام روئے زمین کی مساجد میں تو تم حاضر و ناظر مان گئے۔
مجدد عمر اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجئے۔

باب ثلثین عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ أُعْطِيَتْ خُتْمَانَا لِمَنْ يَخْلُقُ
۵۔ بخاری شریف ۱۲۱۷

أَخَذَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي۔ يُعَلِّمُ بِنِ الْإِسْمِ مَنْ مَسَّحَ مَسْجِدًا أَوْ حَلَمَ مَسْجِدًا رَجَعْنَا بِأَنْجَاحِ

عطا کی گئی ہیں اور اللہ کی طرف سے، جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا۔

اس حدیث سے تمام روئے زمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام میکیں بھیجا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

کیا جسے مقامات پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تہا را گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جمع بھی نبی صلیہ اسلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

وہابی

کیا اللہ تعالیٰ کو ان جسے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک کی نسبت ان بڑے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اُس کو ان مقامات سے نفرت ہے اسی

محمد عمر

طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اُس کو جاننے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی ان مقامات کی مزید ہوگی۔ لیکن جو آپ کی ذات پاک ہونے کے ان مقامات مشفوءہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم

ان گندے مقامات پر اور اوقات مشفوءہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن وقت گندہ مثلاً آپ کو پیچھے ہیں یا غائب آ رہے ہیں۔ اور آپ اُس و پیش میں اُس آئے وقت پر

اور ہر امانہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور مہمانتہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے تو کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر تبار سے اس مشفوءہ وقت اور مشفوءہ مکان میں

یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور نوجہ فرمایا گیا۔ یا نہیں۔ اور اگر معافی عنایت فرمائی۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے گندے مقامات پر بھی حاضر و ناظر ہے یا نہیں۔ مالا لکہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اُس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیحہ جس کی گواہی
دیوبندی و بابیری نے بھی نقل کیا ہے۔ جِذَامُ الْاَفْهَامِ مِمَّا بَلَغَتْ حَقِيقَةُ حَيْثُ كَانَ
رَجُلٌ مُسْلِمًا كَاَوْازِیْمِیَّہِ جہاں بھی ہو،

۴۔ ابوداؤد ۲۴۴۱ | اَنَّ اَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عَشَدَكَ فَقَالَ لَكَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَلْبَقِيَّتُ لَهٰذَا قَالَ

اَلْبَقِيَّتُ لِلّٰهِ ثُمَّ سَمِعْنَا رَاوِیْكَ حَدِیْثُ اَنَّهُ قَالَ لَمْ يَلَمْسِ اَبُو بَكْرٍ مَالِ نَبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
خِدمت میں سے آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوبکرؓ تو نے اپنے اہل کدوا سے
کیا چھڑا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں اُن کے واسطے اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ
آیا ہوں!

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر
وناظر پر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ یہ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اُس کے رسول
کو چھڑ آیا ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابوبکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے
کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرمادیتے۔ کہ اے ابوبکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں
اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اُس کے رسول کو گھر چھڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔
جب ابوبکر صدیقؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا تو تم حاضر و ناظر جاننے والوں کو
کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن و حدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے والے پر فتوے دینے والا ابوبکر صدیقؓ کو کیا کہے گا؟
آئیے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھا دیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم وقتِ جنتِ زمین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

حدیثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰ بن
مُسْلِم شَرِیْف ۲۰۹ | اٰدَمُ قَالَ اَخْبَرَنَا یَحْیٰ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ

عن انس بن مالك قال كان ابن لابي طلحة يشتمني فخرج ابو طلحة فقبض
 النبي فلما رجع ابو طلحة قال ما فعل ابني قالت ام سلمة هذا
 سكن بما كانت ففتربت اليه العشاء فتعشى ثم اصاب منها فلما نزلت
 قالت وارسا النبي فلما اصبح ابو طلحة اتى رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فاخبره فقال اعزستك الديلة قال نعم قال اللهم بارك
 لعمادتنا انت علامنا فقال يا ابو طلحة احمل حتى تاتي به النبي صلى الله
 عليه وسلم فقبضت معه بتمرات فاحملها النبي صلى الله عليه وسلم
 انس ابن مالك رضي الله تعالى عنه سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو روکا فوت ہو گیا پھر جب
 ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پہلے سے کچھ آرام ہے (حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا نے عشاء کا کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت
 ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمستری کی پھر جب فارغ
 ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرماتے کے لئے عرض کیا تو وہ
 فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار
 اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فیتہ کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جمار
 کیا ہے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صحابین شریفین
 کو ایسا اللہ برکت کر تو آپ کی وجہ سے) ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا
 تو جب ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا رہتی کہ تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت میں لا دو پھر میں اس نے بچے کے ساتھ کجودیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعَزُّ شَيْئًا لِّلَّيْلَةِ فرمایا کہ کیا تم نے جہاں کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نو مہین کے جنت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ عقیدہ امر ہے کہ آپ ظل کرنا کا تین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا

ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے نطق کو ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کی اسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جگہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا ہم تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رو برو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمایا وہ کلمات یہ ہیں مَذْكُورٌ بِالْأَصْحَفِ بِآلِ الْغَيْبَاتِ لِلَّهِ وَالصَّكُورِ وَالْغَيْبَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَبِحُجَّةِ اللَّهِ وَبِحُكْمِكَ مَا اسْتَلَامَ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الْعَالَمِينَ۔ جب نمازی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے یعنی باوجود ہونا۔ قبلہ رخ ہونا نماز الہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مودبانہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی فائست پر سلام ہر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اب نمازی کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نمازی میں اور ہر دور کھت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام مذابیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متصف ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ طبرستان کے بڑے دہلی نواب سید حسن خاں عبدولی بھی یہی لکھتے ہیں۔

۸۔ مکاتبات شرح بلوغ المرام ۱/۳۵۹ { آنحضرت ہمیشہ نصب العین

درمجم احوال و اوقات خصوصاً در عبادت و نورانیت و انگشتان و این محل
بیشتر و قوی تر است و بعضی از عرفا کہ کسی سرگفته اند کہ ایں خطاب بہمت سریان حقیقت
محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرا ئی موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم در ذاتی مصلیایں موجود و حاضر است پس متصل باید کہ ایں معنی آگاہ
باشد و ایں شہر فانی نبود تا با افراد قرب و اسرار معرفت منور و فائز گرد و خیر سے

در باو عشق مراد است رب و بندیت عے جنیت عیاں و دعائے فرستمت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے
والوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالات میں اور تمام اوقات میں خصوصاً تمام عبادات
اور نورانیت اور انگشتان کی حالتوں میں اور یہ مقام ہیبت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض
فانوں نے رافضائوں کی قیروں کو اور ان کے رازوں کو مقدس فرمائے اسے کہا ہے کہ یہ
خطاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے۔ تمام موجودات
کے ذروں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نمازیوں کے
وجود میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو فانی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔ اور اس
شہود سے غافل نہ ہوتا کہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائز ہر جگہ
سے عشق کے رستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔ تجھ کو حیاں و کینتاہوں میں رہا
رسول اللہ اور دعا کرتا ہوں :

اقوال بزرگان

قال ابو الحسن شاذلی

فَوَجِبَ عَلَى النَّبِيِّ

صلى الله عليه وسلم

حُرْفَةُ عَيْنٍ مُؤَخَّذَةٍ

۱۔ شرح قصیدہ حمزہ مصنف ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۶

تنویر الحکام فی روتہ النبی والملك ص ۱۸

فَشَبَّ مَثَلًا دَابَّ الْحَسَنُ شَاذُلِي نَعْنِي فَرَايَا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آکھ بھپکنے کی دیر بھی مجھ سے درپردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

قال ابن دینار ان كثر

أَبْكَتْ فِي النَّبِيِّ أَخْذًا

۲۔ شرح شفا مصنف ملا علی قادی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶

فَقُلْتُ أَسْلَمْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَلَا تَسْرُوحَنَّ عَلَيَّ بِسَلَامٍ خَاصَّةً فِي بَيْتِ الْمُسْلِمِينَ وَكَمَا ابْنُ دِينَارٍ فِي كَثْرَةِ فَنَحْصِ زَهْرٍ تَوَكَّرَ بِسَلَامٍ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے،

وَأَقْسَى

۳۔ کتاب الاپییریہ مصنف عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۴

ذَلِكَ سُرُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَاذُهُمْ يُحِبُّ عَنْهَا شَيْءٌ مِمَّنْ

الْعَاخِر۔ دائرہ سب روحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

۸۔ سب کے روح سے کوئی چیز دنیا کی پوشیدہ نہیں،

۴۔ مدارج النبوت ص ۲۸۶۔ ہاں کہہ دے صلی اللہ علیہ وسلم سے پیرو

مے شہود کلام ترا۔ زیرا کہ وہ منصف است بحقائق اللہ تعالیٰ۔ و تو جان مے کہ
بنی صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ
کی صفات مے منصف ہیں،

۵۔ قصیدۃ النعمان معتقد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۵

وَإِذَا تَمَعْتُ نَعْتِكَ تَوَلَّيْتُهَا وَإِذَا تَطَعْتُ نَأَىٰ تَرَىٰ إِلَائِكَ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

جب میں کوئی بات سنتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کی ہی طرف
مے کلام پاک منائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں رہبر سوا تو سوا آپ کے مجھے کچھ
نظر نہیں آتا،

اے حنفی بننے کا دعوے کرنے والو یہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور
عقیدہ۔ اب فرمائیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہہ گے۔ اس عقیدہ کو سننے
کے بعد اگر تم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالا تو
تم حقیقت کے مدعی سمجھو گے۔ جو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کر کے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کرو۔

۶۔ شامی ج ۱/۲ طحاوی شریف ص ۱۲۲

يَتَجَبُّ أَنْ يَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَسْتَبِ هَؤُلَاءِ أَمْثَلُكُمْ لَكَ مُحَمَّدًا
شَهِيدًا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالْأَصْحَابُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ

شامی کے منہ پر علامہ شامی لکھتے ہیں تَقُولُ الْقِيَامَةُ
۷۔ شامی ج ۱/۲ ص ۱۲۸
أَنْتَ إِلَّا نَسَاكَ إِذَا ضَاعَ لَكَ شَيْءٌ وَأَمَّا أَنْ
يُرَكِّهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلَى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِيَامَةِ

فیصلہ حاضر ناظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم از اکابر دیوبند

۱۔ امداد الشاق مصنف مولیٰ اشرف علی صاحب قناوی و مولیٰ مشتاق احمد
مدار مولود شریف میں ہیئت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف ہی گئے ہیں
جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں، اور ہمارے واسطے
اتباعِ حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تو لگایا کرنا چاہیے۔ اگر احتمال
تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان و مکان ہے۔
لیکن عالمِ امور و نفل سے پاک ہے۔ پس قدمِ نوح فرمائے اوقاتِ بابرکات کا بعد نہیں۔

۲۔ قنادی امدادیہ۔ شیخ کی صورتِ ذہن میں حاضر کر کے نظرِ قلب
سے اُس کی طرف ٹھکلی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فیض من کا اٹل
خاضعاً مشاہدہ نہیں فقط یعنی شیخ کے تصور کو حاضر و ناظر تصور کیا جائے

۳۔ امداد السلوک مصنف مولیٰ رشید اسماعیل گویہ و شہاب ثاقب مد
مولیٰ حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں۔ وہم مرید یقین و اندک روئے شیخ مقید بہ یک
نہان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر اذ شیخ دور است اما روحانیت او
دور نیست و چوں ایں ہر حکم و اندوہ ہر وقت شیخ را میاد و او در ربط قلب پیدا آید و ہر دم
مستفید ہو۔ چون مرید ہر دم در محل واقع متاج شیخ ہو۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ ہر حال
سوال کند و مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن روحانیت دور نہیں جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط ظاہر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا تعلق شیخ سے کرے شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبان و دل سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اُس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کو دشمن کہہ کا فتوے اُس پر چاہا کریں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر مانجئے کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اتنا اعتماد ہے۔

۴۔ فیوض المحرمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مَنْ رَآهُ فِيهِ مَرْجُوحُ الرِّيحِ أَوْ خَافَهُ حَتَّى أَتَى النَّاسَ بِكَادٍ يَتَعَلَّقُهُ فَمَنْ ظَنَّ أَنَّ مَلَاحِظَةً لِنَفْسِهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي قُرَيْبٍ مِنْ الرِّجَالِ قَدْ رَأَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَكْثَرِ الْأُمُورِ يُبْدِعُ فِي غَوْصِهَا أَلْكَرِيْمَةَ الْفَتَى كَأَنَّ عَلَيْهِ مَنَّةً لَعَنَهُ مَنَاءُ إِلَى مَا لَحِقَهُ الْفَقْرُ ابْنِ سُرَّجَانِيَّةٍ لَا إِلَى جَيْتَانِيَّةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَّعَتْ أَنَّ لَهُ خَاصِيَّةً مِنْ تَقْدِيرِ لَيْسَ وَجِبَ بِصُورَةٍ حَبَسَتْ عَلَيْهِ الْعَصَا وَالسَّلاَمُ وَبَشَرَتْهُ نَبِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْإِسْلَامُ كَيْفَ رُوحَ كَيْفَ سَاقِدَ تَمَامَ نَفْسِ نَفْسِهِ. اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز تر آہستی کو دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی روح کی موجوں میں ایسا متغزل ہو کہ اُس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کے سوا مجتہدوں سے اور دیکھنے میں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر ائمہ میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہر صورت ظاہر فروئی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ کے بعد دیگرے باوجودیکہ میری آرزو محض آپ کی روحانیت کی قبیحہ جہانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کی روح مبارک کی تعظیم آپ کی صورت جسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔

دلائل علم غیب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں

اور احناف نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اسے تمام عالمین کا علم غیب

ماحول ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حنفی ہو یا وہابی؟

لفظ نبی کی تشریح
 نبی کا لفظ بنا ہے شمس ہے اور لفظ نبی صفت و نسب کا بیڑ ہے
 اس کا معنی خبردار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال
 قرآن کریم میں بکثرت ملتا ہے۔ (۱) نبی عیسیٰ (خیر و سچے) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میرے بندوں کو (۲) اِنَّكَ عَلِيمٌ غَيْبًا اَلْبَنَاءُ اَذْهَرًا اور پڑھے ان پر آدم علیہ
 السلام کے دو بیٹوں کی خبر (۳) بَيْنَا وَبَيْنَا يُغَيِّبُنا رُؤُوسَنا كِيْنا خَيْرًا
 (۴) اِنَّا اَنْتَ الْغَيْبُ اسے خبر رکھنے والا ہے

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی خبر رکھنے والے ہیں۔
 نبی کی نسبت اشکال طرز ہے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حشیت سے اللہ کی خبر رکھنے
 والے ہی مراد لے جاسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غیب سے یعنی ہماری آنکھوں کے ادھل
 سے اور یہ امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی پر سکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب
 ہے اُس کے صفات بھی غور و غیب پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم
 باسْمِی نبی رکھا۔ یعنی غیب کی خبر رکھنے والا۔ اور نبی صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے

دوام پر ولایت کرتا ہے۔ اس واسطے یہ ثابت ہوا کہ نبی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اُس کو نبی کہا گیا ہے وہ علم غیب عطا فی نبی کو علی الدوام ہے کا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مالین پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالین کا علم مکمل فرمایا اور آپ نے اُس کو علی الدوام اندرون سے نبی ہونے کے حضور رکھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا بانگ خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے۔ اور اُن کا اُمت کے لئے ظاہر نہ فرمانا اُن کے عدم علم پر ولایت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالغرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اُس خبر سے بے علم سمجھا تو اس عقائد کی بنا پر اُمتی ویرہ مکرہ ثبوت رہے گا۔ یا اُس کو یہ ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علم اُس کے ثبوت کے اقدام پر دال ہو گی۔ اور ثبوت کا نبی سے مقدم ہونا ایک اُن کے لئے بھی اصول ثبوت کیا بلکہ اصول الہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطا فی اُس کے ایک اُن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مالین کے علم سے ایک اُن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تمام مالین کا علم غیب عطا فی علی الدوام ماننا یعنی ازاں اُسے آفریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُتیامت اور قیامت کے بعد شب و روز و وقت اور دوزخ و غیر جم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور متوق کی عقلوں سے بالاتر ہے آپ کی شان ثبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف

غیب کے معنی ماغائب
عناں ہیں۔

۱۔ لِقَاسُكَ ۱۔ مَدَنی مُتَعَبِّیْنِ الَّذِیْنَ یُؤْتُونَ بِاَلْغَیْبِ وَہِدَايَتِ

ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو میان راستے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو کچھ
ہوتی نہیں،

فَاِذَا دَخَلْتُمْ مَدِيْنَةً فَخَرُّوْا عَلٰی سَبْعِ مَوَاقِفٍ فَرَاغُوا مِنْهَا وَارْجِعُوْا اِلٰی سَبْعِ مَوَاقِفٍ
۲۔ تسلا ۹۰ } ایک بہت عریض فرما کر دار حفاظت کرنے والیاں
پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی، یہاں اگر قیام کے معنی غیر مخلوق کے
بادوں تو فرمان الہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَخَافُہٗ بِالْغَيْبِ ۝۱۱
۳۔ مانند ۱۱ } اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اُس سے پر دیکھے،
فَاِنَّكَ لَيَعْلَمُنَّ اَنۡفِیۡہُمْ اَخۡشَیۡہٗ بِالْغَيْبِ
۴۔ یوسف ۱۲ } اے یوسف علیہ السلام نے فرمایا: (پر معافی اس
لئے کہ ہے تاکہ عزیز جان سے کہ میں نے اُس کی خیانت نہیں کی۔ اُس کی پر نشیت)
اِنۡمَا تُشۡذِرُہٗمۡ مِّنۡ اَتۡبَعِ الذِّکۡرَ وَخَشِیۡنَ الرَّحۡلٰتِ
۵۔ یس ۲۲ } یا غیب! سو اس کے نہیں آپ اُس شخص کو ڈراتے
ہیں جو اپنے رب سے پر دیکھے ڈرے،

مِّنۡ خَشِیۡنَ الرَّحۡلٰتِ بِالْغَيْبِ
۶۔ ق ۲۳ } جو ڈر رہے ہیں سے پر دیکھے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحۡشَوْنَ رَبَّہُمۡ بِالْغَيْبِ
۷۔ مملکت ۲۱ } انہیں غیب سے ڈر رہے ہیں،
جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں پر دیکھے۔ ان کے واسطے بخشش ہے اور پٹا
(اجر ہے)

اور یہی معنی محمد بن سے بھی ثابت ہے۔

تَوَلَّى لِقَائِي (عالم الغیب) مَا غَابَ عَنِ الْغَيْبِ
۸۔ زرقانی

یعنی جو چیز ہندوں سے غائب ہو

عَالِمُ الْغَيْبِ وَمَا جِئْنَا غَابَ عَنْ أَكْثَرِ خَلْقِهِ
۹۔ ابن جریر

جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اُس کو دیکھا نہ ہو

ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جیسے حواس خمسہ سے ادھل چلا کر اُس کو غیب کہا جاتا ہے۔ نیز موجودی انما ج اگر غیب سے مراد دیا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیب انسانی کہا جائیگا یعنی بہ نسبت الی العباد کیونکہ اللہ کے علم کو جو کس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ ہے انتہا علم تو وہ بھی بالنبیۃ الی العباد ہے نہ کہ اُس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اُس کی ذات کو لا یخفی علی اللہ شئی یعنی اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اُس سے کوئی چیز ادھل نہیں تو پھر عالم الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بالنبیۃ الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہو انہی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے۔ اُس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں۔ چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر اُس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم واسطے سے تو غیب کا پردہ اٹھ گیا لیکن بالنبیۃ الی غیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہیگا۔ جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تمہارے غیب کو اپنے علم کے ساتھ طعن کر کے عالم الغیب ہونے کا دعوے فرماؤں تو مبارک ہو سکتا ہے اور ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو باقی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا تبعیت کرنا درست ہو جائے گا۔ اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جائے جو اسی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اُس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا

نہیں۔ یا بعد از انجہار اس غیب کی نسبت نبیاری کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا انجہار کو وہ غیب کا علم دیا ہی علم غیب کہلائیگا؟

ذَٰلِكَ مِنْ آثِنَامِ الْغَيْبِ فَوَجَّهْ إِلَيْكَ رَبِّهِ قَرَّانِ
ابو ال عمران ۲۰

شریف غیب کی خبروں سے ہے۔ جو وحی کرتے ہیں ہم اس کو آپ کی طرف دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے: ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی وحی ہوا تھا کہ فرمائیے یا بذریعہ رسول یا من وراء حجاب اس کو غیب ہی کہا جائیگا۔ جیسا کہ یہ قرآن شریف۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی ماننا بھی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔ صاف غلط ہے۔ ۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطاء الہی ہے ذاتی نہیں۔ ۳۔ قرآن کریم کے تین پارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منیبات سے بعض علم غیب ہے۔

یہ قرآن کریم جو آپ کے علم غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق کس قدر علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔

۲۔ نحل ۱۱۳ | وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً
۱۱۳ | ہم نے آپ پر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب جو بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو،

۳۔ یوسف ۱۱۳ | وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً
۱۱۳ | یقوتہ کی مینت (اور قرآن شریف تفصیل ہے ہر چیز کی۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے)

ان آیتیں میں اشرقتھانے نے نزول اعلیٰ کتاب اور اشرقتھانے ہے۔ اور قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ معلم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اشرقتھانے کے متعلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اول حقیقی نے ایش لکھائی القرآن میں لکھائی حیکمہ علیہ رجبے شک آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اشرقتھانے کے ہو قرآن شریف بشے دانہ جاننے والے کی طرف سے اسے بذریعہ اشرقتھانے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ متعلم ثانی اگر متعلم اول کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں رہتا۔ اور اولیت موائے آپ کے اور کسی کو نہیں چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔ اَلَّذِیْنَ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ الْبَیِّنَاتِ رَحْمَنٌ جِسْمٌ سَکَّیَا قرآن پیدا کیا اُس نے انسان کر سکھایا اُس نے اس کو بیان کیا یہ امر ثابت ہو گیا چنانچہ کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے اور سر نہیں اور بقنا مالک اپنی مملکت اور مقبرہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں ۱۲ قرآن کریم میں کُل شے کا بیان اور کُل شے کی تفصیل موجود ہے ۱۳ اس بیان کُل اور تفصیل کُل شے سے جس میں ایمانداروں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے قریہ کُل شے کا علم اور تفصیل کُل کا کُل علم مغیبات میں شامل ہیں جس کو ارشاد الہی نے واضح فرمایا اِذْ اَلَمْتُ مِنْ اَنْبَاہِ الْغَیْبِ دیکھیں خبروں سے بعض ہے اثبات ہذا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کُل شے کا علم یعنی کُل علم کُل آپ کے بعض مغیبات سے ہے جس کے علم میں کُل علم غیب اُس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اُس کے کُل علم غیب کی افادہ کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا ادا کرے اُس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اُس کے غلط کی پرکھ کر سکے بلکہ ملائکہ اُس علم غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ اُن کے معلم و معلم حقیقی وعدہ لا یشال جس کا

علم غیر محدود ہے۔ لہٰذا جہی سے میرا اور بالائز ہے۔ بلکہ جعل الذکلیات والجزئیات ہے۔ جس نے تمام مخلوقوں اور چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کئی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحتہً مشرک ہے۔ تو یہ علم لکھی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

۴۔ انبیاء ۱۷۱ ﴿وَمَا آتَاكَ اللَّهُ خُلَافًا لِّكَ إِلَّا تَخْتَلِفُ عَلَيْهِ نِيتُ رَأْسِهِمْ جِجَامِهِمْ﴾
 آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت کا خطاب دے کر تمام عالمین کا خاتم بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ راہ جناب کی رسالت تمام جہانوں کے واسطے رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت کرنا۔ اور عالمین کی تفصیل گلشنے کا اظہار ہے۔ رحمت کو نکرہ کہا کر ثابت ہو جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ ذات واحد ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبر دے رہی ہے۔ ۴۴ آپ کا ماحول ناظر ہر ناجی ثابت ہو گیا۔ جس کو پیچھے بن بیان کیا جا چکا ہے ۵۵، لہٰذا دے کر واسطے جڑا ہے۔ لٰغالبین نے منہم استمداد اور وسیلہ کر ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد و فرمائیں کرتے تھے لٰغالبین کا مصداق نہیں بن سکتے چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان قیام پذیر ہیں ۵۶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رحمت عالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر آپ کو اختیار عام عنایت فرما دیا جس کو بعد اس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم فرمادیں یا نہ کوئی تفصیل نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک ابن اُمیر سے ضرور یہ پر تب ہی متفق ہو سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیل و جمالی حاصل ہو۔ اور علی الدوام رہے ورنہ

نہیں۔ امد نہ ہی بغیر علمِ عالمین کے آپ کسی صدمت سے بھی رحمۃً للعالمین کہہ سکتے ہیں۔
 تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃً للعالمین ہونے پر صحیح ہے اُس کو بعد ازاں اتمو ستہ ضروریہ
 آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جزو ایمانی ہے۔ اور عالمین میں روح و قلم
 بھی شامل ہیں۔ لہذا اگر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحمت قلم کو اللہ تعالیٰ نے شاملِ مال
 نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کسی روح پر متحرک نہ ہر سکتی۔ اور تفصیل کُل کے محفوظ نہ کر سکتی۔ اور
 عالمین کے ذلہ ذلہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ ارے جس کی رحمت سے قلم متحرک ہوا اُس کو تو
 تم ہوا واقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کُل کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے۔
 مدینِ عقل و دانش بیادِ گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوح محفوظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی رحمت سے ہی محفوظ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم
 عنایتِ آپ کو پہلا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ مصلیٰ و امد و پ
 و ذوالہلال خود ہیں۔ چنانچہ لوح محفوظ جس میں ذلہ ذلہ محفوظ ہے اُس کا قیام نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رحمت ہے۔ لیکن محافظ اُس کا اللہ تعالیٰ ہے تو اُس کی حفاظت کرنے
 سے لوح محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اُس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃً للعالمین
 ہونے کا انکار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَا أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ وَأَنذَرْتُ إِذْ أُنذِرُ لَكُمْ بَعْثًا مِّمَّا تَخَافُونَ
 اللَّهُ وَلَا تَعْلَمُ الْغَيْبُ شَيْءٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ إِلَّا مَّا يُرِيدُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 اُنْتِمْ الْإِنْسَانُ يُوْحَىٰ إِلَيْهِ دَفْرًا وَيُحْيِي ۚ يَرْسُولُ اللَّهُ لَهُ فِي هَذِهِ كِتَابٌ كَرِيمٌ
 پاس اللہ کے خزانے میں اور میں غیب نہیں جانتا۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ
 ہوں میں کسی کی تابعداری نہیں کرتا۔ مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

اس آیت میں تین امد ثابت ہیں (۱) آپ خزانۃ اللہ کے مالک نہیں یعنی
 متاثر کل نہیں (۲) اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہر نفی (۳) میں فرشتہ

نہیں بلکہ بشریوں جو وحی کا متبع ہوں ان تینوں مسائل نے آپ کے مذہب کی بنیاد اکھاڑ دی کیونکہ تم بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو متنازل مانتے ہو اور غیب وہاں مانتے ہو اور فور مانتے ہو۔ اس آیت سے تینوں کی نفی ہو گئی۔ لہذا ان تینوں مسائل میں تمہارا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

محمد ص لَا اَقُولُ لَكُمْ اِنِّي مَلَكٌ سے بشریت کیسے ثابت ہو گئی کیا خدا پر بھی بہتان لگانے شروع کر دئے۔ کیا قرآن کریم میں اس مقام پر بشریت کا ذکر ہے جو تم مراد لے رہے ہو کچھ خدا سے ڈرو۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا نیت کا ثبوت باقبل گزر چکا ہے۔ ملاحظہ کرو۔ باقی رہا یہ فقہ لَا اَقُولُ لَكُمْ عِندَ خَزَائِنِ السَّمَاءِ اللہ تعالیٰ نے خزانے آپ کے پاس واسطے انکار کرنے کا ارشاد نہ فرمایا کہ کفار نے اعتراض کیا جس کا یہ جواب دیا گیا: هُوَ عَلِيمٌ خَوَّلَا اَسْئَلُ عَلَيْكَ كُنْتُ دَکِیْلٌ نَبِیُّ اَنَا اَلْکَیْلُ آپ دینی صلی اللہ علیہ وسلم پر خزانہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے کہ ایسے وحی اللعالمین ہوں اور لوگوں میں خزانہ تقسیم کر کے اپنی رسالت کا اقرار کرادیں اور حق کی نصرت عظمیٰ کو تقسیم فرما کر دوزخ سے چڑھا دیں۔ چنانچہ ان کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا فَذَلَا اَقُولُ لَكُمْ عِندَ خَزَائِنِ السَّمَاءِ دِیَا رَسُوْلٍ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے تمہارے لئے میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں تاکہ تم ان خزانوں کی حرص سے مجھ پر ایمان لے آؤ۔ جب اللہ تعالیٰ مومنین کا ایمان لانے کا اسان اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہوا اشت نہیں کرتے فرمایا نَبِیُّنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْئَلُوْا فَذَلَا تَقُوْا عَلٰی اَنْ یَّسَلَاکُمْ بِیْلِ اللّٰہِ یَنْ عَلَیْکُمْ اَنْ تَسْأَلُوْا لِیَا یَا بَدِیْنِ دِیَا رَسُوْلٍ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان کرتے ہیں۔ فرما دیجئے آپ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ کرو۔ بلکہ تم پر اللہ

کا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی، چہ جائیکہ کنار کو خزانہ اللہ کی لالچی
وہ کہ رسالت پیش کی جائے بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
بے نیازی کا اظہار فرمایا اِنَّكُمْ خَلَقْتُمْ خِلَافَتِيْمْ مِمَّنْ شَاَءَ فَاَنْتُمْ كَافِرُوْنَ
چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کر دے، مجھے اور میرے محبوب صلے اللہ
علیہ وسلم کو تمہارے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا پر لَا اَقُوْلُ كَسْرًا
عِنْدِيْ خِزَانَةُ اللّٰهِ فرمایا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق
سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تاکہ معتز ضیق استغفار حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کا ناقہ بند ہو جائے۔ فرمایا تَوَجَّدَكَ عَائِلًا فَاَعْطٰنِيْ رَاغِبًا فَاَعْطٰنِيْ رَاغِبًا
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (سببی مال سے، نادار پایا تو غنی کر دیا، اور فرمایا ۱۵) الْحَجْمُ
۲۶ هُوَ اَوْ غَنِيٌّ فَاَفْقِيْ (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا، اور
خزانے والا کیا) پھر فرمایا ۱۷ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ بَعْدَ شُكْرِ اِيْمٍ نَّهْنِيْ
تمام کثرت عطا کی،

۱۔ تفسیر کبیر ۵۸۱ اَقُوْلُ لَہٗ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ (وہ اَنَا اَعْطَيْنَاكَ
الْکَثِیْرَ فَاَعْطٰ اَنْتَ الْکَثِیْرَ وَلَا تَخْذَلْ رِیْکَ
ہم نے آپ کو بہت کچھ دے دیا۔ آپ بہت عطا فرمائیے۔ اور نہ مل نہ کیجیے۔
۲۔ تفسیر نسفی ۲۸۲ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُوْثَرَ هُوَ اَفْزَعُ مِنْ الْکَثْرِ
۱۸۲ اَفْزَعُ الْمَقْزُوْطِ الْکَثْرَةُ کُوْثَرُ فِعْلِ کَثَرْتُمْ
پر کثرت سے اور اُس کے معنی زیادہ کثرت کے ہیں)

۳۔ تفسیر خازن ۲۵۰ اَوَّلُ الْکُوْثَرِ ذُوْعَدٍ مِنَ الْکَثْرِ
۴۔ مفردات راغب ۲۴۱ یَقَالُ لِلْجَلِّ الْمَشْبَعِ کُوْثَرٌ یُقَالُ
اور اول کثر کا اصل کے وزن پر کثرت ہے،

تکوثر ایشی کثر کثر مثنیٰ و مثنیٰ آدمی سخی کو کثر کہا جاتا ہے اور جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہو جائے تو اس کو تکوثر ایشی کہا جاتا ہے۔

تفسير صاوي ١٤٨ ما كنت قبيل لك من الانبياء جعل الله
مقاييسهم خذ ايها السعداء فموتوا بغير

تفسیر صاوی $\frac{1}{158}$

اِنَّ النَّبِيَّ مِنْ اَنْفِئِهِ وَمَسْلَمٌ كَاَحَادِ النَّاسِ لَا يُجْلِكَ شَيْءٌ اَوْ اَصْلًا وَلَا
لَفْظًا بِمِثْلِ اَوْ لَا بِاطْنًا فَعَوَّكَ فَاَيُّ حَايَسَ الدُّنْيَا فَاَلَا حَيَّةً وَابْتَدَلَهُ
بِعَدَاوَةِ الْاَيَّتِي خَلَّالَ مَبِينًا اِثْرًا لِمَا لَمْ يَكُنْ فِي اَيْنِ خَزَائِنِ كِي حَايَا نَبِي صَلَّي
اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ تَحْمِلُ كَيْسَ تَحْمِلُ شَخْصٌ نَعْمَانُ كِيَا كَيْ شَيْءٌ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوسَرِ دُكُلِ
كِي طَرَفِ كَيْسِي حَمِيَزِ كَيْ بَاغِلِ مَالِكِ نَهِيں هِي اَللّٰهُ اَبِ كَيْ سَاغِدِ ظَاهِرِي اَللّٰهُ بَاغِي نَفْعِ بِنِ
تُرُو كَا فَرِي - دُنْيَا اَوْرِ اَفْرَتِ مِي خَسَا عِ دَا لَ اَ - اَوْرِ اِسْ بَايَةِ سِي بِرِ دِلِ اَخِزْ كَا كَا
اَبِ نَفْعِ نَفْصَانِ كَيْ مَالِكِ نَهِيں يِي كَرَا هِي ظَاهِرِي - پھر اَللّٰهُ نَعْمَانِ فَرَا يَا رَا ، وَتَسْتَوِي
مُنْطَبِقَاتِ تَرْتِيقِ تَسْتَوِي دَا اَبِ كَرَا رَسُوْلُ اَللّٰهُ عَلَيْهِ عَطَا كَيْ كَا - كَا اَبِ رَا هِي بِرِ
حَايِلِ كَيْ جِيَا كَا اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ اَللّٰهُ تَعَالٰی سِي اَبِ كَرَامِ كَثَرَتِ عَطَا رَا دِي پھر فَرَا يَا -
اِذْ تَقُوْلُ لِيْذِي عَا اَنْعَمَ اَللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْنَا رَجَبِ فَرَا تِي
نَفْعِي اَبِ اُسْ مَفْصِلِ كُو حِيں پَر اَللّٰهُ نَعْمَانِ كِيَا اَبِ اَبِ نَفْعِي اُسْ پَر اَنْعَامِ كِيَا ، اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلِيهِ وَسَلَّمَ كَيْ پَسِ خَزَائِنِ اَللّٰهُ نَهِيں مِي لَرَا اَللّٰهُ تَعَالٰی نَعْمَانِ اَنْعَمْتَ عَلَيْنَا كَا اَطْلَاقِ اَبِ پَر
كِيوں كِيَا - اَوْرِ فَرَا يَا - اَوْرِ نَفْعِي تَكْرِيْمًا فَاِي اَسْمَعُوْنِي وَمَا فِي الْاَسْمَاعِ مِنْ جَمِيْعَا قَبِيْنَا -
اَوْرِ اَللّٰهُ نَعْمَانِ جَرِيْزِ اَسْمَانِ اَوْرِ زَمِيْنِ مِي هِي اُسْ كَا جَمْعُ مَتَبَاهِرِ سِي تَابِعِ كَرِيَا هِي اِسْ
اَيَّتِ كَرِيْمِ مِي اَللّٰهُ تَعَالٰی نَعْمَانِ اَسْمَانِ كِي ہر شَيْءِ كَرِيْمِ صَلَّي اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي تَوِيْلِ
كَرِيَا - مِيں جِي خَزَائِنِ اَللّٰهُ تَعَالٰی مَالِ ہيں -

۴۔ بخاری شریف میں ہے: وَإِنِّي قَدْ أَعْطَيْتُ مَعَاذِيكُمْ خَزَائِنَ الْأَرْضِ

ارد ہے شک میں یقیناً تمام زمین کے خزانوں کی گنجیاں دیا گیا ہوں۔

۱۰۔ مسلم شریف ۲۱۰ | اَوْ أُعْطِیْتُ السَّكَنُذِیْنَ دِیْمِیْ لَمْ یَمِیْرَ لَمْ یَمِیْرَ
حشی کہ میں نے اُس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو غزائے عطا کیا گیا ہوں۔

قَالَ السُّودِیُّ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْكَثْرَةِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ
رطبار نے کہا ہے کہ کثرت سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے، حدیث مذکورہ بالا سے دو امر ثابت ہوئے (۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے مژدہ آمدہ میں ہی عطا فرما دیا (۲) تمام سونے چاندی کے خزانوں کی گنجیاں آپ کو عطا کی گئیں۔

۱۱۔ بخاری شریف ۴۱۸ | اَبْتِیْتُ بِمَقَاتِلِمْ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فُضِّتْ
فی بیذنی رجبے تمام دین کے تمام خزانوں کی گنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا۔

۱۲۔ بخاری شریف ۱۴۹ | اِنَّمَا اَنَا نَسِیْرٌ یُعْطِی اللّٰهُ
آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔
مسلم شریف ۲۲۲ | چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

۱۳۔ اِنَّمَا السَّابِقُ فَلَا تَنْتَظِرْ دُرُورًا کِیسی قسم کا سوال کرنے والا آجائے تو اُس کو یا رسول اللہ نہ بھڑکے، اگر قبول تھا سب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خزانہ

نہیں تو فلا تَنْهَوْا فِرْلَہ کا کیا مطلب۔ بلکہ نَاْتَحَذُ چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خزان اشد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے کسی کو واپس مڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

۱۴۔ وَلَا تَجْعَلْ بَيْنَكَ مَقْعِدًا لَّنَا إِلَىٰ عَرْشِكَ وَلَا تُسْكِنْنَا كَلَّ النَّبِطِ
فَتَقْعُدَ مَعَنَا فَنَحْشُوکَ اَدَاوِ آپ اپنے دستِ پاک کو تنگ نہ کیجئے اور نہ تمام فراخ کر دیجئے تو آپ انہوں سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے، اس آیت کریمہ میں جناب کی تمامیت کے میاں رومی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا مطلب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میاں رومی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور تقسیم علیہ فرمایا۔
۱۵۔ اَشْكُرُ الرَّسُولَ فَخَرًا وَمَا نَفَعَكَ عَنْهُ
۵۔ اَشْكُرُ اَدَاوِ جو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے دیں تو اس کو شکر کرو۔ اور جس سے انکار فرمادیں رک جاؤ۔

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزان اشد کی کنجیاں تو ہیں جس بنا پر آپ کی غلیت ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔ لیکن وَلَا اَقُولُ كَمَا عِندِي خَيْرًا اِنْ اَشَاءَ اس لئے فرمایا کہ صداقت رسالت پر وہیہ نہ گئے۔ کہ خزان اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پر خرچ کر کے رسالت کا اقرار کر دیا جا رہا ہے۔ اگر حقیقتاً یہ رسول اللہ ہوتے تو خزان اشد تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے حقیقت جو اس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خزان اشد کا انکار کر دیا گیا اور دوسرے کوئی مقامات پر ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ بلا طمع آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کے واسطے خزان اشد ہونے پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہا ارشاد الہی وَلَا اَعْتَدُ الْغَيْبِ دَفْعًا وَيَجِبُ يَا رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلائے کہ کوئی کج طبع

آپ کے علم غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے جس کی ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک وہ عالم ہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سے غیب عطا کی جانے کی وجہ سے آپ علم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس عطیے کو اپنی طرف سے عَلَنًا مَّا لَمْ يَكُنْ تُعْلَمُوهُ سے خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطا کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ ذُو حَيْثُورٍ اِلَيْهِ رَیْ غَیْبِ كِ
ہال عمران۔ پارہ ۲ | خبروں سے ہے جو ہم نے آپ کی طرف سے اللہ

تعالیٰ کا یہ دعوے کر قرآن شریف اخبار غیبیہ میں تو آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ بالذات وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ نہ کہہ رہا ہے بلکہ علم الغیب صراحتہ فرمادیتے تو منافقین ذَٰلِكَ مِنْ اَنْبِیَاءِ الْغَیْبِ اَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبُ کو مطابق کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصنف قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعوے کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعوے کرنا کہ یہ نبی خبریں ہیں یہ صاف ظہر ہو جاتا کہ آپ مصنف قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقع مل جاتا اور جو شے نبی کو مصنف کتاب جتنا آسان ہو جاتا۔ مگر نہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک سے وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبُ کہلایا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا انبیاء کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

وَمَا هُوَ مِنَ الْغَیْبِ بِضَیْنٍ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا پرخیل نہیں۔ اگر آپ کے پاس عطا کی غیب کو بھی تسلیم نہ کیا جائے

تو اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جعلی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر جعل کیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ کے پاس غیب تو منزور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطا کی ہے۔ اور وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبُ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لَا اَعْلَمُ الْغَیْبُ

سے مطلقاً خیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہر یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی اہل حق و حوصلے
 پستے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی خیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے
 کہ یہ فی ظہری ہیں ثوابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا
 انکار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دھڑے نزلنا
 عَلَيْنَا الْكِتَابَ معاذ اللہ محدث ثابت ہو گا۔ اور خداوند تعالیٰ کی کلام کا جھوٹ
 ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر لہذا امانت پڑیگا کہ وَلَا
 اَعْلَمُ الْغَيْبُ مِنَ اللَّهِ تعالیٰ علم خیب ذاتی کی نفی کر رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔
 اور وَلَا اَقُولُ سَكْرًا فَاِذَا مَلَكَتْ رَاوِدُ فَرَاوِدَ یَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ

وسلم میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی
 بنگ تھی ملائکہ تو آپ کے علم ہیں بلکہ غلامانِ غلام ہیں۔ اور اُن کی فرمانیت کا قیام آپ
 کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ
 اس عبارت قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یا وہ نہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام جو
 سینا ملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو مسدود انتہی پر ختم کر چکے لیکن ذات پر نور حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم با اعانتِ غیر مرئیہ و ملائکہ پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات
 میں نبی سے کم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور ہر صفات میں اذلی تر اور
 بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے وَلَا اَقُولُ سَكْرًا فَاِذَا مَلَكَتْ فرمایا اور اللہ تعالیٰ
 نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم مذکور اور ملائکہ مذکور اور خداوند بھی آپ کا ذرا اگر آپ دعوے ملکیت فرماتے
 یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شانِ الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ مذکور
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکور میں کوئی فرق نہ رہتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر

کبھی جیسے تو ہی یُفْکَرُونَ عَنْ الْغَيْبِ کے مرتبہ پر آپ نماز ہو سکتے ہیں مدد نہیں۔ تمام
آیت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے ممکنوں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا اور یا قَدْ عَلِمَ
يُنَبِّئُ الْأَنْفُسَ وَ الْغَيْبِ فرمادے گا یا رسول اللہ اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی
نیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ ممکن غیب تو آپ کو بجائے
بصیرانہ کے ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے
کہلوا یا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا
ہو تو بہت سی جمع کر لیتا اور مجھے بُرائی دے کر مٹا دیتے۔

وَكُنْتُ أَظْهَرَ الْغَيْبِ لَأَمَّةٍ كَثُرَتْ مِنَ الْخَيْرِ
۱۲۴ اعراف ۱۲۴ اَمَّا مَثْنِي الشُّرُوءِ اِنَّ اَنَا الْاَسْبَغُ
بِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ د اگر میں غیب جانتا تو کثرتِ خیر غلب کرنا۔ اور مجھے بُرائی دے
کر لی میں ایمان والوں کے واسطے بشیر و نذیر کے سوا کچھ نہیں۔

اس آیت کا اقبل آپ نے پورے پورے یُسْئِرُونَكَ كَأَنَّكَ بَيْنَ يَدَيْهِ
قَدْ اِنَّمَا عَلِمْنَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ اَكْثَرْنَا النَّاسَ لَا يَعْلَمُونَ
قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي اَنْفَعًا وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَ كُنْتُ اَعْلَمُ
الْغَيْبِ لَا اَشْكُرُكَ مِنَ الْخَيْرِ اَمَّا مَثْنِي الشُّرُوءِ اِنَّ اَنَا الْاَسْبَغُ
وَكَبِيرُ بِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ د آپ سے سوال کرتے ہیں یا رسول اللہ قیامت کے
مطلع، اگر آپ سمجھ کر نہ دے گئے ہیں اُس سے فرمادے گا اور کوئی بات نہیں اُس کا
علم اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اگر گمان جانتے نہیں۔ فرمادے گا میں اپنے نفس کے واسطے نفع
کے لحاظ سے اور نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ اور جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا
تو کثرتِ خیر طلب کرنا اور مجھے بُرائی نہ دے کر مٹا دیتے۔

اور مبارک دینے والا میں ہی اہل ایمان اور قوم کے لئے ،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث و محصل کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا حال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس سے بھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس بھگڑا میں مشغول نہ ہوئیے۔ بلکہ فرمائیے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کسی کو اس نے سمجھا یا یا جن یا نہیں۔ علم کی قسم ہے نہ تعلم کی۔ کیونکہ آگے ارشاد الہی مذکور ہے وَ لَیْسَ کُنَّا اَکْثَرَ اَلْشَّائِیْنِ لَا یَعْلَمُونَ و لیکن اکثر لوگ قیامت سے ابے خبر ہیں اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم حاصل ثابت ہوتا ہے۔ جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نفع اور نفع ان کے متعلق مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع و نقصان کا مالک نہیں کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تمیز اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہر گز نہ تھا۔ کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے لیکن جب اپنے نفس کے نفع و نقصان کی مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ محبت اپنے محبوب کے سبب زائل نفع کا غلام ہے اور نقصان سے وَاللّٰہُ یُعْصِمُکَ مِنَ الشَّیْءِ فَرَارَ مَنُوطًا ہے۔ یہی وجہ تھی فَتَنَ لَا اَمْلَیْکَ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ فَاِنِیْ لَیْ کَ رَبِّیْرٍ مَّجْرُبٍ اپنے نفع و نقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کر دے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہر نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں مدبر صمدت نفع ہی نفع ہو گا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمة للعالمین بنا دیا۔ اگر بقول کہے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب

یہ ہے کہ آپ کے رحمت ضالیین جو نے قائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور رحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع تعینین محال ہوتا ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصان کے قائل کی مثال یہ رہے جیہ کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بحیثیت الہی نفع ہی نفع ثابت ہوتا ہے جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین مطلب کو اثباتاً کرنا کہ آپ کی تہذیب کرتے ہیں۔ اَلْبَقْدُ اللّٰہُ

[illegible]

وحد شریط طبع کے وجود کو مستلزم ہے اور انتفاض شریط طبع کے انتفا کو مستلزم ہے اور جزا کا خارج میں مثبت ہونا مستلزم ہے کہ شریط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ کَانَ ذِیْنٰہَا اِلَھًّۙۤا اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا وَاَکْزَمِیْنِ وَاَسْمٰنِ مِیْنِ اَمْرِکَ سُوَا کَرْتِیْ مَعْبُوْدَہٗمَا تَاْرِیْزِیْنِ وَاَسْمٰنِ اُجْرَ جَاتِیْ۔ اس میں لَفَسَدَتَا ناجو ہے اور کَانَ ذِیْنٰہَا اِلَھًّۙۤا اِلَّا اللّٰہُ شریط ہے۔ جب زمین و آسمان اُجْر سے نہیں بلکہ قائم ہیں تو ضرور اللہ ہی کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتظار فساد انتفاض شریط باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اُس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی میلے اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ خیر جمع نہیں فرمائی اور بُرائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے غیر کثرتِ خارج میں موجود ہے اور آپ کو سُود کا مس کرنا بھی محال ہے۔ نیز کہ امت

رؤف اور رحیم کی فقیہ ہے۔ لہذا آپ کو علمِ غیب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ وجہِ راؤں کے اثبات کا اندر پر موقوف ہے۔

۱۔ تسار ۱/۱ | دَايِنُ تَقْوِيَتُكَ خَيْرٌ فَكُنْ دَايِمًا مَّصْرُورًا وَمَتَابًا لِّعَلَّيْ
بہتر ہے آپ کے مبراہ کی حد کس سے ممتی ہے۔ سب خلق سے زیادہ آپ کا مبراہ ہے۔ جیسا کہ طائف میں پھر کھا کر آپ نے دعا سے مال مال فرمایا یہ بھی آپ کے لئے خیر ہے جو مثبت ہے۔

۲۔ توبہ ۱/۱ | وَجَاهِدْ ذَايِمًا مَّا كُنْتَ الْفَسِيكَ مِّنْ سَبِيلِ
اللّٰهِ ذَايِمًا خَيْرٌ فَكُنْ دَايِمًا مَّصْرُورًا وَمَتَابًا لِّعَلَّيْ

اور اپنے مانس اور فسادوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کرو یہ تہا سے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اللہ تعالیٰ نے جہاد مالی اور فسادانی میں اللہ کو تیرا فرمایا ہے آپ کے تہاد کا اور غیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے مکتوب ۱/۱ | فَايِنَ الْمَرْسُولُ وَالَّذِينَ

اَمْتَدَّ جَهْدُ ذَايِمًا لِّعَلَّيْ وَفَايِنَ الْمَرْسُولُ وَالَّذِينَ
۱۶ | رَزَقَ رِزْقًا مَّا يَكُ خَيْرًا ذَايِمًا لِّعَلَّيْ

۱۶ | رَزَقَ رِزْقًا مَّا يَكُ خَيْرًا ذَايِمًا لِّعَلَّيْ اور آپ کے رب کا رزق میرے لئے زیادہ بالی رہے والا ہے اپنا چھٹی ملے اللہ عیسیٰ کے فرمان کے مطابق وَفَايِنَ الْمَرْسُولُ وَالَّذِينَ مَّا يَكُ خَيْرًا ذَايِمًا لِّعَلَّيْ اور پڑا ہے۔ اب نبی ملے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ دیتا ہو اللہ سے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ لہذا مرسل اللہ آپ کی مثل دوسرا نہیں ہو سکتا تاخیر بھی آپ کے سے کسی قسم میں ہو جائے۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۱ | وَفَايِنَ الْمَرْسُولُ وَالَّذِينَ مَّا يَكُ خَيْرًا ذَايِمًا لِّعَلَّيْ
اور اس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی تھے خیر کے ساتھ

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ جل جلالہ نے منکم حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

ال عمران ۱۶۴

أَمِنَ أَنْفُسِهِمْ يَتَخَوُّونَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّهُمْ كَانُوا

وَقَعَيْتُمْ فِي كِتَابِ الْكُتُبِ قَالُوكَ لَا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْ بَيْنِ أَمْثَلِكُمْ

والجہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اُس نے اُن کے نفسوں

تے ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو ان پر اُس کی آیتیں تلاوت

فرماتے ہیں۔ اور اُن کو پاک کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ

وہ پہلے بتین گمراہی میں ہی ہوں، اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا بعد اوصافِ خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان بتایا

ہے۔ (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر

قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو بھی بلا اجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوب بات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن

کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح اُستاد

والنفس وقلسہ وافتقار دیات آپ ہی میں معلوم ہوا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں

واحد معلّم حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْحِكْمَةَ فَكُنْ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقِيْلًا

وہ فرمایا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلّم حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر

بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی جس خیر کثیر کو آپ نے تیز سوائے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی

ذات پاک سے محض علم غیب کی یعنی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن

سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جو اکثریت خیر حاصل ہے۔ تو شرط

ہی یعنی علم غیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا

کہ آپ کو چونکہ کثرتِ غیر حاصل ہے لہذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ غیر کثیر کے مالک و قاسم اور کی تَزَيُّدُكَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاَزَالَةِ کے قانون سے آخرت میں خیر کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہذا آپ کی ذاتِ مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خداوندِ کریم کے مشروطِ مثبتہ کا انکار کر کے قرآنِ کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مثبتہ موجود فنا خیرِ مقدس اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اسلئے اس کو تسلیم کرنا جزوِ ایمان ہے۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت میں کثرتِ غیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثرتِ خیر کا مالک و مختار کر دیا ہے تو آپ کو علمِ غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو غیر کثیر کی شتر سے علمِ غیب حاصل ہوا تو علمِ قیامت بھی اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن اس کی بحث و تحقیق سے اللہ تعالیٰ نے بطریقِ احسن منع فرمایا ایسے نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیے بلکہ اصیب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو طعناؤں کہتے ہوئے فرمایا۔ يَسْتَأْذِنُكَ كَاَنْتَ حَقِيْقٌ مَّعْنَا۔ رسال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں اسلئے معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے۔ لیکن اس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ جس کی بحث ذکر کرنے کا اشلادہ فرمایا۔ وَاِنْ اَرَادْتُمْ اِيَّاكُمْ فَذَكَرْ كَوْنِي مَعِيْ نَا مَعِ هَزَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی ہي اُس کے علامات اور اس کے اثبات کا ہی ذکر نہ فرماتا پس اپنے دوسرے مقام پر بھی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ اَلَيْسَ يُؤْتِيْكَ عَلٰمَاتُ السَّاعَةِ وَاللّٰهُ لَطِيفٌ عَلٰمَاتِ قِيَامَتِ كَا عِلْمِ دُنْيَا جَاتَا ہ، ایسی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اس کو یہ نہیں کہا جاتا کہ میرے پاس علمِ قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے۔ یہی مطلب ہے۔ يُوَدِّعُ اِذَا رَآهُ اُس کا علم ہی نہیں تو پھر نے یا دُلّٰی نے کیا کیا مطلب۔ کیونکہ پیری یا دُلّٰی وہی چیز جاتی ہے جو مطلب کی طرف آئے۔ اور مشکل کی

طرح رٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر حیب و دونوں جانتے ہوں اور پہلے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ خبر قم نہ ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اُس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے پہلے پر بات کو ٹال دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ پہلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم قیامت نہ دیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت و علم رٹایا جاتا ہے۔ جلد فرمادیتے کہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم قیامت تھا کہ سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرما دیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علم قیامت کی بات ڈال نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ بعد ازاں مخالف نے سمجھا ہے۔ اور آخری نکتہ علم قیامت کے اظہار نہ کرنے کا یہی ہے کہ دوسری چیز کا ہوتا ہے جس سے بے خبری ہو۔ تو آپ لِلْعَالَمِیْنَ شَدِیْقٌ آتبَہِیْ کہلا سکتے ہیں کہ اُس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے۔ ورنہ شَدِیْقٌ نہیں رہ سکتا اور نہ منقذ منقذ رہ سکتا ہے۔ باقی رہا مَسْنُوْنٌ اَلشُّوْرُ جَزَا ثَانِی شُرُوْءِ اَوَّلِ کِی۔ یعنی اگر میں غیب جانتا تو مجھے برائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآن کریم پر موقوف ہے کہ آیا آپ کو بُرائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر بُرائی نے مس نہیں کیا تو آپ کو غیب سمجھ گئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں قتل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو مسود کی طرف نسبت کرنا ہی ایمان سے غالی ہوتا ہے۔ اور مسود کو آپ کی طرف بھی۔ اور آپ کا اسم اَلِ جِوْر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے مُحَمَّدٌ اَصْلَ اللہ علیہ وسلم پر گزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔ بے عیب یہ اسم پاک ہی مسود کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر مسود کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے تو آپ مُحَمَّدٌ ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا ہی فلفط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرین علم غیب جو آپ کی طرف مسود کو منسوب کر کے آپ کی فاسد سے علم غیب کی فنی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپ کے مُحَمَّدٌ کا ہونے

کے ہی قائل نہیں۔ چوبائیکہ آپ کی رسالت کے نام پر ابلیس

فیصلہ شرعی متعلقہ سوء

۱۔ **بقسطہ** اِنْفَانَا مَثْرُكُم بِالشُّوْعِ وَالْخُشَاوَةِ اِنَّ كُنَّ بَاتٍ نَبِي
 تہیں بشیطان، بُرائی اور فتنہ کے ساتھ حکم کرتا ہے ہر
 نبی علیہ السلام کی طرف سوء کو نسبت کیا جائے اور غیب کا انکار کیا جائے
 تو معاذ اللہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ آپ پر شیطان قسط ظاہر کر رہا ہے۔ کیونکہ سوء
 شیطان کی طرف ہی مضمرب ہے۔ جو باریہ علیہم السلام کی جنگ ہے اس کا قائل
 ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی خیر سے شیطان کا بھی کدھڑکا ہوا
 ہے۔ اُس نے بھی فرمے اَلْاَحْيَاءُ ذَلِكُمْ مِزْمَتُ الْفَخْلَصِيْنَ کہا ہوا ہے۔ اور
 اللہ تعالیٰ نے بھی اِنَّ عِبَادِي لَيُنْتَكِلُ عَلَیْكُمْ سُلْطَانٌ میرے بندوں پر تیرا
 کوئی تسلط نہیں، فرمایا ہوا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر سوء شیطان
 کا خیال کرنا یا نسبت کرنا یہ قانونِ قرآنی کے خلاف ہے۔ چوبائیکہ نبی علیہ السلام
 کی ذاتِ مطہرہ سے سوء کی امید لگانا یہ ایمان کے خلاف ہے۔

۲۔ **یوسف** اَلْاَحْيَاءُ عَنِیْبِرِ مِثْنِ شُوْعٍ مِمَّنْ یُسَفِّیْہُمْ یُسَفِّیْہُمْ یُسَفِّیْہُمْ
 عریشِ حضرت یوسف علیہ السلام سے متعلق کہ دیں
 مَآ اَصْلُنَا عَنِیْبِرِ مِثْنِ شُوْعٍ مِمَّنْ یُسَفِّیْہُمْ یُسَفِّیْہُمْ یُسَفِّیْہُمْ
 عریشوں سے بھی گئے گئے بن گئے۔

۳۔ **العام** مَنْ عَمِلَ سُوءًا یَحْفَظْہُ اَنْہُ یَحْفَظْہُ اَنْہُ یَحْفَظْہُ اَنْہُ یَحْفَظْہُ اَنْہُ یَحْفَظْہُ
 اَلْاَحْيَاءُ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ سُوءِ جہالت پر موقوف

ہے۔ اور جہاں بات نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سُود کا آپ کو مس کرنا محال۔ ناقتہ اللہ کہ اگر بُرائی مس کرے تو اس کے مس کفندہ کو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ چہ جائیکہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بُرائی کا مس کرنا۔ چنانچہ ﴿مَنْ شَاقَّ اللَّهَ شَاقًّا فَكَرَّمْنَا آيَةً نَسْتَفْهِمُ مَا مَكَلَّ فِي الْأَنْفُسِ﴾ اللہ وَلَا تَسْتَوْفُوا بِسُوءِ فِتْيَانٍ خِذْكُمْ عَذَابُ الْيَوْمِ اللہ کی آغوشی ہے تو ہمارے لئے نشان ہے۔ تم اُس کو کھلی رکھنا۔ بُرائی سے مس نہ کرنا۔ کیونکہ تمہیں درد دینے والا عذاب پہنچے گا۔ ناقتہ اللہ کہ اگر سُود سے کوئی چھوئے تو اس کو عذابِ ایمم ہو تو نبی اللہ کو سُود کیسے مس کر سکتی ہے۔ سُود کا مس کرنا تو کجائیں کہتا ہوں کہ سُود اگر آپ کی ذات پاک کی طرف توجہ کرے تو سُود سُود نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سُود کو پاک کرنے والے قیض تکبیر کا رتبہ عنایت فرمایا ہے۔ مادہ آپ کی ذاتی شان میں اللہ تعالیٰ نے یوں سراہا ہے۔

۱۰۰
 اَلْعَامِ ۞ اِسْتَفْهِ حَسَدًا فِیْ رَیِّ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ
 ار فرمادیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک مجھے
 میرے رب نے صراطِ مستقیم کی ہدایت دی ہے۔ جب آپ نے صراطِ مستقیم کو تھا
 جتنا ہے تو بُرائی میں کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ
 بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں کیا اگر خدا نخواستہ آپ کو بُرائی
 میں کہے تو آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر اس مسئلہ کا
 آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شبہ بھی ہرز قبلیغ و رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہذا ثابت
 ہوا جو آپ کی نسبت میں مسئلہ کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ قُمَابِ لَعْنَتِ رَبِّنَا لَمَّا كَانَتْ اُولٰٓئِ
 رکھتے ہیں۔ جو ایمان و یمن کے منافی ہے۔

انعام ١٠٠: قُلْ اِنَّ مَوْلٰىكُمْ وَفِيْ اللّٰهِ رَسِيْدٌ

الْعَالَمِينَ و فرما دیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری نماز اور قربانی اور میری نفل اور میرا مال اللہ رب العالمین کے واسطے ہے،
 دو مسائل تھے۔ سبب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرما دیا جو تو دوسرا کوئی ہے
 کہ آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گزری ہو ان سے روگردانی کر اگر ستودہ کی طرف
 پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف مسودہ کو نہ دے
 کرنے والے آپ کو نہ تختہ قلع العالمین ہی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ مسودہ اور رحمت
 دلوں نقیضین ہیں۔ اور اجتماع نقیضین محال۔ پھر مسودہ کو آپ کی طرف نسبت کرنے
 سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی مسودہ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ
 مسودہ افعالِ ذم سے ہے۔ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے اور مصطلحے اٹاتا ہے تو وہ
 افعالِ ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعالِ ذم کا آپ کو نا مل قرار دے
 سکتا ہے۔ اللہ اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

كَذَٰلِكَ ابْنَتْ لِغَضَبِنَا إِلَيْكَ وَالْكَافِرِينَ ابْنُوا إِلَيْكَ

۵۔ یوسف علیہ السلام سے بڑائی کو اور بے حیائی کو کیونکہ
 وہ ہمارے غصے بندوں سے قلم معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غصے بندوں کی طرف
 بڑائی کو جانے ہی نہیں دیتا۔ اور نہ بڑائی کی جرأت ہے کہ اس کے غصے بندوں کی طرف
 بڑھ سکے۔ چہ جائیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑائی کو نسبت کیا جائے۔ اس خیال
 است و محال است و جنوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسودہ کے منتظر رہتے
 تھے جن کا رد اللہ نے فرمایا۔

۶۔ توبیہ علیہ السلام | وَتَبْتَغِي بِكُمْ الدَّوَابُّ مَكِينًا ذَاتُ بَوَدٍ الشَّوْبِ

اور انتظار کرنے میں تباہی سے ساتھ گردش کا۔ اُن پر بڑی گردش ہو، جب گذارنے کا ان الارحام کو قیامت میں لے کر لے گا، غیبیہ تحقیق بنی علی الشریعہ و علم سے سوال عام فرم کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مفہوم و خیالی کو نشتر فرمایا کہ ایک ذلت آور اور ان کے منتظر میں اور دوسرے وقت میں بنا، عظیم و غیرت سے سائل ہیں تو ان سائلین میں غیبیہ فرم اگر چہ ہمارا سوال مجھے یقینی ہے تو حق میں منقطع سوال پہلے یہ ہے کہ بری ذات محمول حقیقت میں کثرت و غیر عدم سو کو داخل سمجھو ورنہ نہیں کیونکہ دائرہ امور بالحق اس سے کہ تو ہم ہے اور سرکار کثرت و غیرت کا عدم ہے چنانچہ درجہ تمام مجھے کثرت و غیرت کا طلبگار اور دوسرے میرا بھی نہیں مجھے تو دست و غیرت تحقیق تبارا مجھے سوال کرنا حق بجانب نہیں چنانچہ جواب رب العزت کے بطور تصدیق میں فرمایا اور فرشتہ کائنات الغیب لا یستلزم من غیر فہم استی، استہدیکو کہ اگر میں چاہتا ہوں کہ کثرت و غیرت کے قیام عدم کا یہی ذات کیسے کہے جسے حق تعالیٰ نہیں اور اگر میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے عزت میں سے کہی رہا ہو کہ تم مجھے دوسرے جسے برا نہیں سمجھتے۔

اب اسے فرق دیکھو اگر تم جس میں اصل غیبیہ و علم تحقیق ان میں داخل کیا تو خیال کیسے ہو تو بدشگونی علی اللہ علیہ وسلم کا علم غیبیہ سے غیر سمجھو ورنہ اس سے کہیے کہ اگر ان حیات سے ہر کچھ غیبیہ حیات غیبیہ سے باخبر مانا جائے گا۔

سَلِّ اِنَّ اَدْرِيْ اَقْرَبُ مَا تَقُوْعُدُوْنَ اَمْ تَجْعَلُ لَكَ رَبِّيْ اَمْدًا غَالِبًا غُيْبٍ خَلَا يُطَوِّرُ عَلٰی غُيْبِهِ

اَحَدًا اِلَّا مَنْ اَرَادَ مِنْ تَرْسُوْلٍ فَيُثَلِّكُ مِنْ سَبِيْنٍ يَّذِيْبُ فَمِنْ خَلْفِهِ
رَاصِدًا اَتَيْتُمْ اَنْ تَقْدُوْا اَنْ تَبْلُغُوْا اِنْ سَلَّطَ سَاطِعُهُ دَاحِظًا يَّا لَيْدُ يَلْمِزُ
وَ اَخْبٰى كَلَّ شَيْئِيْ عَدُوْا دِرْهَمًا يَحْبُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
جانتا میں جو تم وعدہ دے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اُس کے واسطے مدت
بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا، اپنے تمام غیب پر کسی
کو۔ محمد رسول سے سب کو پسند کرے۔ اُس کے آگے اور اُس کے پیچھے نگہبان چلائے گا
تاکہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملا لکھنے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا ہے اور
مضبوط کیا اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، چو لکھ دجبریل علیہ السلام
وغیرہ اُس کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہر
چیز کو گنتی سے، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
کی طرف سے قیامت کی روایت کا انکار کر دیا ہے جو سب ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ

جسے چاہے اُس مذمت مقررہ کے علم غیب کو اپنے رسول پر جس کو مرتضیٰ بنائے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اُس کی مخالفت کے لئے پاروں طرف فتنے بھی مٹتے ہیں فرماتا ہے تاکہ اُس کے علم غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن ظالمہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حق غیب میں اپنے کسی علم غیب کی تخصیص نہیں فرمائی۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا گیا جبکہ غیب کی تفسیر کا مرجع الغیب رکھا۔ اور الغیب میں الٰہی خبر کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عام ہوئے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اُس کی طرف ضمیر راجع کا منسوب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فلا یظہر علی غیبہ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ لیکن ضمیر کا مرجع کل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا کل غیب عطا کر کے سرے سے تو اس کے انکار کر لے واسے کہ کیسے صحیح مرمی بجا جاسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عموم کا احصاء نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے کل شے کو کہے۔ جس کل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے

قال فتاحہ ومقاتلہ ابو یوسف محمد
تفسیر غشی پوری ۲۱

جبریل ومن بعدہ من الملائکۃ النورۃ سبلا تحویلہ وتغییر وقولہ
من سبیلہ یہ مع قولہ ان قد ابلغوا مطلقہ فان لا نار جہنم
عالمہ من الحمل علی اللفظ ثارۃ و علی المعنی اخبرہ ثم اکلہ ما ذکرنا
وہو ان المراد بالصلوٰۃ الظہر بقولہ واحاطہ بالمد یہ من المحکم
والشراہم ای وقد احاط فیہ بہ ثم عمر العنہ فقال واحصی کل
شیئ من ورق الامتجار و قد بدلت الامطار و عدد مصلد فی
معنی الاحصاء و حال ای ضبط کل شیئ معدود و المحصور ان قیفا

واللہ اعلم۔

تفسیر ابن جریر ۲۱/۴۱
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لِيَعْلَمَ مُحَمَّدٌ اَنْهُ قَدْ ابْلَغُوا
 رَسَالَتِ كُنتَ مَشْنِي عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ لیعلمو کا قائل
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاکہ جان لیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ملائکہ نے اپنے رب کی
 رسالت کو صحیح پہنچایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان کے پاس تھا محفوظ فرمایا
 یعنی جبریل علیہ السلام کے پاس سے احکام شرعیہ اور عزرائیل علیہ السلام سے ہر چیز کے
 موت کا وقت اور مقام اور اسرافیل علیہ السلام سے وقت قیامت علیٰ ہاتھ لیا جس
 مرتبہ اب امر سے آپ نے تمام تدبیری محفوظ فرمائی۔ جتنی کہ تہہ بجز و قطار الا مطاردتہ
 محفوظ فرمائے۔ جس کا نتیجہ و اختصا کُنتَ مَشْنِي عِنْدَ اُسے اللہ نے ظاہر فرمایا۔
 یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شے کے شمار کو گھیر لیا ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۴۴
 قَالَ ابُو جَعْفَرٍ وَادْنِ هَذِهِ الْاَتَدَالِ
 عِنْدَنَا بِاَلْصَّوَابِ قَوْلٍ مِنْ مَّالٍ
 لِيَعْلَمَ الرَّسُولُ اِنْ اَلرَّسُولُ قَبْلَهُ قَدْ اَبْلَغُوا رَسَالَتِ رَبِّهِمْ وَذَلِكَ
 اَنْ قَوْلُهُ لِيَعْلَمَ مِنْ سَبَبِ قَوْلِهِ فَاِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ سَبَبِ مِيْدِيَه
 وَمِنْ خَلْفِهِ رَاصِدًا وَذَلِكَ خَبْرٌ عَنِ الرَّسُولِ لِيَعْلَمَ رِبْلًا اَللَّهُ اَنْ قَوْلُهُ
 لِيَعْلَمَ مِنْ سَبَبِهِ اِذَا كَانَ ذَلِكَ حَبْرًا عِنْدَهُ وَقَوْلُهُ اِحْاطَ
 بِالْاَلَدِ يَهْدِيهِمْ يَقُولُ وَعَلِمَ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُمْ وَاحْتَصَى كُلَّ شَيْءٍ
 عِنْدَهُ يَقُولُ عَمَّا عَمِدَ اَلْاُمُشْيَاءَ كُلَّ اَفْئِدَةٍ يَخْفَعُ عَلَيْهِمْ مَهَا
 شَيْءٌ

ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر ذرے و ذرے کا علم لیا

صحا کیا ہے۔ اور آپ نے ہر شے کے علم کو محفوظ فرمایا ہوا ہے۔ زمانہ ماضی میں یا حال میں یا استقبال میں۔

پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور نہ ہے۔
دہائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ الْغُیُوبِ
 وَيَنْزِلُ فِي السَّمٰوٰتِ اَنۡزِلَ حَٰمِلُ مَقَاصِدِ رُبُّیْ لَقَدْ مَآذِ اَنْتَ بَیْ
 عِنْدَ اَقْصَا تَدْرِیْ لَقَدْ مَآذِ اَنْتَ بَیْ اَرْضِیْ مَمْنُوْنٌ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

محمد مکر کیا قرآن کریم کا انحصار صرف اس آیت کریمہ پر ہے۔ یا ان اشیاء کا علم وہ
 علم جس نیت سے ثابت ہوتا ہے اور شان علم رسالت ظاہر ہوئی ہوش
 کی تطبیق اس آیت سے ضروری ہے۔ چنانچہ آیت ماقبل سے انہی اشیاء کا ذکر فرمایا ہے
 سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے غیر کی فہم
 فرمائی اور ثابت کیا کہ نبی اللہ کو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے اللہ ہی کی طرف سے ان
 پہنچ اختیار کا علم ہو سکتا ہے۔ نہ اس کو ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی اللہ کے غیر کی طرف سے۔
 اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف نسبت فرمایا تاکہ یہ
 ثابت ہو جائے کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء سے کسی چیز کی صحیح خبر دے تو یہ رسول اللہ کا ہی
 کام ہے اور نبی اللہ ہی ان کو جان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا علم مطلق الہی سے ہوتا ہے۔ اس
 واسطے اللہ کے نبی کے سوا ان خمسہ اشیاء کا علم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نبی اللہ کے بتلے والا
 وہ ذات ہے جس کو ان خمسہ اشیاء کا علم ہے۔ اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ اس واسطے اس
 کے قلم والا ہی ان کے علوم کو ظاہر کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَاَنْتَ كَذَّبْتَ بِآیٰتِنَا عَلٰی كُفُوْنٍ وَمَا تَدْرِيْ خَرَجْنَا

۸۔ ال عمران ۵۰

فَاٰیٰتِنَا كُفُوْنٌ اور میں نہیں خبر دیتا ہوں اس چیز

میں علیہ السلام وَجَّعْنِي بَرَاءً قَدِ ابْتَدَى قَوْلَهُ تَجْعَلُنِي جَنَابًا شَقِيًّا
 فرمادیتے تو کائنات تھا۔ بجائے اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طراوت فرمائی تو یہ
 بھی آپ کو علم غیب ہونے کی ایک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم
 کو ظاہر فرما کر اپنی قوم کو یقین دلادیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح
 پیش کروں گا۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے
 فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ کلام بھی استقبالیہ غیب پر دال ہے
 یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم
 کر دو گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب
 کی بریت فرمائی۔ فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ۔ آپ کو ان کے ابن اللہ کہنے کا علم اسی
 وقت تھا جس بنا پر آپ نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس
 سے ان کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مالی فدا کی دلیل بیان فرمادی۔ پھر اسٹیج
 التَّكْوِيْنِ فرما کر علم مآذ التَّكْوِيْنِ عَزَّ وَجَلَّ کا اظہار فرمایا۔ اور وَجَّعْنِيْ سُبْحًا سے ثابت
 کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز ابھی درج ہوئی
 اور جتنی جس کا نزول بعد از برزخ ہو تا تھا۔ پھر انہوں نے دوسرے کرنا تھا۔ اس
 کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرما دیا۔ کیا یہ مآذ
 التَّكْوِيْنِ عَزَّ وَجَلَّ کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی اختیار کو
 ظاہر نہ لرایا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ جودا کر دیتے۔ اور وَجَّعْنِيْ
 سُبْحًا عَزَّ وَجَلَّ اِنِّیْ اَنَا كُنْتُ سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کر کے بیان فرمایا
 کہ آپ کو بچپن میں ہی مآذ التَّكْوِيْنِ عَزَّ وَجَلَّ کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے
 کا بھی علم ہے۔ جو علوم طہریہ کی ایک جڑ ہے۔ وَجَّعْنِيْ بِالنَّصُوْبَةِ وَالْاَكْحَامِ مآ
 ذُكْتُ خِیَاس سے بھی نامکمل نام کے مآذ التَّكْوِيْنِ عَزَّ وَجَلَّ کا ثبوت دیا۔ جس کی نصیحت

کا حکم اسی مانڈ نہیں جتنا کہ وہ غلطیوں میں ہی درج ہے۔ لیکن آپ اُس کو بیان فرمادے ہیں۔ یہی علوم غمہ کی دلیل ہے۔ اتنے اہل مستقبل کو بھی ثابت کر کے اپنے علوم غیبیہ کا قلم کو پورا یقین دلایا۔ بعد ازاں علوم غمہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اودھانی والدہ کی اہمیت کو قلم کی نظر میں سامنے کیا۔ اور قلم شکنیں غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علوم غمہ کا دماغ ثبت کر دیا ہے۔ فرمایا **وَبَرَأَ الْوَحْدَانِیَّ وَ كَسَمَ یُحْیِیْ بَنَاتًا مُّتَعَبَاتًا** میں پچھلے کے متعلق ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ کے پرہیزگار اور حقیقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ ہے۔ اور میری والدہ کی صحت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے حکمران اور بدبخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے حکمران بدبخت بنا دیتا تو یہ علامت ولد الودائع کی ہوتی ہے جب میں مشکور و شفیق نہیں تو ولد الزنا نہیں معاذ اللہ۔ اور جب میں ولد الزنا نہیں تو میری والدہ مشکور نہیں۔ پس اگر تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیت کو یہ سے مافی الارحام کا علم اودھانی مانتا ہے۔ کاظم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثابت ہو گیا۔

اس آیت کو یہ سے یَقْتُلُوا فِی الْاَنْفُسِ خَائِرًا وَ مَا تَذَرُیْ فُتْنًا فَاْذَا انْکَسَبْتَ غُلَامًا کی تشریح عیسیٰ علیہ السلام نے بیان فرما کر شان نبوت اور نبی اللہ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اللہ اگر علوم غمہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالیٰ جب اپنے نبی علیہ السلام کو باقی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوقی طاقت کو عاجز کر دے تو ایسے ہی رب العزت علی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے۔ ”وَالْاِنْسَانِیُّ غُلَامٌ كَاْجِرٌ كَرِهَ اُورُودَ حَرِّ طَمَسْنِ الْاِنْسَانِیِّ سَہِی طَانَتْ عَلٰی بَرِّیْ سَہِ۔ جس سے علوم غمہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علوم غمہ علوم الہیہ سے اتنی ممتاز ہیں جیسا کہ سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور وہ بوندی و بالی نے سمجھ دیا کہ اللہ تعالیٰ اگر علوم غمہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ مشرک لازم ہو گیا۔ پھر ایسا کہ علم ثابت ہو کہ اگر علم الہی کو علوم غمہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا حالانکہ خداوند کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علوم غمہ

کو اپنے مخصوص علم کو بھرت دینا اور ان کا مظہر عظم انبیاء علیہم السلام کو بتانا، انبیاء اللہ کے
کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو دخلت غیر مذہب کف ایسا انہی ہی فیضان
ہے۔ جن فریضات ایسے کا دیوبندی دہانی پہاڑ، مگر بریٹیا ہے اور ویں نبوت کا انکار
نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

۱۰۔ ابراہیم ۱۲ رَبَّنَا اِنَّا اَمَكُنْكَ مِنَ ذُرِّيَّتِيْ بَنُوْا عَلٰى ذِي
ذُرْوَعٍ عَبْدًا بِبَيْتِكَ الْخَلْدِيَّ اِسے رب میرے
بنا یا ہے، اپنی اولاد سے فیروز علی داد کی میں حیرت بیت الحرام کے پاس اس آیت
کریسے بنی ذُرِّيَّتِيْ میں رب العزۃ نے من تبعہ فیض کو بیان فرما کر ابراہیم علیہ السلام
کے واسطے علم و مافی الاصحاح و بعداً ذَا اَنْكَسِبْتَ عَبْدًا کَا بُرْت مَعِیْ کر دیا
کیونکہ اس علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی
مِنَ ذُرِّيَّتِيْ فرمادیا اور تنگیں کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام
کا بیان فرمایا جس کا اہل نام و نشان نہ تھا۔ اس مقام پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
بھی مَا ذَا اَنْكَسِبْتَ عَبْدًا کا علم بیان کیا۔ چنانچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے
مستحق علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔ کوئی شخص بیان اسے یاد نہ فرمایا۔

۱۱۔ ابراہیم ۱۳ وَ اَلَا نَمُنُّ بِاللّٰهِ سُبْحٰنَہٗ اَبْرٰہِیْمُ یٰۤاِبْرٰہِیْمُ اِنَّا نَمُنُّ بِاللّٰهِ سُبْحٰنَہٗ
وَاللّٰہ من داد ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و
آسمان کی بادشاہیاں دکھادیں ابراہیم علیہ السلام کے متفق تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان
کے مزمزم نمیبہ عطا کرنے کا ارشاد فرمادیں اور تم پر عقیدہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا
دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور قرآن آیت پر محدثین ہر کہ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں۔ لَوْلَا حِیْثُ اَلْمُتَخَوِّیْنَ لَوْلَا حِیْثُ لَیْسَ کُنْیَ کُنْیَ ایت پر جو کہ رب العزۃ نے کر ان
آیات میں اپنی طاقت علی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّا اَللّٰہُ

عَالِمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمُ غَيْبَاتِ الْقُلُوبِ وَبِهِ يُرْجَى
 أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور فرمایا وَلِلَّهِ غَيْبِ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ اور سُبْحَانَ مَا لَا يَكُونُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور اَعْلَمُ مَا
 تَبَيَّنَ رُؤُوتِ وَمَا تَكُونُ اور اپنی اس طاقت علمی کو خیریت سے لڑتے ہوئے فرمایا
 لَقَدْ لَا يَكُونُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جب اپنی طاقت علمی
 خصوصی کا دعویٰ فرما دیا کہ وہ وحی علیہ کے انکار پر دعویٰ کی دلیل پیش کرنا فرما کر تائید امر
 نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مغیر علیہم خسر بنا کر دلیل دی
 جیسا کہ ان مذکورہ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَكَذَلِكَ
 سَرَّحْنَاهُ ابْنُ إِسْرَءِيلَ وَمَنْفُكُوهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور تائید میں دوسری دلیل
 نبی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی و غیبی غیبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کی دلیل
 گناہ کو ثواب ہو جائے تو علم ماورائی و ماضی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی
 توحید و رسالت مکمل ہوتی اور اگر وہ بعضی دلائل کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تکرار کے
 علوم غیبیہ علمی و عقلی و خداوند پر ہی اتنا کیا جائے اور شریٰ ابْنُ إِسْرَءِيلَ
 مَسْكُونَتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے۔ تو معاذ اللہ
 مذکورہ بالا آیتیں محض دعویٰ و دلیل علمی پر مبنی۔ لہذا امر میں کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ علوم غیبِ
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لئے
 دلیل پیش فرمائی ہے۔ حدیث علم الہیہ کا غیبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کے عالم ہونے کا فکر
 لاکھ لاکھ نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تھا اسے اختلافاً سے مکمل کر دیا۔ اب
 تمام بات کرو کہ تہذیبی عقل و اجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے جس ذات
 نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم غیبیہ عطا فرمایا۔ کیونکہ مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ

والا کتب میں علوم غریبہ اشیا عجیبی شامل ہیں۔

۱۲۔ میریم ۱۳ | یَا بَتِّ ابْنِ كَذَّابٍ فِي مَنِّ لَسْتُ بِأَبِكْ
مَا تَخْبِيْنِ أَفْهَدَكَ حِمْرًا مَّوْثِيًّا دسے میرے

باپ میری یہ شان ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ تویری اتباع کرے۔ میں تجھے میرے سستے کی ہدایت دوں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اشر قیاس کے اُس فرمان طہ کدہ بالاک تصیق کرتے ہوئے دعائے فرمایا۔ کہ مجھے علم غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تیرے میری اتباع کی تو میں تمہیں میرے سستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لکائی گئی ہے۔ اُس کے نہیں وجوہات ہیں (۱) حَكِّكَ اِبْنُكَ شَرِيًّا اِبْنُكَ اِهْيَئْ اَپْ کے علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رویت اور احسان الہی کیسے ہو سکتا ہے (۲) قَدْ جَاءَ فِي مَنِّ اَنْعَبُ اَپْ نے فردا کہ علم کے ساتھ فعل جَاءَ کو بیان کیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ علم میرا غیب الہی سے ہے۔ اسی واسطے جَاءَ کی قید نے علم کو غیب سے متصف کر دیا (۳) اَلْعَمَانَةُ قَدْ يَأْتِيكَ کے زمان نے صاف غیب کی تائید فرمادی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مَنَّا غَالِبِ عَلَیْكَ کی حقیقت ہی تو غیب ہے جو اُس سے صاف عیاں ہے نیز وجوہات کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کے دھڑے سے علم غیب کی اصلیت واضح ہو گئی

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو عرض میں کہنے سے پہلے ہی مَنَّا فِي الْعَبْدِ كَارِثًا د فرمایا فَيَسْكِيْتُ ذَا لَكَ كَمِيْدًا

کہ تجھے میرے تیرے جانی سیدہ ریگے۔ فَيَسْكِيْتُ ذَا صَغِيْرًا تَقْبَالُ فَرَا كَرِ قَلِ اَزْوَاقِ اَرْحَبِ

کی اطلاع اسے دی۔ پھر فرمایا:-

۱۴۔ یوسفؑ ۱۱؎ اَتَادِرِيلُ الْاَحَادِيثَ وَيُسَيِّرُ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ
وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا اَتَمَّهَا عَلَى اَبَوْنِكَ مِنْ قَبْلُ اَبَوَاهُمَا وَ
اَخَاهُ اِنَّكَ سَرَّيْتَ عَلَيْهِمْ حَكِيمًا ۱۲؎ اور اسی طرح چنے گا تجھے تیرا رب ۹ رکھائے
گا تمہیں تعمیر و دیوار اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ اور آل یعقوب پر پوری کرے گا۔
جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السلام پر اُس نے اپنی نعمتیں پر پوری کیں
ہے شک تیرا رب بڑا جاننے والا اور بڑا دانہ ہے اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ
یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے متعلق نین بڑے امور مآذا انکسب
عنداً کے علوم غیبیہ کی اطلاع دی اور یوسف علیہ السلام کا دوسرے بھائیوں سے برگزیدہ
ہونا یعنی بادشاہی ملنا اور بجائزوں کا مانت ہونا اور ۱۲ تعمیر و دیوار کا علم جو ابھی یوسف علیہ
السلام کو حاصل نہیں تھا۔ اللہ کے پاس ہے یا رب معذوں کی تعلیمات میں مآذ و فیل
الاحاد و نیش سے اُس علوم الہیہ کی غیبی خبر دینا (۱۳) و یُسَيِّرُ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ سے یوسف علیہ
السلام کی نبوت کی خوش خبری دینا یہی حافی اللہ کا علم ہے اور آل یعقوب فرما کر
مآذ فی الانشاء میرے علم سے خبردار فرمایا۔ یہ ہیں خداوند کریم کے مآذا انکسب عنداً
اور مآذ فی الانشاء میرے پاس شدہ نبی جن کو تم مض خدا کی خاصہ ثابت کر رہے تھے اور فیما
علیہم السلام کی قدرت سے ان علوم غیبیہ کا ہونا بالکل محال سمجھتے تھے۔

۱۵۔ نوحؑ ۱۱؎ اَلَا تَدْعُوْنَا لَدُنَّا وَنُصَلِّحُكُمْ عِيَادَكُمْ وَلَا
يَلِدُكَ اِلَّا نَحْنُ اَكْثَرًا ۱۳؎ اور نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے پیغمبر
پر کسی کافر کی آبادی کو نہ چھوڑ۔ اگر تو نے چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دینگے اور سوائے

تاہم اور کافروں کے وہ نہ جنس گئے اس آیت کریمہ میں فوج علیہ السلام نے دو امور فیضیہ کی
 علوم غمہ سے اطلاع دی (۱) یُجِزُّوْهُمَا ذَٰلِکَ لِنُفِیْکَ الْکُفَّارَکَ زَمَانًا مُّقْتَبَالَ میں گمراہ کرنے
 کو ظاہر کرنا۔ یعنی مَا ذَا اُتٰکُمِبَ عَدُوُّ اَکْثَرُ عِلْمِ کَافِلِ اِذْ وَقْتُ اِشْرَافِ فِرَاقِنَا (۲) وَلَا
 مِیْلَکَ ذَا اِلَآئَاتٍ اِجْرَ الْکُفَّارِ اِسے تمام کفار کے معافی اِلَآئَاتِ حَآجِرِ کی قبل اِذْ وَقْتُ صَحْخِیْرِ حَآجِرِ
 اور مَا فِی الْاِخْلَاصِ کا پتہ دینا۔

حضرت علیہ السلام بھی مَا ذَا اُتٰکُمِبَ عَدُوُّ اِسے متھے ملاحظہ ہو۔

۱۶۔ کہف ۱۶ { (۱) حضرت علیہ السلام نے عالم بادشاہ کے پیچھے پہلے کشتی
 کی ایک تختی اکھاڑ دی جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲)
 دیکھ کے قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے مال باپ کو بائیں ہر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار
 بنا دی کیونکہ اُس کے پیچھے خزانہ تھا۔

۱۷۔ نسی صلی اللہ علیہ وسلم کا مَا ذَا اُتٰکُمِبَ عَدُوُّ کی خبر دینا۔

۱۷۔ کافرون ۳۰ { وَلَا اِثْنَا حَآبِیْۃٌ مَّا عِبَدُوْکُمْ وَلَا اَنْتُمْ
 اَعْبَادُوْۤکُمْ مَّا اَعْبُدُوْۤا دَآوْرَہِیْنَ ہُوْنَ ہِیْنَ
 اُس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے
 جو جس کی میں عبادت کرتے تاحوں، اس آیت کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی خبر دی
 کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اُس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم ہی عبادت
 کرو گے جس کی میں عبادت کرتے تاحوں۔ تو یہ آپ کی چٹائی ہے مافیٰ محمد کی۔

۱۸۔ ابو داؤد و نسائی شریفین ۱۶۳۳ { ۱۶۳۳ مسلم شریف ۱۶۳۳ و ۱۶۳۳

مسند ابو داؤد طیالسی میں خاصہ کتب

قَالَ أَشْنُ كَأَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَضْرُوعٌ

فَلَا يَأْخُذُ بِهِ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْقَبْرِ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْقَبْرِ

وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَقَالَ وَالْقَدِيقُ لَأَشْنُ يَدِي مَا خَافَ أَنْ أَحَدٌ

يَتَّخِذَ مِنْهُ مَوْجِعَ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِطَلْعِهِ

فِي الْقَبْرِ فَقَالَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِأَسْرَجَتِهِ فَصَحَّبُوا أَشْنُ الْقَبْرِ

فِي الْقَبْرِ يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِأَسْرَتِهِ فَصَحَّبُوا أَشْنُ الْقَبْرِ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبْعِ نَفْسٍ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ

رُكَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ

حَضَرَتْ النَّفْسُ فِي قَسَمٍ هِيَ أَسْفَلُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَسْتِ يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَسْتِ

نَهْنِي يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَسْتِ يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ دَسْتِ يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَسْتِ يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَمْرِي كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ كَلَّاهُ

(۲) اور مابقی اشہن تواتر کا علم یعنی کرنسی زمین میں مرے گا۔ قربانی صلے اللہ علیہ وسلم نے

صاف نظر عند یعنی کل کا علم ظاہر لرایا۔ اور زمین پر دست پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک

کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر ہر مادہ کی کیا اذن دو کا امور غصہ ہے ارشاد نبی صلی اللہ

علیہ وسلم صحیح نہیں، اگر صحیح ہے تو اس پر ایمان لاسے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ

ہوئی چاہیے۔ کیونکہ قرآن مصلیٰ اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر تمہیں یاد دہانا چاہیے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کا یہ فرمان "ختمین جہان گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی نے جو کچھ فرمایا ہے

صلیٰ اقدس علیہ وسلم کے واسطے علوم غیبیہ کے قائل ہو گئے۔ تو یقیناً اور نہ فرقہ مرزائیہ میں شاہ
 ہو گئے۔

۲۰۔ کنز العمال ۴۹۸ { عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَرَىٰ لِقَىٰ أَعِيْشُ مِنْ لَعْنِكَ

فَتَأْتِي فِي آتٍ أُذُنًا إِلَى جَنَّتِكَ فَتَقَالَ وَإِنِّي بِإِذَلِكَ الْمَوْضِعِ مَا
فِيهِ إِلَّا تَوْضِيعٌ تَبَيَّنَ وَتَبَيَّنَ آيَةُ بَكْرٍ وَعَسَىٰ وَعَسَىٰ بَنَ مَرْدِيٍّ
وَحَضَرَتْ عَائِشَةُ صَدِيقَتُهُ مِنْ رَفَائِتِ هِيَ - آپ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ آپ مجھے اجازت
فرمائیے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شک میرے واسطے
یہی جگہ ہے یعنی میرا دفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے
ابوبکر کی قبر کے اور عمر کی قبر کے اور علی بن مریم کی قبر کے (اس حدیث شریف میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرمادیا۔ جس سے ما فی غدد کا علم بھی
ثابت ہو گیا۔ چنانچہ مطابق فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اُسی مقررہ مقام پر
آپ کا بھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت
عینی علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پر ہے انشاء اللہ العزیز بقرب قیامت آپ
کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں ہی دفن ہو گئے۔ مَا خَبَرْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَّا بِأَيِّ أَثَرٍ مِنْ تَمَوُّتٍ وَمَا ذَا تَكَلِّبَ
عَدَاؤَنَا كَمَا نَرَىٰ عَمَلَتْ -

۴۱۔ مسلم شریف ۲/۳۰۱ { نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہاں کے قتل کا مکان بیان فرمایا۔

فَيُظْلِمُ حَتَّى يَبْدُ زَكَاةً بِأَبْ لَيْدٍ فَيَقْتُلُهُ ذَكَرُ وَجَالٍ كَوَضَعَتْ عَلَيْهِ سِلَاحُ

تلاش کریں گے۔ حتیٰ کہ بابِ بُد کے پاس دجال کو پائیں گے۔ تو اس کو قتل کر دیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر دونوں علومِ فہیمیہ کی اطلاع فرمادی۔ باقی اُتریں غوث اور مآذ انکیب غدا یعنی کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

۲۲۔ کنز العمال ۳۱۲ ابن مریم و جال کو باب بُد میں ضرور قتل کرے گا

باقی رہا پیٹ کا بویں قرآن کریم جس کے متعلق نوح علیہ السلام کے بیان میں وَلَا تَلْبِذُوا الْأَشْجَارَ إِلَّا أَنْ جَاءَ الْأَمْرُ وَأَنْجُوا أَنْفُسَكُمْ وَالْأَشْجَارُ كَذِبٌ۔ رہا ابی انہ خاہر کا ذکر حدیث میرے

۲۳۔ بخاری شریف ۱۱

مسلم شریف ۲

مَرْجُلٌ مَنْ أَيْ قَالَ أَبُوكَ حَدَّثَ أَقْتَهُ فَقَامَ آخِرَ مَقَالٍ مَنْ إِيَّيَا

مَسْئُولٍ اللَّهُ قَالَ أَبُوكَ سَأَلْتُهُ مَوْلَى سَشِيْبَةً لَمْ تَأْمُرْهُ عَمُّهُ سَأَلْتُهُ

وَجِھِہ قَالَ سَأَلْتُهُ اللَّهُ إِنْ شَأْنُ شَوْبٍ إِيَّيَا اللَّهِ رَابِعُ رَابِعُ رَابِعُ رَابِعُ

عز سے ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

چنانچہ ایسی اشیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن کے اظہار کو آپ برا محسوس فرماتے تھے

تو جب آپ پر زیادہ وفد سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جو شخص رحمت میں آکر لوگوں سے فرمایا

جو تمہارا دل پاس ہے تم مجھ سے دریافت کرو۔ تو ایک آدمی عبد اللہ نے کہا۔ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ تمہارا ہے تو دوسرا

شخص (سعد) کھڑا ہوا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ تو آپ

نے فرمایا تیرا باپ سالم مرلی شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے منہ انور پر رحمت کے بل چمکتے نظر آ رہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سنو فی سنو فی روایت کر لو مجھ سے۔ دریافت کرو مجھ سے، فَبَارِكْ عَسَىٰ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ عَنْهُ۔ (حضرت عمرؓ نے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھا شروع کر دیا۔ سَمِعْنَا يَا اَللّٰهُ سَمِيعًا يَا اَللّٰهُ دَرِيْنًا وَبِحُكْمِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَامُ سَمِعْنَا شَلْتَنَا فَسَكَتَ۔ عین دلفر پڑھنے سے آپ نے خاموشی اختیار فرمالی یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو رب پسند کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی تلقین دی۔ اور اسلام کو دین پسند کر دیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اُس کے پیڑا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی خبر دینے والا پسند کیا۔ و یونہی دلیابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے دربار رسالت میں دوڑا کر بیٹھنے سے فتویٰ جڑ دیتے لیکن کیا ہی عجیب کلام پاک ہے جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مطہر میں موداۃ ٹھٹھٹ ٹیک کر عرض کر کے آپ کی رضا کو مان کر لیا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا اسباب مَآلِیْ اَلْاَہْ حَآوِرَہ کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سالہ پوشیدہ کر سے ہر نطفے کی حقیقت کو مآذوف الاسباب ظاہر فرمادیا۔ حضرت عبداللہ کو تو رنگ حضرت حذافہ اُن کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رنگوں کو چھوڑ کر کے حضرت عبداللہ کے اصلی باپ حذافہ کی نسبت سے ثابت فرمادیا۔ ایسے ہی سعد کو اُس کے باپ سالم مرلی شیبہ کی حقیقت ظاہر فرمادی۔ اس حدیث پاک سے تین مساکین ثابت ہو گئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سنو فی کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علوم خسرہ کو اپنے اعلان میں متشکل

فرمادے۔ جب آپ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھڑا سمجھے اور آپ کے علم مافی الاثنیٰ عشر کا انکار کرے تو یہ انکار و رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحان رسالت کے واسطے علوم خمسہ کا یہی سوال پیش کیا اور اپنے بھی بلا فصل علوم خمسہ کے حل کرنے کو عرض کیا۔ انہیں نہیں ڈالا تاکہ تکذیب و دعویٰ نہ لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مافی الاثنیٰ عشر کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اس کا صحیح جواب سنادیا۔ تو یہ صلیٰ آپ کا فرمان غیب کلی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عظامی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے وضیت بالشرع یا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا معنیات خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علم فیضیہ کلمیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے وہ بالاسلام دینا کا اقرار کیا اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اثیریہ خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر ہی بحکمہ تدبیر نبیؐ ارشاد فرمایا کہ نبیؐ کے معنی ہی فیضی خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر مافی الاثنیٰ عشر کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفت نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفت عظیمہؐ سننے کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی معنیات اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروادی (۲) اس حدیث سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اسی وقت فرمادیتے کہ میں اُس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود اُن کی ولایت کو ظاہر فرمایا تو علامہ مافی الاثنیٰ عشر کے علم حاصل ہونے کے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے درگ کے سامنے عاجزانہ ٹھٹھنے ٹیک کر بیٹھا طریقہ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اُس کی عبادت نہ بھی جائے

گئی۔ جیسا کہ جس مبتدعین جہلانِ احادیثِ صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی رضا طریقیہ مسعود کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱۰ درج ہے باب مَن سَرَّكَ عَلَى مَا كُنْتَ عَلَيْهِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوْ لِيَخْتَدِثَ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ تفسیر خازن ۱/۲۸۲ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت علیہ السلام پر پیش کی گئی بغیس۔ تو مجھ پر ایمان دار تھا یا میل نہ کر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے دایم خبر کو سن کر استہزا کیا جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اُس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں میں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ طرف دشا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يَكُنْ دُونَهُ شَيْءٌ فِي مَا بَيْنَكُمْ دُونِ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأٌ تَكْذُوبٌ فَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ بِنِ حُذِّافَةَ مَعْبُوحٍ فَتَنَّاكَ مَنْ أَيُّ سَائِرِ سُؤْلِ اللَّهِ أَنْ يُدْكَأَ عَالِ حِجَانٍ تو میں نے تمہیں میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا اول چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت

تم سوچ کر یہ جاقت کونسی ہے۔ اور اپنے مافی خدا کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور مافی الاسرار مستقبل کا علم آپ نے اُس وقت ظاہر فرما دیا۔

حد ثنا عبد بن حنن حد ثنا

ابی حد ثنا الاعمش حد ثنا زید

۲۷۔ بخاری شریف

بن وهب حد ثنا عبد الله حد ثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وَهُوَ الْقَائِدُ وَالْمُحْدُ ذَاتُ الرَّأْيِ أَحَدٌ كَمَا يَجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَيْتِهِ
 أَوْ بَعْضُ يَوْمًا قَدْ مَيَّكُونُ عِلْقَةً مِثْلَ ذَاكَ تَمْرِيكُونُ مَطْفَعَةً
 مِثْلَ ذَاكَ تَمْرِيكُونُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلِكًا بِأَمْرٍ بَعِ كُنَاتٍ فَيَكْتَبُ
 عَمَلَهُ وَاجْتِهَادَهُ وَشَقِيئَهُ أَوْ سَعِيدَهُ ثُمَّ يَنْفَخُ فِيهِ الرُّوحَ -
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا جو بچے ہیں اور بچے کئے گئے ہیں
 کہ ایک تہار اگر کوئی جی برائے اس کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اُس کا نطفہ جمع رہتا ہے پھر
 وہ خون کا توٹھرا بنتا ہے ۴۰ دن - چہرہ ۴۰ دن گوشت کا مٹھہ بنتا رہتا ہے پھر
 اللہ تعالیٰ اُس کی طرف چار کلمے دے کہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے (۱) تو وہ اُس کے
 نمل لکھتا ہے (۲) اس کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اُس کا رزق لکھتا ہے (۴)
 بد بخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ آپ نے بھی پیٹ کا علم کیا ہے؟

اب حدیث کے دعوے واروں سے اصرار مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے
 کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ مَّا ذَاكَ كَتَبْتُ عَمَلَهُ كَمَا عِلْمُ جِيٍّ اَوْ اُس کے مرنے کے مقام کا بھی اور اُس کے
 رزق کا بھی اور اُس کے شقی و سعید بنے ہو بھی پھر اُس میں رُوح پھونکا جاتا ہے۔ رُوح
 پھونکنے والا بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ اُمود خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ

ملائکہ کو مدح کا علم ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح۔ کیونکہ اگر فرشتے کو روح کا علم نہ ہو تو اس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا علم اور ائمہ غرہ کا علم باذن اللہ ملائکہ کو حاصل ہے اس حدیث صحیح بخاری سے **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي عَنِ** ہو گیا لیکن حرام اناس کو حکم ہوا کہ **فَمَا أَوْفَيْتُكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا ذِي بَيْنٍ** صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارواح کے علم کا ہونا یقیناً بتغیب ہے چنانچہ مسجد اقصیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام کو جماعت کرائی آپ کو ارواح کا علم تھا تو ہی تمام انبیاء کی چھان ڈرائی ملاحظہ۔

اور بعد میں آپ کا پیش کیا جانا عالم ارواح سے آپ **مسلم شریف ۱۶۱** کے باخبر ہونے پر وال ہے اور خصوصاً آسمانوں سے پہلے آسمان پر روح آدم علیہ السلام کی چھان کرنا دوسرے آسمان میں بھی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی چھاننا اور روح سے اجسام کی تیز کرنا تیسرے آسمان پر روح یوسف علیہ السلام سے طاقی ہو کر تھے آسمان پر روح ادریس علیہ السلام کی تیز کرنا پانچویں آسمان پر ارواح علیہ السلام کے دس سے طاقات کرنا چھٹے آسمان پر روح موسیٰ سے ہولناک کرنا ساتویں آسمان پر روح ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کرنا احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے۔ اور عالم ارواح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء سے جو حقائق الشافعیہ المسکبہ ص ۱۶۱ میں مذکور ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روح کو پسند فرمایا اسلام ارواح میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن کو کر ڈے مگر اسے تم کہتے ہو کہ آپ کو روح کا علم نہیں اب ثابت ہو گیا کہ آپ کو تمام ارواح کا علم حاصل ہے۔ کیا ملک الموت کو بھی روح کا علم نہیں **مَلَائِكَةُ الْمَوْتِ أَيْذِي وَ حَكَمٌ مَكْنَزٌ أَوْ قَلْبٌ الْمَوْتِ** کو روح کا علم نہیں تو وہ مدح کو جسم سے علیحدہ کیسے کر لیتا ہے اور اسی لئے **قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي** جواب

ویا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الطومت کر دیا گیا ہے۔ اور میں علم ظاہر کر کے کفار کو عاجز نہیں
 بننے دیا جاوے گا۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم تو روح اور جسم کے عاجز تو کیا بنا جائیگا کہ فرمان الہی
 کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ رہتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی نسبت ہوتی
 ہے۔ تب مصطفیٰ علیہ السلام کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں
 خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ بنی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمان الہی من تطیع اللہ فسنو
 فسنو اطلق اللہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جو یعنی مطیع الہی جب تک پہلے مطیع رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو مطیع الہی نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے کلام الدان کا فعل ماں
 کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم کئی ہے جس کی تفصیل میں
 حدیث پاک میں آپ نے فرمادی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مافی الخد مافی الارحام

قیامت تک کے حاصل ہیں

۴۸۔ ولائل النبوة

تاریخ الخلفاء ۱۵

لا بی نعیم حد ثنا الحسن ابن اسحاق ابن
 ابی اسید بن زید حد ثنا المنصور بن
 نصر بن المنصور حد ثنا احمد بن رشید
 بن خشیمر حد ثنا عیسیٰ بن سعید بن خشیمر

عن حنظلہ عن طاووس عن ابن عباس عن رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قلت لعلی

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کس فیسی شی کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ وہی ہے
جو تجھے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مرود غلفا کا باپ ہے حتیٰ کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا
حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے برائے حتیٰ کہ جو شخص عیسیٰ بن مریم علیہ
السلام کے ساتھ ناز پڑھیں گے انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

- ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پردہ سے میں عورت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔
- ۲۔ آپ کا علم مافی الارحام کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے
کی مبارک دینا۔

۳۔ بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر خدمت کرنا مستحکم ثابت
ہونا۔

۴۔ اہل اللہ کا بچے کو بعد تبرک جنم کشی دینا مستحکم ثابت ہونا۔

۵۔ اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

۶۔ اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا مستحکم ثابت ہونا۔

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مافی الارحام کی قیامت تک کے مافی الارحام کا علم غیبی
حاصل ہے۔ جیسا کہ اپنے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قیامت

میں نسل اور ان کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی
اطلاع فرمادی یہ ہے علم ما تخیل کل استثنیٰ و ما یفصح الائمہ حاتمنا
شذ ذلک سے ایک فرقہ جس کے انعام الہی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم کہتے ہو کہ
سوائے خدا کے مافی الارحام کا علم اور مافی اللہ کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کی نسلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان
لاؤ گے یا نہ بعد امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے

رضاعی بچائیوں میں باطن کے درندہ نبی صلی اللہ علیہ کے علم مافی الاہرام اور علم مافی عند کے قائل ہر جاہل اور اپنا ایمان درست کر کے انعام الہی ہے جسے چاہے کرے
 ذَٰلِكَ نَعْلَمُ اللَّهُ يُؤَيِّدُ بَلَدًا وَيُزِيلُهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 فَضْلُهُ كَانَ عَلَيْكَ عَظِيمًا اللَّهُ كَانَ غَلُّ آبٍ بِرَبِّهِ هُوَ مَوْجُودٌ فِي الْأَرْضِ وَالْأَنْفُسِ
 قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ حضور ص ہے وَغُلَّتْ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
 وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا سرف علم غمہ کے انکار سے تین آیات کا رد دعائے انکار لازم
 آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا حقیقہ کذاب ہے۔

۲۹۔ مسلم شریف ۳۶۶۲ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُونَ
 عَشْرَ فَوَائِدَ مِنْ طَلِيعَتِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صلى الله عليه وسلم إِنْ لَمْ يَعْرِفْ أَسْمَاءَ هَرْدَا أَسْمَاءَ أَبْنَاءِ هَرْدَا فَوَائِدُ
 تُحْيِي لِهَرْدَا هَرْدَا فَوَائِدُ مَرِيحٍ عَلَى كُلِّ مَرِيحٍ فَوَائِدُ رُبِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں
 اُن کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اور اُن کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اور اُن کے گھوڑوں کے
 رنگوں کو بھی وہ اُس دن تمام زمین کے اسپ اسواروں سے بہتر چل گئے۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مافی عند اور مافی الاہرام کے علم
 قیامت تک بیان فرمادیئے۔

آپ کے غلام بچے علم مافی الاہرام سے واقف ہیں

۳۰۔ مستدرک ۳۱۸ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ بَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ عَشْرَ مِيلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ

وَهُوَ يَتَوَجَّهُ إِلَى سَبْرِ لَقَيْدِيَا الرَّؤُوسَاءِ فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ خَيْرِ النَّاسِ
 كَلَّمَهُ بِحَدِّهِ أَعْبَدُوهُ خَيْرًا فَقَالُوا الَّذِي سَبَّرَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوْ فِيكُمْ تَمُوتُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْبَدُوهُ خَيْرًا فَقَالَ
 الْأَعْرَابِيُّ فَإِنَّ كَلِمَتَهُ رَسُولُ اللَّهِ كَأَخِي فِي مَا فِي بَطْنِ نَاسِي هَذِهِ فَقَالَ
 لَهُ مُسْلِمَةُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ قِدْقُشٍ وَكَأَيَّ عِلْمًا حَدَّثَنَا لَا نَسْأَلُ
 رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَخْبَرُوكَ نَزَلَتْ عَلَيْهِ فَيُفِي بَطْنَهَا مَخْلُوقًا مِنْكَ.

۱۔ عروہ سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی
 سے اوروہ جابہا تھا بدر کی طرف۔ دو مہینوں و آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیر و غایت
 دریافت کی تو انہوں نے اس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اسے کہا کہ تو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ اس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی
 ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ کہ اگر تو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اس
 اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن ملام نے کہا حالانکہ وہ بچے ہی گئے کہ تو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر۔ بچے میں بتا دیتا ہوں۔ کہ تو اس پر جنت ہے
 تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغہ ہے۔

انصاف سے غور کرنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوٹے پھوٹے غلاموں کو
 پیٹ کا علم یعنی مَنَافِی الْأَشْجَارِ کا علم ہوا اور تم کو کہ انبیاء و کفائی الارحام کا علم نہیں
 ہو سکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ملای الاحكام تھا

بہشتی شریف

طحاوی شریف

تایخ الخلفاء

اصابہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَرَجُلٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَقْبَلَا
تَمَلَّكَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ابْتَدَعَ فَقَالَ كَانَ تَحُلُمُ أَخَا
عِشْرِينَ وَسَعْمَانِ مَالِهِمُ بِالْعُقَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ
الْوَسَاةُ كَانَ وَاللَّهِ يَأْتِيهِمَا مَاتِ ابْنُ أَخِي أَحَبَّ
إِلَيَّ هَبْنِي بَعْدَ مَا مَلَكَ وَلَا أَعْتَزُّ عَلَى فَعَدَا بَعْدِي
مَلَكَ وَإِنِّي كُنْتُ تَحُلُمُكَ جَاءَ عِشْرِينَ وَسَعْمَانِ
فَلَمَّا كُنْتُ جَدِّ دُنَيْيَةِ وَآخِرُ مَيْتَةٍ كَانَتْ ذَاتِ

وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَأَمْرٌ كَذَلِكَ هُمَا أَخُو لِي وَأَخْتُ لِي فَتَقَرَّبُوا
عَلَى كِتَابِ اللَّهِ كَانَتْ هَالِكَةً يَا أَبَتِ وَاللَّهِ كَانَتْ كَذَا وَكَذَا
لَمْ تَكُنْ إِذَا هِيَ أَشْأَمُ فَمَنْ الْأَحْنَنُ كَانَ ذُو بَعْنٍ ابْنَةُ خَاصِرٍ جَدِّ

أُمِّهَا خَاصِرُ بْنُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ صَدِيقَةِ نَبِيِّ صَلى اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غصہ دیا میں وقت
ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا قابض کے مال سے توجہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو دقتاً قریب ہوئی آپ نے فرمایا کہ اسے میری بیٹی میرے بعد تیرے غمی سے
کوئی پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے

تجھے نیاز بھیجی میں سن کٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراخ دل کرے اور ترانہ کرے
آج در ثار کا مال بھی ہے اور کوئی نہیں دوسرے جہائی میں اور دوزخ میں نہیں

لہذا اللہ کی کتاب کے مطابق تمہیں کو تقسیم کرو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
عنہا نے فرمایا قسم اللہ کی اگر ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی میری ہمیشہ اودھار

ہی تو ہے اور کوئی نہیں دوسری کون ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیری
والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہونے والی ہے میں اس حمل کو لڑکی دیکھو

ہوں۔

کیوں جناب تم تو مجھے عربی صلی اللہ علیہ وسلم لو پیٹو، اہم ہیں۔ ہاں تو آپ کے نام لیا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اودھا تقدیری ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرما دیا کہ میں حیرت والہ کے پیٹ میں روکی دیکھ رہا ہوں تو باہمی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی فراست سے خود وہ اللہ سے فرستے دیکھنا ہے۔ خود وہ کہیں بھی ابراہیم کے مطابق معتبرہ رکھنے کی توفیق عانت فرما دے۔

علم نزول غیث

۳۲۔ بخاری شریف ۱۴۸۱ (۱) عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يُخَطَّبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَطُ الْمَطَرِ مَا دُخِيَ اللَّهُ أَنْ يُسْقِيَنَا فَنَدَا فَنَطَرْنَا فَمَا كَيْدُنَا أَنْ نُصِلَ إِلَى مَتَانٍ بَيْنَنَا وَمَتَانٍ نُسَاقُ نَطَرُوا إِلَى الْجُمُعَةِ الْمَقْلُوبَةِ قَالَ نَقَامُ ذَالِكَ الرَّجُلُ أَوْ عَيْدُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْخُلِ الدُّعَا أَنْ يُصْرِفَهُ عَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطَرْتُمْ أَلَيْتُنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ كَتَبْتُ تَمَثُّبُ الْمُتَابِ سَيَقْطَعُ يَمِينُنَا وَشِمَا لَا يَطْرُدُ وَلَا يُطْرَدُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ - (انس بن مالك سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہو گئی میں اپنے مکانوں تک

پہنچا مشکل ہو گیا اور آغذہ جو تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائیے فرمایا۔ کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ سے دعا فرمائیے ہم سے بارش بٹا دے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہمارے گرد و زوار پریم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ بادل وائیں بائیں پھٹ گیا اور وائیں بائیں بارش ہوتی رہی ہے اور اہل مدینہ پر بارش بند ہے۔

۳۳۔ مسلم شریف ۲۱۲۱ | قَالَ فَمَا لِيْشَرِيْذُ بَيْدٍ اَبَى نَاجِيَةً
اَلَا نَقْتَرِجُجْث - حضرت انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹلی پاک کے اشارے سے ہی فرما
بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسنا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا جس کے اشارے سے بارش بڑے اور جس کے اشارے پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ موسیٰ و اہل وٹ جائے اُس ذات کی نسبت یہ عقیدہ کہنا کہ اُن کو بارش کا علم تھا کہ اُس سے زیادہ کم نہیں اور کیا ہو سکتی ہے کیونکہ آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ تھا آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلتے تو بادل آسمان پر جھک جاتے اور دوزخ گھر کر برسنا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہوا اللہ اس پر مقرر ہے کہ چیز نکالینا اگر شے معلوم نہیں تو آئیے کہہ سکتی ہے۔ جیسا کہ آصف بن برخیا نے عقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ جھکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ آصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے کہ آصف کو تخت کا علم نہ تھا۔ بنیر علم کے ہی تخت کو آغا لائے۔ مسلم ہوا کہ بنیر علم کے اہل حقین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور حقین تھا اور ہے جس بنا پر آپ کے فرمان سے بادل پیش کیا گیا اور آپ کے اشارے

سے چاڑھیا گیا۔

۳۴۔ مسلم شریف { ۲/۱ } فیما قرأ القرآن فمَنَعُوْهُ مِنِّي صَلَواتِ اللہ علیہ وسلم نے
درا یا۔ کہ وہ بال آسان کو حکم کہے گا تو بائش شروع

چربائے گل،

دعا انصاف فرمائیے کہ وہ بال کافر کے حکم سے داخل رہے تو وہ بال کی اس طاقت پر تم ایمان بجا دے لو گے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کا فرمان آسمان چاند سورج بادشہ تسلیم کریں۔ بلکہ بادشہ والا آپ کا عجیبہ پٹہ ہے تو تم آپ کی توبہ علی کا آپ کے مقبوعین سے بے خبر نہ بننے کا شمار کرو۔ اگر غیر مرگہ آپ کے حضور میں پیش ہوتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حد تک پرستہ و کھاد گئے۔

بحث علم قیامت

وہابی "علوم خمسہ سے اہل اربہ مسائل تو مل ہو گئے لیکن قیامت کا قہر نہ ذکر ہی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن پاک میں مذکور ہے کہ سوائے خدا کے علم قیامت نہیں۔

۱- لِيَسْأَلُوْكَ مِنَ الشَّيْءِ اٰيَاتٍ مِّنْهَا مَسَلِ اِنَّمَا هِيَ اَجَلٌ عِندَ رَبِّ
لَا يُخَلِّفُ اُيُوْتَهَا اِلَّا هُوَ لَقَدْ كُنْتَ فِي السَّمْعَوٰتِ وَالْاَرْضِ لَدٰى يٰكُوْرٍ اِلَّا
بِلَهْةٍ فَيَسْأَلُوْكَ مَا كُنْتَ حَقِيْقًا عَنْهَا مَسَلِ اِنَّمَا هِيَ اَجَلٌ عِندَ اللّٰهِ وَنَسِيْكُنْ
اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ .

جہ سے پڑتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو سب میرے رب کے پاس
وہی کھراں دکھا دیجئے۔ اس کو اپنے وقت میں جاری بات ہے آسمان و زمین تم پر آدھکی تو

بے غیر آدمی تجھ سے پرچنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا تلامذہ بنے تو کہ اس کی خبر ہے خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبان اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا ہے۔

۲۔ یَسْأَلُ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ

۳۔ وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَالْيَوْمِ تُرْجَعُونَ

۴۔ یَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّاتٍ مُّرْسَلَةٍ قُلْ إِنَّمَا نَحْنُ

أَنبِیُّاءُ مُنْعَلَمُونَ

۵۔ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت نہیں اور نہ قرآن کریم کا انکار کرنا چڑیگا جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔

بڑا افسوس ہے کہ عزم غم سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے

انکار کرو و حالانکہ قرآن کریم میں خصوصیت علوم الہیہیں یہ چاروں بعد میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن و حدیث تسلیم الہی سے خیر الخلق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہونا چاہیے آیت کریمہ کی تزیین ملاحظہ ہو

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ لِيُشْرِكَ

وَمَا يَشْدُ بِرَأْيِ النَّاسِ بِمَا فِي آيَاتِهِمْ قُلْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ زُودِ خَبْرٌ
 جس امر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ثابت ہو گیا اور مافی الاثر حاکم کا حصول علم ہی نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے غلوں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے اخبار مصیہم اسلام سے

حَقُّوْا قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ وَالْيَتِيْمُ وَالْمَسْكُوْنُ عَيْنٌ وَابْنُ السَّبِيلِ
اور آپ کی طرف سے ارشاد الہی ہے یَسْأَلُوْكَ عَنْ الشَّهْرِ الْحَرَامِ رَقَبَاتُ
بَنِي سُلَيْمٍ قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ
یَسْأَلُوْكَ عَنْ الْحُمْرِ وَالْأَسْبَابِ قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ
یَسْأَلُوْكَ عَنْ الْفُقَرَاءِ قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ
اَصْلَاحُ ثَمَرِ حَبِيْبٍ وَ اِنْ تُحَايِرُوْهُمُ فَاَنْزِلُوْا اَسْكَرُ اور ارشاد الہی سنو
وَيَسْأَلُوْكَ عَنْ الْفَيْضِ قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ
اور جواب الہی سنئے و یَسْأَلُوْكَ عَنْ الْجَبَالِ قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ
اور جواب الہی ملاحظہ ہو و یَسْأَلُوْكَ عَنْ التَّرْوِیْحِ قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ
وَمَا اَوْ تَسْأَلُوْكَ عَنْ الْعَبْدِ الْاَسْلَبِ اور ارشاد الہی سنو قَالِ مَنْ يُّجِي الْعِبَادَ
وَمَنْ سَمِيْعٌ قِيْلُوْا اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اس کے علاوہ اور
بھی بے شمار ہیں جو بوجہ حکمت ذکر نہیں کئے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غیبی ہی
رہتے ؟ جن کا جواب رب العزۃ نے دیا ہے ۔ یہ ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ اللہ علیہ وسلم کہ
سوال آپ کو ہوا اور محبوب رب العزۃ ہو ۔ اور جو تم سمجھتے ہو کہ نبی کریم ﷺ اللہ علیہ وسلم
کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ بتا رہا بعضا غلط ہے جب آپ کا محبوب رب العزۃ ہے
کہ بتا رہا اپنی صفی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے علمی بخانیہ بتا رہی کہ نبی ہے جبکہ خداوند کریم کو
جسے علم کہو جو بتا رہا عقیدہ ہے ۔ کیونکہ آپ تو بقانون خداوندی و مابین خلق عن الفلک
اِنْ هُوَ اِلَّا وَ سَخَّ لِقَوْحَا کے بغیر حکم خداوندی کسی ساز کو فاش نہیں کر سکتے آپ کا علم قیامت
کو ظاہر فرماتا ہے آپ کی بے علمی پر سوال نہیں بلکہ آپ کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم
ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا محبوب رب العزۃ فرما رہا ہے ۔ کہ
اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اَلَيْدُ مِنْ دَاخِلِ ثَوْبِيْنَ اس کی طرف سے علم قیامت کو منسوب کیا جاتا ہے تمام امت

جو پہلے اپنے اللہ علیہ وسلم پر دار و دیوار ہوئے کریم خود جواب دیں جیسا کہ ماقبل گذر چکا ہے۔ مثلاً یَسْأَلُكَ عَنْ الْإِيمَانِ كَيْدًا وَصُلَاحًا تَهْتَكُ خَيْرًا لِّیْکِنْ مَبْذُولٌ بَرًا هُوَ۔ فَيَسْأَلُكَ عَنْ الْمَشَاعَةِ أَيْتَانَا مَوْضِعًا مَوْلَا کریم جو آپ کی طرف سے جواب دیں اِنِّیْ تَرٰیكَ مُتَلَحِّنًا هُنَا تو اس جواب سے کہ فرزند آپ کو ہی معاذ اللہ ہے خبر کجا لیکن عمن عندا پر اس کو چوڑی لگا کر جب خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی معاذ اللہ بے خبر کہنا چاہئے کیونکہ اس راز کو عوام پر نا ظاہر فرمانے کی علت آگے بیان فرمادی لا تَمَّا أَتَتْ مُنْذِرَةً مِّنْ جَنْحَتِنَا اور کرنی بات نہیں آپ ظاہر تو فرما سکتے ہیں۔ اور میں قیامت کے علم ظاہر کرنے کا حکم ہی جاوہی کر سکتا ہوں لیکن آپ خداوند دے ہیں جو قیامت سے خدا ہے جب کوئی شیئی پاکس آجائے یا اس کا علم ہو جائے تو اس کا خدا چلا جاتا ہے اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا خدا زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ مال بچے کو ہونے سے خدا آتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شیئی نہیں لیکن ہاں بچے کو اچانک کہتی ہے یہ قریب ہوا آیا کھا جاوے گا تو بچہ بدک کر فریادیں کرے گئے پٹ جاتا ہے یہ تو ہے مجاز اور یہاں ہے حقیقت۔

لاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور امر کا نزول منافق کو خدا یا لا تَأْتِیْکُمْ اِلَّا لَجُنَّةٍ اور اِنَّ الْمَشَاعَةَ اَلِیْبَةُ لَا تَرٰیْبَ جَنًّا اور جب قیامت کے سوال یَسْأَلُكَ عَنْ الْمَشَاعَةِ سے اِنِّیْ تَرٰیكَ مُتَلَحِّنًا جواب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللہَ عَلِمَ حَبْلُہُ الْمَشَاعَةِ اور اِنَّمَا جَعَلْنَا حَبْلًا تَرٰیْبًا اور یَسْأَلُكَ عَنْ الْمَشَاعَةِ کا جواب قُلْ اِنَّمَا عَلَّمَنَا اللہُ عَدُوًّا کی طرف سے جواب ملا کہ آپ نے اپنی طرف سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کرے گا آپ کو حکم ہوتا ہے تو کفار نے استہزاء اور عزال کرنا شروع کر دیا وَ یَقُولُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

ترجمہ یہی جواب ملا قُلْ اِنَّمَا اَلْعٰلَمُ عَلِمَ اللہُ اور جب اپنے قُلْ اِنَّ اِدْرِیْ

اُتْرِبُ اَمْ بُعِیْدٌ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا چاہتا تھا تا کہ نذرانہ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق نہ آئے ترک کار نہ باری طرح پھر سوال کر کے سبب لکھتے ہیں
وَلَقَدْ كُنَّا مِنْكُمْ شُرَکَآءُ فَاِذَا نَزَلَ بِكَ الْوَحْيُ لَمْ تَأْمُرْ بِمَنْ اَعْلَمُ بِالْمِلَّةِ وَلَقَدْ كُنَّا مِنْكُمْ شُرَکَآءُ فَاِذَا نَزَلَ بِكَ الْوَحْيُ لَمْ تَأْمُرْ بِمَنْ اَعْلَمُ بِالْمِلَّةِ وَلَقَدْ كُنَّا مِنْكُمْ شُرَکَآءُ فَاِذَا نَزَلَ بِكَ الْوَحْيُ لَمْ تَأْمُرْ بِمَنْ اَعْلَمُ بِالْمِلَّةِ
اب جواب ملا اِنَّ مَثَلَكُمْ عَمَلُكُمْ فَامْنَحُوا نَفْسَكُمْ قِيَامَتٍ قَرِیْبٍ ہر اور
نَعَسَیْدُ بِرَبِّكَ نَحْنُ الشَّاعِرُ خَرِیْبٌ کے حکم کی تفصیل شروع ہو گئی۔ جب اس پر
بھی پھر کفار کو صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ وَلَقَدْ كُنَّا مِنْكُمْ شُرَکَآءُ فَاِذَا نَزَلَ بِكَ الْوَحْيُ لَمْ تَأْمُرْ بِمَنْ اَعْلَمُ بِالْمِلَّةِ
اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَنَاتِ اِنْ سَبَّحْتُمْ لَكُمْ قِيَامَتٍ ہر سبب چاہتے تھے
کہ سبب وضاحت کا ہر جائیگی تو ہم اس پر زیادہ مسخرانہ ظاہر کر گئے اور جو زمینیں بھی اس
سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائیگا کہ ابھی بڑی دوسری جو زمینیں دن
راست قیامت کے ڈر سے کانپ کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائیگی تو
آپ کی نذرانہ میں بھی فرق آ جائیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب اور واضح فرما دیا اِنَّ شَرَّ بَنَاتٍ
الشَّاعِرُ وَالْمُفْضِلُ مِیْرَے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند ٹکڑے کر کے دکھا
دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائیگا۔ قیامت کا نود و یکھک بھی کفر
طاقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو گیا بس قیامت قریب آگئی تاکہ مومن کا ڈر
زیادہ ہو اور نذرانہ میں ترقی ہو اور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کسلی پاک میں
مومنین جلدی پناہ گزین ہوں اور ان کے جرائم معاف ہوں اور پھر عادیں خدا اور کریم
نے اِنَّ شَرَّ بَنَاتٍ الشَّاعِرُ فرما دیا لیکن وہ بے بدی و ملامت پھر بھی اُتْرِبُ اَمْ بُعِیْدٌ
اَمْ یُجِبُكَ لَهٗ رَیْفًا اَمْ دَاہِی اِذَا رَاہِی اور اِنَّ شَرَّ بَنَاتٍ الشَّاعِرُ فرما دیا اِی اِی کر سبب
ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی اِنَّ شَرَّ بَنَاتٍ لِّبَنَاتٍ جِنَابُہُمْ حُرُوْفُ غَلْظِہِ
مَقَرِّضُوْہِی وگوں کے واسطے حساب قریب آ گیا ہے اور وہ ابھی غفلت میں آگواں

ہی۔

اور اس کو دور بکھڑے ہیں اور اس کے خبر دل کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

”تہار اکہنا غلط ہے کہ کفار بنی علیہا اسلام کو قیامت کا سوال ہے۔“
دوبابی کرتے تھے یہ تہار بنی گھڑت بات ہے بنی علیہا الصدۃ و اسلام کو

قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا دیتے۔

”فقیر نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔“

محمد مکر بلکہ رب العزۃ آپ کی طرف سے ہی جواب دیتے رہے یہ ثان مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہے بانی رہا تہار اکہنا کو قیامت کے متعلق کفار کا سوالی حقیقتہً تھا۔
 استہزا پر پہلی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کراہیت ہے۔

جائزہ ۲۵ وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا

أَعْلَمُ بِهَا نَبِيٌّ لِيُعْذِرُوا عَنْ آلِهَتِهِمْ الَّتِي كَانُوا يُعْبَدُونَ وَإِنَّ اللَّهَ لَظَنَّ أَنَّهُ لَكُنَّا قَوْمًا فَخُورًا أَلَمْ يَعْلَم بِمَا فِي صُفُوفِهِمْ أَلَمْ يَعْلَم بِمَا فِي صُفُوفِهِمْ أَلَمْ يَعْلَم بِمَا فِي صُفُوفِهِمْ
 اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض
 خیال گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائیگے ان کو
 ان کے بسے اعمال اور کیریئل ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مولیٰ کرتے ہیں مدینہ
 قیامت

اس آیت کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیال گمان
 کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین تھا اور اس آیت میں فخریٰ پوسر متا کا جواب ہے
 یسٹمفرؤت نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال
 کرایہ جس استہزا ذوق حقیقتہً اور اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان

خبر کو صیغہ ساذ میں رکھیں۔ کیونکہ مامورین اشد ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی ہند کو انتہا نہیں کر سکتے باقی رد علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ ان کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ امداد اسی کی طرف سے معاونت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی اَللّٰہُ یَعْلَمُ اَشْأَعْتِہِ کے ذمہ سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

دہائی "جہاں علم قیامت محض خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہوا دہن ہو سکتا ہے مہادی اس پر پھر پیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہر ما تسلیم نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

محمد "فقیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین و انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کفار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہے ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال اعتقاد و بیست کی بنا پر ہے وہ فقیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے جیسا کہ قرآن کریم و امامادیش صیغہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے قین چلے ہیں ایک قیامت کی ہیئت کذا یہ جو ذات کو سکڑم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور قیمر اوقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات میں قیامت کی ہیئت کذا یہ قرآن کریم میں مذکور فرمادی مادکہ عیناً عیلمنا مشاغبہ میں مطلق علم ہے ہیئت کذا یہ ہوا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب جب الامۃ جل و علا نے ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شئی ہے جس میں قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہ پھر حال قرآن کریم بر شئی کے علم کو محیط ہے کہ نہ کلام خداوندی ہے اور دعویٰ بھی خداوندی ہے۔"

وَتَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ وَهَذَا وَرَحِمَهُ
 ۴۴۔ یوسف ۱۳۰ اَلْقَوْمِ الَّذِينَ كَانُوا لَكَ اَعْدَاءُ يَوْمَ قَامَتْ
 زمین کی رہبر ہے اور یہ ایمان داروں کے واسطے رحمت ہے۔

قرآن کریم مدعی اس امر کا ہے کہ اس میں ہر شے کی تفصیل موجود ہے مگر قیامت
 ہوا و وقوع لیکن ایمان داروں کو اس سے ہایت حاصل ہوتی ہے۔

قیامت کا وقوع اور ہیئت کذا ہے اذ روئے قرآن

۴۶۔ مرسلات ۳۰ اِنَّمَا تُوعَدُونَ نَوَاقِعُ مُبَادَا الْجُودِ طَبِئَتْ
 اِذَا رَأَوْا سَمَاءً مُسْتَرْجَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ

تُسِفَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ اُفْتُتَتْ بے شک جو تم وعدہ کئے تھے ہر قیامت کا وقوع
 واقع ہونے والا ہے اس وقت تمام ستارے بے نور ہو جائیں گے اور اس وقت
 آسمان پھٹ جائیگا۔ اور اس وقت پہاڑ اڑائے جائیں گے اور اس وقت تمام زمین
 جمع کئے جائیں گے۔

ثابت ہوا (۱) کہ قیامت کا وقوع جتنی ہے (۲) تمام مہارنگانِ سورج و چاند بے نور
 ہو جائیں گے۔ لیکن رسل کا نہ سہاست بہتور و مری زین ہر گز آسمانوں اور پہاڑوں کی اصلیت
 مفقود ہوئی اور میدان صاف ہو گا۔ لیکن رسل بحیثیت رسل بن موجود ہوں گے۔ یہ ہے
 ذکر ہیئت کذا ہے قیامت کی۔

۴۷۔ تکوین ۳ اِذَا السَّمَاءُ كُوِّرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ اُسْكُنَتْ
 اِذَا رَأَوْا سَمَاءً مُسْتَرْجَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ اُسْكُنَتْ
 وَاِذَا السَّمَاءُ اُفْتُتَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ اُفْتُتَتْ
 وَاِذَا السَّمَاءُ اُفْتُتَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ اُفْتُتَتْ
 وَاِذَا السَّمَاءُ اُفْتُتَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ اُفْتُتَتْ

عَلَيْكَ نَفْسٌ مَّا أَخْضَرَتْ جِب سَوِج كُنْدُهَا بَوِا اور اس وقت تبا سے گر کر بے نور ہونا چاہیے اور اس وقت پہاڑ کجیر سے جاویں گے اور اس وقت دس ماہی اونٹیاں آوارہ چریں گی اور اس وقت وحشی بازو سے ہونے لگے ہوں گے اور اس وقت دریا بھڑکائے جاویں گے اور اس وقت تمام مائیں طانی جاویں گی۔ اور اس وقت زندہ درگور کی ہونی رک کی سوا کی جانگی کر کرنے ہرم میں قتل کی گئی اور جب تمام اعمال اسے کورے جاویں گے اور جب آسمان او حیر دیا جاویں گا۔ اور جب دوزخ بھڑکانی جاویں گی اور جب جنت نزدیک کی جاویں گی و زمین کے لئے، معلوم کریں گے ہر نفس اپنے صاحب کو

کیوں جناب یہ ہے تیا مست کی میت کو اسے جس نے فیصلہ کر دیا کہ جب سورج چاند پار سے بے نور ہونے ان کی گردش بند ہو گئی تو وقت کا تعین کیے ہوگا جس کا سوال کرتے ہو اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہیگا تو تعین وقت کا سوال فصول اور شیء (۳۸) الْقَائِمَةُ مَّا الْقَائِمَةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَّا الْقَائِمَةُ يَوْمَ مَرِيكَوْهُ النَّاسَ كَالْفُتُورِ الْمُتَبَوِّثِ قَتْلُكَ الْجَنَابِلِ كَالْعَيْنِ الْمُتَبَوِّثِ وَبَلَانِ وَالِي كِيَا سِوِ دِلَانِ وَالِي اور آپ جانتے ہیں کیا ہے دبلانے والی جس دن لوگ قتل کی طرح پیچھے ہونگے اور پہاڑ وحشی ہوں اور ان کی طرح ہونگے۔

اِذَا نَزَلَتْ الْاَمَامُ نِيْلُ الْاَمَامِ وَاحْتَجَّتِ الْاَمَامُ ۳۸
اِذَا نَزَلَتْ الْاَمَامُ نِيْلُ الْاَمَامِ وَاحْتَجَّتِ الْاَمَامُ ۳۸
اپنے تمام برہمنوں کو نکال دیں گی۔

اِذَا نَزَلَتْ الْاَمَامُ نِيْلُ الْاَمَامِ وَاحْتَجَّتِ الْاَمَامُ ۳۹
اِذَا نَزَلَتْ الْاَمَامُ نِيْلُ الْاَمَامِ وَاحْتَجَّتِ الْاَمَامُ ۳۹
۵

جب آسمان پھٹ جاوے گا اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب زمین بچائی جاوے گی اور پھینک دیگی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاوے گی اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے۔ (۶۰) وَقَاتِلُ الشَّاعَةَ آتِيَةً كَالْغَيْبِ فَيَقُتِلُهَا اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں و وقوع قیامت کو ثابت کر رہی ہے۔ ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے مثبت کذائے کی صہن ہیں۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور مثبت کذائے قیامت واضح ہے اور یہ جُنْدُ الْعِلْمِ الشَّاعَةِ کے قانون سے جُنْدِ کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس ہی علم قیامت ہے تب ہی اسکی طرف سے یہ تمام غیبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں قرب النور کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا جُنْدِ کی دلیل ہے ورنہ کفار مشرک و کفرین کر رکھے کہ قیامت ویسے ہی خیال دہرے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تھا اور تھماٹے تھماٹے حقائق قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دوسرے با دلیل ثابت ہو جانے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

(اور روئے قرآن کریم مخلوق کو علم قیامت ہے)

۴۴ قمر ۲۶ { وَكُلُّ شَيْءٍ صَعِيدٌ وَكُلُّ شَيْءٍ مُّسْتَقَرٌّ } اور ہر چیز ٹپکی ہوئی ہے۔

۴۵ بقرہ ۲۲ { وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ } اور ہر شے کو ہم نے امام مہین میں محفوظ رکھا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ روح محفوظ میں ہر شے درج ہے اور قیامت بھی مکمل یعنی میں داخل ہے لہذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شے روح محفوظ میں مذکور ثابت ہوئی۔

۴۶ { آتَيْنَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَمَّا وَهَّابٍ ذَاتَ عَمَلٍ } اور ہم نے علی کو سکھایا اس بات سے کہ روح محفوظ میں لکھنے والی قلم کو بھی قیامت کے روز فوراً دوسرے کا علم

ثابت ہیں۔

۴۳/۹ تفصیل حکلی شیعہ قرآن مجید میں ہے لہذا قرآن کریم میں بھی علم قیامت موجود اور بغیر ان ایڈلے لکھائی القرآن کے قرآن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا لہذا علم قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہوا۔
 وَ نَبِّئْهُمْ فِي الْقُبُورِ فَإِذَا هُمْ مَرْجُونَ الْأَجْدَاثُ ابْنِ مَرْجُونٍ
 ۴۴/۱۰ یَسْأَلُونَ اور سورہ یونس کا دیکھا تو اس وقت رگ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل جائیں گے۔

فرشتے اسرائیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

۴۵/۱۱ آدم علیہ السلام کو قیامت کا علم دیکر زمین پر تار اٹھاؤ لَسْكَتُفُ الْأَنْبِیاءِ مُسْتَنْتَفِعَةً نَعْمًا عِزًّا ابْنِ حِجِّین اور تہا دست لئے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک عین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام دہر کا تہا را قیام پذیر ہوگا۔

۴۶/۱۲ اعراف ۲۶ قَدْ اِنَّمَا عَلَّمَهَا عَبْدُ اللَّهِ وَ لَسْكَتُفُ الْأَنْبِیاءِ مُسْتَنْتَفِعَةً نَعْمًا عِزًّا ابْنِ حِجِّین اور تہا دست لئے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک عین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام دہر کا تہا را قیام پذیر ہوگا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت رگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اور تعالیٰ نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت سے کفار کی اور اقلیت سے مومنین کی مسموم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل کی نفی ایت رکھتے ہیں نہیں ہوتی۔

۴۷/۲۹ جن ۲۹ قَدْ اِنَّمَا عَلَّمَهَا عَبْدُ اللَّهِ وَ لَسْكَتُفُ الْأَنْبِیاءِ مُسْتَنْتَفِعَةً نَعْمًا عِزًّا ابْنِ حِجِّین اور تہا دست لئے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک عین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام دہر کا تہا را قیام پذیر ہوگا۔

يَجْعَلُ لَهُ سَبَقًا مِمَّنْ آتَاهُ الْغَيْبُ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَرَا وَيَكُنَّ يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَهْنِئَاتِهَا كَمَا قَرِيبَ
ہے جو تم وعدہ دے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لبا کیا ہے۔ وہ
عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے
پسند فرماوے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالیٰ نے قیامت کے جھگڑے میں نبیل
 نہ ہونے کی ترغیب دلا کر کُنْ اِنَّ اَكْثَرَ اَشْيَا اَلْقِيَتْ مَا لَوْ عُدُّوْنَ اَهْرَ يَحْتَدُّ لَدُنَا
 سَاقِ اَمْسَدَا سے کفار کو ڈالا لیکن پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے خواص
 پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرمادیا تاکہ کفار یہ نہ سمجھیں یہ کہ نبی خود بھی بے خبر ہے ہمیں ویسے
 ہی اسکی خبریں سنا سنا کر ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت عَلٰی غَيْبِہِ کے واسطے
 رسل کے خواص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلع ہونے کی خبر لَا تُنَبِّئُ اِلَّا رِضْوَانِیْ
 تہ مثالی سے ظاہر فرمادی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم و عقل کا قصور ہے
 خداوند نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا
 ہی ماقبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم السلام کو منحصر فرمادیا
 تو اسکی بے نیازی کی دلیل منہم ہے جس کے تم منکر ہو رہے ہو۔

۴۸
۱۳ { معارج ۲۹ } ان کے نزدیک بے شمار قربتیں
{ تیار اولیاء } قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ { دُشْنَا مُقَرَّبًا } اے اللہ تعالیٰ

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بر مینین یعنی انبیاء علیہم السلام اعدا و فیاء و گرام قیامت

کو قریب دیکھ سکتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آگے دیٹیں انشاء اللہ یہ ان کی جاویدگی جو ایسا غاروں کے واسطے مقام سرست ہے

۲۹۔ روم ۱۱
وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُنْفِثُ مَا مَنَّوْا
فِي السَّاعَةِ كَذَٰبًا كَانُوا يُؤْمِنُونَ وَقَالَ

الَّذِينَ أُؤْتُوا الْعِلْمَ ذَٰلِكُمْ يَسْتَكْبِرُونَ وَلَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ
إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَنُكَلِّمُنَّكُمْ عَنْ كُتُبِكُمْ لَاقِلُونَ
اور جس دن قیامت قائم ہوگی ہر دم و گنہگار کی نگاہیں دو دنیا میں ایک ساتھ کے سوا وہ
نہیں ٹھہرے اسی طرح دنیا میں ہی ہر دم و گنہگار کا کرتوت ہے اور کہیں گے وہ لوگ
جو دنیا میں تھے، علم اور ایمان دے گئے تھے حق راہ کی تم نے اللہ کی کتاب میں
قیامت تک پس یہ ہے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

۱۱۔ ہر دم و گنہگار میں دنیا کو صرف ایک ساعت سمجھا اور آگے رب العزت
نے فرمایا کہ ہر دم کو کون جواب دینگے۔ و قَالَ الَّذِينَ أُؤْتُوا الْعِلْمَ ذَٰلِكُمْ يَسْتَكْبِرُونَ
اور کہیں گے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غر طلب امر ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا موازنہ
کر اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہو گا جس کو اس کا علم ہوا اور اس پر
ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلاً مائیکورٹ کا
پیڈری می مائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پیڈری نہیں کر سکتا و لا بیت
میں وکالت وہی کر سکتا ہے۔ جو وکالت پاس ہوا وہاں کام نہ پایا ہے ایسے ہی رب
العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی ہر دم کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری
طاقت سے ہر دم کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی
رکھتا ہو کیونکہ خداوند کرم و ہر دم سے قیامت کے دن کلام نہ فرما دیے جیسا کہ ذیل میں نظر
آئے گا ﴿يَوْمَ لَا يُكَلِّمُ اللَّهُ أَشِدَّ قَاتٍ﴾ ہر دم کو یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرم فرما دیے

اور ان سے ہر کلام ہو سکے تو خداوند کی طاقت سے کفار کو مؤمنین جواب دینے جو وہ طاق
 کے مالک ہو سکے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہو سکے اور دوسری طاقت
 علمی جو ان کے جواب کو مستزم ہے وہ جواب دینے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ
 اللّٰهِ اِنِّیْ یَوْمَہِ الْبَیِّنٰتِ بِمَا کُنْتُمْ عَلٰی لُحُوفِ عُقُلِکُمْ مِّنْ تَحْرِیْکِہِ دُنْیَا
 میں قیامت تک مؤمنین کا یہ جواب تب درست ہو سکتا ہے جب مؤمنین کو لوح محفوظ
 کا علم ہو کہ وہ تدویرات ہند کا استعمال قانون وہی کرتا ہے جو تدویرات ہند کا عالم ہو
 قرآن و حدیث کے روئے فتویٰ وہی صادر کر سکتا ہے اور کلمہ مکتا ہے کہ میں از روئے
 قرآن و حدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیہاد لکھتا ہوں جو قرآن و حدیث کا
 عالم ہوگا تو مؤمنین کا کفار کو یہ جواب دینا لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِنِّیْ یَوْمَہِ
 الْبَیِّنٰتِ کہ تم بطلانی تحریر لوح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو لوح محفوظ
 کا عالم ہوگا تو مؤمنین انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی دوسری طاقت علمی لوح محفوظ
 کی بھی ان کے لئے ثابت ہوئی پس اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے علم و ایمان کی تعمیل کی کہ
 بھی وہ منع فرما دیا کہ وہ ایمان اور اہل علم قیامت کو کہیں گے فَاٰیَہِذَا یَکُوْنُ ہٰذَا لَبِثْتُمْ تَوْبِہِ
 ہے قیامت کا دان و سکون اسے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے ہم جانتے تھے تو یہ
 و غرضی پہچان اسی کو کہہ سکتا ہے جس کو علم ہو بعد علم کے مدعی جسٹا سمجھا جاتا ہے اس آیت
 کریمہ سے بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو علم قیامت اور
 لوح محفوظ جس میں تمام مخلوق کا اندوہ و مظهر ہے کا علم رکھتے ہیں جو مؤمنین کو بطلانی ہی
 اپنے مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور ملکیں کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو
 جھگڑے سے ظاہر ہو گا پھر پچھتا جائیے اور دست اندوس ملیں گے لیکن پھر اندوس کا مہم نہ
 آئے گا۔

اور پھر نہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہیں گے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا نبی قیامت

ہتے ہیں جو قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر نبی کا مدعی ہے۔ انوس ہے تہاوی
وانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی سے اللہ علیہ وسلم پر معترض ہونے کا موقع دے رہے ہو۔
یہی ستر آئی و اولیٰ جن سے نبی سے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کا
ثبوت مل رہا ہے۔

ہمارا کام نہ دین ہے یا رو تم آگے چاہے ماریا نہ مارو

”قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُوهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
وہابی

فصل نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے خشک ہے انھوں کی بدولہ اس کا حرکت
مٹے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ان کے اعمال صالحہ کے
جسے میں برکتیں ہم نے چھپائے رکھی ہیں جن کے سمجھنے سے ان کی انھیں خشکی ہر بائیں
ان صفتی لغتوں کا کسی شخص کو علم نہیں ہو سکتا یہی جمیع ماکان و مایکون میں سے ہیں اور ثابت
ہر راستہ کہ بعض اشیاء جیسا کہ یہ مذکورہ بالا ہیں بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث
شریف میں بھی مذکور ہے نبی سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک
بندوں کے لئے ایسی اشیاء تیار کی ہیں جو مالا علیہم سرمت ولا اذن مہمست
ولا حظہ علی ثلث لبثہ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے
کسی نہیں ہو سکتا کسی آنکھ کو کینا کسی کان نے سنا کسی دل پر اس کی بات کھل۔

”یہ قانون خداوندی مام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلَکِنَّ اللّٰہَ
یُرِیْکَیْ مَنْ یَّشَآءُ فَرٰہُ اَنْ یَّہْدِیْکَ فَرٰہُ اَنْ یَّہْدِیْکَ فَرٰہُ اَنْ یَّہْدِیْکَ

میں اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سے ملنا۔ کہتا ز فرما دے لیکن تہا علم خواص
کو ایست نامہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وظیفہ رکھتا کیا نبی سے اللہ علیہ وسلم کی
امتیازات شان الہی اَللّٰہِ بِمَا الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہُمْ کَرِہَتْ اَدَّال کراہیں

ایتہ کریمہ سے انھیں بد کر کے صرف فَلَاحُ لَعَنُوا نَفْسُکَ کے قانون کو ہی عام سمجھ گئے؛
حالانکہ مومنین کے واسطے امتیازی قانون موجود ہے تمام مومنین کی حالت یکساں نہیں اور ایک
مکرم نہیں جو اَوْ لَوْ اَلَا سُرْحَانُ لَیُعَذِّبُنَا اَوْ لَوْ اِنَّا فِیْ بَعْضِیْنَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ سے
واضح ہے اور اولوں کا ایسا سے معنی نہیں کیا مگر سُرْحَانُ اور مُسْتَدْرَا کا حکم یکساں ہوتا
ہے؛ کچھ تو سوچو کیا مطیع اور مطاع کے حکم کو مساوی سمجھتے ہو؟ یاد رہے کہ مَا تَرٰکَیْ لَکُمْ
خَلِیْفَتَیْنِ فِیْہِ فَضْلٌ مَّقُولٌ کس کا ہے اور تم کس جماعت میں شامل ہو رہے ہو اَفَتَقُولُ مِثْلَ
یَبْعُثُ الْکِتَابَ وَتُکْفِّرُوْنَ بِبَعْضِ شِرْکِہِ مِزْمِنِ کو موزوں نہیں۔

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ

۱۴ جواب (۲) بخاری شریف ۱۹۱ علیہ وسلم لَقَدْ رَأَيْتُ

فِی مَقَابِیْ قَدْ اَکَلَتْ مِثْقَالَ عِزٍّ لَقَدْ رَأَيْتُ اُسَیْدًا اِذَا اَخَذَ
تَقَطَّ مِنْ اِلْحَتَہِ حِیْنَ سَمِعَ یُؤْمَرُ فِی جَعَلَتْ اَلْقَدْرُ لَقَدْ رَأَيْتُ جَعَلَتْ
یُحْطِرُ بَعْضُہَا یَعْنٰ حِیْنَ سَمِعَتْ فِی سَاحِرَاتٍ دَسَیْتُ فِیہَا عَمَلُہُنَّ لِحِی

مزبور میں نے ہرشی کو دیکھا جس کا میں وعدہ کیا گیا ہوں اس مقام پر یعنی یہاں بیٹھے ہی ہوں کہیں
جانے کے، حتیٰ کہ میں نے ہرشی کو اچھی طرح ملاحظہ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے
ایک خوشہ لے لوں جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ بہت بعض
کو تھرا رہا ہے جب تم نے مجھے پیچھے مٹھے دیکھا اور میں نے دوزخ میں عرب لہجی کو بھی دیکھا
کہوں جناب ربانی صاحب مَا اُتِیْتُ لَہُمْ دَسَیْ اَعْمٰیْنِ کا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ملاحظہ فرمایا یا نہ؟

اور مَا لَاعْمٰیْنِ سَمِعْتُ وَلَا اَذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا اُخْطَرُ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ
دوزخ کے معاملات و مذاہبات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام
اس سے نیچے کی بات عرض کروں ملاحظہ ہو۔

۵۱ مسلم شریف ۲۱۲ { عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُهْبِتُ الْجَنَّةَ
 فَزَيَّيْتُ الْجَنَّةَ فَزَيَّيْتُ امْرَأَةً ابْنِ حُلْفَةٍ ثُمَّ جَعَلْتُ خُفَّيَّ مَنَاجِي فَأَذَا
 بِلَالًا - یابراین وہ اندر مٹی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں جنت دکھایا گیا تو میں نے جنت کو دیکھا پھر میں نے اس میں دو علم مٹی لٹا
 دی تھی کہ عورت کی حریت کو دیکھا پھر میں نے اپنے اُسکے جڑوں کی آہٹ مٹی لٹا دی تاکہ حضرت
 بلال بخنہ ۔

یہاں جناب! مثلاً لَقَدْ نَفْسٌ مَّا أَخْفَى لَعْنَتُهُ قَتْرَةٌ أَعْيُنٌ كَتَبَ رَا
 دِاعِ نے زیادہ سمجھایا صحابہ کرم نے جو اس اخلاص میں مبع جوتوں کے پہنچ رہے ہیں
 اب فوراً اس کے مقابلہ میں آتا کہ شانِ ملاحظہ ہر جس کی تشریح مولا نے ذوالجلال
 نور محمد و مریم علیہ السلام کے کہ وہ عویا اَلَا نَحْنُ الْاَعْلَى ثُمَّ دَنَا مَتَدَنِي نَكَانَ شَابِ
 قَوْسَيْنِ اَذَا اَذَى ۔

پھر آگے ارشاد الہی موجود ہے۔ اَلْقَمَرُ وَمِنْهُ عَنِّي مَا يَزِي دَعْدُهُ
 سُرَّةُ اُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى عِنْدَ هَا جَنَّةِ الْمَأْوَى اب ر
 قرآن کریم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شان و علم اور ماضی لَعْنَتُهُ اَعْيُنٌ تَك
 پہنچا یا نہ بالا ذکر تمہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچو اور دیان سے آواز قائل را اشارہ کافی
 است۔

۵۲ " بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صراج والی رات جنت و دوزخ وقام
 دہائی انعامات مروجہ ملاحظہ فرمائے یہ افروزی انعامات کے علاوہ ہیں۔ جو
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سَلَفًا مَّا اَطْلَعْتُكَ عَلَيْهِ
 سات واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“
 سبحان اللہ تمہاری قرآن وانی پر بھی گود رو رہے ہیں اور تمہاری
 حدیث وانی کو کراسرا رہے۔

جناب برائے میاں فرمان منہ سئلہ منا اطلعنا علیہ علیہ السلام
 فرمان الہی و انکذا یہ منشأ یحییٰ کی ہے کہ جن انعامات پر تم اطلاع پا چکے ہو اور
 اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور جو فروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی
 کے منشأ یحییٰ ہونگے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا
 جائیگا شکل میں یہی ہوگی لیکن ہونگے طلع میں کچھ اور مثلاً لعین سے نہ منہ لیکن نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک ان سے دور نہیں جیسا کہ تم فرماتے فاما متعابئی ہذا
 کون متعابئی و عید متعابئی و عید متعابئی نے تمہارے سوال کی بنیاد اکھاڑ رکھی
 دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو تم وعدہ کئے گئے ہر کل شی میں نے یہاں ہی دیکھ لی
 و عید متعابئی و عید متعابئی سے فاما متعابئی انعام نکال کر تو دکھاؤ کہ دیوبندی علم فرمان
 عری مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے نکالتا ہے یہاں تو بجائی تمام معلوم آکر جبکہ جاتے
 ہیں اور کھینچتا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیوبندی ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
 کو نقصان کی صفت سے متصف کر کے تمہارے سناڑوں کو بڑھنے والوں کی توجہ دیت
 و جہالت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی

اور دوسرا جواب سئلہ اصل میں کج کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے کم از کم
 شرح ائمہ عامل ہی پڑھے ہر تے تو معلوم ہوتا سئلہ متعابئی متعابئی کج و متعابئی
 سئلہ متعابئی کج نہ سئلہ متعابئی کج کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے مثل سئلہ
 متعابئی کی یعنی چھوڑ تو دیکھو کہ تمہارا وہ فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ میں پر تم کو اطلاع ہے
 اسی پر چھوڑ دو۔ جب ان انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آئے گی یا جنہوں
 نے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں

رہتے ہوئے اس کے کہ جتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

وہابی "اَللّٰہُ یَاکُمُ نَبَاُ الشَّذِیۡنِ مِنْ قَبْلِکُمْ تَوَدُّوۡحَ
وَضَاحٍ وَشَوۡدَ اَلشَّہِیۡنِ مِنْ قَبْلِکُمْ لَا یُعَلِّمُکُمُ اِلَّا اللّٰہُ
کیا نہیں آئی تبار۔ سے پاس خبر ان کی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور
جو ان سے پہلے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیت میں قوم نوح اور عاد و ثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے
حالات حق تعالیٰ کے رسوائی کے معلوم نہیں۔

محمد عمر "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم
غیب ہائے کا دوسرے بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے پیغمبر اکرام کا علم کسی کو نہیں دیا مگر قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارا
دماغ تار ہو گیا۔ جہاں اللہ کے سوا ان کی خبر کسی کو نہیں کیونکہ ان کے زمانے کا کوئی
شخص موجود نہیں تھا۔ اور قریم کی ذراستہ لایزال ہے اس واسطے خداوند اس وقت ہی
موجود تھے اب بھی ہیں اور رہیں گے۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ قوم نوح و عاد و ثمود
اور ان کے بعد کی امداد کسی کو نہیں اور وہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر رساں ہے
چنانچہ اس آیت کریمہ میں بھی اپنے علم غیبیہ کو بیان فرماتے ہوئے خود غیبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم بیان فرمایا کہ اَللّٰہُ یَاکُمُ نَبَاُ الشَّذِیۡنِ مِنْ قَبْلِکُمْ کیا آپ کے پاس
پہلے ان کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی ایسی آئی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ تو اللہ
یَاکُمُ نَبَاُ الشَّذِیۡنِ سے اپنے مہربان صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان
کا علم غیبیہ ان کو اپنی مطابقت بیان فرمادیا لیکن وہی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں
کہ دینت لاریہ کے ابتدائی جملہ کاذب نبی نہیں چھوڑے کہ یہاں یہاں ہر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائے گا۔

دوست نے اخیریت کریمہ لَا یَسْأَلُکُمْ عَنْ دِینِکُمْ اِنَّ اللہَ کَؤَظَمٰ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کو قرآن مجید اور ابتدا بعد جو نشان و علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کر رہا ہے اس حدیث یا تکتہ اس کو چھوڑ گئے تاکہ تمام مابین کا علم اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو گیا تو علم منافقان و منافقات سے کفایت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہو جاوے گا اور عقیدہ و مابین کی حرکت جائیگی یہ کیا خبر کہ اگر وہابی نے ماقبل کو ترک کیا تو کوئی منفی ماقبل کی طرف بھی زور دلاوے گا تو ہمارے بچے کیا دیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے دو سکر مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

۱۸ ط ۱۱ ۱۲
كَذَٰلِكَ لَنْفَضَّ عَنْكَ مِثْلَ مَا تَسْبِيحُ

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تراستہ تمام سے انکار کر دیا لیکن اس آیت کریمہ میں آپ کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کر دہ معلوم غیبیہ کی خبریں شائع فرمادی تاکہ کسی کو شک نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر مابق کے معلوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کرو تو تَشْتَكُوْنَ یَوْمَئِذٍ بِالنَّبِیِّ لَیْسَ لَہُمْ فِیْہِ مِنْ شَیْءٍ اور نفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو آئندہ انشاء اللہ العزیز تمام تفاسیر کے بیانات آرہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ وَمَا عَلَیْنَا بِالْبَیِّنِ

۵۳۔ نخل ۱۱ ۱۲
رَمَا اَمْسُرُ اَسْأَعْتِدُ اِلَّا کَلِیْلٍ النَّبِیِّ اَوْ هُوَ اَقْدَبُ اَدَّاور قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر علم چھپنے کی مثل

یا اس سے بھی زیادہ قریب،

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت صرف آنکھ چھپنے کی مقدار میں ہے یا اس سے بھی قریب یہ مومن کے لئے وقت قلیل ہوگا۔ اور منافق و کافر کے لئے اتنی طوالت

ہرگی جس کی مقدار اللہ تعالیٰ نے سپاس گزار سال فرمائی ہے۔ وہ اس کے قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہو گا۔ معلوم ہوا کہ جیسے عرصہ بصر کو ملاحظہ کرنے والا دیکھ رہا ہے اسی کو اس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔ لیکن اگر اس کو کہا جائے کہ اس کی تفصیل دو تین وقت کہ کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو رائی کو مری کی ہیئت کذائیہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جاسکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع و غروب آفتاب و اجتناب سے غافل ہو گا۔ اور وقت و زمان انہیں کے قیام سے متعین ہو سکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہو گئے تو یقیناً وقت کا سوال کرنا مسائل کی کم قتل کی دلیل ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لمحہ بصر کہ جس دن میں ہوگی آپ نے اس دن کو واضح فرما دیا۔ آگے پر کچھ دن دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعیین کیسی۔ ہاں البتہ اس کے علاوہ اہل عبادت کو آپ نے بیان فرما دیا۔ اور ممکن کر اتنی سچ نہیں کہ صفات سے قتل سکتے ہیں۔ اور فوات صفات سے مقدم ہوتی ہے جو شخص جس امر کے صفات بیان کر سکا ہے وہ شخصی طور پر اس کی فوات بھی مالا ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ مامور اپنے امر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کر سکا۔ اور امر نے اپنے مامور کو اگر اپنے امر کا حکم ہی عطا نہیں فرمایا تو امر آمر نہ رہا اور مامور مامور نہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ آمر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ اپنی رویت کا ذکر کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

أَلَيْسَ الْعُلُوُّ الْخُسْرَىٰ لَا هَذَا لِمَنْ إِذَا رِثَ الصَّحْبَةُ

سَالِ تَسْئَلُ

۵۴۔ نسائی شریف ۱۴۱۱ مسلم شریف ۲۶۹۰۴

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

تَرَايْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ نَبِيٍّ وَعِدٍّ تَوَدَّ رُبِّي صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر نبی کو جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو میں نے دیکھ لیا،

جس شخص کا نبی صلَّی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے
وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لئے غیب کئی کے علم کا مژدہ قائل ہو جائے گا۔

کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تمہارے ہر مسودہ اشیاء و امور کو دیکھ لیا ہے اس
میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے امتیاز کا تغیر و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر

واضح ہو گئی اور علم روح کی وضاحت بھی ہو گئی۔ جس کی ذات مقتدرہ و مظهرہ لا مکان
ملک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیط کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لا زمان یعنی

قیامت ملک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مظهر بحیثیت حق تعالیٰ
ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان و لا مکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لا زمان کو

بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان و دنیا اور لا مکان عالم برزخ۔ مکان و دنیا اور لا مکان عالم
امر مکان و دنیا اور لا مکان حقیقی ایسے ہی زمان و دنیا اور لا زمان عالم برزخ۔ زمان و دنیا اور

لا زمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں
عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تمہارے معبود احمد کو جس میں قیامت بھی شامل

ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویت و امدہ علم کئی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویت کے
مناظرہ کا کیا ہی شکاں ہو گا جس تمام عمر کی قسم اللہ تعالیٰ کھاتے ہیں۔ لَعَنَكَ اللَّهُ يَا

مَسْكُوتٌ يَفْتَنُكَ اللَّهُ (آپ کی تمام عمر کی قسم یا رسول اللہ یہ رک اندھے ہیں) جو آپ
کی کسی وصف کے علم ہو یا کچھ اور قائل نہ ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اندھوں سے خطاب

کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔
عن عبد اللہ بن

مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مَاتَ لَ اِتَىٰ مَعِيَتْ رَسُولُ اللّٰهِ
صلى الله عليه وسلم يَقُولُ بُعِثْتُ اَنْتَ وَاسْتَغْتَا كَهَاتَيْنِ ذَمًّا
اِصْبَغْتَ الشَّابِيَةَ وَادُوْ سَخِيْ دَاوِدَ بْنَ مَسْرُوقٍ قَالَا مَا لَكَ مِنْ اَمْرِ
زِيَادٍ رَوَيْتَ هَـ۔ فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے
تھے کہ میں بیجا گیا ہوں میرے اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح
ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی انگلی اور درمیان کی بڑی انگلی دونوں کو باہر نکالا اور لہرایا:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ
جیسے وسطیٰ کو سبابہ سے کوئی چیز عاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی
تیسری چیز عامل نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے کہ آپ نے
ساباہ اور وسطیٰ کو اکٹھا لہا کر کے فرمایا کہ یہ بھی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں
کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واضح فرمایا۔ اب آپ کے اور
قیامت کے درمیان انفصال کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والے صادق
ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عِندَ السَّاعَةِ ہے تو اہل
تواریک میں اُس نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ
اَلْعِشَاءُ عِندَ السَّاعَةِ فَرَانِ اَللّٰی ہے قرآنیت عِندَ سَاقِ السُّوْنِ
مصطفائی بھی تو ہے۔ اسی بنا پر آپ نے اپنے سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت
کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے تعین کا امر میں کہیں
نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمایا آپ کے ملام علم پر مالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف ۲۶۷ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
عَنْ كَثَبِ بْنِ مَيْمُونٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ

سے مدایت ہے۔ کوئی صلہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی ہے
 کو تم داخل ہو گئے،

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم کی عذاب کیا گیا قیامت کا بھی کیونکہ اس میں بھی ہمارا داخل ہے۔ اور مَا أَذُنُ ثَكْبٍ عَنْهَا ابھی۔ کیونکہ تو جہنم سے استقبال ہے اور مَا فِي الْأَرْضِ حَافِرًا ابھی۔ اور نزولِ غیث کا بھی۔

٥٤- ابن ماجه ٢٢٠٠ البزاز وطيالسي ٢٢١٩

اللہ علیٰ اللہ علیہ وسلم لعینۃ انا و الساعۃ کفایتین و جمیع بیوت
اصحابہ دانی ہرگز سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں
اور قیامت ان دو تائملیں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا
اَللّٰهُمَّ مَرِّزْنَا بِمَعِينِدَاؤُنَا قَرِیْبَا کے ساتھ اس کی مطابقت ہو گئی

عن ابن عباس قال قال رسول الله

على الله عليه وسلم أئمتنا في الدنيا

مَدَنِيَّةٌ وَتَعَالَى فِيهِ الْخَيْرُ مُتَوَاتِرٌ وَقَالَ

لَا يَخْشَى الْفِتْنَةَ سِوَاكَ

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من أجلّ الكتب وأجلّها

لَا تَقْرَأُ فِيهِ

على قلت لا ادرى ما لها تكت

وَحَدَّثَنَا سَبْرٌ ذَا مِلَّةٍ بِعَيْنِهِ

نہ سے رہایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

رست میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا:

۵۸۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۷

کثیر العمال ۸۱۰

2001, 1999, 1998, 1997, 1996, 1995, 1994, 1993, 1992, 1991, 1990, 1989, 1988, 1987, 1986, 1985, 1984, 1983, 1982, 1981, 1980, 1979, 1978, 1977, 1976, 1975, 1974, 1973, 1972, 1971, 1970, 1969, 1968, 1967, 1966, 1965, 1964, 1963, 1962, 1961, 1960, 1959, 1958, 1957, 1956, 1955, 1954, 1953, 1952, 1951, 1950, 1949, 1948, 1947, 1946, 1945, 1944, 1943, 1942, 1941, 1940, 1939, 1938, 1937, 1936, 1935, 1934, 1933, 1932, 1931, 1930, 1929, 1928, 1927, 1926, 1925, 1924, 1923, 1922, 1921, 1920, 1919, 1918, 1917, 1916, 1915, 1914, 1913, 1912, 1911, 1910, 1909, 1908, 1907, 1906, 1905, 1904, 1903, 1902, 1901, 1900, 1899, 1898, 1897, 1896, 1895, 1894, 1893, 1892, 1891, 1890, 1889, 1888, 1887, 1886, 1885, 1884, 1883, 1882, 1881, 1880, 1879, 1878, 1877, 1876, 1875, 1874, 1873, 1872, 1871, 1870, 1869, 1868, 1867, 1866, 1865, 1864, 1863, 1862, 1861, 1860, 1859, 1858, 1857, 1856, 1855, 1854, 1853, 1852, 1851, 1850, 1849, 1848, 1847, 1846, 1845, 1844, 1843, 1842, 1841, 1840, 1839, 1838, 1837, 1836, 1835, 1834, 1833, 1832, 1831, 1830, 1829, 1828, 1827, 1826, 1825, 1824, 1823, 1822, 1821, 1820, 1819, 1818, 1817, 1816, 1815, 1814, 1813, 1812, 1811, 1810, 1809, 1808, 1807, 1806, 1805, 1804, 1803, 1802, 1801, 1800, 1799, 1798, 1797, 1796, 1795, 1794, 1793, 1792, 1791, 1790, 1789, 1788, 1787, 1786, 1785, 1784, 1783, 1782, 1781, 1780, 1779, 1778, 1777, 1776, 1775, 1774, 1773, 1772, 1771, 1770, 1769, 1768, 1767, 1766, 1765, 1764, 1763, 1762, 1761, 1760, 1759, 1758, 1757, 1756, 1755, 1754, 1753, 1752, 1751, 1750, 1749, 1748, 1747, 1746, 1745, 1744, 1743, 1742, 1741, 1740, 1739, 1738, 1737, 1736, 1735, 1734, 1733, 1732, 1731, 1730, 1729, 1728, 1727, 1726, 1725, 1724, 1723, 1722, 1721, 1720, 1719, 1718, 1717, 1716, 1715, 1714, 1713, 1712, 1711, 1710, 1709, 1708, 1707, 1706, 1705, 1704, 1703, 1702, 1701, 1700, 1699, 1698, 1697, 1696, 1695, 1694, 1693, 1692, 1691, 1690, 1689, 1688, 1687, 1686, 1685, 1684, 1683, 1682, 1681, 1680, 1679, 1678, 1677, 1676, 1675, 1674, 1673, 1672, 1671, 1670, 1669, 1668, 1667, 1666, 1665, 1664, 1663, 1662, 1661, 1660, 1659, 1658, 1657, 1656, 1655, 1654, 1653, 1652, 1651, 1650, 1649, 1648, 1647, 1646, 1645, 1644, 1643, 1642, 1641, 1640, 1639, 1638, 1637, 1636, 1635, 1634, 1633, 1632, 1631, 1630, 1629, 1628, 1627, 1626, 1625, 1624, 1623, 1622, 1621, 1620, 1619, 1618, 1617, 1616, 1615, 1614, 1613, 1612, 1611, 1610, 1609, 1608, 1607, 1606, 1605, 1604, 1603, 1602, 1601, 1600, 1599, 1598, 1597, 1596, 1595, 1594, 1593, 1592, 1591, 1590, 1589, 1588, 1587, 1586, 1585, 1584, 1583, 1582, 1581, 1580, 1579, 1578, 1577, 1576, 1575, 1574, 1573, 1572, 1571, 1570, 1569, 1568, 1567, 1566, 1565, 1564, 1563, 1562, 1561, 1560, 1559, 1558, 1557, 1556, 1555, 1554, 1553, 1552, 1551, 1550, 1549, 1548, 1547, 1546, 1545, 1544, 1543, 1542, 1541, 1540, 1539, 1538, 1537, 1536, 1535, 1534, 1533, 1532, 1531, 1530, 1529, 1528, 1527, 1526, 1525, 1524, 1523, 1522, 1521, 1520, 1519, 1518, 1517, 1516, 1515, 1514, 1513, 1512, 1511, 1510, 1509, 1508, 1507, 1506, 1505, 1504, 1503, 1502, 1501, 1500, 1499, 1498, 1497, 1496, 1495, 1494, 1493, 1492, 1491, 1490, 1489, 1488, 1487, 1486, 1485, 1484, 1483, 1482, 1481, 1480, 1479, 1478, 1477, 1476, 1475, 1474, 1473, 1472, 1471, 1470, 1469, 1468, 1467, 1466, 1465, 1464, 1463, 1462, 1461, 1460, 1459, 1458, 1457, 1456, 1455, 1454, 1453, 1452, 1451, 1450, 1449, 1448, 1447, 1446, 1445, 1444, 1443, 1442, 1441, 1440, 1439, 1438, 1437, 1436, 1435, 1434, 1433, 1432, 1431, 1430, 1429, 1428, 1427, 1426, 1425, 1424, 1423, 1422, 1421, 1420, 1419, 1418, 1417, 1416, 1415, 1414, 1413, 1412, 1411, 1410, 1409, 1408, 1407, 1406, 1405, 1404, 1403, 1402, 1401, 1400, 1399, 1398, 1397, 1396, 1395, 1394, 1393, 1392, 1391, 1390, 1389, 1388, 1387, 1386, 1385, 1384, 1383, 1382, 1381, 1380, 1379, 1378, 1377, 1376, 1375, 1374, 1373, 1372, 1371, 1370, 1369, 1368, 1367, 1366, 1365, 1364, 1363, 1362, 1361, 1360, 1359, 1358, 1357, 1356, 1355, 1354, 1353, 1352, 1351, 1350, 1349, 1348, 1347, 1346, 1345, 1344, 1343, 1342, 1341, 1340, 1339, 1338, 1337, 1336, 1335, 1334, 1333, 1332, 1331, 1330, 1329, 1328, 1327, 1326, 1325, 1324, 1323, 1322, 1321, 1320, 1319, 13

إِنْ أَحْسَنَ صَوْرَةً فَهَلْ يَأْكُلُ

مَنْ لَمْ يَجْعَلْ لِنَفْسِهِ أَهْلًا وَلَا عِيْلًا

وَمِثْلَهُ وَضَعْتُ لَكُمْ آيَاتٍ لِّتُنْذِرُوا حَقَّ حَقِّكُمْ

بِئْسَ مَا يَكُونُ لَكُمْ عِلْمًا بِمَا تَعْمَلُونَ

والا کہ میرا رب ایک ذات احسن ہے

ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے عرض کیا بیٹک رب تو اللہ نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے یقین بار فرمایا تو میں نے اللہ کا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دست چمک رکھ دیا۔ حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلا تشبیہ میرے جتنے ٹاپ پہنچتی تو میرے واسطے نکل شے روح میں ہر گئی تو میں نے پہچان لیا،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے سوال فیہ یختصم المسائل الاصلیٰ کرنے پر جواب دیا لا اذیر غا حالانکہ اللہ نے یقین و تمہیدی سوال فرمایا۔ اس کا مطلب آپ کی بے علمی پیدال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔

۲۲) اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طاقی ہونا فرشتوں کی بات حسیّت دریافت کرنے کا مطلب نوز تھا بلکہ مقصد اپنے صرب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا پروہ و بلا واسطہ و بیاد گردانا مقصود تھا۔ اور انعامات فی مرتبہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی بات حسیّت پھر نا محض اس بنا پر تھا تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استیفاء مقصد ظاہر ہو جائے نیز کہ اوسنی علیہ اسلام کے مطلوب زیارت کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے فانکین انظر الی انجیل فرمایا تو مرسی علیہ اسلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالیٰ نے سبائے اس کے کہ مرسی علیہ اسلام کو زیارت کرو اتنے۔ اپنی ذرا سی حقانی اُن کے دیکھنے کے باعث پہاڑ پر ڈالی تو مرسی علیہ اسلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ ورنہ جب مرسی علیہ اسلام نے تہب اسی فی اے رب میرے مجھے اپنی زیارت کر دیا فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان رب انظر الی انجیل سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرنے کو یا مرسی علیہ اسلام نے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سبائے پہاڑ پر متعلیٰ ٹھانے کے مرسی علیہ اسلام کو

حالت سے کہ وہی تھیں آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آگیا۔ کلام سب کے روایت کی اور عمل یعنی نظر سبب کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے یہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی اہل ایمان اللہ تعالیٰ نے ہر قدر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا مطلع نظر کہاں تک پہنچتا ہے۔ اگلی آپ فرماتے کہ فرشتے ان ائمہ میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا ان کے پاس سے ہی گزر کر تشریف لائے تھے بلکہ اس موقع ملاقات پر بھی آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگلی آپ کو قریبی فرشتے تعزیری دے آتے تو آپ مرئی تعالیٰ کے وہاں میں صاف صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چو جائیکہ ان کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ اس کا سوال بھی عبت ہو جاتا۔ کہ جن کے وجودوں کو آپ دیکھ نہیں سہے تو اللہ ان کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم نہ جا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرما رہے تھے اور جھگڑا بھی سن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اس کی سمجھ کا بھی یہی حال ہو جائیگا تو اللہ تعالیٰ کا سوال کہنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد ضروری کو ظاہر کر دینا مقصود تھا۔ کہ آپ کس خیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا مطلع نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالیٰ کے اس راز و اشائے کو سمجھ گئے کہ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہوئے گی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں الجھتے صاف لگاؤ میری کہدیا۔ تاکہ آپ اللہ کے وہاں میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا قصد غیر سے الجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیونکہ جب تیرا مشاہد میرا ملاقی ہوتا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو بلا پر وہ روایت سے مشرف فرمایا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا سوال کہنا اس واسطے

تقریب التہذیب ۳۸۴ | محمد بن عثمان البصری البرکندی ثقة
من العاشرة۔

تہذیب التہذیب ۱/۹ | محمد بن بشیر بن عثمان بن واقد بن کربان
عبدی البرکندی بصری بشار۔ وقال

الاجتری عن ابی داؤد کنت عن بند امر نخو من خمسين الف حديث
وقال البخاری بصری ثقة كثير الحديث وقال الشافعی صالح
لاباس به وقال مسلم بن قاسم وقال ابن حبان كان
يحفظ حديثه ويقرأه من حفظه قلت كذا في الثقات
وقال ابن خزيمة في التوحيد حدثنا اما ما راها من مائة
محمد بن بشير وقال البخاری في صحيحه كتب الي بند امر فذكر
حديثه مستداً وهو لا شك في وثوقه ما حدث عنه بالملكات
مع ائمة في الطبقة الرابعة من مشيخه وقال الدارقطني من الحفاظ
الاثبات وفي الزهري روى عنه البخاری ما في حديثه وخمسة
احاديث ومسلم اربع مائة وستين۔

تقریب التہذیب ۳۸۵ | معاذ بن هشام بن ابی عبد اللہ
الدستوائي البصری وقد

سكن العين صدوق۔

تہذیب التہذیب ۱/۱۹۶ | معاذ بن هشام بن ابی عبد اللہ
الدستوائي البصری

وقد سكن العين ثم البصرة وقال السدي روى عن ابن معين صدوق
وقال عباس بن عبد العظیم عن علي بن المديني سمعت معاذ

بن هشام يقول سمع ابي عن قتادة عشرة ايات حديث وفعلا ابن حبان
في الثقات وقال عثمان الدارمي قلت ليعلي بن معين معاذ بن هشام
الثبت في شعبه او عندك فقال ثقة وثقة وقال ابن تايغ ثقة
سامون -

تقریب التہذیب منہ مشاہیر اہل عبد اللہ ثقہ

تهذيب التهذيب ١٢٠٠
من مستوا فلبس اليها وسما قيل له دستواق وقال امير بن
طالب عن شعبة ما من الناس احد اقول انه طلب الحديث يريد
بدوجه الله تعالى الا هشام وقال هل ابن الجعد سمعت مشجرا يقول
كان هشام احفظ مني من فتاحه وقال ايضا كان اعلم بجديف قتادة
من ركان شعبة وقال ابو عاكب الطيالى هشام دستواق امير المؤمنين
في الحديث وقال ابو بصير ثقتي ثبت في الحديث حجة - وفيه
ابن حبان في الثقات - وقال البراء الدستوقي احفظ من ابي
هلال.

٢٠٥ - تقریب التهذیب ۲۰۵ | فتاویٰ بن دہام بن فتاویٰ
تقریب

تہذیب الہندیہ { ۲۵۱ } قتادہ بن عامر بن قتادہ بن عزیلہ
بن عمر بن سرجس۔

٢٥٤ وقال ابن - رين قتادة هو حفظ الناس - و
قال ابو جابر سمعت احمد بن حنبل وذكر قتادة شاطن

تہذیب التہذیب ۱۱
الحی بن سعید بن فرسخ القیمی۔
۴۱۹ ۱۱ قال ابو داؤد عن یحیی بن معین

اقتار یحیی القطان عشرین سنہ یختم القتل فی کل لیلۃ۔ و
قال ابن سعد کان ثقتہ معلوماً فیہا حجتہ۔ و قتال البغلی بصری ثقتہ
فی الحدیث۔ کان لا یحدث الا عن ثقتہ۔ و قال ابو نضر نعم کان من
الثقات الحفاظ۔ و قال ابو حاتم رجبہ حافض۔ و قال النسائی ثقتہ
مرحلاً۔ و قال ابن مہزیوم کان من سادات اہل نہمانہ حفظاً و ورعاً
و فہماً و فضلاً و دیناً و علماً و هو الذی مہمل کلاھل العساقان من الحدیث
و قال الخلیل ہوا ما ربلا مہمل افعہ و هو اہل اصحاب مالک
با البصرۃ و کان الثوری یحب من حفظہ و احبہ بہ الامم کلہم
و قال ابو من ستر کذا یحیی ترکنا۔ اس حدیث کی دو سندوں کو رواۃ ثقات سے
ثابت کیا گیا۔ اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہہ دینا یا بلا وجہ حدیث
مجموعہ پر جرح کرنا اصول حدیث کے برخلاف ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے
مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے جب
آپ کے علم غیب کئی فی صد حدیثیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو ان سے
انکار کرنا اور تاویل و بدلت و اسدہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہو رہے ہیں۔

قال الثوری صلی اللہ علیہ وسلم ان یختم الجمع
۶۰۔ ابن ماجہ ۱۱
۱۱ اسبند الانبیاء و انما عینہ اللہ من

یومہ الا انما فی ذلک ما فی الفطر فیہ خمس خصال خلق اللہ فیہ اذ قد
اجبت اللہ فیہ اذ مر فی لای من فیہ توفی اللہ اذ قد فیہ ساعۃ لا ینال
اللہ فیہا انبند شیا انما خطا لہما ذمیر من خلق اللہ فیہ توفی اللہ فیہ ما من

ثبوت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اَلَا نُنَاثِرُ الْقُرْآنَ
 بِمِثْلِ جِوہر کے دن میں اس ساعت کا قیام بھی ہو گا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔
 کیونکہ اس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو ہم ذلالت پر ولالت نہیں کرتے
 جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا تقدیر ظاہر فرمائی یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور
 ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۶۱۔ ابُو داوُد رَحِمَہُ اللہ علیہ وسلم خَلْفَہُ یَوْمَہُ طَلَعَتْ فِیْہِ
 الشَّمْسُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْہِ خَلْقٌ اَذْہَرُ فِیْہِ اُحْطِیَ فِیْہِ یَتَغِیْبُ فِیْہِ
 فِیْہِ مَائَاتٌ وَفِیْہِ تَقُومُ السَّاعَةُ رَمَائِمٌ ذَاتِہِ الْاَدَہِی مِیْخَۃٌ یُّوْمَہِ
 الْجُمُعَةِ مِنْ حَیثُ تَصْبِیحُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَقَقًا مِنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْخُفَّ
 وَالْاِثْنُ وَفِیْہَا سَاعَةٌ لَا یَصَادِکُہَا عِبْدٌ مُّسْلِمٌ وَهُوَ یَصَلِّی نِشَآءُ اللّٰہِ
 عَزَّ وَجَلَّ حَاجَتٌ اِلَّا اَعْطَاکَ اِیَّاهَا دَابِلِی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے ہفتہ دن جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا
 کئے گئے اور اسی میں آداسے گئے اور اسی میں آپ کی توجہ منظور کی گئی اور اسی میں
 آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہو گی اور اسی دن صبح سے ہر زمین پر چلنے والا
 کوئی ایسا نہیں مگر وہ سننے والا ہے قیامت کی آواز کو سوائے جن اور انسان کے۔
 اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو غنا و پڑھنے کی عادت میں اُسے ملے
 تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اُس کو اللہ قائلے اعنایت کرتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کے سر پر نبی حکیم ابراہیم
 علیہ السلام کے معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرمادیا۔
 کہ اَعِیْذُکَ عِیْذُ السَّاعَةِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ تھا یا آپ نے اس کو طلب

نہ کہا۔ جو تم نے کہا ہے یا نہ ذوالہ آپ نے جوٹ بولانہ سوئے اس کے کو تم اس آیت
 کو اس فرمانِ مطہدی سے اللہ علیہ وسلم سے ہی تخصیص دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے قعر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں
 ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم ذاتی کی غیرے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کہ
 عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کون کا رمانے کا انکس یہ دوسے کہ یہ چیز میرے پاس
 ہی ہے میری عمر میں وہ ساغت ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی کمال
 اس چیز کو اس سے بھی نہیں سکتا۔ بلکہ جس کو وہ پسند کرے اچھی بھی دے سکتا ہے ایسے
 ہی اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق انھیں
 اس شخص کے قانون سے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں ذکر کیا
 پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور غشیت کا
 پر اسم ارشاد فرمایا۔ اور بعد کے دن کی خصوصیت میں ان کے قلوب کی غشیت کا علم بھی
 ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں
 تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی غشیت اس شخص
 و انسان کا اس غشیت سے بھی غلٹ کا اظہار فرمایا خود با اللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے
 اور آپ کا یہ فرمایا کہ دوسے جمل اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیز قیامت
 کی غشیت سے غامض ہوتی ہیں اور ان پر ایک غشا جاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے
 اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے
 جس سے وہ غافلین ہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قبور کا حال بھی سوائے حق
 و انسان کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

الہود او دہم فیضیۃ یخاضریۃ لیتھ صفا بین الکلیف
 ذالمعویب الا الخسین و فرشتہ اس میت کو خوب مارتا ہے۔ اور اس کی پیٹ

نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نہ دبا اللہ آپ نے جو بول لایا سو اس کے کو تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دھوکے کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی مکان اس چیز کو اس سے بھی نہیں سکتا۔ مالک میں کو وہ دھوکے کرے کہ یہ بھی میری ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ ارشاد فی کے قانون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمایا۔ اور بعد کے دن کی خصوصیت میں ان کے قلوب کی خشیت کا علم کل ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو قیامت روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن انسان کا اس خشیت سے بھی خلقت کا اظہار فرماتا لہذا باللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمان کہ سوائے جنوں اور انسان کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے غاموش ہوتی ہیں اور ان پر ایک ستارا طاری جتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے بن و انسان کے ہر ذی رزح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائفین ہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قبور کا مال بھی سوائے بن و انسان کے ہر ذی رزح ہوتا ہے۔

الْجُودُ الْوَدُّ ۖ فَيُضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً فَيُصْعَقُهَا تَبَيَّنَ الشَّيْءُ
وَالْمُخْشَبُ إِلَّا الْخَلْسَيْنِ وَالْفَرْشَةَ اس میت کو خوب دانتا ہے۔ اور اس کی پیچ

تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی منافقت نہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا دیں۔ اللہ آپ کے علم منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

فَتَنَى الَّذِينَ بَايَعُوا بِمَدْيَنَ خَدِيبَ
ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اُن لوگوں کو بن کے دور میں بائیا

۶

اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کے نفاق کی رویت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین کے دور کی برکت کو جانتے ہیں۔ اللہ ملاحظہ فرماتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مشورۃ کر کے چند سوالات کئے۔ رُکس
وہابی کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق ایدہ اصحاب کہف کے متعلق آپ
نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دو تمکا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے
پھر فرمایا کل جواب دو تمکا۔ ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے لیکن وہی بندہ ہی۔ اللہ
کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ وَكَأَنَّ
لَقَدْ كُنَّا بَشَائِمِ آتِيْنَا عِلًّا خَالِكًا عِنْدَآلَا اَن يَشَاكُمُ اللّٰهُ

”مجھے“ چاہتے تو یہاں تک طلب امر یہ ہے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو جواب اللہ کے اشارے سے فرماتا ہوتا تھا۔ اس پر اللہ ارشاد
استعمال فرماتے تھے؛ یا امر یا امتحان یا امر یا مشدح یہ پر کسی آپ نے انشاء اللہ فرمایا
ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ
فرماتے۔ باقی امر میں تو آپ کا ماں کرنا سوائے اشارے الہی کے ہر سکما ہی نہ تھا۔ خصوصاً
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امتحان سے غماز سے ساتھ مقابلہ ہرگز اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت
جو شخص طہر ہو کر ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم والسلام بھی بغیر اشارہ الہی کے کلام نہیں فرماتے

جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا: **لَا تَقُولُوا لِمَنْ**
إِنْ هُوَ إِلَّا وَخْيَ يُوحَىٰ اور نہیں بڑھتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نفسانی خواہش
 سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان، مگر اشارہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا
 ہے) جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنِّي مَخْلُوعٌ وَآتَىٰ**
كُم مِّن دُونِ كُم مِّن قَبْلِهِ میں تمہاری بات کو خود سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا
 یہ ارشاد الہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے
 اپنا حجتِ ظاہر فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں بائی فرعون کی طرف جہادِ مقابلہ
 کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری صحبت
 تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کُفر ہے؟ یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر
 وقت صبح و بصیر نہیں۔ اس موقع پر فرمایا کہ **إِنِّي اسْمُوعُ وَآتَىٰ** ہرگز نہیں۔ بلکہ اس
 مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوتا تھا کہ اس تاکیدِ خصوصی سے
 موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ اُن میں کمزوری کا خیالی جزو فرعون کے مقابلے کی واسطے
 جم گیا ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کرو گے
 تو اُس وقت میں تمہاری ہی بات کو سن کر قبول کر دوں گا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے
 مقابلے میں شکر اور دُعا۔ اور آسمانی اس لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پر فرعون بلا لاکھ لاکھ
 ہزار میری رویتِ خصوصی تمہاری جانب ہوگی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہو
 گی۔ اور جس طرف میری توجہ ہوگی کامیابی اُسی کی ہے۔ لہذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں
 کہ میری ہر قسم کی صحبت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نے موسیٰ
 علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بلند کر دیا کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلا خوف
 اُس کو اپنے خدا کی دعوت دی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے
 ساتھ یہاں تک کہ وہی کہ بوقتِ فرق فرعون نے **أَمْلَأْتُ** بَیْوتَ مُوسَىٰ وَهَارُونَ دُرَّ

میں موسیٰ علیہ السلام دبار دان علیہ السلام کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں یہی
 کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے اُس معبودہ وعدہ کو ایسا کرتے ہوئے
 اَلَا تَذَكَّرُ فَقَدْ عَصَيْتَ مِنْ قَبْلُ فَمَا كُنتَ بِمُتَذَكِّرٍ ہوتے ہوئے فرعون کو فریق کر دیا۔ اور اُس
 کی ایک دُستی سے اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔
 ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کی معیت اور نبی سے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ یہاں
 انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے غماضین پر برکت مقابہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے
 غالب کریں۔ اور نبی سے اللہ علیہ وسلم کو برکت مقابہ کفار معاذ اللہ ماہر کریں جن کی برکت
 اور غلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قانون خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے
 کہ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے ہی اشارہ اللہ فرما دیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اُخْبِرُوا كَذِبًا
 عَدَا اٰی میں تمہیں کل خبر دے گا یہ حقیقت اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی فرمایا ہے
 وَمَا يَنْطَلِقُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَ عَلَمٍ مِّنَّا وَلَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ عِندَ عَلَمٍ مِّنَّا لَخَرَسْتُمْ وَلَسْتُمْ بِمُفْعِلِي شَيْءٍ
 جو رب میرے قانون پر کسنا عمل کرتے ہیں۔ اور یہ امتحان اللہ کو اپنی قوت کے لئے مطلوب تھا
 بلکہ نبی سے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و اصلیت و نبوت کے اظہار کے لئے تھا تاکہ
 غماضین نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی سے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اپنی ذاتی اختراع
 نہیں ہے اور یہ فیسی خبر بھی آپ کی اختراع نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الہی ہے
 فیسی خبر بھی عطائے الہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے جیسا کہ نبی سے اللہ
 علیہ وسلم کو بھی ان انبیاء رسول کا علم ضرور تھا۔ لیکن وَمَا يَنْطَلِقُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَ عَلَمٍ مِّنَّا
 بغیر اشارہ الہی اپنے علم کو نطق سے ظاہر نہ فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اس کمال کا
 یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی
 ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الہی فوراً اظہار کی اجازت بنتی ہے لیکن اس
 مقصود پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں کہ اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بات کو ذرا اہمیت نہ سکے

اور پہلے سے کہ جواب کی ہدایت دی جائے تاکہ آپ کی قربت کا ظہور اشد شکل و درجہ سے
کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے۔

یہ ہے جواب اس سہرا کہ آپ کو وحی یعنی اخبار الہیہ کسی دن تک نہ ہوا۔

اَلْاٰیٰتُ لَا تُغْنٰی عَنْکُمْ بِشَآءِ الْاٰیٰتِ مِنْ ذٰلِکَ عَلٰمًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ
اور کچھ کسی چیز کو کہیں اس کو کل کرنے والوں کی مشیت الہی سے یعنی انشاء اللہ
لڑا دیا کہ تو یہ اشد تمنا ہے کہ قرآن اُتار دے کہ لے گا قرآن مقرر فرما رہا ہے۔ ذکر ماقبل کی روشنی
پر رہی ہے کہ تم نے انشاء اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہ تھا کہ اجتہاد قطع ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے
عبداللہ بن ابی کے جنازے کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کھینچا جس انشاء سے اس کا
مطلب یہ تھا۔ کہ یہ منافق ہے اس کے عداوت کی تو قرآن پاک میں آپ کی ہے۔ آپ اس کا
جنازہ نہ پڑھائیے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے
اور مشورے کو نہ قبول فرماتے ہوئے عبداللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑھا دی تو بعد میں
آیت نازل ہوئی۔ اگر اشد تمنا ہے چاہتے کہ آپ کی مشیت کے خلاف حکم جاری لڑائیں تو
اُسی وقت نماز سے بند کرنے کے واسطے افتاء الہیہ فرما دیا کہ انا لا ابرئ منہ یعنی میں
لے آئے گا اس منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھائیے۔ لیکن اشد تمنا ہے آپ کی مشیت کیوں
نہ کرتے ہوئے اُسی وقت فرما حکم نازل نہیں لرایا۔ بلکہ بعد ازاں اُسے نماز جنازہ کی کٹھن
تَحٰثُّ عَنْ اَحَدٍ مِنْہُمْ مَّا تَأْتِیْہِمْ اٰیٰتُ نَزٰلٍ۔ کہ آپ اُتار دے کہ لے
اگر کوئی جس منافق سے مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت نازل
ہو چکی تھی اِسْتَغْفِرُ لَہُمْ اَوْ لَا یَسْتَغْفِرُ لَہُمْ اِنْ یَسْتَغْفِرُ لَہُمْ سَبْعِیْنَ
مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ ذٰلِکَ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا سَلَامٌ
لَا یُغْفِرُ الْعَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگئے اُن
کے لئے یا نہ بخشش مانگئے اُن کے لئے۔ اگر اُن کے لئے آپ نہ بخشش مانگیں گے تو

اندر اُن کو نہ بچنے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ ناسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

چھ تو اس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر موقوف نہیں ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ کہ اس آیت کریمہ سے عائد ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سزا سنائی ہے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ متوکل بھی ان کے لئے بخشش طلب کرو کہ اللہ ان کو نہیں بخشنے گا۔ اس کا سبب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے۔ فَأُولَئِكَ يَرْجُوْنَ كُفْرًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ كَذِبْنَةٍ كَاذِبَةٍ یہ ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اس لئے وہ قابل بخشش نہیں ہیں اور اس کی شرح و تفسیر مقام پر بیان فرمائی المنفقون ہے۔ سَوَاءٌ أَعْلَفْتُمْ بِلَهُمْ أَمْ لَمْ تُعْلِفُوا الْكَافِرِينَ إِنَّهُمْ عَلَى اللَّهِ لَا يَقْبَلُونَ الْقَوْلَ مَا لِلْكَافِرِينَ وَأَنْتُمْ عَلَيْهِمْ كَالْمَلَائِكَةِ الْأَمَاتِ اللَّهُ لا يقبل قولهم ولا عملهم۔ اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشنے گا۔ بے شک اللہ ناسحق کی قوم کو حدایت نہیں دیتا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدر دان نہیں ہیں۔ آپ کی بخشش طلب کرتا اور نہ کہ آپ کو ان پر کیاں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشنے گا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بِمَارِي شَرِيف ۱۶۱
فَلَمَّا آتَاكََا أَنْ يَصْنَعُ عَلَيْهِ جَدْبَهُ
عَمْرُو فَقَالَ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَ أَنْ تَصْنَعُ
عَلَى الْمُنَافِقِينَ لَمَّا قَالَ أَنَابِيُّ خَيْرٌ مِّنْ قَالَ إِيْتَقِفْ
لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً
فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ

اعتراف کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم مثل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لئے ہے آپ کے مدعہ طرہ اول نہیں۔ جیسا کہ تم نے بجا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ کا لفظ **لَقَدْ كُنَّا** و **بِشَاءِ آئِنْدَہ** کے لئے آئندہ تھانے نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل یہ قانون الہی مقرر تھا۔ اور آئندہ تھانے گرفت کر سکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے بیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو آئندہ تھانے کی طرف سے عتاب ہوتا ہے۔ بلکہ یہ آئندہ تھانے نے آئندہ کے لئے آپ کی ذات پاک سے اخذ کردہ اور جو ہی اُٹھا دیا۔ آئندہ تھانے نے آپ کی دلیل برت کر کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کس امتظار کر رہی گزار انہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صدمی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گزارا نہ فرمائیے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ قرآن کے اعتراض کو مدد کرنے کے واسطے آپ میراثت کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس پر جو انتظار کو اللہ تعالیٰ نے ناممکن فرماتے ہوئے **اِنَّا لَنَرٰکُمْ فِیْ شَآءِ اللّٰہِ** انشاء فرمایا۔ اور اگر کوئی لئے کہ میری آپ کے علم کی نفی چوٹی کہ اگر آپ کو علم غیب ملے تو ہوتا تو آپ کو اس امر کے نزول کی خبر پہنچانی چاہیے تھی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرمادیتے تو یہ قانون الہی بتی بات کے واسطے کیسے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب لکھی میں اللہ کا ہے تاکہ علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ جہاں از حد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آئندہ تھانے کی طرف سے مالمین کا غیب لکھی حاصل ہے۔ نہ کہ آئندہ تھانے کا علم آئندہ تھانے کے علم کو تو تم نے لکھ اور بعض سے منصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے اس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا دعویٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخلوق کے

غیب کتب و خفایا سے علم حاصل کیا۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

قولانی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

قولانی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ اللَّهُ مَن يَكْفُرْ أَفَئِنَّ يَدْعُوا إِلَىٰ آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُقْبَلَ**۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ کو مٹا کرنے والا ہے۔

ہو۔ جو مانیکہ تم تمام حیوانوں کے غرور آپ کو مانتے ہو۔

تہاذا اس آیت کو بحث کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت
محمد ﷺ منسوخ ہے۔

تَالِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبَةَ عَنْ أَبِي عُبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَقْسِيرُ ابْنِ كَثِيرٍ ۱۵۷۰
عَنْهُمَا فِي هَذِهِ الْآيَةِ تَزَالُ بَعْدَ هَذَا
لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَاهَكَذَا قَالَ عَبْدُكُمْ
وَالْحَسَنُ وَفَتَادَةٌ أَنَّهُمَا مَسْخُوحَةٌ بِتَوَلَّيْهِمَا تَمَانِي لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَرُسُلًا قَدْ تَقَفُّعْتُمْ
عَلَيْكُمْ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ تَقَفُّعْتُمْ عَنْكُمْ (اور بعض پہلے
رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں
کیا) اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا علم تھا۔ حالانکہ تم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کئی کے قائل ہو۔

تہاذا یہ شیوہ ہے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے واسطے اعتراضات
محمد ﷺ تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزو ایمان ہے! اگر آپ ایسے ہی نادان
تھے تو تم کو علم کیسے آگیا۔ ایسے نادان قبضی کا اُمتی بننا میرے خیال میں تو نہاد کی توہین ہے
خدا را کچھ سوچو اور جتنے تعقیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دو۔ اس کا
پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وہی بندہ کبھی تھی
جو تم نے یقین کر لیا۔ کہ آپ کو قبض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن
مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا
اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کا

جواب دیا ہے

وَكَيْفَ لَا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ (اور یہ رسول
ہود ۱۲) اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ پر تمام رسولوں کی

تقریری عقوڑی خبریں بیان کی ہیں تاکہ کلام طول نہ ہو جائے۔

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالیٰ نے بند کر
 دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کے علم
 کے متعلق متعین ہونگے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے الرُّسُلِ کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع
 پر ال کو داخل کیا۔ جو فائدہ عموماً کا دیتا ہے۔ چہ تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے نقطہ شکل
 کو داخل فرمایا۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شکل
 رسول کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہال سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت
 دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من أنباء الرسل میں من تبعیضیہ ہے۔ لیکن وہ
 بیچارے ایسے علم سے کورے ہیں کہ من تبعیضیہ انباء پر داخل ہے نہ رسل
 پر۔ رسل کا تعلق ترکل کے ساتھ ہے۔ یعنی کل رسولوں کے عقوڑے عقوڑے واقعات
 آپ پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صرف قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی دینی کے
 متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف ۱۱۰ میں درج ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار
 پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ
 پڑھی ہو جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا۔

ابو ذر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
مستند ۱۱۰ | كَمَا الْيَتِيمُونَ قَالَ لَا تَقْدِرُونَ أَنْ تَعْلَمُوا

عَشْرُونَ أَلْفَ نَبِيٍّ قُلْتُ كَمَا أَلْزَمْتُمْ مَعَهُ مِنْهُ قَالَ لَا تَقْدِرُونَ أَنْ تَعْلَمُوا

ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَمَامُ الْخَبِيرِ كُنْتُمْ هُنَا
 نَعْنِي فَرِيَا يَافِيكَ لَاحِدٌ أَوْ جُورِيں خَزَائِنِي هُنَا مِيں نَعْنِي عَرْضِ كِي كَرَأَن سَعِ رَسُولِ كُنْتُمْ هُنَا
 آپ نَعْنِي ارشاد فرمایا۔ کہ تین اسٹوری۔ اس حدیث میں اس امر کی صاف دلیل ہے کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا تفصیل علم ہے۔ تبار ایہ کہنا کہ آپ کو انبیاء اللہ کا علم نہیں ہے لہذا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء اللہ کی تفصیل تو بجائے غرض لے نبیوں کی تعداد ہی
 فرمادی۔ کیا تم اُس حدیث کو قبول کئے ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد
 تین آجال ہونگے جو نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ کیا یہ حدیث تم نے مرزا یحییٰ کے مقابلہ میں
 پڑھنے کے واسطے یاد کی ہوئی ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرنے کے واسطے نہیں کیا یہ
 حدیث کافی نہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے تمام مستقبلہ جدوں انبیاء
 کی بھی ضمی اطلاع فرمادی۔ کیا یہ بغیر علم غیب کے فرمان صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اس علم غیب پر ایمان نہ لائے تو مرزا قادیانی کو تہیں ستھانا پڑے گا۔
 بدلائل ثابت ہوا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سچے انبیاء کا بھی پورا علم ہے۔ جو آپ کی
 اقتدا میں داخل ہو چکے اور جو اُن انبیاء کا بھی جن کو آپ نے دھاروں کا خطاب دیا
 تہذیب شریعت میں روایت ہے اور ہمارے شریعت میں بھی کہ قیامت
 کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض آدمیوں کو پکڑا جائیگا تو نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس دن کہوں گا۔ رَبِّ اُحْبِبْ عَائِشَةَ رَبِّ اُحْبِبْ عَائِشَةَ
 تو ملا لگے کہیں گے اِنَّكَ لَا تُشَدُّ رِيَّا مَا أَخَذَ اللَّهُ جَدَّكَ اَجَبے شک تو نہیں
 جانتا۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے، اُسے افسوس کی بات ہے کہ ملا لگے کہیں
 کہ آپ کو بعد کا علم نہیں اور تم کہہ کہ کئی علم ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مانند چینی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ حدیث
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماقبل و مابعد اور اُس کی قطع تم نہیں کر سکتے۔ اسی واسطے تم بلا سوچے

ہر سی تقلید کے گڑھے میں گر رہے جو۔ پہلے تو ہمیں یہی سوچنا چاہیے تھا۔ کہ یہ واقعہ
جواب اپنا اور مجرموں کا فرار ہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ ہی زعیب
ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہر گا۔ اور ایشک لائٹس دہائی ابھی ملا کر کے زمین میں بھی
نہیں آیا قیامت کو آئیگا۔ آپ نے اسی وقت فرمادیا کہ میں یہ کہوں گا اور سلاگہ کیہیں
گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث۔

۲۴۹ مسلم شریف
فَقَالُوا اَمَّا مَعْشَرٌ مِّنْ النَّاسِ لَيَكُونُنَّ لَكَ دَرَجَاتٌ
کے عمل کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں ثابت ہوا کہ ایشک لائٹس دہائی میں بھی استفہام ضرور
ہے۔ قیاسی جواب۔

۱۲۶ مسلم شریف
تَاوَسَا سَائِرُ مَسْئُولِ اللَّهِ اَلْعَرَفَاتُ اَلْكَعْبَدُ
اور اگر کہیں گے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں پہچانتے
ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں،

وہابی اِن حرت تحقیق ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر
کیا حرت تحقیق وہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آسکتا
یہ آپ کو کس جابل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حوالہ
بتا رہا ہوں دیکھئے سورہ یوسف میں موجود ہے لَقَدْ اٰتٰتْ مُّوْسٰی اٰتِیٰہِمَا
الْغَیْبُ اِذْ کُنْتُمْ سَارِیْنَ فَوَقَّعَہُمْ فِی الْمَلٰٓئِکَۃِ اِذْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
تم چور ہو۔ اس مقام پر اِن حرت تحقیق میں موجود ہے اور استفہام بھی ہے
جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو کچا کرنے کے لئے اِن حرت تحقیق لایا جاتا
ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے۔

اسی مذکور آیت کے ماتحت درج ہے۔ ذالک
تفسیر خازن ۲/۳۴۵ | التَّذَادُ عَلَى سَبِيلِ الْإِسْتِفْهَامِ وَهُوَ

مقام پر نظرات پر مجزہ استفہام مبرور ہے۔ مَا تَوَادُّ أَيْتُهُ لَأَنْتَ يُؤَسِّفُ
د یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے ؟ ایہ استفہام بے ثبوت اقوال
بحرل تحقیق اور مجزہ استفہام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ ثابت ہو کہ اِنَّكَ لَا
تَكُنْ بِرَبِّكَ مَا اخْتَدْتُمْ بِذَلِكَ كَامْتَلَبٌ عَمِّي يَبْنِي فِيهِ جِسْمٌ فِي اسْتِفْهَامِ انْكَارِي
ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا ؟ یعنی آپ جانتے ہیں۔
کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرأت ہے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہہ دیں۔ وہ غلام بھی پاک اور ان
کی فلاح بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شبیہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا ٹوٹ چلا
اور درود بھی گلسے۔ بلاشبہ مجبوراً پڑھتے ہی رہے پھر معاذ اللہ ان کو بے علم بھی کہو۔

حدیث شریف میں آیت "کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مساز
وہابی پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پڑھی سلام پیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک
ذوالمیدین بول اُٹھا اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھول گئے
ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جیسا کہ تم
بھول جاتے ہو جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ اچھی بیٹھیا ہی ہو
تو سجدہ سہو کرے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کہ اُسی وقت دو سجدے سہو کر لئے۔ اس
حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہو گئی جس سے تمہارا
عتیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو تو سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ
کو غیب نگی نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ اور آپ

کو بعد سہرہ نکلنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر

کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اُس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لئے ابتدا ایساں سے کرتی ہے۔ ماں بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے بعض ناموں کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پہلی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی دہائی پاس سے گود سے تڑو رہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو نام کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اُس کو تعبیضہ پر میں ضرور جواب دے گی۔ کہ تمہاری اتنی عمر گور چکی تھیں یہ علم نہ ہو کہ میں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے سے تعلیم دیتی ہوں۔ میں بطور تعلیم اُس کو کہہ رہی ہوں۔ تاکہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے۔ مذکور میں بیٹے کو ناموں کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ تمہاری کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام کے روحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کلمے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی جہل کر جہد سہرہ نکالنے تو آپ کا کج ہونا محال اور ہمارا جہل ضروری ہے۔ ہم اپنی جہل کو کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو ہم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی حدیث پر ہے اور اُس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث مسند پر موجود ہے جس کو امام بخاری نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالحجۃ نے

بخاری شریف ۱/۱۶۲ و ۱/۱۶۳

وسلم انشیئت اذ تضرعت الصلوة قال اقرأن و خذ لقطه کیا آپ جہرے میں یا نازلہ کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جہول ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے کیا کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں میں جہول نہیں۔ اور تم کہہ کہ آپ جہرے ہیں۔ اور پھر طرہ یہ کہ آپ نے قرآن گساری کے

رو سے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انکساری ظاہر فرمانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر
چوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم جوتے ہیں ویسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جوتے تھے
میرے کہنے سے قرآن کیسے پڑھا دے اور کہتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہتھان لگاتا ہے لیکن
خدا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے موروں
سے بھی کم نہیں جانتے؛ دیکھو موروں مثلاً، اللہ صائب ہر کسی اپنی شان میں اپنے علم
کو ظاہر کرتے ہوئے فقط اذ ہیں۔

مذہبِ آمیز واقعہ۔ ایک واقعہ ایسا مسترت آمیز ہے کہ
خود توحید سنگ
میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور وہ قبول
لگتا ہوں ؟

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تہا، احمیدہ اپنے موروں کی متعلق
آنا ہوتا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تہا، رمی نثر میں
بنا پڑے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود مالین کے
غیر اور ہونے کے امتی کلمات سنو فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو
ظاہری عبارت پر ہی مہمل کیا جائے اور حقیقتہً انکساری مذہبی جائے۔ اور سمجھا جائے
کہ آپ ہماری طرح ہی قبول ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن
مجید میں بھی ہرے ہو گئے۔ اور بعض اُن لوگوں کا کہنا تھا کہ اسے نزدیک تہا، رہا ہو کہتے
ہیں کہ قرآن مجید چاہیں؟ پاس سے تھے۔ تیس پاس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہے
اور وہ پاس سے آپ قبول کئے وہ ہمارے پاس ہیں۔ ماہِ نیک حقیقتہً دیکھنے والے ہمارے
نزدیک لعلی پر ہیں۔ اور وہی حقیقتہً تہا، رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح ہوتے
ہیں۔ کہ خدا کا خوف کرو اور آپ کے انکسار کلمات کو حقیقت پر نہیں نہ سمجھو۔ ایسے ہی آپ
کا لڑکا انکسار کلمات کو قبول کرے یہ آپ کی انکساری ہے جس کی حقیقت آپ نے دوسرے

دب کی یاد کرو جب تو اُس کے ذکر کو چھوڑ دے ۱۲ اس سے ثابت چڑا کہ جب فعل نیان کو اُترا اور اُس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترکہ کے ہونگے۔

دہائی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرعوں کو قرار اہلدار کے لئے بھیجے تو وہ شہید
کئے گئے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ
بھیجتے۔ کیا آپ نے جانتے ہوئے ان کو شہید کروا دیا؟

محمد عمر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رعل و زر کو ان وعصیہ و بنی لیمان کے ساتھ
معاہدہ تھا۔ اُس معاہدے کی بنیاد انہوں نے اپنے دشمن پر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے امداد پائی۔ تو آپ نے نشر قرار انصار سے اُن کے ساتھ بھیج دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
کافران سے۔

بنی اسرائیل { ۱۵ }
 وَأَذْفُو أَبْنَاءَ الْعَصِيدِ إِنْ الْعَهْدُ كَانَ مَسْئُولًا
 اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائیگا،
 اگر آپ ان کی ادا کے لئے آدمی نہ بھیجیے تو مجاہد سے کے خلاف تھا۔ مشر آدمی کو آپ کا
 بھیجنا آپ کے علم غیب پر وال ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے مشر آدمی جن کر بھیجے تو وہی بھیجے
 جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور ان پر تھا ہوا اعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں
 دینہ جلیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

اَيُّهَا سَكُونُوا بِرُكُوكِ الْمَوْتِ وَكُونُوا فِي
 سَاعَةِ ۝ اِنْ تَصْبِرْ لِمَنْ حَسَنَةً يَّقْوُوا
 هَذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَ اِنْ تَصْبِرْ سَيِّئَةً يَّقُوْا هَذِهِ مِنْ
 عِندِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَا لَكُمْ مِنَ الْقُوَّةِ لَا تَكْلِفُ
 يَفْقَهُوْنَ حَدِيثًا (جہاں کہیں بھی تم ہر تہیں موت پائے گی۔ اگرچہ تم سچ شدہ بہتر
 میں نہ ہو جاؤ۔ اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح) آزمائشیں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے

ہے۔ اور اگر انہیں بُرائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے
 فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز فتح و شکست شہادت و دہائیسی
 بخیریت، اللہ کی عزت سے ہیں پھر کیا ہے اس قوم کو کہ یہ بتا کہ سمجھتے نہیں یہ
 عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ بھیجے تو وہ پیچ جاتے
 یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں
 جاتے تو اگر ان کو فتح حاصل ہوتی اور مالِ غنیمت بھی ہا تھا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے
 انعام ہے۔ اور اگر ان کو شکست ہوتی یا ان سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ بُرائی
 سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس بُرائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجے تو یہ حال کیوں
 ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہے۔ اور یہی نفاقِ تمہیں نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا موقع دیتا ہے۔ اور شکست۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا
 وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَةَ
 أَوْلِيَاءَ أُولَٰئِكَ هُمُ أَوْلِيَاُ الَّذِينَ كَفَرُوا

ال عمران ۶۱

اَلْاَوْلِيَاءِ اُولَٰئِكَ هُمُ اَوْلِيَاُ الَّذِينَ كَفَرُوا
 فَتَبَرَّ اَللّٰهُ بِمَا تَكْفُرُوْنَ اَللّٰهُ ذَالِكُ الْحَقِّ فِيْ تَبَرُّوْا بِاللّٰهِ الْحُجُبِ وَبَيِّنَتْ
 وَ اَللّٰهُ بِمَا تَكْفُرُوْنَ اَللّٰهُ ذَالِكُ الْحَقِّ فِيْ تَبَرُّوْا بِاللّٰهِ الْحُجُبِ وَبَيِّنَتْ
 لِمَنْ يَزِيْرُ مِنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةً خَيْرٌ مِّنْ اَيُّهَا يَتَّبِعُوْنَ وَ اَللّٰهُ ذَالِكُ الْحَقِّ فِيْ تَبَرُّوْا بِاللّٰهِ
 لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَقُّ ذُوْكَ - اسے ایمان دار تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں
 نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے
 پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ تاکہ اللہ تمہارے اس کو ان کے دلوں
 میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی چاہتا ہے اور اللہ ہی جانتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ
 تمہارے دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے دہتے میں مارے جاؤ یا مہاؤ تو اللہ کی طرف سے

بخشش ہے اور رست ہے۔ بہتر ہے اُس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

اس آیت کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کنار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جانتے طرہ ہر یا سفر قریہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور ساتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اسے مسلمان پانا عقیدہ اُن کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ اُن کو بھیجتے اور اُن کی باتیں نہ جانتے تو اندرون سے فرما لی البتہ کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ ہے حدیث پاک پر تہما دے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی ادا کے لئے پہنچا تو اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو مسجدوں کی تبلیغ کے لئے بھیجے۔ اگر وہ آپ کی غلامی کی طرف اُن کو بلائیں۔

طَائِفٌ يَّاتِيهِمْ خُذٌ قَوْمِهِمْ يَبْغُوا بِمَنَافِعِهِمْ يَأْتِيهِمْ أَهْلُ عِيَالِهِمْ

اَوْ يَتَجَبَّوْا اِلَيْهِ فَيَقَالُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنِیْ اَخْتَارُ اَمَّا لَکُمْ فَمَنْ شِئْتُمْ قَالَ اَبُو بَکْرٌ اَنَا لَکُمْ خَیْرٌ فَاَبْعَثْ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چونکہ اُن کے ساتھ آپ کا ساہوہ تھا تو انہوں نے بھیج دیا۔ اُن کے لئے مبلغین طلب کئے۔ لیکن چرچی آپ نے فرمایا میں مسجدوں سے اُن پر ڈرتا ہوں اور یہاں ذمہ داری پر آپ نے شر آدمی بھیج دیئے تو آپ کو فرمایا اِنِیْ کُنْتُ اَمَلُ

محبوبِ آپ کے علمِ غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرنا ہے کہ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نجدیوں سے ڈرتا تھا۔ اب تم خود انصاف کہو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں اور وہابی کیوں معتقد ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ پر مہتان لگا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ابو بکر صدیقؓ کے مکان میں عید یا اور بڑے منوم ہے۔ اگر آپ کو علمِ غیب ہوتا تو آپ اتنے منوم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہ کو اُن کے باپ کے گھر کیوں جیحدیت تھی۔

وہابی

جہاں جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ جہاز پر مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تاجر جہاز کی مشینری اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے باوجود اس کے پھر بھی وہ دائرہ لیس اپریٹر کے اشارے سے پر جہاز ران کی ہر حرکت اُس کے ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے فعل و حرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس مشینری کا اختیار نہ مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر فعل و حرکت اللہ کے اشارے سے باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ سطر میں ہوں یا سفر میں غرقہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو غیاثی فی مفاق بلذہ نہایت اللہ لیس تو آپ کا اُس غرقہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہ کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہ کو اُن کے باپ کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الہی کے بغیر تھا۔ چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے حضرت ام المومنینؓ کی پروا نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کے توکل پر اور مخالفت پر چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اُمت کو بااِستقامت کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دنیا کی محبوبہ اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ

لے عورت کو فرمایا ہے رَيْنَ لِلنَّاسِ حُبِّ الشَّهَوَاتِ مِنَ الْيَسَادِ وَرُكُوسٍ لَمْ يَوْتُوا
 کی محبت شہوات کو مزین کیا گیا ہے، تو آپ نے باوجود محبت غاصد کے اللہ کی محبت کو
 مقدم کیا۔ کیونکہ فرمان الہی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشْبَهُوا حُبِّ آيَةِ وَادٍ اِيْمَانِ دَارُونَ کو
 اللہ کی بہت محبت ہوتی ہے، اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہ کے بار چنے میں وقت
 صرف کرتے اور کچھ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

غیرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت سارٹھ کو پھینکا
 گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَذَلِكَ شَرَفْنَا اِبْرٰهٖمَ بِمَلَكُوْتِ الْمَلٰٓئِكَةِ
 وَالْاَنْرَاجِ وَادٍ ايسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں مکمل کیا۔
 کیا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی زوجہ مطہرہ کی بدائی کے وقت تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے
 پر دے اتحاد سے تو آپ ایمان سے آئیں کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو
 معانقہ محبت تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی بدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ ہمیں بھی اعتراض کا
 موقع مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنین کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے
 اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہو گئے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے
 پر وہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں ڈلاؤں گا
 تو اللہ تعالیٰ بہتان لگائے گا اور کو ضرور سزا مقرر فرمائے گا۔ تو میں حکم الہی منافقین کو اور
 انتہام لگائے گا اور کو سزا دے گا اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤں گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے
 بعد اللہ تعالیٰ نے متہین کے واسطے سزا مقرر فرمائی۔

وَالَّذِينَ يَزْنُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ يَتُوبُوا قَدْ اِثْمَانُهُمْ
 مُّتَقَدِّمًا مِّنْ اٰثِمِهِمْ وَهُمْ مُّسْتَسْتَجِبُونَ حَبْلُ
 وَلَا تَقْبَلُوْا اٰثِمَهُمْ حَبْلُ اٰثِمِهِمْ اَوْ اٰثِمُهُمْ حَبْلُ اٰثِمِهِمْ
 وَلَا تَقْبَلُوْا اٰثِمَهُمْ حَبْلُ اٰثِمِهِمْ

لَا تُبْذَرُ مِنْكُمْ ذَاتُكَ وَأَصْحَابُكَ فَإِنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ مَنْ يَرْضَىٰ رِجَالًا وَرِجَالًا
 نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لگائے قرآن کو انہی کوڑے مارا
 اور ہمیشہ ان کی گواہی مقبول نہ کرو اور یہی وہ قاسم ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد
 ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، تو تمام اتہام ٹھکانے
 والوں کو انہی کوڑے لگائے گئے توبہ ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین
 کو واپس گھر لائے۔ یہی حق حضرت انبیاء جس کی وجہ سے آپ مکہ رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت
 عائشہ صدیقہ کو فدا طلاق دے دیں۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق علم غیب یقین
 معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اہل بیت و پیغمبر ہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی کیونکہ وہی آیت
 تربہتان لگانے والوں کو لوگوں کا حکم لے کر ہی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے کہ آپ کریم حبیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ
 ام المومنین پر کوئی زیادہ ایسا نہ کیا۔ کہ لوگ ان کے متعلق ان کے ایمان پر حملہ آور ہو گئے۔
 لہذا میں نہ عرض رہوں تاکہ ان کی شان اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بیان فرما دے کہ قرآن کریم
 پر صحیح ایمان لانے والے ان کی شان سے باخبر نہ ہو جائیں۔ اور منافقین کو حضرت ام المومنین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے ناممکن۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اگر اللہ تعالیٰ نے
 آپ کی شان میں ایک سورہ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورہ فہ ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ ایک شروع ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے باپ کے گھر بھیج دیا اور تمام صحابہ کرام
 کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمائی
 جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۱۰۱۱۱ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو

عَلَى اسْتِثْنَاءِ مُعْتَصِدِ الْمُسْلِمِينَ مَتَّعْنَا فِي مَدْرَسَةِ جَلِيلٍ قَدْ بَلَّغُوا
 إِذَا فِي أَهْلِ سَبْعِيْنَ فَوَاضِلًا عَدَّتْ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ وَأَسْ
 مال میں کروہ نمبر پر ہی تھے۔ فرمایا اسے تمام مسلمانوں کی جماعت کو ان شخص میرے پاس
 مقرر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ جس کی تکلیف میرے اہلیت کے بارے میں مجھے پہنچی
 ہے تو قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اس میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا۔ اس حدیث پاک
 سے دو امر ثابت ہونے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلیت کے متعلق کسی قسم کی ناگوار بات کہے
 تو اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے
 متعلق جب تم آپ کو بے ثبوت ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہوں۔ اور کیا نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو تنہا اسے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف
 نہیں پہنچتی؟ جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جیسا کہ آپ نے نمبر پر
 زور فرمایا۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام المومنین کی پاک
 و امنی کا علم تھا۔ جس کو آپ نے نمبر پر پکڑے ہو کر اس کی قسم لیا کہ یقین دلا دیا۔ اور آپ کے علمی
 تسلی کے علاوہ قسم کھا کر فرمایا یہی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے
 بعد میرے اس علم پر بھی کسی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے۔ اس بنا پر آپ نے قسم
 کھا کر اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا۔ ”کہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے۔ اور
 جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ تنہا اسے اس
 اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی۔ اس واسطے آپ نے تیر سو سال پہلے ہی نمبر پر پکڑے
 ہو کر قسم کھا کر اپنے علم کا یقین دلا دیا۔ اور علم کے معنی بھی مدح سے ہیں۔“

أَنْعَمْتُ إِذْ تَوَلَّيْتُ الْعَسْكَرَ عِلْمَ كَيْفَ يَجُودُ كَيْفَ طَسْتُ
 قَسْطًا لِي ۱-۲ اے مجھ کو اپنا معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو
 آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی نیکی کے متعلق کلی اور اک تھا۔

وہابی

بنواری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے معانے پر ایک آدمی آیا تو اس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹکھی تھی جو اپنے سر مبارک میں کھڑے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اس کے ساتھ چھکاتا اور کوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلیہ اسلام کو ویرانہ کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

محمد عمر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان صرف اتنا ہی ہے جس پر تبار اقرار ہے۔
لَا تُؤْمِنُ أُولَٰئِكَ شَتَطُورٌ فِي لُغَتِكَ يَبْدُو فِي خَيْثُكَ جَسَدٌ لَا رِقْمَ لَكَ
کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو زبان اگر معنی یہی ہے جائیں کہ اُغْلُوْهُ کے معنی جاننے کے ہیں علم تو اس کے اذکار سے ملے ہو گیا تھا۔ بقول تبار ہے۔ تو اس وقت ہی آپ اس کی آنکھ میں چھکا کر دیتے۔ کیونکہ آپ اپنے علم غیب کے مطابق اس کو چھکا کر دیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا تھا۔ رہیں تو معذور ویسے ہی کھڑا تھا۔ میری دیکھنے کی نیت تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب کی دلیل میں چرخہ اکو پیش کرتے ہوتے یہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تو ہی اس کے سامنے شہادت دے۔ تو یہ حال تھا اور وہ دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک معاذ اللہ آپ جابر قرار دے جاتے یا آپ پر ہرم مانند ہوتا اس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا
لَا تُؤْمِنُ أُولَٰئِكَ شَتَطُورٌ فِي لُغَتِكَ اِنْ اَرَاكَ فِي مَظْهَرٍ كَرِهْتَ اَنْ يَّحْسِبَ رَأْسُكَ رَأْسَهُ تَوَيْتُ تَوَيْتُ تَوَيْتُ
چھکاتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے تجھے چھکا کرنا یا سنت مقرر ہو جائے کہ وہ سوراخ سے جھانکے اسے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی رنگ چھکا کرنا شروع کر دیتے۔ تو اس سے شہادت ہوا۔ کہ اگر کوئی جھانکے مالا دیں اسے یا دروازے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اس کو اذن شَتَطُورٌ سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے؟ جب وہ اس کا جواب یک دوسے تو اس کی آنکھ میں چھکا کر دے۔ یہی طلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا اذن

منظور ہے اس بات کو کہ کیا تو یہی طرف دیکھتا ہے اور تو جواب دے دیتا تو میں
دونوں انھوں میں جو کم مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پر اپنا امان بنایا کہ میں نے تیرے
دعوت کو اپنا عقیدہ بنالیا ہے۔ وہاں سے تجھے امان نہیں کیا اور تیری مدد ان آنکھیں جمع
سلامت پہن لیں۔ **وَقَالَ اللَّهُ بَلَدُ قَط**

وہاں کے علم کے معنی انھار کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے **فَوَاعَلَمُوهُ** کو کد
منظور کے معنی میں لیا ہے۔

علم کے معنی غیب کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے
محمد عمر ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْجَوَابَ بِرِسَالِكُمْ
وَالْأَنبِيَاءِ (اور ضرور پڑھائیں گے کہ تم جواب دے کر کہ تمہاری رسالتوں کو
مبارکین کو تمہارے ظاہر کریں اور یہاں علم کے معنی انھار کے ہیں۔)

وَلَنَعْلَمَ اللَّهُ مِنْ تَبَعِكُمْ دَوْمًا مِّنَ الْغَيْبِ
اور اور تمہارے غیب کے بارے میں تمہارے کون اس کی اور اس کے
رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے،

وَلَنَعْلَمَ اللَّهُ مِنْ تَبَعِكُمْ دَوْمًا مِّنَ الْغَيْبِ
اور تمہارے کون دیکھے اس سے کون نہ آئے،

انہی ہاں علم کے معنی انھار کے نہ ہوتے مگر اس میں لازم آتا کہ خداوند تعالیٰ بھی معاذ اللہ
مالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی انھار کے لئے ہیں
مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں ہیں
وہاں کی روشنی وہ تعریف کر دیں گا۔ جو مجھے اللہ تعالیٰ اس وقت الہام
کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو مجھے آپ کو یاد نہیں

جہاں کی زبان پاک ہی ثابت ہے اس جہاں کی زبان پاک ہی ثابت ہے کہ قرآن مجید میں کلمہ کبیر میں علم غیب کی قرآنیت کو تو فرما دیا۔
 حدیث پاک میں اپنے ارشاد فرمایا لا تختہ فی الآلات یعنی اس وقت میرے خیال میں
 نہیں آتے ان کی نفی ہے کہ باقی اوقات کی بھی اور اس آں کی نفی اس بنا پر
 زمانی ہے کہ جب آپ کو استخفاف فی الذات ہو اس وقت کسی بعد کی طرف توجہ نہ ہو نہیں سکتا
 اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب زمان کی طبیعت ایک لمحہ مائل ہے تو اگر کسی بات کا علم ہو تب بھی انسان
 کہ دیتا ہے کہ باقی اس وقت میری طبیعت حاضر نہیں لہذا میں بتاؤں گے نہیں اور یہ طبیعت کی ہیئت
 کو اس کا ذکر نہ کرنا اور قضا خود بہت اچھا ہے کہ بھی پوری واقفیت رکھیں تو یہ اچھے میلان خاطر
 کا باعث ہے نہ کہ صدمہ کا موجب جو اپنے صاف ارشاد فرمایا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ
 اپنے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی طرف سے بھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگرچہ خبر مٹے تو خدا
 فرمادیتے کہ مجھے بھی اشد نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اس وقت ہی میرے خیال میں
 نہیں کر بیان کروں کیونکہ میرا خیال اس طرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت
 کی ہیئت کذا یہ کیا بیان فرمایا اور صرف لا تختہ فی الآلات سے ان الفاظ کو رد واضح نہ فرمایا کسی جیسے باعث ہے
 عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تیسرا جواب بقول ان سَفَقْتُ مَدَّ فَلَا تَنْتَهِی الْاَمَّا شَاءَ اللہ خداوند کریم کی طرف
 پڑھا یا ضرور کیا لیکن اسکو اسکے ترک کا حکم ہوگا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ آخری کلمہ کا واقعہ نہیں اسلئے ہو گا کہ کہ نہ تختہ
 باقی تمام واقعہ آچھو گا دیا ہو لیکن اس الطبع کے الفاظ کو شبہ اس کیسے یا کسی خاص صورت میں بیان فرمانے کے باعث ہے نہ ضرور
 ہوا اس کے جتنے کا وہ ہو چکا ہو اسلئے اپنے اعلان کی تیسرے حصے وقت پر وقت کیا پانچواں جواب ہے کہ ہر جگہ ہر
 خداوند کلمہ کی طرف سے انکار کرتے ہوئے وقت کی دوسری کام کا پہنچا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے عفو فرمایا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی
 دوسرے وقت میں بیان کر دینا اسلئے ہے آیت کی قیادت اگر ان تمام جوابات کوئی وجہ نہ ہوتی تو چاہیے کہ الہام کی
 نفی فرمائیے کہ دوسرے بیان نہیں بتایا جائیگا لا تختہ فی الآلات فرماتے اور ابنا سَفَقْتُ مَدَّ فَلَا تَنْتَهِی اللہ تعالیٰ نے عفو فرمایا
 ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ
 السلام نثر تعریف لائے تو اس نے اگر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہابی

مسلم آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑا پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوڑوں کے ٹکڑوں کا بھی عدم اعتناء۔ چنانچہ تم غیب لگی کے قائل ہو۔

ابروادو کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان بعد جوڑوں کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو لازم نے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جوڑے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو جوڑا پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوڑے اتار لئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک ہیں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوڑے پاک کی میل کا علم تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جوڑے پاک میں فوراً سی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو فوراً سیل بھی چھوڑی ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو اس خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو میل آورد اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے اس لیے تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو قد کا علم تھا تو یہ تمہاری کم نہیں ہے بلکہ تمہیں اس میں پاک سے یہ برکت حاصل کرنی چاہیے کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو فوراً سیل آورد بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی علمی سے یا کسی اور نقص سے میل آورد کرنا پسند فرمائیگا؟ باز آواز ہر آنچر کو دی باز آ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مختصر پر کھڑے ہو کر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد

وہابی

آیا کہیں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر بیٹھ رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ منہ میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر بھی بیٹھتے ہوئے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیکسر پڑھی گئی اور سفیں کھڑے ہو کر برابر کی گئیں تو آپ ہماری طرف ٹکے۔ اُنکے حدیث کی عبارت ہے۔ لَمَّا نَامَ فِي مَضَلَّةٍ ذُكِرَ اسْمُهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانُكَوْ ذُكِرَ رَجَعْنَا فَخَرَجَ اِذَا بِنَا دُرُجِبْتُ بِي مَعَهُ اَللّٰهُ عَلِيٌّ وَطَمَ اِنِّهٖ جَلَسَ نَاظِرٌ لِّهٖ هَرَّ اَپْ نَے نوکر فرمایا کہ آپ منہ میں ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف ٹکے اہل بات فرماتے ہیں کہ ہم بخاری نے باب باندھا ہے جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں نجاست کا ذکر کیا اور تیمم نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی نجاست پاک ہے کیونکہ آپ دُیْرُکَیْہُمْ کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمم پھر آپ تمام اصحاب کو دُیْرَکَیْہُمْ کے لئے اپنے جانے نماز پر تشریف لائے تاکہ اُن کو نجاست ہو جائے کہ آپ کی نجاست پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جانے نماز پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہذا غسل کر کے پھر جماعت کرواؤ۔ اب جبکہ حدیث ایک جملہ ذُکِرَ اسْمُهُ جُنُبٌ میں ہے۔ نہ لے ذکر کے معنی لئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لئے جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذکر کا قائل ابو ہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قبول ہوئی بات یاد آنا یہ فضل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فضل کا علم ابو ہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا اُن کے قائل ہو جائے کہ اُن کو بھی علم غیب تھا تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی خواست کی اور آپ

کے دل کا علم ابو ہریرہؓ کو ہے۔ تو ہر صورت ذکر کے معنی جب تک صحیح نہ کر سکے۔ تو
تہار سے لئے مشکل بر جائیگی۔ تو ذکر کے معنی یہی ہونگے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی
اعلان کیا۔ تو یہ تہارا کہنا غلط ثابت ہوا کہ آپ بقول کر مسجد میں تشریف لے آئے
اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

یَا مَعْشَرَ الْبَشَرِ لَا يَحْزَنُ لِحَبْلِ آلِ يَحْيَىٰ اَنْ يَّخْتَبِ فِي هٰذَا
کَنْزِ الْعَمَالِ ۝۶۲

سوا کسی جنس کے لئے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت
ظاہر ہونے کا ثبوت ملا۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا۔
وہابی تو اس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا
کہ خدمت ہر گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ
معمول بات ہے جو تم نے مجھ سے تو آپ نے فرمایا کہ اُس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اُس کی
قبر پر آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اُس پر ناز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ
آپ نے اُس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کو اُس کے
متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اجازت
کیوں نہیں لیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ اگر قبور تہار سے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے
تو باہر کی جانب آپ کو کیسے یاؤ نہ رہی۔ یہ میں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

تہارا پہلا اعتراض کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا
محمدؐ کہ کہاں ہے تو فَقَدْ هَبَا لَمْ يَنْظُرْ مِنْ سَمْعِ بَنِي مُدَرَّةٍ
ثابت کیا ہے۔ یہ تہارا اعتبار غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اُس

کی ڈیڑھ ٹہنی۔ جو ڈیڑھ پر حاضر نہ ہو اس کو گم ہونے سے ہی توقیر کیا جائے گا۔ بیباک
 اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس
 میں نہ بے غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا وَتَقْعَدُ الصُّيُوفُ قَتَالًا مَّا لِيْ قَاتِرِي
 اِنْهٰذَا هٰذَا اَمَّا كَاتِمَاتٍ مِنَ الْعَنَابِ يَتِيْنٌ واور سلیمان علیہ السلام نے پوچھے
 کہ کیا تو آپ نے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ میں جو بد کو نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضر
 ہے۔ اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے حالانکہ کہا
 یہ دلیل اخذ کرنا جبری ہے۔ یہ کہ آپ کا نادانگہ بننا ثابت ہوتا تھا کہ آپ حاضر کو
 غائب فرماتے۔ اگر جب آپ نے اس ہند سے کوہِ مہنس سے غیر حاضر تھا اسی کو فرمایا کہ میں
 آج مجلس میں دیکھتا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی
 موقوف رکھتے تو یہ شاہی دولت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کمٹی اور بلا وجہ
 غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے بد کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر
 وہ میرے پاس کوئی بین دلیل نہ پیش کر سکی تو میں اس کو سخت مذاب کروں گا۔ یا اس کو روک
 کروں گا۔ تو یہ آپ کا فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر ولایت نہیں کرتا بلکہ
 یہ دوسروں کو جنت دانا تھا کہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے
 اور نہ دیکھنے سے یعنی آپ کو یہ فرماتا لَا اَمْرِي الْكَذِبُ هٰذَا یہ تم نے کہا ہے نکالا
 ہے کہ آپ کو باقی بگڑ جاعی علم نہ تھا کیونکہ آپ کو تو معرفت مجلس کی حاضری کی ضرورت
 تھی۔ اور اسی نے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جو بد کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم
 کی باتیں ہیں کہ لکھو گھر پرندے ہر قسم کے جو جڑوں اور انسانوں۔ چوپایوں اور صندوقوں سے
 پھیلی صفوں میں ہوتے تھے۔ اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے خاصا ہڈ
 کو نامزد کر کے اور اس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے چنانچہ
 تَقْعَدُ الصُّيُوفُ کے معنی قہار سے ان کو برین لے یعنی اسی بنا پر کہ جو ہونے کے نہیں کئے بلکہ

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے تَفَقُّد کے معنی دُخربلی، اور مولوی اشرف علی صاحب نے معنی کئے ہیں کہ (عارضی لی) الزام نہ ہو کہہ سکتے ہو کہ اُن کو علم نہ تھا۔ اس بنا پر اُن کو ہد نہ نظر آیا جملہ مترفعہ کے طور پر ہیں ہتھارہ انکلا اعتراض بھی حل کر دوں وہ یہ کہ ہد نہ نے کہا اَخْطِیْتُ بِمَا نَشَرْتُ خَطِیْباً دیکھ میں نے ایسی بات کو مسلم کیلئے جو نہیں مسلم نہیں اس سے تم استدلال کہتے ہو کہ ہد نے کہا میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جس کا نہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہد ہر یہ کیوں کہتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ یہ کہتا ہد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہر ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اُس ہد کا یہ کہنا حقیقتِ صیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا ذرہ ذرہ بھی شرق و غرب میں جنوب و شمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دنیا کے ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن اُن سے ایک پرندے ہد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ ہتھارہ اسی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیات فرقانہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ کہ وَ مَنَعْنَا لَنَا الذِّیْحَ عَاصِفَةً اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہر اک کتابع کر دیا۔ جو بھی چلنے والی ہو، کیا بلقیس کے ڈھیر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہوگی۔ بغیر ہر اس کے گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے ذرہ ذرہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اُس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ ہتھارہ خیال اور اعتراض ہد کی کلام کوئے کہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ ہائی رہا یہ کہ آپ نے اُس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سننا اور اُس کی عقل کے مطابق اُس کا انتظام کرنا یہ اشول سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاروبار کو چلانے تو یہ بھی اشول سلطنت کے خلاف ہے۔ اسکی واسطے ہد کے کہنے پر ہد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا کہ ہم

دیکھیں گے کہ یہ چاہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور ملت سے جنس کو بلایا اور وہ آپ کی چٹی سے ہی مع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر ہی بالاتر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عزت کو فیل کر کے آصف بن برخیا کے عرش کرنے کو قبول مقسم سمجھا۔ مالا لک عزت امتا زبردست جن جو دے کر تا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کمرے پر نہ سے قبل پیش کر سکتا ہوں لیکن سلیمان علیہ السلام نے اُس کی اس طاقت کو کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بقیس کے تخت کو لے آؤں گا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کتنے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی پاک جھپکنے سے قبل پیش کر دوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر مہرہ کے کلام پر ہی تم کو اعتماد ہے تو یہ ہر جس کو عرش عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اُس عرش عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اٹھا لایا اسے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہوا اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بعد اُس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو تمام کے کمزور تھے جن پر تم نے اعتراض شروع کئے تم تو ان کے غلاموں کے اُس فعل کی پیروی کنا یہ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ جہاں ان کے آقا کے علم کی تمہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان ہو تو تم کے کہنے پر ہی ہے جو اُس نے کہا تھا کہ میں اُس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اُس نے تو یہ بھی کہا تھا کہ اُن محمد بن غبطہ کے پاس ایک عرش عظیم ہے، کیا اس پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ اُس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی، نہیں بلکہ تم ہی کہہ گے کہ اُس کی اپنی عقل

فائدہ ہے۔ یہاں اُس کی عقل ہندو کہہ جاتا ہے۔ اور آخِ طُت بِعَانَدِ تَحْطِیْبِ
 خُشْبُو اَمِیْن اُس کی عقل کا اندازہ نہیں کہا جاتا۔ یہ تو ایسی کوئی دیانتداری ہے عظیم
 بڑا کہ جس نے غلام اتنی اتنی دُر کی تیریاں لختے ہیں۔ تو ان سے اتنا کہ متعلق ان کے غیب
 کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہاں عتہ فُزَانِ اِنہی یہ ہی عقیدہ رکھیں۔
 کہ سیدان علیہ السلام کا علم بڑا کے ذرے ذرے وافیاً باک محیط تھا۔ یہ کتاباً مشرطہ جس
 میں آپ کو اعتراض کا موقع ملتا تھا۔ بس کوعا کیا گیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طوٹ
 جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا فَتَدَّ فَا
 رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی خیر عارِ پاپا اُس عیت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے واقعی وہ عیت مسد میں موجود تھی۔ اس سے تمہیں آپ کے علم غیب کی نفی کیے ثابت
 ہو گئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سوا دو تلویش کر دو کہ کہاں ہے
 قرنہا را، اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ اور اگ آپ نے فاعل کو غائب فرمایا تو اس میں سوائے
 قہار سے اور کسی کو آپ کی بے طئی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نورِ حکمت کہنا یہ قہار ہی عقیدہ
 ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے تو یہ انہوں نے
 کوئی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے خلاف نہ کہدی بلکہ فَتَدَّ فَا کی شرح ہی تو انہوں
 نے کر دی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے طئی کی دلیل نہیں
 کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اجازت کے بغیر ان کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ
 سوال کرنا بطور حساب تھا۔ جیسا کہ مانگ۔ اپنے منہ کے حساب طلب کرنے کے
 واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اُس کا سوال کرنا بے طئی پر ولایت نہیں کرتا۔ بلکہ مانگ کا
 کام اپنے منہ کے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اُس کی تفصیل بیان کرنا اُس کے فرض
 ملکیت میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یکجہت تھی کہ
 آپ نے اپنے علم غیب کے بموجب اُس کو بخش دینا تھا۔ اور اُس کے جنازے کی شولیت مطلوب

مقتی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اُس سے یا کسی اور سے اُس کی وفات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کیا مَا تِلْكَ بِسَعْيَيْكَ مِیَا مَوْتِی زَمیر سے مانتے ہیں اسے موسیٰ علیہ السلام کیا کہتا تھا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصا لئے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا سوال کرتا اُس کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس عہدت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہ تھا۔ بلکہ اُس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاذ اللہ یہ آپ کی بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ خشیت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اُس کا جنازہ ڈھک کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اذن منع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اذن اور ہے۔ اذن علم کو مستلزم نہیں۔ این کی آپس میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے۔ مادہ دوسری دہریہ ہے کہ انہوں نے اس امر کو معمولی سمجھا تھا۔ اس واسطے آپ نے اپنے علم غیب ہونے کی بنا پر اُن کو ڈانٹا کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ فَكَانَتْ لَهُمْ صَحْوَةٌ أَشْرًا هَا یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو دَخُّوْا فِی عُلُوِّ قَبْرِی کیوں فرماتے کہ تم مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ چڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اُس عہدت کی ولایت آپ کے ہی پر تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے اُن کی غلطی کا ازالہ اُن ہی سے کر دیا کہ اُن کو آپ کے فرمان کے مطابق سائنس بتانا پڑا۔ اور آپ کو بعض جنازہ خان کو خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بہانے سے ہی اُس عہدت کی قبر پر پہنچیں گے تو اُس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اُس کا ازالہ

ہیں گے یہ بے حکمت کی خواہی کی۔ چرتہارا اس حدیث سے غور کرنا اور غور کرنا
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے تو میں پیش نبی جاتا ہے اور اللہ عزوجل
کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کی نشانی ہے۔ اس کا ثبوت بخاری شریف میں
ذکور ہے۔

بُخَارِي شَرِيف ۱۴۳۱

اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں کہ اُس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اِس مرد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے متعلق قرآن کہتا ہے: *وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ*۔ یہ رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اِس حدیث
کو قبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تھا؟ چونکہ جواب گئے۔ تو اُس دشمن
رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ
دہا ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان صحیح کو جھٹلا رہا ہوں۔ یہ اور جوہر مہینا
میں انسان کا ہزار گنا ہے۔ قبر سے بھی آگے گھا تو وہی خیال اس کو ہر حال میں قائم رکھتا ہے
اُٹھانے سے اُن کے اس سوال پر بھی جواب دو کہ کہ عاقل اللہ پران کو یہ علم سمجھتے ہیں کہ
اُس وقت جو تہارا حشر ہوگا۔ اُس کی خبر تیرے ہی ہر گز۔ یا اللہ اُد اُس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو برکی۔ یا دعوت و مدد رہتا۔ وہ تماشہ نبیوں کے باحشرات الارض تہارا قبر
میں تشریف آوری پر ناذاں ہو گئے۔ لیکن متعرض نے حدیث کو بیان کرتے ہوئے کچھ
حدیث کا باقی حصہ ہضم کر لیا۔ یہ یہ خیال یہ پُرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہوگا۔ آگے ارشاد
ہو ملاحظہ ہو۔

مُسْلِم شَرِيف ۱۴۳۱

عَلَيْهِمْ رَحْمَةُ اللَّهِ

جنتی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھر دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کر دیا ہے۔ یہ تھا نا کہ جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے مظلوم کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تم قبور کے حالات کو واضح فرما دیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمال و اُمم کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ کیجئے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى

الله عليه وسلم علي قبرين فقال انهما

يُعَذِّبانِ ذُنُوبَهُمَا فِي جَهَنَّمَ اِمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُكَ مِنْ بَوْلِهِ
وَ اِمَّا هَذَا اِنْ شَاءَ كَانَ يَهْتَمُّ بِالْغِنِيِّ كَذَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں آ رہا لیکن
یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحب قبر چغندر تھا، معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اہل قبور تو بجائے خود اہل قبور کے اعمال و اُمم کا بھی علم تھا۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان رکھنے والا کیا ابن احادیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اور
قبر کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلالیہ حدیث سے
اس کی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اُسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

بخاری شریف کی حدیث میں جو ۱۰۰ میں درج ہے دینی صلی اللہ علیہ وسلم

وہابی نے فرمایا۔ کہ میری دوستی کے عوضے کرنے والے و امیں بائیں ہو گئے۔

و امیں جانب یعنی جنت میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں قریا مت کے دن میں کہیں

کا اصحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔ تو کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرنے والے تھے۔ جب سے آپ نے ان کو چھوڑا۔ تو میں کہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے اسلام فرمایا میں نے کہا اللہ غیب ملک میں ان کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ اور جب اُن کے مجھے مار لیا تو تو ان کا غیبان ہے، اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اصحابی ایسا ہی کیوں فرماتے۔ اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرنے والے تھے۔ اب تم سوچو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب کی نفی ہے یا نہیں

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی نہیں۔ کیونکہ آپ محمد عمر کا اصحابی اصحابی فرمانا ہے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔ کیونکہ آپ رحمتہ العالمین ہیں۔ اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دنیا میں اُن کے دوستی کے جوڑے دعوے کو اقل فرماتے ہوئے اصحابی کا لفظ استعمال فرماتے گئے۔ ورنہ اگر اُن کا دعوے دنیا میں تھا جتنا تو خدا اُن کے کتنے ہی کبیر و گناہ جوڑے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔ بلکہ فرماتے کہ خدا یہ لوگ کتنے ہی گنہگار ہیں۔ میرا یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کر اؤں۔ لیکن اُن کا نفاق اور دہالبی دعوے اور بعد میں دزد ہو جانا یہ تمام اُمور سفارش کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ غصے اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اُن دُشمن کی طرف سے اپنی سفارت سفارش پیش کر دیے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صحت واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ہماری شریف میں نہیں بلکہ ذکر ہے۔ اور تینوں جگہ میں ہی اس کا صحت ثابت ہے۔

حدیثنا محمد بن یوسف حدیثنا سفیان عن بخاری شریف ۱۱۱۱ المخیبرۃ بن النعمان عن سعید بن جبیر

عن ابن عباس

بخاری شریف ۱۱۱۱ - حدیثنا محمد بن کثیر حدیثنا سفیان

حدثنا مغیرہ بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر اس راہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابو ابولید قال حدثنا شعبہ البخاری شریف ۶۶۶

سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ففسد مدینہ میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف ہیں۔ مالا تکراروں کے راوی حضرت عباسؓ میں دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہو سکتی۔

محمد بن یوسف قال الجلی اخطاء الفریابی میزان الاعتدال ۱۵۱ فی مائتہ و خمیس حدیثا

وقال بعض البغدادیین اخطاء تہذیب التہذیب ۹۱۴ محمد بن یوسف فی مائتہ و خمیس

حدیثا من حدیث سفین

اور حدیث مذکور بالا کی دو سندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔ اس واسطے یہ حجت نہیں ہو سکتی۔

محمد بن کثیر قرشی کوفی قال احمد خرقا میزان الاعتدال ۱۵۲ حدیثہ وقال البخاری کوفی

منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ سبتین

قال ابو داود عن الامام احمد تہذیب التہذیب ۹۱۸ اخرقا حدیثہ وقال البخاری

کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیث شیبہ

قال ابو داود من العامہ احد خیرنا
تہذیب التہذیب ۱۸۱۸ | حدیث و قال البخاری کوفی منکر
 الحدیث قال ابو حاتم ضعیف الحدیث

محمد بن کثیر قاص ضعیف ہیں

ابو یزید بن شام بن عبد الملک - وروی
میزان الاعتدال ۱۸۱۹ | ابو عبید عن ابی داود ضعیف

و قال الاجری عن ابی داود و شیخ
تہذیب التہذیب ۱۸۲۰ | ضعیف

شعبہ بن حجاج - اندکان یحیی فی الاسماء
تہذیب التہذیب ۱۸۲۱ | فقد قال الدارقطنی فی العمل کان
 شعبہ یحیی فی اسماء الرجال کثیرا

سُبْحَانَ يَوْمَ الرِّفْعَةِ يُقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ
کنز العمال ۱۸۲۲ | اللَّهُ إِنَّ فَتًى بَنِي قُلَافٍ كَقَوْلِ أَمَّا التَّهْذِيبُ
 فَتَحَذَّرْتُ وَأَنْتَ كَمَا أَرَادْتَ فَرُبِّي وَرَجَعْتُ وَأَنْتَ كَمَا أَرَادْتَ
 کا دن بدلے آئیگا کہ ان سے بعض کہنے والا کہے گا یا رسول اللہ میں قلاں بن قلاں میں
 کہیں نہیں تھا تھاری نسب تو میں پہناتا ہوں۔ اور لیکن تم میرے بعد مرتد ہو گئے ایسا پی
 ایڑیوں پر تم بدل گئے اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت
 کے دن منافقین کا علم بھی ہوگا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اس سے بیعت
وہابی لی اور آپ کو یہ خبر ملنی کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اس کا مالک آیا تو اس نے

لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو غلام حبشیوں کے عرض میں اس کو غریہ لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد **محمد** تم نے حدیث پاک کے معنی غلط کئے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ میں راوی نے کہا ہے **وَقَدْ يُشْعِرُونَ أَنْتَ عَبْدٌ** اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام

لے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام ہے۔ یہ نہیں کہ راوی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر پڑتی کہ وہ غلام ہے یا کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں پہلی بات یہ ہے کہ آپ کے احسان عام سے اور غلام انصاف سے آپ نے اس سے بیعت لی تاکہ اس کا آپ پہنچیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلام نکل ہیں۔ اسی واسطے آپ نے اس غلام کی بیعت کو قذافی نہیں دیا بلکہ اس کے مقابلے میں اس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اس غلام کے نہ بے جانے میں کوئی کمی تھی جس کو آپ نے پورا کیا یہ آپ کے بخیر نکل جانے کی دلیل ہے۔ دیکھیے۔

دارقطنی **ابن ابی طالب سے نہایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کی کہ حضور میں**

نے رمضان میں اپنی میری سے صحبت کر لی ہے اور وہ وہی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا برائہ فرمایا تو اس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں۔ تو آپ نے وہ پیچھے متاثر نہ رہ کر کھنے کی سزا فرمائی تو اس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساتھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اس نے اپنا جہیز عطا کر دیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرما دیئے اور فرمایا کہ یہ دینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اس نے عرض کی کہ سفیر مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا **وَسَكَلَهُ أَنْتَ وَخَالَتِي مَعَكَ** **كَفَرْتُ أَنْتَ خَلْتُ** تو ہی اسے کھائے اور تیرا خیال تو میری طرف سے اللہ تعالیٰ کا غلام ہے۔ فرمایا **اِشْرَحِي كَفَّارَهُ** ساتھ مسکینوں پر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر

شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بولے اس کے کہ جرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے جرم کو ہی ساتھ مسکین کا کھانا طار کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا کرنے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختار نہیں جو نے کا ثبوت نہیں؟

پھر بھی یہی رعایت اسی طرح حضرت عائشہ مدینہ سے
بخاری شریف ص ۱۱۱۱ موجود ہے

البیاض والنہایہ لابن کثیر رحمہ اللہ
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شکاری
الہی ہمارے کے بغیر نہ رہی کو چھوڑ دیا۔
تاکہ اپنے بچوں کو دودھ پلاؤ اسے اپنی آپ کی ملکیت دھمی احرابی کی ملکیت تھی۔
مالک کو اس کے پاس سویا بھی چکا تھا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے
بہنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دوسری صورتیں ہیں۔
یہ کہ گئے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی حال کی کہ جرم سے پاک ہوتا ہے دوسری صورت
مختار بننے کی تہی تہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی
ملکیت پر آپ نے دم فرمایا۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام فلاحوں پر بھی اختیار ملے ہے
جس اختیار کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی نظامی میں لے
دیا۔ اس غلام کو قتل کرنے والی کرنا طاقت نہیں۔

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کاتب کو اس کی
البیاض والنہایہ ص ۱۱۱۱
موجود ہے کہ اس نے جرم سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین
مقبول کرے گی۔ تو حضرت انس نے فرمایا کہ مجھے اور طلحہ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں
وہ نمازیں نے اداں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ
دفن کیا ہے زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو باہر چھینک دیتی ہے چنانچہ میں نے
میں اسے باہر چھینکا ہوا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختار عمل جو نے کی دلیل نہیں ہے؟

البدایہ والنہایہ ۶/۱۹۳ { نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے چنانچہ عربی خطابت کو اپنی مخالفت میں غزوہ کسوف میں جب کسریٰ قاتل اور سنہری کنگن اور اس کا سامان جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ کنگن پہنا دیے۔ کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل ہونے کی دلیل نہیں، اگر بھی وہ کنگن غیر کی ملکیت تھی یعنی کسی کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے سپہی ہی عطا فرما دیے۔

مسند امام احمد بن حنبل ۴/۲۹۴ { نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہارون عباسی کو سونے کی انگوٹھی پہنا دی تو لوگ شہر برا بھلا کہتے تھے۔ اس کے جواب میں فرمایا: اَلَيْسَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَوْ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ يَخْبَرُكُمْ بِمَا لَكُمْ فِىْ اَنْفُسِكُمْ فَكَفَرْتُمْ بِهِ ثُمَّ خَلَّيْتُمْ لِمَن كَفَرْتُمْ مِنْكُمْ سَبِيْلًا وَتَقَالِبْتُمْ وَفِىْ اَنْفُسِكُمْ فَكُنتُمْ مِّنْ كَاْفِرِيْنَ عٰظِمِيْنَ اَوْ اَلَمْ يَكُنْ لَّكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ يَخْبَرُكُمْ بِمَا لَكُمْ فِىْ اَنْفُسِكُمْ فَكَفَرْتُمْ بِهِ ثُمَّ خَلَّيْتُمْ لِمَن كَفَرْتُمْ مِنْكُمْ سَبِيْلًا وَتَقَالِبْتُمْ وَفِىْ اَنْفُسِكُمْ فَكُنتُمْ مِّنْ كَاْفِرِيْنَ عٰظِمِيْنَ

المہمند ص ۶ { فقہ صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ فی قبورہ والشہیدین ینتصرون فی انکون بآذن اللہ کیف شاء و تودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں، اب تو تمہارا رے اپنے اکابرین کے سلف قوت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار نکلی اور تصرف کی انکار کرنا اپنی مرضی کے مطابق ثابت کیا۔ تو تمہارا اور تمہارے گھر کی دلیل سے ہی حل ہو گیا۔ کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق صلی غلام کی سنت کر لی۔ کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

مولوی صاحب بناری کی حدیث ہے۔ قَالَ مَتْنِي اسْتَأْذَنُ قَالَ

وہابی

مَا السُّؤَالُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَمَا أُخْبِرَكَ
 عَنْ أَهْلِهَا جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت
 کب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسئلہ جنہا سائل سے زیادہ عام نہیں اور جنہا
 خبر دینا جوں میں تجھے اس کے علامات کی بہذا اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ اے جبریل میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کو ذکر جانتا ہے نہ
 میں ہم دونوں علم قیامت سے بے خبر ہونے میں مساوی ہیں تم کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنا
 كَلَّمَكَ وَمَا يَكُونُ كَلَامُكُمْ فِي غُلُوطِ ثَابِتٍ ہوا۔

محمد عمر پہلے قابل غور یہ امر ہے کہ جبریل علیہ السلام کا سوال کرتا یعنی بحیثیت
 سالک نہ عرض کرتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ہونے کی دلیل ہے
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اسی اعلیٰیت کو ظاہر کرنے کے واسطے اپنے آپ
 کو مسئلہ قرار دیا اور جبریل علیہ السلام کو سائل ہونے کا خطاب دیا پر نگاہ آپ کا ارشاد ہے
 أَتَيْتُ بِكَ رَجُلًا مِّنْكَ لَيْسَ بِكَ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
 ہونے دیا ۲۰، اپنی نسبت مسکولیت اور جبریل علیہ السلام کو سالک نہ حیثیت سے کہ
 اپنی امت کو اپنی فوقیت علمی کا ثبوت بھی سے دیا ۲۱، ایسا جملہ استعمال فرمایا کہ جس
 سے آپ کا قیامت سے بے علم ہونا بھی ثابت نہ ہو اور اظہار دریافت کی گنجائش بھی نہ رہ
 گئی اور جو صحت الفاظ صریح سے واضح ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسئلہ سائل سے اعلم نہیں یعنی
 اے جبریل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی
 جانتا ہوں لیکن میرے اور تیرے علم میں مسامحہ نہیں میرے اور تیرے علم میں اتنا فرق ہے
 جتنا کہ سائل اور مسئلہ کا فرق ہے یعنی گھروا سے اور سوال کا فرق ہے اور پھر دُعا
 اسْتَأْذَنُ فَلَا تَنْهَرُ كَوْفَكَ رَكَعَتْ هُوَ فَرَادَا يَكُونُ سَأَلَكَ عَنْ أَهْلِهَا

اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی پیر کا علم نہ ہو وہ اس کے ملائکہ کو کیسے بنا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو دور دورہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فقط جانا اسْتَوْحٰشُوا لِحُكْمِ اللَّهِ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبری و بھی دور فرمادیا لیکن مخالفت پھر بھی متقیس ملی سے باز نہیں آتا جس کے علم کو خداوند جل جلالہ نے عالمین کے علم سے نوازا جس میں قیامت بھی ہے۔ وہ کے کچھ وہ حقائق علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس میں شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پہلوؤں کو صحیح رکھا جیسا کہ اس کو مَا اَلْفَتْخُلُوبُ اَعْلَمْنَ انْ اَشْمَالِہِ کا ایک جملہ دعویٰ باریل فرما کر رکھتے فرمادیا اور عِنْدَہُ عَلِمْتُ اَشَاحِدَہُ فَرَاکَ خداوند کے جواب بڑبانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے کا زمانہ خداوندی کو بھی اللہ سے نہ جانے دیا اور تاکہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ بھیس سناؤ۔ عَنْ اَشْرَافِ طَرَفَاہِ قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقریب بھی ثابت کرتے ہوئے دشمن رسالت کا مزید کر دیا اور فرمایا مَتَنے اَشْمَالِہِ کو کُلِّ غَیْبِ دیکھو اور عَقْدُ لَا یَقْلَمُہُنَّ سے مجھے بے خبر نہ بھیس غیبات غم سے وہ خیر غیبی کی اطلاع فرمائی جہاں اللہ رکھا اور قیامت وہ لو سے مطلق تھی قدم آگے بڑھا کر اِذَا ذُکِّرَتِ الْاَمَّةُ سَنَ تَبْہَا فرمایا اگر ان امور است کو پر وہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کر کے پر وہ ڈال دیا جاوے تو یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں کہیے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا باری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مانگ نہیں اور جب مسائل واپس جانے گئے تو خزانچی مسائل کی جیب میں چپے سے دو چار روپے ڈال دے اور پھر بھی کہے کہ یہ بادشاہ کا کام ہے میرا نہیں کہ مسائل صاحب فرامست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور شاہی ضرور شدہ اور واقعی اسکو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہوگی مام فرج کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور یہ خرچ بھی شاہی سمجھا جاوے گا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کر رہا ہے اپنے

زور نہیں لیتا اور نہ اسکو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ غزا انہی پر ثابت
 بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چلکے سے دیا میں حبیب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ
 کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کرنا غزا انہی کے اختیار و کتابت کرتا ہے ورنہ اسکو
 بادشاہ کی طرف سے گرفت ہوتی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا
 اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لیتا یہ اس کے شاہی غزا انہی ہونے پر دال ہے اللہ اسکا جواب
 بھی دینا غزانے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کی ثابت کر رہا ہے ایسے ہی
 جی صلی اللہ علیہ وسلم کا مَا الْمُسْتَوِلُ بِأَعْتَزَ مِنَ الشَّائِبِ سے اَللّٰهُ يَزِدُّكُمْ
 الشَّاعَتِ کی ترجمانی کرتا ہے اور وَسَأَخْبِرُكَ عَنْ أَسْرَاطِهَا اور إِذَا أُولَئِكَ
 الْأَعْتَدُ تَرَاهَا سے ظہور غم سے ظہور اربہ یعنی قیامت اور عافی الارحام اور عافی
 خدا اور اشراف سادات میں عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو
 بیان دیا کہ علم با حق انہی حق تعالیٰ ثابت کرتا مشہود تھا اور فرما دیا کہ ان علوم کو اللہ
 کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مجز صادق ہونے کی جیئت مسلمان کی اطلاع دے
 رہا ہو تو یہ مجھے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا دہائی انکار کرنا
 ہے اور دہائی صاحب اگر مَا الْمُسْتَوِلُ بِأَعْتَزَ مِنَ الشَّائِبِ کے معنی معاذ اللہ
 بے علم ہونے کے ہی کر گئے تو تم سنا خبیرُكَ عَنْ أَسْرَاطِهَا اور إِذَا أُولَئِكَ
 الْأَعْتَدُ تَرَاهَا اور إِذَا أُلْطَافُكَ مَعَاذُ الْأَبْلِ الْبَابِ الْبَنِيَّانِ کے کذب
 ثابت ہو گئے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جملے کے معنی ایسے سے آپ کے تین جملوں
 کا انکار لازمی ہو گا میرے کہ مَا الْمُسْتَوِلُ بِأَعْتَزَ مِنَ الشَّائِبِ کے تہا سے مطلب سمجھنے
 سے اگلے تین جملوں سے اسس کا تہا تہا تہا لازم آئے گا چنانچہ تہا سے تمام اکابرین صرف
 مَا الْمُسْتَوِلُ بِأَعْتَزَ مِنَ الشَّائِبِ کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور عشا
 پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کرتے

ہی قرآن کے بیان کردہ معنی سے اگلی عبارت میں تناقض نہ دہم آتا ہے بلکہ حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم غیبیہ ثابت کر رہے ہیں۔ پہلے جملے مَا فَتَنُوكَ بِالشَّكْرِ مِنَ الْمَدَائِنِ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول یعنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے اخبار کے متعلق اسما کے سے معنی جبریل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جتنا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جتنا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کر سکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارۃً اور پوشیدہ ہی ظاہرِ اربابِ نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا۔

مسلم شریف ۴۱۲ ایہ ہر گز کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحی اَلْاَفْتَدَ کے عقد کو ذی شعور کے واسطے حل فرمادیا۔ یا نہ؟ جناب حل کے رکھ دیا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا تو وقت کیسا جب سورج اُٹا تو وقت بھی اُٹا اور تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم آٹے کئے جاؤ گے ورنہ اضطرارِ مساقہ کا بیان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان وَاِذَا كُنْتُمْ اَلْاَفْتَدَ مَبْقَاً لِقُرْبِ قِيَامَتِ لَنْدِ اپنے ایک کو جینگی لَنْدِ یاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قُرب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ عالم ہر گز جب وہ بچہ جینگی تو وہ دکا اس لَنْدِ والا ہو کر غریب سے گا اور اس سے مانگا نہ رہا و کرے گا اور اس کو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لَنْدِ پیدا نہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں سال پیشتر اس کے حل کی حقیقی اطلاع بخشی ہے یہی بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد اسے افعال کو بھی جو جو صحیح ہونے والے تھے فرمادئے یعنی مافی غدا اور مافی غدا کے مافی الا مہرِ ساحر

جو قرب قیامت ہونے والے تھے غیر بات ظاہر فرما دے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔
 اور وہ ادنیائیں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت جو تکبیر کی
 اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور وہ شہروں میں ہیں کہ بڑی بڑی بدگلیں بنائیں
 گئے ابھی نہیں اس وقت نہیں تھیں ابھی بننے والی ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کے اس عمل صافی عند کو ہزار ہا سال پہلے ہی بیان فرما دیا ہم مسلمان تو رہیں
 آپ کے اس فرمان پر یقین کر چکے لیکن وہابی ان علوم غیبیہ کو پڑھ کر سن کر بھی اپنے
 ایمان کو درست کرنے سے محروم رہ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اندرونی بیرونی قیامت
 کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کر دے کسی ان پڑھ کو کہہ کہ
 حروف ہجائی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم غیبیہ سے بے خبر
 تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے قرآن کی صحیح تفسیر کیوں فرمائی کچھ خدا کا خوف کرو اور
 متعلم اہل اللہ غیب و سلم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرنے سے باز آ جاؤ تو تہا رہی پیش
 کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا بھی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی
 اجازت نہیں

”وہابی“ طبرانی اور ابن مردودہ و دیگر منشور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کئے
 گئے قیامت کے متعلق اللہ میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
 اور وہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کرے گا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس
 سے پہلے جو فتنے اور غمخیزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔

لہذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔
 ”محمّد“ افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دیتا ہے اور نشان سمجھنے سے محروم

رکتا ہے بجز یہ تو بتاؤ کہ کسی مروی سے کوئی دریافت کیا کرتے کہ وہ باری عدالت کہاں ہے تو وہ جواب دے کہ کسی جبرٹ یا دیکھل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں نہیں اسکا مقام بتا دیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں طوطا بخود منہ پر جائیگا۔ کچھری روڈ پر چلے جاؤ وہاں جانب مشرق ایک گورنمنٹ کالج ہے۔ اس کے آگے سیکڑیٹ کا بڑا دفتر ہے اس سے آگے گزرو کہ بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں وہاں کروڑوں کے اندر کی میزوں کی سیٹوں الماریوں کی تعداد بھی بیچ بتا دی جاوے تو پھر بھی وہ بے خبر سائل کہے کہ تجھے علم نہیں تو رگ سائل کو کم قتل بھیج گے فوراً اس سے اور آگے چلے جو شخص جبرٹ کی قیام گاہ بھی اور عدالت کی الماریوں میں ہر فائلیں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت کے قیام کی ہیئت کلائیج کا بھی پہلا نقشہ کھینچ دے تو پھر بھی سائل کی قتل نہ ہو تو سائل سائل نہیں بلکہ ضمانت ہے محض سفر کی نیت رکتا ہے۔ اب علم قیامت کے دلائل سنئے

قیام حشر

قَدْ نَعْلَمُ فِيمَا أُخِذُوا بِأَيْمَانِهِمْ قِيَامًا يَنْظُرُونَ
۱-۲۳ { پھر دوبارہ صوبہ پونجا جاویگا تو فوراً وہ کھڑے ہو کر جانگنے

ٹک جائیں گے۔

دوسرے تمام پاسکی تشریح فرمائی۔

وَلَنُعْلِمُ فِي الْقُبُورِ كَيْدَهُمْ إِذْ أَخْرَجْنَا الْأَجْدَاثَ إِلَى
۲-۲۳ { لیں ۲۳ } اے یہ تمہیں قیامت کی خبر دے گا۔ اور صوبہ پونجا جاویگا تو فوراً

قبروں سے اپنے آپ کی طرف دوڑیں گے۔

میدانِ حشر میں عدالتِ الہیہ

۴۔ حاقہ ۲۱ ﴿وَيُنَادِ صَوْتُ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ كُنَائِي﴾
 اور آپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن اٹھوٹے
 اٹھائیں گے۔

۴۔ مستدرک ۴۹ ﴿تَرْجَىٰ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّ عَدَاؤُكَ لِي وَرَبِّ بَانِبِ﴾
 کسی بھائی باؤے کی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہوگی

۵۔ طہ ۱۶ ﴿مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَ
 الْحَشْرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمَنَ﴾ جس شخص نے میری پست
 پیرا اس کی میثہ تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیے۔

۶۔ ابراہیم ۱۲ ﴿وَتَرْجَىٰ الْجَبَّارِينَ يَوْمَئِذٍ مُّعَذِّبِينَ فِي الْأَعْقَابِ﴾
 اور آپ پرروں کو ملامت فرما دیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قیامت کے دن زنجیروں میں بکڑے ہونے۔ پیران کے اعمال تارے ہائیں ہاتھ ہونے

۷۔ حاقہ ۲۱ ﴿وَأَمَّا مَنْ أَدَّىٰ كِتَابَهُ ذِكْرًا لِّمَنْ يَلْقَىٰ رَبُّكَ﴾
 کتابت ہے۔ اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا
 کو کہیں اسے کاغذ میں اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

میدان مشرکی ایک مینی جتنے کا ذکر سنئے۔

۸۔ زمر ۲۴ | وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ
وُجِيهًا بِالْبَيِّنَاتِ وَالشُّهُدَاءِ فَقَضَىٰ رَبُّهُمْ

بِالْبَيِّنَاتِ وَالشُّهُدَاءِ - اور قیامت کے دن زمین روشن ہوگی۔ اسے خدا کے
نور سے اور کتاب رکھی جائیگا اور تمام فرما رہے علماء اسلام اور شہداء اکبر جو جتنے قرآن کے دیوان
فیض سے کیا جائیگا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

اس حدیث میں شان مومنین کی ہوگی، لَا تَرَىٰ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
لَيْسَ لَهُنَّ كُفْرَةٌ بَيْنَ أَيْدِيَهُمْ وَلَا خِيفَةٌ فِي قُلُوبِهِنَّ وَلَا مَلَاظِمٌ فِي عَيْنِهِنَّ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور امان
کے دلائل نہ ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرماتے والے آپ ہوئے اور ان کے
نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی۔ قَمَرٌ يَغْلِي مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَىٰ
تو بعد ازاں اخیر کا واقعہ عرض کر دوں۔

۹۔ زمر ۲۴ | وَسَيُجَنَّبُ الَّذِينَ آمَنُوا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ خُمُودًا حَتَّىٰ إِذَا
أَحْبَابُكُمْ مَاتُوا وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا لَّيْسَ لَكُم مِّنْكُمْ شَيْءٌ
عَلَيْكُمْ طَبَقٌ مِّنْ طَعَامٍ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ اللَّهِ
علیہ وسلم کی جب آپ جنیوں کے دوہا بن کر آگے تشریف لے جا رہے ہوں گے۔
اب اختصار امیدان مشرک کے یہاں درجہ کا ذکر نہیں ہے۔

طہ ۱۶ | يُؤْمِنُونَ لَكَ خُودًا اس دن کسی کی سفارش نفع نہ دے گی۔

کو رحمن نے پہلے اذن دیا ہوا جس کی بات کو مولا کریم پسند فرما دیں گے یہ طبقہ ہے مومنین
گنہگاروں کا کہ آپ ان کی سفارش فرما کر جنت کے راستے میں تشریف لے جاتے ہوں گے۔

سابقہ ملا میں گئے۔ ہمیں جناب مسالہ صائب نے کہا کہ غزوات نے علم قیامت کسی کو نہیں بتایا
ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرہ کا روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے

قربانی

سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج
کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو
انہوں نے قیامت کے متعلق آپ پر بات چیت کی تو تمام سنا ابراہیم علیہ السلام کے پسر
کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس سے علم نہیں پھر انہوں نے رسولی علیہ السلام
کے سامنے اس کو پیش کیا تو انہوں نے بھی دیا یا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام نے
سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ سے سوا کوئی نہیں جانتا۔
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ کی طرف
سبھی یہی جواب دیا کہ کیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا جو قرب
قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریق اولیٰ نہیں دیا گیا۔

بڑا فسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
محمد علیہ السلام جیسے او عالم زمینی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ

اسلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تم کون ہو جو آپ کو اپنے فوسسات بے خبر بھینچ
تذکرین انبیاء کرام نے کیوں ذکر دیا کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی
خبر نہیں تھی نہ بولی تو کوئی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا آپ کے روپ فاس
میں تذکرہ قیامت کرنا یہ آپ کے امتحان مینا مقصود تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم نہ دیا
نہیں اگر یہی مقصد ہوتا تو علم طے سے ہائی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوتا تو ہمیں
اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ علم اور بعد آپ کو نہ مل سکتے اسی سے تذکرہ نہیں کیا ورنہ
ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوتا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی تھا
ان کا صرف قیامت کے معاملہ کو پیش کرنا اور علم امتی اساعت کا سوال میں بلکہ خود ذکر

انجا ابراہیم علیہ السلام ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ و انہوں نے آپ ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمائیے
چنانچہ انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی
ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے عیصلہ ہی نہ۔ اس کے سپرد کیا
تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا جس کو چاہے جتاتے ہیں اور جاننے والے سامنے نظر میں آتا
ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی معراج کی حالت کے اس واقعہ کو اسی لئے بیان فرمایا
تاکہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اولیاء العزم انبیاء کرام نے آپ
سے سوال نہیں کیا تو میں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ قیامت کا
قیام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرورہ کے واسطے ہو گا اور جلی کے آرام و تکلیف کے خاکر
قبولی ہی کرتے ہیں یا تئذ کہ کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی مہینیا
علیہم السلام کا تذکرہ تو یہاں لئے تھا اللہ آپ کے دو پر و اسی لئے ایک دوسرے پر بات
ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے آج تک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا آپ
بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتنی مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہ کہیں قیامت
کا ذکر نہ کرنا الا جملے کو انہوں نے گستاخی بھی آپس میں نہ کر کے کہ آپ کو بتا دیا کہ آپ
ملاحظہ فرمائیے آپ نے بھی ایسے ہی مل کرنا ہے کہ جو بتانا نہیں جیسا کہ انہوں نے ایک
دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے فرمایا
عبرہ السلام کا آسمانوں میں مذاکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے غلطی ظاہر کرنے کے واسطے
نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بے غلط
برتن کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سادگی کو
چننا صیاح کرام و رندان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لئے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان میں انبیاء
سے اسلام کے سامنے علم قیامت میں فیل ہو کر آیا ہوں کلا و ماشاء آپ کا یہ مطلب نہ تھا

جو تم نے اپنے افتراء سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ بلکہ سادہ خدا کر بھی علم قیامت کے
مقام افشار کے لئے ہوا اور اپنے ہی انبیاء علیہم السلام کے اس خدا کے کو بیان فرما کر اُمت
کو ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راہ افشار کرنے والی تقسیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے
اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل اخذ کرے تو یہ اس کے نقص ایانی
کی دلیل بہت جرحیٹ پاک کو کج کر پھر حدیث میں اس حدیث کے میں تو یہی کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ
ہر اہل علم کو مستطیع اللہ علیہ وسلم کے تجلیات سے بہرہ ور فرما دے۔

۱۰ کنز اسرار و مشہور فیروسی رعایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قولانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبیب کی پانچ کھینچاں ہیں۔
جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا جو کھا۔ (۱۲) مانی الامام کاظم (۳) بارش کب
آئیل (۱۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۱۵) قیامت کب ہے۔

۱۱ ابن کاہنصل بیان پہلے گویا ہے۔ اس لئے ایسی حدیثیں پیش کر سکتے ہیں
محمد عمر حلیف و فرادیا۔ ایسی حدیثوں کا جواب مذکورہ اصدرایات و احادیث
نہی ملاحظہ فرمایا کریں گودہ مل بہت ہیں ہر ایک کے لئے اور حدیثیں مروجہ پیش کر سکتا ہوں
لیکن اہم طوالت کو مشتمل نہ کر ہی کافی سمجھیں۔

۱۲ حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا
قولانی جادو کا سہرہ کرنے کے لئے بارگاہ الہی میں چنا چڑ میں سجدہ میں گر جادو کا
اس کے بعد مجھے سر اٹھانے کا حکم ہوا پھر میں اُٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہاڑوں کا عرض
کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہاڑ نیچے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضا دھنوکے اور دھنوکے روشن
اللہ چمکتے ہوئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہم السلام کو اس وقت ضعیفی علم سے
پہچان نہ ہوئی بلکہ ان کے علامات و منور سے پہچان ہوئی۔

۱۳ **محمد عمر** "مآپ اپنے دام میں صیاد لگایا دئے تعصب بڑی بڑی بلا ہے جس کے

مصدقہ مقصوب موطا عن طعنہ سے باز نہیں آتا خود ہی اس میں طعون ہو جائے نہاں صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے انکار فرمایا کہ میں نے نہانی صاحب کے تمام مجرہ اعتراضات کی گٹھری کو پرزے پرزے کر دیا نہاں صاحب تم اپنے شبیکہ میں اپنے شبیکہ مسمومہ کے غلات و میل سے آئے اس حدیث شریفہ سے قومات ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے احوال و آثار کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤں گا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کی نشانی ہے ضرور ملے گا۔ لیکن آپ نے پہلی اصلاح فرمادی۔

۲۔ قیامت کے دن۔ بکریم کے دربار میں آپ کا سر بسود ہونا یہ بھی قیامت کی نشانیات سے ہے۔

۳۔ آپ کو بہرہ سے سدا ملنے کا حکم الہی ہوگا۔

۴۔ آپ کی امت کا آپ کے دائیں بائیں ہونا اور وہ میان میں آپ کا مرجع ہونا۔
۵۔ آپ کا اپنی امت کو پہچاننا یہ پہچان جو ابھی بروز قیامت ہوگی لیکن آپ اپنے مطلع ہونے پر سال پہلے فرمادی۔

۶۔ آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء و اشخاص کی روشنی کا ابھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی طبع غیبی کو ایمان داروں کے لئے ابھی سے مطلع فرمادینا۔

۷۔ دنیا میں اپنی امت کے دوسرے مشرورانہ و بی کی تعلیمات کو بیان فرمانا اور حق نے سمجھا ہے کہ آپ محض اس امت سے ہی پہچانیں گے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ دنا کہ اپنی امت میں شامل فرماویں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو کسی صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ایمانی اصحابی والی حدیث سے منافقین بھی غرر تَجَلُّوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِ سے آپ

کی اُمت میں شامل ہو جائیے۔ حالانکہ وہ آپ کی اُمت میں شریعت سے محروم ہوئے۔
 لہٰذا اس حدیث شریفہ سے ایمان والوں کے لئے علمِ قیامِ قیامت اظہارِ منہ ہے
 اور تہارے اجتہاد و متعلقہ مردم علم نے غرضِ تبیض کا کام دیا۔
 پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے
 کا مالک اپنے پانچ گویان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے جیسا مالک کو اپنے ملک کا علم نہ ہو
 یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشادِ مزید سے جو قیامت کے علم کی قطعی دلیل ثابت ہو رہی
 ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

دہلی بخاری ص ۱۸۱ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت
 کے دن بیہوش ہو جائیں گے۔ چہرے سے پچھلے میں ہوش میں آؤں گا پس
 اپنا ملک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کمرہ پڑا ہے جو سب سے پہلے میں آؤں گا پس
 کیا وہ بھی بیہوش ہوئے و اہل میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے
 ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دن کی بیہوشی سے متعلق کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا
 کہ آپ کو علمِ بیع مالکان و مالکین کا نہیں۔

محمد عمر اس حدیث میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت
 کے حیرات خدائے کونیا کے علمِ غیب قیامت ثابت ہو و دوسرا امر
 علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اَکُوْن اَکُوْن اَفِیْنِی ہے آپ نے اپنی اذلیت کی
 حقیت کو ظاہر فرمایا کہ میری عزت علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نہائی سزا
 کو یہ سمجھ نہ آئی فسلاً اذ بونی محاورہ کے بموجب فرما کر بعد ازاں ارشاد فرمایا
 اَفِیْنِی اللہ عزوجل یا موصی علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بیہوشی
 سے متعلق فرمایا اس فرمان سے ظنی ہے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ کوئی اللہ تعالیٰ سے
 کہیں کو اللہ تعالیٰ نے چہرے بیہوشی سے متنازعہ فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی

شار فرمایا اور وہ اَوَّلَ مَنْ أُفِيقَ ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان
 بیہوشوں سے ہیں جو میرے پہلے ہوش میں آگئے یا بیہوشی کے مشناؤں سے ہیں امداد آپ کا
 یہ جملہ تنبیہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بجا ظہنی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو
 ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ورنہ آپ کا فرمان اَكُونُ اَوَّلَ مَنْ يَفِيحُ بَنِي صُلَيْمٍ اللہ علیہ
 وسلم کی اولیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثاویب ثابت کر رہا ہے اور فرمان الہی وَتَوَيَّ
 النَّاسُ مِنْكَ ذِي وِعَاظٍ لِّمَنْكَ ذِي نَبِيٍّ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی سے ممتاز فرما رہا ہے کہ
 آپ راقی یعنی بیہوشوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی لوگ مرئی بیہوش ہو گئے اور بنی
 صلیہ اللہ علیہ وسلم کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کو موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ
 ہوئے جو بیہوشی سے متشبیہ ہو گا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ آیت
 کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فَلَا اَدْرَاہُ کا جملہ ایسا
 ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کو یہ کوغز سے بھی برابر رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیہوشی
 سے متشبیہ فرمایا تو فَلَا اَدْرَاہُ کا جملہ شانِ موسویت کو ملحوظ رکھنے کے لئے نہ کہ دینی بے
 علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور یہ عام محاذ بھی ہے کہ جو شخص کسی
 خاص مقامِ اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فردا ہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس
 دوسرے کی شان کے اظہار کے لئے امداد اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراً کہہ دیتا ہے
 کہ خبر نہیں کہ تو مجھ سے پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔
 کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام
 کو تھا کہ تو نہیں فرمایا لیکن اگر تم موسیٰ علیہ السلام کا جواب سنو تو پھر تمہیں شانِ فرمانِ مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو۔

آئیے فقیر آپ کو شانِ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 عرض کرنا ہے۔ قیامت کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایا فَادْمَوْنَا عَلَیْہِ

اسلاماً و رباً طائفتِ بخاریب المؤمنین ہیں و فیہوں کا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کائنات کو کھڑے ہوئے ہیں۔

میں نے مصطفیٰ علیہ السلام کے شانِ قیامت سے عرض کرتا ہوں۔

فَيُنْفِقُ اللَّهُ نَفَقَتِي عَنْ يَمِينِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

متن برک ۱۶۵ } فیئلی اللہ تدریعی عن یمین اللہ عذ وجل
 ترشی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نماز کے دوا میں جانب کریں
 رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کارہ تھا مے ہوں گے اور نہ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہونگے۔

میرں جناب و بابی صاحب پایہ نقا منے والا مقدمہ پادائیں جاب کرسی نشین معتمد
شی ملے امڈ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمان لا ادری معنی انکاری کے ہے ہی ہے نہ حقیقت کے، تلبا کے واسطے اور اگر لا ادری کے اقبل و بعد کی عبارت و مقام کے مطابق معنی ذکر ہو گے تو معاذ اللہ توہینِ خدا کو ہے علمِ تسلیم کرنا پڑیگا بیشیے۔

يونس ١٠ | قُلْ مَنْ شِئْتُمْ أَنَّ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ مِنْ خُصْمٍ لَهُ ۖ وَتَعْلَى عَنَّا نُبُكْهُ ۚ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ بِرَسُولٍ ۚ

محلہ اللہ علیہ وسلم کیا فروغ دینے ہوا اللہ کو جو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو

وَجَعَلُوا إِلِيلَهُمْ شُرَكَاءَ لَهُمْ تَعْمُوهُمْ وَرَأْمُ تَشْتُوهُمْ
بِأَنَّا يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أَمْ يُبْطِئُ هَرَمُ الْقَوْلِ

اور انہوں نے اٹھ کھڑے شریک بنائے فرمادیتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
اے مشرکوں! تم تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے جو جن کو اللہ زمین میں بابتائیں

یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لاکھ ذکر کے تہااری طرح ظاہری معنی ہی لئے جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم الغیب کو بھی بے علم تسلیم کرو ایسے ہی لا اور سی سے بھی ظاہری معنی لئے جاؤ گے بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لئے جاؤ گے۔

”بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا سب میرے ہاتھ میں دے دے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو میری طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا سب لوں گا اور اگر کوئی ان سے نفرتش ہوئی تو میں تم سے پرشیدہ رکھوں گا تاکہ وہ آپ کے پاس شرمسار نہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی نفرتش ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی رہی تھی لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا ورنہ ماکان دیون کا۔

”محمد عمر“ وہابی صاحب آپ کا شک کہ تو پر اہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھنا چاہئے ورنہ یاد رکھو مجرم ثابت ہو گئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس حدیث شریف سے بعض امت کو قتل دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے جرموں پر میری وجہ سے پرہوشی فرما جائے۔ اور اس پر وہ پرشوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لے لیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے جرائم پر خداوند سے پرہوشی کا وعدہ لیں اور تم محض اتنی ہونے کو دعوت رکھتے وائے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے ورپے جو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرمایا
سَلِّمْ تَعْمَا غَنَّتْ آپ کی وجہ سے میں ان کی لغزشوں کو پردہ پوش کروں گا یعنی آپ
کی امت کے ایسے افراد سے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تا کہ آپ کے
پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قرب میں رسوائی کا منہ نہ دکھیں۔ اور پھر اس کا جواب
قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

لَيْسَ كَفِّرًا اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا تَأْتِيهِمْ
نفس ۲۴ } اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو یحییٰ بن بکر یا حسن
الذہبی کا کُتُبُ الْغُلُوْثِ اور احتجاج دے گا۔ ان کو جوہرہ عمل کرتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث ذکر و بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا
ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے متبعین سے لغزشوں کی معافی کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ وعدہ بھی میں
نے رب العزت سے لیا ہے تاکہ متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے
مقابلہ میں میرے خلاف ہر ممکن بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ

سَأَلْتُ اللَّهَ الشَّفَاعَةَ لِأُمَّتِي فَقَالَ لَكَ سَبْعُونَ
جامع صغیر ۲۴ } أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِعَبِيْرِ حَبَابٍ فَلَا عَذَابَ

میں نے اللہ سے اپنی امت کے متعلق سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی اہل
ستر ہزار بغیر حساب و حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

کیوں جناب یہ ہے تمہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی آیت و حدیث سے جو ہم نے
اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاف اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا
اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو متلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے
تمام اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

عَرَضْتُ عَلَى أُمِّی بَاغِیًا لِّهَا حَسَنَةً وَسَيِّئَةً
جامع صغیر ۲ | محمد پر میری استماع اپنے بڑے اعمال کے پیش کئے گئے
 عَرَضْتُ عَلَى ذُكُوبٍ أُمِّی فَلَئِمَّا دُبَا
مشکوٰۃ شریف ۶۹ | اعْظَمُ مِنْ سُوءِ قِتِّ الْقُرْآنِ أَوْ إِيَّاهُ
 رَجُلٌ كَلَّمَ نِسَاءً

میرے سامنے میری تمام اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو تمام اُمت کی تمام برائیاں
 دیکھیں قرآن کی سورۃ یا ایہذا کہ پھر اس کو جس شخص نے بجا دیا اس سے بڑا گناہ اور اس
 نے کوئی نہیں دیکھا۔

کیوں جناب اب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سیئات
 کا علم ہے یا وہابیوں کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم اسلاف کو بقضاء تعالیٰ احشور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے سیئات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعتراض بے عملی کا بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر
 حال کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو احقر اور اکبر کی فہم فرما رہے ہیں اور اس مختلف
 فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت بڑا وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے امن کو ہر باطلیت
 میں آپ کے پاس پہنچا گوارہ نہیں فرمایا بعد آپ کی اُمت کو لغزشوں سے مبرا کر کے
 وہ بار رسالت میں پیش کر چکے

وَإِنِّي سَتَفْتُكَ عَلَى ثَلَاثِينَ وَ سَبْعِينَ
 نِسْوَةً كَلَّمْتُ فِي النَّاسِ إِلَّا وَاحِدَةً وَ هِيَ
 الْجَنَاحَةُ -

ابن ماجہ ۲۹۶

ترمذی شریف ۲۹۶

اور بے شک میری امت مغرب بہتر فرقوں میں متفرق

ہر کی تمام دوزخی ہونگے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جنت ہے۔

بغیر ان بنی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے قیامت و سنات اور ان کے عالمین کا علم ہے کیونکہ اجماع تمام فرقے پیدا ہونے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کا طے سے متنبہ فرمایا فرقے کا قتلن اعتقاد سے اور اعتقاد کا قتلن ثقب سے تو آپ کو علم قلب حاصل ہوا معلوم ہوا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قیامت تک کے آسمانوں کے علم قلب کے عالم ہیں عالمین حسنہ بریں یا سید

قہاری "بہداری مسلم میں حدیث ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم تین فیض طاری ہوئی جب ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرتے تو پھر بیہوش ہو جاتے تین دفعہ ایسے ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے سوال کیا کہ کرتے اور غسل کیوں کرتے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوش طاری ہو جائے تو غسل کر لینا چاہیے تا مٹی عیاضی نہ لکھا ہے کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقض وضو ہے لیکن اگر غسل کر لیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کے بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ مابریا نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمایا کہ اصل انشائے کیا توں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھنا مقصود تھا کہ فرضیہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اعزاز کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کے خود بخود

جماعت کراؤ اس حدیث پاک سے ثابت ہوگا آپ کو علم غیب ملی میں ہا کان ویا کیون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لئے بار بار اشارۃ النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میں غیرے اعمام کے بعد مسجد میں جا سکوں گا۔ اس لئے ان کو فقرہ سوالیہ سے ہی جماعت کرانے سے روکے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر ارشاد کو بھتے طے سکے رہے۔

ابرواد کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ میں ہے۔
وہابی کہ آپ نے فرمایا این ابریکر تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ہا کان دیا کیون کا علم نہیں۔

محمد کریم رحمہ اللہ کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نہانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام آذخو کے ہے یعنی ابریکر کہلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر بنی سے اللہ علیہ وسلم کو این کے استعمال سے بے علم کھو گئے تو دنیا بے دہیست میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔

۱۔ انعام ۲۴ | اِنَّ شَرَّ كَاغُرِكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُزْعِمُوْنَ۔

۲۔ نحل ۱۲۷ | اَلَمْ يَوْمَا لِقِيْمَةٍ يُخْزِيْمِيْمٌ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شَرِّكَائِيْ

۳۔ قصص ۲۲ | قَيِّقُوْلُ اَيْنَ شَرِّكَائِيْ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُزْعِمُوْنَ۔

۴۔ حم مجدہ ۲۶ | وَيَوْمَ يَنَادِيْهِمْ اَيْنَ شَرِّكَائِيْ۔

کیا اللہ تعالیٰ کو شرکار کا علم نہیں جو این شرکائی سے قیامت کو سوال کریگا
بلکہ ان کا بلانا مقصود ہے تاکہ ان شرکار کو مشرکین پر بھڑکایا جاوے۔

۵۔ تکویر ۳۱۔ {وَإِذْ الْمَوَدَّةُ خَلَّتْ بَيْنَ يَدَيْ ذَيْبٍ قَتَلَتْ۔ اور
جب زندہ و در کہ کی ہوئی روشنی کا سوال کیا جاوے گا کہ کوئی
گناہ میں قتل کی گئی۔

اب دریافت طلب جو امر ہے کہ خداوند کا بآئی ذیب قَتَلَتْ سے سوال کرنا
بے علمی پر دال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

۶۔ تکویر ۳۱۔ {وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيفٍ فَإِنْ تَلَّ هُبُونًا
اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔

اس ایر کریم سے این فرما کر قرآن کی طرٹ بلانا مقصود ہے۔

پنچ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا این ابو بکر فرما کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پر دال نہیں بلکہ این ابو بکر فرماتا آئیے علم غیب کی طاقت
ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں قرآن
کو مسجد سے طلب فرما رہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابو بکر ہے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابو بکر ہے
یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش ملتی لہذا آپ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے
بلانا آپ کے علمی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

۷۔ حدیث طحاوی میں اپنے پہلے نظم دعوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے
دعوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کلی علم جمیع ممالک دنیا کیوں کا نہیں تھا۔

۸۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظم دعوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ
علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تاکہ جو لوگ تافہل خداوندی سے

ناداقت ہیں ان کو یہ موقع دے کر بنی اللہ کو وہاں پر گیا جس اب اسلام رخصت ہو گیا ایک
ان کو یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام قیامت تک قائم و دائم رہے گا کیونکہ قرآن باقی ہے اور
قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری فیسی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے
مخالفین نے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم
کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت
دے دیا تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جانیگے۔ سوم انہوں نے
عندنا کتاب اللہ حبنا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا
ورنہ پہلے اپنے کبھی کبھار کیا؟ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
ان کے ائمہ و واعظ بالقرآن کی حوام کو قتل کرنا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی
دلیل ہے کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دہائی بنی سلعہ اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت
کے لئے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔
حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا
ہوں اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر نبی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہتا ڈے گا تو پہلے پتر طلب د
فرماتے معلوم ہوتا کہ آپ کو علم مالکان و مایکون کا نہیں تھا۔

محمد علیہ السلام صاحب تم تیار اور چھ متھیادوں پر آؤ آگے تمہیں تو خداوندی
پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب
ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں طاعنہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا اور اس اب اگر
خداوند کو علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں اخیر انہوں نے
مغنی عنہ کو کھنڈی یا سہ تو پہلے ہی زمین پر اتار دیتے قیصر اسباب پہلے سپاس نمازیں کریں

فرض فرمائیں جب علم مذاکر پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہوا کہ اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عدم علم پر وال نہیں ہوتا بلکہ حکیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت معی شرم اللہ و ہر کا امتثال منظور تھا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے فائدے کو مقدم سمجھتے ہیں یا بچے تو آپ صحت میں پاس تھے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اول کی اپنی جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اور تحریر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بستہ ہوئی ورنہ آپ ضرور منکرالیتے لہذا ثابت ہوا کہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھٹا برابر اللہ تعالیٰ نے **وَقَدْ جَاءَ عَلِيٌّ فِي الْاَمْنِ خَلِيفَةً لِّهٖ** لہذا کہ کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلاف مشنہ دیا ہے۔ ان تمام استدلال سے واضح ہوا کہ اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مقام میں جس علم کو جس طرح چاہیں جاری فرما سکیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور مسترض ان کا فرمان سمجھا جاویگا۔

دہلی " حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کسی کو زندہ دیکھتے کہ اس کا مال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا غیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لے جاکر مال دریافت فرماتے اور بیمار پر کسی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایرا کیوں کرتے۔

محمد عمر " یہ تعلیم امت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر کسی خیر گیری کیا کرو تاکہ تمہاری جنت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو تمہاری بددلی کا موقع نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ اللعالمین ہیں رحمۃ خود و مردم کو تلاش کرے تو یہ کمال رحمت

ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو مدح و علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب علامہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ علامہ سے سوال کرتے کی کیفیت تشریح عبادی کی تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں کا حال دریافت فرماتا ہے تو یہاں کہ یہاں شان و عزت ثابت ہوتی ہے وہاں شان و محابہ کرام و ظاہر کی تحسین ملتی۔ اس میں بھی تو شان و محابہ کرام ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے دوست خاص معالیٰ اللہ متناقض نہیں وہ میرے محب ہیں میں ان کا محب ہوں اس سے تو آپ کی شان علمی ثابت ہوتی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ متناقض ہونے کی تہمت لگائیں گے۔ اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ متناقض ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

”ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے وہابی“
 تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی اور فرمایا **فَاتَّحَاتُ لَهَا رَحْمَةُ مِیرَا نَا زُفَرَعْنَا** اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوتا کہ آپ کو روزِ مَرَد کے حادثات کا بھی علم نہیں چھ چائیکہ ماکان و مائیکون کا علم ہے۔

”محمدؐ“
 تم نے تو فضائل صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا شک کیا ہوا ہے۔ آپ کا ان کے پہلے بنانے میں تشریف نہ لانا آپ کے مدح و علم پر دال نہیں بلکہ آپ کے عقائد کل ہونے پر دال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھا دیتا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ اور میرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

آپ کا میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا کیا اس مفید ہے اسی لئے
 مَا كَانَ مَسْلُوبًا لَهُ رَحْمَةً فَرَمَا يَا۔

تیسرا ثابت ہوا کہ آپ مہربان کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارث اہل کے
 دوسرا جنازہ کوئی نہیں ٹھاسکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہونگے
 جو میرے نفع دینے کے قابل نہ ہونگے آپ پہلی، بعد اسی لئے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے
 قبر پر پڑھایا تاکہ ان منکبین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو کرنے کے بعد بھی دیتے
 ہی پہنچتا ہے میرا کو دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچتا وہ مجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ حدیث پاک جس کو تم نے عدم علم رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کی بنیاد کو کشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔

آپ کو اگر جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو پیٹے دریافت فرمائیے کہ اس کا چال
 چلن کیا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھتے ورد میت کے گھر والوں کو کہہ دیتے

دہائی

کہ تم خود پڑھ لو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا غنا جیسا کہ تم نے
 پیچھے ابھی حدیث شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے دریافت

محمد عمر

کئے جنازہ پڑھایا اور اس کی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اس کا مطلب
 یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتقاد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا دوسری حکمت دریافت فرمانے

کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشریح ہو جائے تو وہ اس حدیث میں بھی قابل بخشش ہو جائے
 اتنی ہی مجاہد کہ اگر اور بڑا اور میں اسکے جنازہ پڑھنے میں پس پیش کی تو حرم کو معلوم ہو جائے

گا کہ آپ برائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی برائی ترک نہ کی تو بار بار جنازہ بھی آپ
 نہ پڑھائیے۔ تو ہم کب نلاج پاسکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہوگی کہ اس کا جنازہ

آپ پڑھائیں اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدید
تقاریر بسبب بے علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ دوسروں
کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ چڑھا ہو کئی سے پس پیش ضرور کیا۔

”دہلی“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجرت پر اس سے
بیعت لی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اس کا مالک اس کو
لے گیا تو آپ نے اس کو دو جوشی غلاموں کے بدلے میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے
حتیٰ کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ممالک و مایکون کا علم غیب ہوتا
تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مباح کے متعلق تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

”محمد عمر“ عثمانی صاحب بیچارے ایسے سادہ لوح میں کہ قول راوی سے
استدلال لیتے ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور
کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے ہیں راوی کو کیسے
معلوم کہ انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر انہ یثبیر
کہیں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا تباہی
کون سنے یہ دربار و رعایا و عباد رحمۃ اللہ علیہم ہے آپ کے در و دولت پر سائل آئے پھر مال
چلا جائے تو ذل اننا انشائک فلانک تنفذ میں ذل آجاتا باقی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق
بیعت میں داخل فرما اور باقی کی تحقیق کیا یہ آپ کے جمیع ممالک و مایکون کے علوم غیبیہ کے
حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حصار ہے اور کون نہیں آپ کو اس
غلام کے باطن و مابعد کے اعمال و نیچے کا علم تھا اسکے بدلے میں وہ غلام بھی دیگر آزاد فرمایا باقی
جس کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہوئے وہ حصار آزادوی نہ ہو گا۔ اس کے سوا اور انہ کے
اعمال آزادوی کے قابل نہ ہونگے اسی واسطے آپ تحقیق فرماتے غریب تھے نہیں ویسے ہی رہنے
دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے غریب

کر آؤ اور وہاں آپؐ کو تمام اونٹیاں کو آپؐ آزاد کیوں نہیں کرتے تو یہ بتا رہے
 عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی آپؐ کی کو آؤ اور کہیں تو یہ بھی
 آپؐ کے معین علمِ غیب کی دلیل ہے اور اگر آؤ اور کہیں تو یہ بھی آپؐ کے معین مالکِ دنیا کیوں
 کے خدا کی علامت ہے وہ نہ صاحبِ کرام و شہوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے
 آپؐ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آؤ اور کہنا ابی دین میں تلخ تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے
 نزدیک بتانوں خداوندی کا رٹا اب ہے پہلے **مسئلہ ۱۲** پر بھی گزر چکا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی اصحاب کی طرف سے کوئی
دوایابی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں پابتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں
 آؤں کہ میرا سینہ و تنہاری طرف سے صاف ہو، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپؐ کو معین
 مالکِ دنیا کیوں کا علم نہیں وہ نہ کسی کی ذہنی کسی کا بیان سن کر آپؐ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

محمد عمر دوایابی کی علامت ہے کہ استدلال بنے یا نہ ہو دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب
 نے بھی اپنے ذخیرہ و طیرہ کو یہی بیان ہے شیخ عطاء الدین صاحب کبیر النہال
 میں فضلِ سہابہ کے مانتے اس حدیث کو شانِ سہابہ رضی اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی اصحاب کی غیب جانی نہ کر دیکھو نہ اگر تم نے کچھ
 ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج
 ہو گا تو دینی نعمت کے متعلق تم جو گئے ایک میرے اصحاب کی غیبت کر کے اور دوسرا بے
 تکلیف دے کر اور میں پابتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف
 سے کوئی رنج مائل نہ ہو کہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدور ہوں کہوں ہی نعمانی صاحب اس حدیث
 میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی کوئی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا بعض ایسے
 کوئی خوش کرتا تصور ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں نا فہم۔

”وہابی“ آپ سورہ کی فصل کو نہ جانتے تھے بسمِ اثنائزلِ ہوائی تو آپ کو سورہ کی فصل کا پتہ چلا کہ بسمِ اللہ سورہ توں کی فصل ہے۔

محمد عمر تم نے ترجمانی اس اعتراض میں جتنی کمزوری دکھائی تھیں کہنا چاہیے تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے جمعے بجائے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی عطا ہوا تھا بغیر اسی اظہار نہ فرماتے کیونکہ ارشادِ الہی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ بَيْنَكَ وَاللَّذِينَ آمَنُوا بَيْنًا أَنْ لَمْ يُقَضِّلْ إِلَيْكَ وَحْيَهُ جَبْ تِلْكَ دُورِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكَ بِهِ دُورِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از دوسی آپ کو حکم قرآن ہے لیکن بغیر دوسی اظہار کی اجازت نہیں کیوں جی وہابی صاحبِ حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب اب ایسا سوال مزید لانا۔

”وہابی“ حضرت نے فرمایا کہ نمازیں میرا ادا وہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے نہ پتہ رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

محمد عمر اس میں توحیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے اپنے دلِ ادا وہ کو ظاہر فرمایا کہ ہماری رعایت رکھنے کا احسان بتایا وہابی جس کو بچے میں سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ وہ پڑھتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کیا کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارا حسن و جمال کو دیکھا ہے اور آپ کا احسان بھی ہے۔ ہم پر وہ یوں ہوا کہ آپ کی سی نماز پڑھتے تو ہم اپنی جگہ سے نہ ہٹتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے کی آہٹ ملک و ملک کے منتظر رہتے اگر علم و ادب کا جیسا کہ آپ کی آہٹ کی انتظار کیلئے کرتے۔

یہ بھی آپ کا جیسا کہ احسان کو ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ کسی کی والد کہہ کر پتہ میں تیرے جوتوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو میرے کہہ کر تو جاہل ہے تو سنت ہے ایسے بچے کی ایسی بھڑپ۔

ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت و محبت کا احسان بتایا کہ میں جلدی نہیں کرنا جب تک میرے کال میں تھا کہ میرے جوتوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملائے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرماتا ہے کہ اس سے صاف اللہ آپ کی بے علمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہاں بھی مٹیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پر کھڑے ہوتا ہوں اور اس کو کھانے کے لئے اٹھاتا ہوں لیکن اگر کھانے کے وقت سے کھانے کے وقت تک ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھڑے آٹھانے کیلئے اندھا غم غیب کی نئی ثابت ہوتی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے علمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بے وقار و لاجب بھڑپ سے کہ آپ کو بے علمی بھی مٹیا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی بھڑپا ہے کہ ایک کھڑے بھی اگر تھک چکی ہو اور تھکا ہوا دل بھی ہے تو کھانے سے پرہیز کر دیکر کہہ گئے میری سنت پر عمل کرنا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں نے آپ کو بھڑپا ہے جب تک کہ مجھ سے رائی ہوئی

ہر ایک جب غصہ میں ہوتی ہو، حضرت صدیقہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہنچتے ہیں
 فرمایا جب تم مجھ سے غصہ ہو تو رقم کھاتے وقت، کہتی ہو تب محمد کی قسم اور جب تنہائی
 میں ہوتی ہو تو کہتی ہو تب ابہارم کی قسم اور صدیقہ فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا اداں یا رسول اللہ
 خدا کی قسم میں اس وقت بھی بظاہر آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ علامات سے سوچ کر نہ تھے غیبی علم تھا۔

”ابن مسعود رضی اللہ عنہما“ سے روایت ہے کہ اس حدیث شریف میں کتاب میں ہے اِنِّی
 لَا اُفْلِحُ اِذَا اُكْتُبْتُ غَیْبَیَّ فَاُضِیْتُ وَ اِذَا اُكْتُبْتُ غَیْبَیَّ غَضَبِیَّ۔

یہ شک جب ترجمہ سے واضح ہوئی ہو یا غصہ ہوئی ہو تو قریب رضا اور غصے کا مجھے علم ہوتا
 - رضا و غصہ باطن سے متعلق ہے اور آپ اگر اپنے علم باطنی مسلم کرنے کے وہی بھی ہوں

پھر بھی علم کی کراہت بار نہیں آتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اس باطنی علم
 کی دلیل طلب فرمائی تو آپ نے بغیر کسی اطلاع دینے کے ان کے معاملے کا بھی اظہار فرمایا

تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے علم غیبی کے واسطے اِنِّی لَا اُفْلِحُ
 فرمانے سے آپ کے علم غیبی پر یقین ہو گیا پھر منکرین کے لئے دلیل ہی واضح کرادی لیکن علم کی

آپ کے واسطے پردہ آپ کے علم غیب جاننے پر دلیل پیش کرنے سے ایمان لایا انشاء
 کے اس صاف واسطے علم غیب میں دلیل پیش کرنے کو فضائی مسدود بننے کی بنا پر عدم علم

کی دلیل پیش کرنا ہے جس کے خیال میں نہانی صاحب کو تو وصول ہو گیا ہو کہ یہ کیسی ایسی اصل
 علم کی یہ نشان نہیں دیتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے علم غیب ہونے کی دلیل پیش کرنا

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس کو تسلیم کرنا انصاف صاحب کے
 دھمنے کو الٹ دینا ہے فَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

”بخاری سلم وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّا
 اَنَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اِلَّا اَنْتُمْ اِنَّمَا تَخْشَوْنَ الْاَلْحَادَ بِاِثْنِیْنِ وَ تَحْشَوْنَ الْاَلْحَادَ بِاِثْنِیْنِ وَ تَحْشَوْنَ الْاَلْحَادَ بِاِثْنِیْنِ

مذہب کے آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا
 بولنے والا ہو۔ میں سمجھوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے
 دوں و حالانکہ حق اس کا نہ ہو، پس اس طرح میں جس کسی کو دیکھوں مسلمان کا حق دلا دوں
 تو اس کے لئے وہ جائز نہیں کہ جاتا۔ بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب غم نہ اسے
 دے یا چھوڑ دے۔

اس حدیث کے مضمری سے ہی ہمارا مدعی صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی صحیح ہاں و ما
 یکن نہیں تھا۔

” پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فیصلہ کرتے
 وقت فرمایا اور اپنے پرچہ پاؤں کر کے مخالفین کو حق کوئی کی ترغیب دلائی
 اور خطاب الہی سے فرمایا و حکمایا یا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا غلط
 امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرتہ ان جہوں کو استعمال فرمایا ہر اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ جب
 ارشاد الہی لَقَدْ كُتِبَ فِي الْكِتَابِ لِلنَّاسِ إِذَا كَانُوا عَلَىٰ عَمَلٍ شَدِيدٍ لَّيْسَ لَكُم مَّعِيَ حَقٌّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَا كُنْتُمْ عَمِلُوا فَمَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا (سورہ بقرہ ۲۸۶) اس سے معاذ اللہ آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے
 حقیقت یہی ہے کہ آپ نے مخالفین کو خدا اور خدا کے رسول کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ
 ہے کہ آپ کے حکم کے خلاف اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے تمام
 بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہو اگر باطن میں خلاف ہو گا تو اس کا وجہ بیان کنند
 پر ہر گز کہ فیصلہ پر اس واسطے فرمایا اَلْقِضِيْ لَہٗ عَلٰی سَبْعِ مِائَاتٍ مِّثْلَ الَّذِیْ فِیْہِمْ لَیْسَ فِیْہِمْ لَیْسَ
 اس طرح مہیا کریں گے اس سے سنا چرنگ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور باطنی علم پر فیصلہ کیا
 جاسکتا ہے اور فیصلہ کا علم باطن مخالفین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے
 آپ نے اپنے علم طبی پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قائل کو گواہوں اور مخالفین کے
 بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔
 اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور آپ سے کسی کے

حق میں معاذ اللہ تمام علم فطری ہوئی۔ جیسا کہ ثمانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ کیا یقیناً
عَنِ النَّبِيِّ إِنَّ هَذَا الْإِنْسَانِيَّ يُؤْتَىٰ حَقًّا كَيْفَ يَكُونُ لَكُمْ لَزِمٌ أَيْسَرٌ۔

دوبابی ”بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خدا
سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ
دوسری حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ
لَّا یَنْفَعُ اسے اللہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔
معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ممالک و مایکرن کا نہیں تھا۔

محمد علی ”ہر شے کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کر کے حاصل کرنا اور
یہ ہے کہ معطیٰ خود اپنی طرف سے العام فرمادے جب تک کسی شے کو
حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شے کو طلب کرتا ہے تو معطیٰ رب کی طرف و میزیدہ
میں فضیلہ کے قانون سے اولیٰ اشیاء کا عموم بالیقین العام فرمادیتا ہے۔ کیونکہ اعلیٰ شخص
حق اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کر کے لے لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس
سوال پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سوال کو توبہ
نیوڈ فی علما سے عام رکھیں تاکہ ہر شے کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اگر دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شے کا علم ادنیٰ نہیں ہوتا شے ادنیٰ ہو تو لیکن
اس کا علم ادنیٰ نہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم
میں ادنیٰ شے کا علم نقص نہیں کہلا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنیٰ شے کا علم
مطا فرمادے تو آپ کے علم میں کمی نہ ہوگی۔

تیسرا جواب ہر شے کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلاً ادنیٰ شے کا علم اگر آپ کو نہ ہو
تو اس میں بھی نقص نہیں کیونکہ وہ ادنیٰ کو اعتراض کا موقع مل جائیگا کہ آپ کو ادنیٰ شے کا علم حاصل
نہیں ہوتا آپ کو ادنیٰ اشیاء کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنیٰ شے کا علم بھی

سوال چلتا تھا میں آگیا میں کو وہابی دیکھ سکا۔

وہابی " حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن ادد سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ اپنا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دریا بہت سے قرن گزرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حقہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ماکان و مایکون میں وہ بھی داخل ہے لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

محمد " پہلا جواب تو یہ ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اعلم ملتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدہ کی خود ہی تکذیب کر دی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو ان سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہو سکتے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالاقرؤن سابقین ذالک حکایت کرتے ہیں وہ یا جنتی ہیں گمے یاد وزنی اور وہ فوکے اعداد و شمار کی کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جبکہ بیان آگے باہر ہے۔ میں مذکور ہے۔ ورنہ تو وہی مشرعیینا پہلے سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَيِّدِي بَكِيبَا بَانَ مَذْكُورٍ۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا يَكْفُرُوا بِهِ إِلَّا النَّاسُ ذَالُوا أَسْمُونَ فِي الْعِلْمِ قُرْآن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط نہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی واسطے قُرْؤُنَا مَبِينٌ ذَالِكٌ حکایت کی حقیقت کے آپ اعلم ہیں آپ کوئی

نسب مخفی نہیں۔

چوتھا جواب آپ کا ارمان کذب اَلنَّسَبُ بَرْدٌ تمام نہیں بیان کرنے والے جھوٹے
ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ یہی نسب کا علم ہی نہیں بقرل تھا ہے تو دوسروں کو کاذب کیسے
کہتے تھے مسلم ہر کتاب کو معنی نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی۔
پانچواں جواب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا نہیں دھوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے
کو جوڑنا لگا کر اپنی بے علمی کا انکار نہیں فرمایا کرتے ہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت
ہو گئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کی کئی جوابات انشاء اللہ
ضمیمہ مقیاس حقیقت میں بیان ہو گئے۔

علم غیب از احادیث

۱۔ بخاری شریف ۲۰۸۲ | عَنْ النَّهْشَبِيِّ قَالَ اخْبِرْنِي
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ
لَأُخْبِرَنَّهُ فِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتَهُ بِهِ مَا دَخَلْتُ فِي مَقَامِي هَذَا
وَأَنْتَ نَقِيصَتِ كَانُكَ لَرَايَا۔ پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرے۔
قسم خدا کی جب تک میں کسی مقام پر کھڑا ہوں مجھے جو بھی قسم کسی چیز کے متعلق سوال
کرے تو میں تمہیں خبر دوں گا،

۲۔ بخاری شریف ۲۰۸۴ | اسما بنت ابی بکر سے روایت ہے انہوں
نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مَا مِنْ شَيْءٍ لَوْ أَسْرَأَ فَدَخَلْتُ فِيهِ مَقَامِي هَذَا خَشِيَ الْجَنَّةَ

آسمان پر جو گئے کہ اچھی ٹکھی ٹکین ایک حدیث ایسی نہیں بیان فرمائی جس سے آپ کے
غیب کی سنی ماکان و مایکون کے علم کی نفی ثابت ہو محض اپنے اجتہاد سے تمام کام
یا فقیر نے یہ حدیث مسلم شریف صحاح ستہ سے جس میں یہ بات نہیں کہ حدیث پیش کر
دی اور اخیر میں محمود نے کہ دیا کہ آپ کا غیب کی ثابت ہو گیا نہیں نہیں بلکہ حدیث
شریف صحاح کے صحیح و اضافہ موجود ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحابی فرما رہے ہیں مَا تَجْعَلُونَ لَنَا مَكَانًا قِيَامًا وَكَأَنَّ مَعِي نَبِيٌّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ مَكَانًا وَكَأَنَّ مَعِي نَبِيٌّ وَكَأَنَّ مَعِي نَبِيٌّ
آپ کو دہائی دیوبندی کا علم غیب تھا کہ بعض میری مانت بننے کا دعوے کرنے والے
میرے علم غیب ماکان و مایکون کا انکار کر گئے اور میری سفارش کے قائل اور میرے فخر کو
فتح سمجھنے والے اور میری گستاخی کو اپنا نقصان سمجھنے والے امتی جن کو اپنے اعمال پر ناز
ہوگا۔ میری سفارش پر آسرا رکھنے والے میرے علم غیب ماکان و مایکون کا عقیدہ
رکھیں گے اور میری اس شان علمی کو بدنامی و ہتھیار کرینگے تو سرور کائنات صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام ماکان و مایکون کا علم بیان فرما دیا یہ ہے میرے
آقلے مثال کی قوت علمی قرآن جاؤں آپ کے علم شریف ماکان و مایکون پر جس کا
دیوبندی و دہائی منکر ہے اور قرآن مجید میں آپ کی قوت گہرائی پر قوت بیاں بھی میرے مخالفین
آپ کو ایسی عطا فرمائی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے مقابلہ
میں ملائے عاجز ہیں اور سرنگوں ہیں اسی طرح علم غیب ماکان و مایکون حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم آدمی کے مقابلہ میں ایک چوہا برابر ہے جس کا وجود ولی الخالق ابتداء سے
تا انتہا ہزار ہا برسوں میں ہوتا ہے آپ نے ایک ہی دن میں بیان کر ڈالا۔ کوئی دہائی
دیوبندی آپ کے علم غیب ماکان و مایکون کی نفی کی ایک ہی حدیث پیش کرے فقیر
اس کی ایک حدیث یہ بطور انعام انشاء اللہ پیش کرے گا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ جتنی حدیث

ایسی پیش کرے اتنے سہی خدا کے فضل سے انعام حاصل کیے۔ وَإِنْ لَمْ تَعْمَلُوا
وَلَنْ تَعْمَلُوا اِنَّ لَكُمْ اِلٰهًا غَيْرَ الَّذِي تَدْعُوهُ الْاِنْسَ وَ الْاِنْحٰثُ
اُعِذْتُ بِالْكَافِرِيْنَ۔

انے امت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کسی دیوبندی کی اقتدائیں اپنے ایمان
کو نہ کہو جیسا یہ حقیقہ نہ بنا لینا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب سے کائنات و قیام کی کوئی
یعنی انکا پھیلا نہیں وہ نہ یاد رکھو کہ اسی واسطے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہیگا جو پھر ہاتھ سے
آئیگا آپ کی سفارش سے بھی مردم ہو گئے خود وہ تو اس حقیقہ پر اپنے اعمال ہی ضائع کر
چکے آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر صلی الاعلان سے کائنات و قیام کی کوئی
کاظم غیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھا دیں اور تم سرے سے آپ کی
ذات عالم کو اس سے بے خبر کہ دو تو بہار سے اس ایمان کو اللہ تعالیٰ قہر دیوبند
میں ہی رکھے تاکہ دو سکر سادہ لوح بھولے بجائے مسلمانوں کو قہر منبر میں ملے جاؤ

۵۔ مشکوٰۃ شریف ۵۴۲۔ { پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

[illegible]

پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ گو ان میں نہ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم کیا جائے گا جیسے تک پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ ہم اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام۔ پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ خدا کن میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم جیسے کے لئے اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خفیں اور تمام دوزخیوں کی خفیں اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہیں۔ جن میں اسی کے اعمال جو مثال ہیں۔ اب تم کہو کہ آپ کو خیب نئی نہیں تو قہاری بات کو سمجھانا جاسے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو یہ صورت اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر مسلمان کو خیب نئی تسلیم کرنا مین بیان ہے۔

۹۔ بخاری شریف (۴۶) { عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ }

اِنی اُسمعُ مِنکَ حَدِیثًا کَثِیْرًا اَلْاِنْسَاءُ کُلُّهُنَّ اَبْطُحُوْا اَوَّلَ
فُتْرَتِهِنَّ فَتْرَةً لِّمَایِدَةٍ فَتْرَةً لِّعَنْتِهِنَّ فَتْرَةً فَاَ لَیْسَ شَیْءٌ مُّبْدُوْ
وَالْجَمْعُ رُوئے حدیث ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بہت حدیثیں ملتا ہوں تو ان کو قبول کیا ہوں آپ نے
فرمایا اپنی چادر پھیلا کر میں نے چادر پھیلائی آپ نے اپنے دستِ پاک کا ایک پتلیا
پر فرمایا راس کو میں نے ملایا جسکو لائیں اُس کے بعد کہ نہیں جہود م جن کے ایک
پتلی سے نہان چلا جائے اور قرعہ حافظہ بڑھ جائے اور نہان و جہود سے ہی نکل جائے تو ان
کے ذات کو کوئی ایسی چیز نہ ہو و غامضی ہے۔

۱۰۔ ابیحاری شریف ۱/۱۶ من ان عباس قال فتمني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انفقته

۱۱۔ کتاب ابن عباس سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ بٹلیگر لایا اور فرمایا کہ اسے اللہ اس کو کتاب و قرآن شریف کا علم سکھا دے۔ حضرت عباس کو بٹلیگر کے استاد و المفسر بنا دیا۔

عن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نبیت حضرت علیؑ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کبھی نبی ان نہیں ہوا۔

۱۲۔ دررقانی ۲۴۰ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نبیت حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ظاہر فرمایا تو جو کچھ اُس تمام دنیا میں تھا میں نے اُس کا احاطہ کر لیا۔ تو میں اُس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں جوئے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس واقعہ کی متبیلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقتہً دیکھا ہے، یہ بتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ عظیمہ کو صراحتہً ثابت کر رہی ہیں اجتہاد ثابت نہیں کئے گئے

فانعم و آمن۔

مولوی صاحب تم نے قاتنی حدیثیں اور بے بہا آیتیں پیش کر دیں جن سے قرآنی

بکون کا مجموعہ ہے اور تم نے اُن آیات قرآنیہ کی وضاحت بھی کر دی جن کو ہمارے اکابرین پیش کرتے وقت ناز سے جہم جہم کر بیان کرتے میمن متعذبین کی تفسیر کا حوالہ

تہ نے ایک بھی پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تمام متقدمین کے غلامت بیان کیا ہے
 "جناب واپی صاحب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فقیر متقدمین کے غلامت
 محمد علی محمد علی بیان کرے فقیر نے پہلے قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیت سے ہی کیا
 کی اور حدیث کی تفسیر اصل حدیث شریف سے ہی پیش کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 علم کی یعنی علم ماکان و مایکون کو اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کیا بلکہ آیت مریم سے اور
 اہل بیت صحیحہ مرفوعہ و منقولہ کو بیان کر دیا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لگائی تفسیر ترجمہ
 جو کسی کی سمجھ میں آ جائے ایمان محضت کرنے اب اگر تمہارا ارادہ کتب تفسیر سے
 تحقیق کرنے کا ہے تو آئیے کہیں متقدمین کی کتب تفسیر سے بھی اسی عقیدہ کو ظاہر کر
 دوں تاکہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ یہ عقیدہ ہمارا وضع کرنا نہیں ہے بلکہ قرآن کریم و احادیث
 صحیحہ سے مسخرین نے ہی یہی سمجھا ہے۔ اِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ مِّنْ مَا هُوَ بِالْهٰذَا يَٰٓاٰتِ
 فیصلے کی ہے دل نہیں۔

علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم از القاسم

۱۔ تفسیر نیشاپوری ۱۳۸ اَوَّلَیْكَ اللّٰهُ بِحُسْنِیْ مِنْ تَرٰ مُسْلِمٌ مِّنْ
 قِیَظًا ؕ قَالَ السَّيِّدُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ حَقِّكَ
 عَلٰی اُمَّتِیْ فَاِیَّ مَسْعِدًا کَمَا عَرِضْتَ عَلٰی اَدْعَدَا اَظَلَمْتُ مِنْ قِیَظٍ فِیْ ذٰلِکَ
 یُکَلِّمُہُ رَسُوْلُیْ نَبِیُّہَا جَعَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ نے کہہ دیا پر میری تمام امت
 اپنی صدر قل میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا
 کہ میرے ساتھ کن ایمان بیٹھا اور کن کفر کو لے گا،

وَعَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خُبْرٍ

۴- تفسیر ابن جریر ۱۴۲

الْأُولَئِينَ وَالْآخِرِينَ وَمَا كَانُوا يَتَنَزَّلُونَ

كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ مِنْ نَزْلِ الْكِتَابِ يَا مُحَمَّدُ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خُبْرٍ

اللہ نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے، تمام انہیں کی خبروں سے اور آخرین کی خبروں

سے جو کچھ خدا اور ہم کچھ ہونے والا تھا پہلے اس سے آپ پر اللہ کا فضل ہے یا محمد صلی اللہ

علیہ وسلم جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا اپنی کئی علم کا بڑا فضل ہے ثابت ہوا کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے سے ہی علم ہاں کیا جو کچھ عطا فرمایا ہر کچھ

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ

۵- تفسیر ابن جریر ۱۴۳

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ

عَلَّمَ اللَّهُ الْبَنَاتِ عَلَّمَ اللَّهُ بَنَاتِ الْمَدَائِنِ وَالْأَنْبِيَاءِ بَيْنَ خَلَالِهِمْ

وَحَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ بِذَلِكَ عَلَى خَلْقِهِمْ وَتَدَاوُلِهِمْ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

أَسْمَاءَ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا كُنْتُ

رَأَيْتُ نَبِيًّا قَبْلَهُ إِلَّا كُنْتُ أَعْلَمُ بِمَا فِي بَيْتِهِ

۶- تفسیر خازن ۱۴۴

وَعَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خُبْرٍ

مِنْ خُبْرٍ مِنْ الْأَمْثَلِ وَالْأَمْثَلِ عَلَى الْكَلْبِ وَالْأَمْثَلِ عَلَى الْكَلْبِ

الْمُسَافِقِينَ وَكَذَلِكَ هَذَا مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خُبْرٍ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ

عَلِيمًا، يَتَنَزَّلُ نَزْلُ الْكِتَابِ يَا مُحَمَّدُ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خُبْرٍ

آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے یعنی شریعت کے احکام سے اور دنیا کے امور سے اور ہر

نے کہا ہے کہ اُس نے آپ کو سکھایا علم غیب سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور ہر نبی نے

کہا ہے کہ معنی اُس کے اور سکھایا اُس نے آپ کو مقام اُمّد کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اُس نے آپ کو تمام قلب کے ضرائع سے اور سکھایا اُس نے آپ کو منافقین کے لواحل سے اور اُن کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بڑا ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا فضل و علم خیب ہمیشہ بڑا ہے۔

تفسير خازن ﴿الَّذِينَ مَكَرُوا الْقُرْآنَ﴾ وَمَنْ عَلَيْهِمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
الْقُرْآنَ رَخَّلَ الْإِنْسَانُ عَلَيْهِ النَّبِيَّاتُ

اَمَّا اَقْبَا الْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَيُفِي بَيِّنَاتٍ مَا يَكُونُ وَمَا كَانَ لَا تُشْكِي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا عَنْ
خَبَرِ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ وَمَنْ يَدْرِي مَا لَدَيْنَ رَحْمَنٍ هُوَ تَقَرَّأَنَ سُكَّاهَا يَسْتَكْبِرُ
اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھا کیا اُس نے انسان کو اُس کی بیان سکھایا۔ ارا
کیا اُس نے انسان کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا اُس کی بیان یعنی جو چیز پڑا ہوگی
اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اولین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مائتہ و تین سو چوبیس کھانا کھایا اور اس جہالت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر کہتے ہیں اور قیامت کے دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب و دامادی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم کتب تفاسیر اہل سنت والجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

۸. تفسیر معالم التنزیل :- { مُحَمَّدًا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم } ثَابِتُ ابْنُ کَیْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ لَیَعْبُدَ

[illegible]

پیدا ہوگی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اولین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں
دینے میں رکھیں جابجا بالماہی علم قیامت مصطفیٰ علیہ السلام کیسے ثابت ہو گیا ایمان لاؤ یا نہ

۹۔ تفسیر مدارک ۱۱۱ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِنْ أَمْرِ الْغَيْبِ
وَأَنْشَرَا بَعْضَ أَوْ مِنْ خَفَايَاتِ الْأُمُورِ وَصَاحِبِ

اَلْغُيُوبِ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا، رَحْمَةً عَلَيْكَ وَ أَنْشَرَا عَلَيْكَ
اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے اور سے یا تمام
پسندیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالیٰ
کا آپ پر بڑا فضل ہے اُس چیز میں جو اُس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر ہم اُس نے انعام
کیا۔

۱۰۔ تفسیر عرائس البیان ۱۵۱ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِنْ
أَمْرِ الْغَيْبِ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِنْ أَمْرِ الْغَيْبِ وَ عَلَّمَكَ

مَا كَانَتْ لِمَنْ سَبَقَكَ مِنْ دَارِ كُتُبِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ أَمْرِ الْغَيْبِ، يَعْنِي تَعْلَمُ
خلقت کے حقائق کے علوم اور ماکانات و ماسبیکوت کا علم،

۱۱۔ تفسیر جامع البیان ۱۵۱ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِنْ
أَمْرِ الْغَيْبِ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِنْ أَمْرِ الْغَيْبِ وَ عَلَّمَكَ

د اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ
امور

۱۲۔ تفسیر حسینی ۱۱۱ { وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِنْ
أَمْرِ الْغَيْبِ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، مِنْ أَمْرِ الْغَيْبِ وَ عَلَّمَكَ

سبیکوت است۔ اور سکھایا اُس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ ہر اشیاء میں
لڑاتے ہیں کہ وہ ماکانات و ماسبیکوت کا علم ہے۔

الْقَاهِنُونَ وَمَا جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ مِنَ الْمُعَذِّبِينَ أُولِي الْجَبَابِثَةِ رُكْنًا وَلَا عِلْمًا بِهِمْ أَيْ
الْعَلَمُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ
الْعَلَمُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ
الْعَلَمُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ أَيْ الْبَصِيرَةُ بِهِمْ

یہ ہے عقیدہ قرآن میں قاری کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیرہ و کلیہ
کے قائل ہیں۔

”سبحان الیقین اور قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت
دوبانی“ اشد اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منع کیا تو نکاح منع نہ ہوگا
بلکہ جو یہ عقیدہ کہے کہ آپ کر غیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا یہ ہے فقہاء کا عقیدہ۔

”اس کا جواب اگر میں کہوں گا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کہ چونکہ
یہ عبارت ”سبحان الیقین“ اور فتاویٰ نے قاضی خاں نے بیان کی ہے چنانچہ اس
میں بھی بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ دیکھئے۔“

قَالَ يَكْفُرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَقَّدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شامی علیہ وسلم علیہ الغیب قال فی الشانہ ثانیہ
وَالْحَقُّ ذَكَرَ فِي الْمَلَقَةِ أَنَّ لَا يَكْفُرُ

بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاہم خانہ اور کتاب الحجۃ مطلق میں ذکر کیا گیا
ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے چنانچہ وہ
میں لکھا ہے کہ جو انبیاء کے واسطے غیب کا اقراء
جامع فصولین حسبہ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں اور سبحان الیقین کا جواب علامہ مبدل الدین سیوطی نے لکھا ہے

ملا علی قاریؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب و غریب بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریف علم سے کی ہے۔ پہلا کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تعریف علمی کرے تو اس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریف بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اس نے آپ کی ذمت کی خدمت میں جس شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعوے کیا تو تروہ خبر نہیں کرنے تعزیر جہنم میں پڑ گیا۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِطْلَعَ بِعَبْدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شرح فقہ اکبر ص ۹۶ اَعْلَى مَا يَكُونُ فِي أُمَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ
 الْخِلَافِ وَمَا يُصِيبُكُمْ قَالَ أَبُو سَلِيمَانَ الدَّارَانِيُّ الْفِتْنَةُ اسْتَمْتَكَلَتْهُ
 النَّفْسُ وَمَعَايِشُ الْغَيْبِ وَهِيَ مِنْ مَقَالَتِ الْأَيْمَانِ دَعَا إِلَهُ تَعَالَى
 نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اُمت میں ہونا تھا اور جو آپ کی اُمت سے
 آپ کے بعد اُن کے خلاف اعمال ہونے لگے اور جو اُن کو معیبت و پستی میں ملنے لگا کر دیا۔
 ابوسلیمان دارانی نے کہا ہے کہ درست نفس کے مکاشفہ اور غیب کے مکتبہ کو کہا جاتا
 ہے۔ اور یہی مقالہ است ایمان سے ہے۔

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو شخص اللہ
 تعالیٰ کی اطلاع غیب علی کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے واسطے غیب کے معائنہ کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفہ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تروہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فراست کا منکر ہے۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی
 قاریؒ کا ہے۔ جس پر آپ نازاں تھے۔ اور فرماتے تھے۔

شرح شفا ص ۱۰۶۔ (وَمِنْ مُعْجَزَاتِهِمُ الْبَاهِيَةُ) اَلْأَيُّ سَبِيحِ

الْقَلْبُ هُوَ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ لِدَمِينِ الْمُتَأَرِّفَاتِ (أَيِ الْجَسَدِ شَيْئَةً رَفَعَ الْعُلُوبَ) أَيْ
الْكَلْبِيَّةَ وَالْمَسْدِيَّةَ كَاتِبِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ أَوِ الْأَسْأَلِ الْبَاطِنِيَّةِ قَالُوا لَمْ
يَطْأِهَا شَيْءٌ -

یہ ہے عقیدہ توحید علی قاریؒ کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیرہ و کلیہ
کے قائل ہیں۔

”بہارِ اربع و تائیدات“ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت
”وہابی“ اشد اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منع کیا تو نکاح منع نہ ہوگا
بلکہ جو یہ عقیدہ کہے کہ آپ کرغیب ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ ہے فقہاء کا عقیدہ۔
”محمد علی“ اس کا جواب اگر میں کہوں گا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کہ چونکہ
یہ عبارت بہارِ اربع اور فتاویٰ نے قاضی خاں نے بیان کی ہے چنانچہ اس
میں بھی بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔ دیکھیے۔

قِيلَ يَكْفُرُ فَإِنَّمَا أَفْتَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شامی ۳۸۰ اَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ عَالِمِ الْغَيْبِ قَالُوا فِي الشَّائِئَةِ شَيْئًا
وَفِي الْحُجَّةِ ذَكَرْتُ فِي الْمُنْقَطِعِ أَمَّا لَا يَكْفُرُ -

بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم الغیب ہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاہم غائبیہ اور کتاب الحجۃ قطع میں ذکر کیا گیا
ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔

معلوم ہو کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے چنانچہ
میں لکھا ہے کہ جو انبیاء کے واسطے غیب کا اقرار
جامع فصوٰلین حبیلہ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں اور بہارِ اربع کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے

تہذیب الملک

فی مدینۃ النبۃ و الملک مسک و ما ذکر قاضی خان

من کفر من قال لا یسرہم من قریبہا بشرہا

الرسول ذالمسلا یکتب و علا بآک الرسول لا یسرہ العییب حیثا

فکیف لیسلمہ مبتدئا ملئنا واللہ شادی ان یحضرہ و هو یکتب کل من

سئلہ علیہ و سائل ائمتہ و اما انی الکفر من انصارہ الشہود فی

النکاح و هو ثابت بالحدیث المتواتر بانصارہ کفر و النکاح بلا

وفی و ملئنا دحمان لیسلمہ علیہ و سلمہ کما فی الخصائص — (دور)

قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح کے وقت

رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اُس نے کہ

رسول زندہ و غیب کو نہیں جانتا مگر کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات

پر کہ آپ کو حاضر کر دے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ

آپ کلام کرتے ہیں۔ اور جو اُس نے کفر کا فتوے دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار

سے ہے۔ جن کا جوت مدینہ مترا تر سے ہے تو اُس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا دل

کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبریٰ

میں موجود ہے۔

اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسماعیل نے اس طریق سے دیا ہے:-

بِأَنَّ الْمُنْفِيَّ هُوَ الْعَيْدُ بِالنِّسَاءِ

لَا يَسْرُهُ إِلَّا جَلَدًا وَلَا يَسْرُهُ إِلَّا جَلَدًا

کے وقت اگر اللہ او اُس کے رسول کو گواہ کر دے کافر ہے کیونکہ وہ آپ کے علم غیب

کا مستحق ہے۔ تو محمد بن اسماعیل نے جواب دیا ہے کہ یہ علم بالاستقلال کی نفی ہے۔ علم بالاطلام

کی نفی نہیں معلوم ہوتا کہ علم ذاتی کی نفی ہے عطا کی گئی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے استعانت و ہدایت کے نزدیک شرک ہے اور عقیدہ دیوبندی یہی ہے اور احناف کے نزدیک ازرقے قرآن و حدیث استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہوا؟

اولہ استعانت

۱۔ تخریم ۲۸ { وَإِنْ تَطَلَّعْ أَعْيُنُ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ
فَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةِ بَعْدَ ذَلِكَ
ظَهِيْرٌ رَادُّ الْاَرْقَامِ اَيْک دوسری کی مدد کوئی آپ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ وہ آپ کا
مددگار ہے۔ اور جبریل علیہ السلام اور مومنین سے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد ادا کرنے
والے ہیں۔ }

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم مسیحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایک دوسری کی مدد کوئی فریاد کرو کہ آپ کی اذاکر نے دوائے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ مددگار ہے پھر جبریل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا زمانہ ماضی ہیں یا استقبال میں اور اس کے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آسکا ہے جو کہ لَتَنْصُرُنَّهُ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبریل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غالباً پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحتاً ثابت ہے اور لفظ ظہیر قبیل کے وزن پر ہے۔ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے مدد و معاون ہیں۔

اصول اللہ علیہ وسلم اور وہ ایماندار جو تہذیب قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایمانداروں کو کفر بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور ادبیار کرام بھی ادا کرتے ہیں۔ اور جو شخص ان سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں مستقیماً کہ ان کی طرف سے کوئی نقص نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی نیکو اے ہیں۔ ادبیار کا مستقیماً کہیں مغرب نہیں ہو سکتا۔

”وہابی“ یہاں تو زور سے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو مستقیم زور سے ہی رکھ سکتے ہیں۔

”مجمع“ اہل اللہ کی ادا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا اور رعایت پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی ان کا ادا کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے۔ پناہ ان کی روحانی طاقت مالین میں کیساں رہتی ہے۔ اور ضرر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مالین میں متغیر نہیں ہوتی۔ ادا دیا کر ام کا بعض انتقال مکانی ہوتا ہے۔ بالی طاقتیں پسند قائم رہتی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی سوا عیناً خود مقرر کیا یعنی ان کی حیات و موات کیساں ہے ارشاد فرمایا ہے۔ اہل قبور سے ہیں اس نہیں توڑنی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۵۔ المتکین ۲۸ {عَصَبُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ قَدْ يَكُونُونَ

الْأَخْسَرُ كُنَّا سَيِّمِينَ الْكُفَّارِينَ} اَصْحَابِ الْقُبُورِ اے ایمان والو! تم پر اللہ نے غضب کاغٹ تم ان سے دوستی نہ کرو کہ وہ آخرت سے بے امید ہو چکے ہیں جیسا کہ

دوست اُس سے منہ پھیرتے ہیں قرآن کے جو کلمات کی آواز وہ صاحبِ قبر سنتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے کہتے ہیں تو اُس کو بجاتے ہیں تو اُسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہنا تھا۔ تو عرض کرتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، آگے تو غرضی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ تو اُس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تو وہیں کی ٹھیک سوچا،

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پاک کہ پہچان والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور امدادِ کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ امداد کا ارشاد فرمادے تو فوراً انکار کرو۔

”وہابی“ کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

”محمد عظیم“ ضرور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ اَقْلِيَاسًا لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ اَعْرَافُ ۝

معدوم، کیا تمام بنوِ دہش کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین امداد نہیں کر سکتے۔ یہ تو ہمارا انصاف و اعجازِ دیتا ہے؟ جامد کے لفع نقصان کے تم قائل ہو جاؤ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ سنیئے۔

فَيَتَحَكَّمُونَ مِنْهُمْ مَا يَكْفُرُ قُلُوبُ بِهِمْ بَيْنَ الْمَرْعُوفِ وَنُفُوسِهِ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْمَاءَ إِذَا يَخُذُ اِلَّا يَخُذُ اِلَٰهٌ رَّحِيْمٌ ۝

تھے وہ لوگ اُن معدوم فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مردودِ عورت کی جہاں کر دیتے تھے۔ اور

وہ کسی کو نقصان پہنچے دے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ

باد و کافقان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نقصان کی طاقت نہ کہہ سکتے کی وی ہوئی ہے اس سے انکار ہے۔

عن عثمان الخطابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال **مستدرک** ۱۶۲

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْقَرْتُ
أَمْ مَا لِحَظِيئَةٍ قَالَ يَا رَبِّ أَشَأْ لَكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ بِنَا عَفَرْتُ بِي فَقَالَ

اللَّهُ يَا آدَمُ كَيْفَ عَزَمْتَ مُحَمَّدًا وَكَذَلِكَ أَخْلَقْتَنِي يَا رَبِّ لِأَنَّكَ

فَمَا خَلَقْتَنِي بِسَبَبِكَ وَفَعَلْتَ فِيَّ مِنْ سَرِّهِ مَا فَضَّلْتَ سَرَّيَ فَرَدَيْتَ
عَلَيَّ تَوَابِي أَسِيرَ الْقُرْشِ مَكْرُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَخَلَقْتَ

أَنَّا لَمْ نَضِعْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ خَلَقْتُ
يَا آدَمُ أَرَأَيْتَ لَأَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيَّ أَذْهَبْتَ بِحَقِّهِ فَقَدْ عَفَرْتُ لَكَ وَتَوَلَّاهُ

مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتُكَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَفِيهِ عَطَابٌ عَصَا
ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے

ظاہر ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے میرے میں رسول کرتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
طیلت تاکہ تو مجھے بخیر سے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تو محمد علیہ الصلوٰۃ

لکھی جاتا ہے۔ حالانکہ میں نے بھی اُس کو پرہ نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے جب
تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سر اٹھایا عرش کی
چوکت پر کھابٹا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں باتا ہوں۔ تو میں

نے سوچا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی عزت دینے نسبت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ
محبوب ہو گا۔ تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ آیا اے اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک
وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اُس کی فضیلت مجھ سے دیکھا کہ اسے تو میں نے تجھے بخیر۔ اور اگر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی مندرجہ دست ہیں،
فرمایا: جناب بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ
بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر بقول تمہارے شرک
تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سبق دیا۔ معلوم ہوا کہ اپنے پیاروں کے
توکل سے اللہ تعالیٰ دعا بلکہ دعا منظور فرماتا ہے۔

مَنْ هَكَانَ مِنْ حَبِيبِي إِنْ سَجَلَا
عَبْدِي الْبَصِي أَيْ الْبَنِي صَلِي
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَرْهُوكَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ
دَعَا أَدْعُوا يَهْ نَزَّ اللَّهُ عَلَيْهِ

۹ مستدرک ۵۶۶ و ۳۱۴

ابن ماجہ سنن

ترمذی شریف ۲۱۹

لَجَرِي فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ الْخَطَرُ فِي أَمَّا لَكَ وَآتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِذِيكَ بَنِي
الزَّحْمِي يَا مُحَمَّدُ إِنْ مِتُّ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي أَنَّهُمْ شَفَعُوا فِي
وَسْتَفْعِي فِي لَقْنِي مَكَدًا يَكُونُ الدَّعَاةُ فَقَامَ ذَلِكَ أَبْصَرَ فِي الْمَسْئَلِ
إِلَى أَنُوجِدَ بِكَ ابْنِ مَرْيَمَ فِي سَاجِدِي هَذَا فَتَفَعَّلْنَاهُ فِي رِثَانِ بْنِ حَنِيفَةَ
روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض
ایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس دعا سکھائیے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری اصلاح
کر دے گا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہہ اسے اللہ میں سوال کر کہ اس شخص سے تیرے بھائی
کی امداد کے ساتھ تیری طرقت مقیم ہوتا ہوں۔ برہمی جہنم دست ہیں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرقت۔ اسے اللہ تو میرا دعا دے گا
آپ کو مجھ میں اور میرے قشر میں تو اس نابینے کے یہ دعا کی چکر کھڑا ہوا تو چنانچہ ہنس گیا اور
مستدرک نے اضافہ کیا کہ بنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے سب

کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما،
اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہ ثابت ہوتے ہیں مثلاً کشائی کے لئے دبا
رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا
سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی سفارش کا جتنا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ
کے ہم پاک ذاتی کو یا محمد کہہ کر پکارا تاکہ آپ کی سفارش ذیل مشکل کشائی کا باعث بنے
(۴) اس چکار کو اللہ تعالیٰ کا منکوحہ فرمایا ثابت ہوا۔

۱۰۔ **مجمع صغیر للطبرانی** میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عثمان
ابن عفیف نے کسی دوسرے آدمی کو یہ وصا
فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن
عفیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آپ کو تصرف فی الامور سمجھ کر فائز ہو چکے تھے۔
اصلاً تقسیم کر آئے ہمارے فرمایا

۱۱۔ **خصائص کے** ۱۶۰۰ عن خالد قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من صلى عليّ صلوة
واحدة قضيت له مائة حاجة وحضرت عائشة روایت ہے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں شخص نے مجھ پر ایک وفد و روپ چاہیں اس کی
سوجاوت کر پائی کرتا ہوں

۱۲۔ **کنز العمال** ۴۴۰۰ اذ انذني نفسي بسيدك ان ترحمي مملوكك
في الدنيا والاخرة دینی سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار کیا مال ہو گا ان تو اس
لاہر لمان کر دے کہ میرا دم نفع نہیں پہنچاتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے۔ بے شک میرا دم ضرور پہنچنے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

۱۳۔ ادب المفرد للبخاری ۱۲۳ شرح شفا علی قاری ۲

شرح شفا نقیجی ۲۴ کتاب الاذکار والنوی ۱۲۳ اَبُو اَعْيَدٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ أَبِي اِمْحَانَثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ ابْنُ عَمَةٍ فَقَالَ لَمْ رَجُلًا اَذْكُرُ اَحَبَّ اِلَيَّ
اِلَيْكَ فَقَالَ يَ مُحَمَّدُ اَكْفَقْتُ رُؤْيَا اَسْمَاءَ وَلَقَعَ مِثْلَهُ لِابْنِ قَبَائِمٍ
رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَكْفَدُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ رَوَايَتَهُ
كَعَبْدِ الشَّهِيدِ عُمَرَ كَپَاوُلٍ مِّنْ هَوِيٍّ - تَرْكِي اَدَمِي نَعْنِي اُسْمَاءُ كَمَا كَرَأَيْتُهُ بَرْءَ مَحْبُوبٍ كَمَا
يَاوَكِرُ - تَرْجُو الشَّهِيدَ عُمَرَ نَعْنِي اَسْمَاءُ عَمَلِي اَسْمَاءُ عَمَلِي مِيرِي نَرْوَاوِي نَرْوَاوِي
اَوْدَانِ عَمَلِي مَعْنِي اَسْمَاءُ عَمَلِي مَعْنِي اَسْمَاءُ عَمَلِي مَعْنِي اَسْمَاءُ عَمَلِي

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وقتِ تمجیدیت یا محمدیہ یعنی تصرف فی الامور مجیدہ کہ
غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا (۲) یا عورتِ ندائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا
یہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عقیدہ اور عمل اور فتوے بر غیر القرون سے ہے

وَاَنَّا بَيْنَ اَظْهَرُ كُنْزِ اللهِ كَاثِبِيكُمْ قَدْ مَسَّوْهُ
کنز العمال ۱۱۶ } قرب قیامت جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کو شیاطین

ثابت قدم رکھیں گے اور میں تنہا راہِ پشتیبان ہوں گا تو اللہ اور اس کا پیار رسول تنہا ہے
لے کافی ہوگا۔

تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قرب قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
امت کی غائبانہ امداد فرمائیں گے۔ یعنی قیامت کا قرب ہوگا دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ختم نہ ہوگی۔ سب کچھ قطع ہوئے لیکن آپ اسرارِ اعلیٰ ہوتے

۱۴۔ تشریح فقہ اکبر ۱۱۳ { مَا يَنْتَهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ هِيَ النَّسَبَةُ
الَّتِي جَمَعَ الْأَقْرَبُ كَأَبْنٍ أَوْ بَنِي }

الزَّحْمَةُ دس شخصین بنی صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کی طرف مصیبتوں کے حمل کرنے والے اور رحمت والے بنی منسوب ہیں۔

۵۔ تحفۃ الذاکرین شوال ۱۵۵ { عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا الْفُلُكُنْتُ دَابَّةً أَحَدِكُمْ
يَأْتِي فِي فَلَاةٍ فَلْيَبْنِ دِيَارًا لِلَّهِ

أَحْسِنُوا ثَالَ الثَّوَدَى بَعْدَ أَنْ سَمِعَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كِتَابِ ابْنِ سِنِّي قُلْتُ وَحَكِي فِي بَعْضِ مَشْيُوحَاتِ الْكُتُبِ ابْنِ الْعَلَمَاءِ نَهَمًا
إِلْفُلْتُ مَعْنَى بَهِيمَتُهُ فَعَمِدُوا عَنْهَا فَلْفُلْتُ فَزَقَفْتُ فِي الْأَحْزَالِ بِغَيْرِ سَبَبٍ

د ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سے کسی کا چوپایہ جگل میں دوڑ جائے تو پکڑ لے۔ اسے اللہ کے بندہ روک لو۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک چوپایہ بے قابو ہو گیا تو ہم اس سے عاجز ہو گئے۔ تو میں نے بھی وہی دیا عباد اللہ اَحْسِنُوا، کہا تو فوراً بغیر سبب کے روک گیا،

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء اللہ کو تصرف فی الامرِ سبھ کر مباحات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے۔ اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رئیس و علمائین مولوی شوالانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے

اپنے کبار مشائخ کا ہر بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولیٰ شکر کانی نے غائبانہ استقامت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہے۔

وَأَخْرَجَ الْبُزْجَانِيُّ حَدِيثًا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ { ۱۶ } تَخَفُّهُ الذَّاكِرِينَ ص ۱۵۵

قَالَ إِنَّ اللَّهَ مَلَأَ بَيْتَهُ فِي الْأَرْضِ سَوَى الْخُفَظَةِ بِكَتَبَاتٍ مَا سَقَطَ مِنْ قَرْنٍ الشَّجَرِ فَإِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ مِسْتَبْشِي بِأَرْضٍ ذَلِيلَةٍ فَلْيَسْنَادِ أَعْيُنُ فِي بَيْتِهِ كَذَا اللَّهُ قَالَ فِي مُجْمَعِ الدُّوَانِ سِرِّ جَالِكَ لُغَاتٍ وَفِي الْحَدِيثِ ذَلِيلٌ عَلَى جَوَانِبِ الْأَمْتِغَانِ مِمَّنْ لَا يَرَى إِلَّا لِنِسَانٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَارَ لِي الْجَنِّ وَلَيْتَ فِي ذَالِكَ بَابٌ كَمَا يُخَوِّضُ لِلنَّاسِ أَنْ يَسْتَعِينُ بِبَنِي آدَمَ إِذَا عَثَرَتْ ذَابِتُهُ أَوْ أَطْلَقَتْ دَاوُدَ ابْنِ عَبَّاسٍ كِي حَدِيثٍ سَ بَاذَنَ بِيَانِ كِيَاسِ كَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ فَرَايَا كَرَمَافِظِينَ لِرَشْتَنُونَ كَعَلَاوَهُ الْأَشْرَقَايَ نَ اَوْدَ فَرَشْتُونَ كَوَقَرُ كِيَاسِ هَاسَ عَجَزَتِ كَا تَهَ سَی زَمِينَ پَرگَ تَ وَوَكَلَتَ هَی رَجَبِ تَهَی كَسَی جَلَّ هَی كَوَلَّی كَلِيفَ هَیْنِی كَرِیَا رِنَا چَا هَیْنِی. أَعْيُنُ فِي بَيْتِهِ كَذَا اللَّهُ يَسْنَى اَسَ اَللَّهِ كَعَبْدِ سَیْرَى اَسَاوُ كَوِیْنِ مَجْمَعِ الزَّوَارِ هَی كَبَا هَی نَرَا سَ كَرَجَالِ ثَقَاتِ هَی. دَمِیْنِ اَسَ مَدِیْنَه كَعَرَاقَ فِی سَنَدِ هَی هَی اَوْدَ مَدِیْنَه هَی وَیَلِ هَی اَسْتَعَانَتِ كَعَبَا زَیْرِ هَی شَفِی كَرَا نَسَانِ نَرِی كَلَتَا هَی. اَللَّهِ كَعَبْدِ هَی هَی فَرَشْتُونَ اَوْدَ نِیكِ جَنُونَ هَی. اَوْدَ اَسَ هَی كَوَلَّی خُوفِ هَی هَی. جِیَا كَرَا نَسَانِ كَرَجَاوَزِ هَی كَنَبِیْ آدَمِ هَی رَاثَبَانَه اَوْدَ مَدِیْنَه كَرَسَ. جِیَا اَسَ كَا چَا پَرَا یَه وَوَرَجَا یَه یَا بَی قَالُو هَی جَا یَه فَرَشْتُونَ جَنَابِ اَسَ تَرَبَا هَی مَرَاوَا كِی مَدِیْنَه بِيَانِ بَوَكَلَتَ. جَنِ پَرَنَمِ غَیْرِ مَدِیْنَه هَی كَا فَرَشْتُونَ هَی نَبِی هَی كَلَتَ. چَیْزِ مَدِیْنَه كَانِ صَا حَبِ نَ اِنَا مَدِیْنَه هَی بِيَانِ كَرَا یَا. جَوَقَرَا هَی لَی جَوَی حَجَّتِ هَی.

۱۔ قصیدۃ الشہان صلا { مولانا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یا ماری کی کئی عمارتیں فی ماضی
 یا اکثر ہر الشعلین یا کثر القذی
 ابی فیتیرہ فی القوسی لفتانک
 جہد لی یجوزیک و آمرضی برصانک
 یا جامع یا جامعیا کلمہ نیک
 لا بی حنیفۃ فی الانا و سواک

و اے میرے مالک ربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے میرے فاقہ میں منازش
 فرمائیے۔ میں تمام مخلوقات ہیں آپ کے حنفی کا شاخ ہوں۔ اے جن و انسان کے درگزیں
 اے مخلوقات کے طرانے اپنی سخاوت سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیے۔ اور اپنی رضات مجھے
 بھی پسند فرمائیے۔ میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے
 تمام مخلوقات میں ابوحنیفہ کا کوئی حامی نہیں ہے۔

حنفی کہلانے والا وہ ہے امام ابوحنیفہ کا مذہب اب تم اپنی حقیقت
 حقیقہ کی کسوٹی پر چکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استدلال من عباد اللہ کا اقرار کر کے
 حنفی کہلانے کے خدا ہو یا وہابی؟

نذر نیاز اور قبور بزرگان دین پر اچھاڑ چڑھانا

اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر نیاز دینا بڑا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنے والوں
 کو معاذ اللہ شک اور دین کے ڈاکو کہتے ہیں۔

اور اٹھتے بزرگان دین کو نذر و نیاز و پیرا سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اب تم سوچ کر کہو کہ

۴۰

قصہ ۲۰ اَوَلَمْ نُنْكِرْ لَكُمْ رَحْمَتَنَا اَمِنَّا يَحْتَبِئْنَ اِلَيْهِ فُتْرَاتٌ
اَكُلْ شَيْءٍ عَمِلْتَ فَاَمِنَ لَدُنَّا وَكَفَى كَثْرًا هُمْ لَا يُعْلَمُونَ اور کیا نہیں مجھادی ہم نے ان کو امن دے کر ہم میں کچھ چلے آتے ہیں اسکی
طرف ہر طرف کے چل خاص ہادی طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم ہیں۔
اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت بیت اللہ کے حامدوں کو بھی بربادوں کو اپنا احسان
بتا دے کہ یہ تمہارے پاس جو چیزوں کے نذرانے چادوں طرف سے کچھ چلے آتے ہیں کوئی
نوکری چلوں کی لادے کوئی جہول بھر کر لادے کوئی گھڑیاں لاد کر لادے ہر ملک سے
چڑھا دے چڑھا دے ہیں یہ ہادی طرف سے رزق ملانے آگے ہے۔

اس آیت کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملے۔

۱۔ بیت اللہ کی کوئی بربادی یعنی مجادی کا ثبوت اس سے مقامات متبرکہ کی مجادی
بحکم الہی جائز ثابت ہوئی۔ جو اَوَلَمْ نُنْكِرْ لَكُمْ رَحْمَتَنَا ثابت ہے۔

۲۔ مقامات متبرکہ کی طرف چیزوں کے نذرانے لے جانا جیسا کہ اَلِیْہِ کی غیر ثبوت سے
رہی ہے۔

۳۔ مقامات متبرکہ کے چڑھا دے یہ لدائی رزق ملال پاک اور خاص لدائی انعام ہے
جس پر اس کا احسان ہو ملتا ہے۔

۴۔ یہ رزق جو محرم دہل لے جاتے ہیں جب وہ دہل دیا جائے تو رزق شایع
ہو لَدُنَّا یعنی پھر وہ خاص لدائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجادی
اس کو تقسیم کر دیں تو تبرک کا پاک بچہ کر دیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک کو وہ رزق عَمِلَ لَدُنَّا

ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں انکار اللہ ذکر ہو گی۔

۵۔ اگر مجاہدین بے علم بھی ہوں تو رب العزت ان کے بے علم ہونے کی وجہ سے ان کے خدا نے میں فرق نہیں دیا۔ اجماع ان کو بے عمل نہ کرنا چاہیے کیونکہ بے عمل حالت مجاورۃ نہیں۔

”تم نے کوئی مناسب حبيب و میل نکال بیت اللہ کی مجاہد کی ہے قبور
فولانی کی مجاہد کی کا استدلال سے زیادہ قبر ہے بیت اللہ ہے کہہ تو خیال کرو
اگر یہ مجاہد کی جاؤ ہوتی لا محالہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کرتے کیسی بنوئی باتیں گھڑتے
ہو۔“

”محکم دلائل“ بیت اللہ تو جو محل وغیرہ نے ہی تعمیر کیا چہرہ ابراہیم علیہ السلام کی یا
آدم علیہ السلام کی ابتدائی بنیاد مسجد کے اور اس کے حرم خاص تھا
میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت جھٹلایا جا رہا ہے اور دوسری بات یہ
ہے کہ الیہ کی حیرت انگیز قدرت واضح ہے جس سے ثابت ہوا کہ خدا دنیا کو لگاتار
کبر کے لئے رکھے لیکن کھاتے مجاہدین تھے اور مجاہدیت کا ثبوت قرآن کریم میں لکھا
يُجَادِدُ ذُنُكَ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاہد کی تعییب ذکر سے لگا
اور قیصری عرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روند اطہر کی کبھی برداری اور مجاہدیت کا نام
مصرف نہ کیا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سرانجام دیا ہے نتیجہ۔

مشکوٰۃ شریف ۱۴۹
ابوداؤد ۲/۱۰۳
عبد اللہ بن مسعود بن صالح بن ابی قتادہ بن انصاری
عمر بن حبان بن ہاشم بن القاسم قال فقلت
عن عائشة فقلت يا أمه اكفييني من
قبريما سئول الله صلى الله عليه وسلم

صاحبه رضی اللہ تعالیٰ عنہما فکشف فی من ثلثۃ قبور۔

۲۔ مستحقین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

۳۔ بعد از قبولِ نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

وَمَنْ يَشِئِ اللَّهُ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ تَبَّاعٌ أَمِّيٌّ كَذَّ جَعَلَ اللَّهُ يَكْفِي شَيْئِي تَدْرَأُ

اور جو شخص اللہ سے متعلق ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جو کسی کے گمان میں نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تمہارے اپنے حکم کو کر لے گا اور وہی اللہ ہے اللہ نے ہر شئی کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متعین چرک و محض خداوند کے توکل پر ہی آسرا رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالیٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا طرح طرح پرستور عبادی رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر لے گا اور ہر شئی کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی جرگہ متعلق دلی اندازہ طرح ہوتا ہے وہ با فراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے وہ اسے مدد ملے گی اس کو کیا اور اس کو کئی کیا بخاں سکتا ہے۔

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف ۲۰۶ | قَوْلُكَ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ أَحْبَبْتُ

حَتَّى تَأْتِي بِهِ الْيَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَتْ مَعَهُ يَحْمُزَاتٍ فَأَخَذَهُ
الْيَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوا نَعَمْ قُرْآنٌ فَلَخَّاهَا
الْيَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کے گھر پہنچے پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اسے اٹھائے
حتیٰ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور پیچھے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھی
تو پیچھے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شے ہے انہوں
نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔
پھر آگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی کھجور جیا کر
بچے کے منہ میں ڈالی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ یہ بچہ عبد اللہ بن ابی طلحہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی دعا سے ہی پیدا ہوا تھا، اقبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا أَتِلْهُ خَبْرًا كُنَّا نَقُولُ
ذُو لَدُنِّكَ آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا اس حدیث پاک سے سائنس متاثر ثابت ہوئے۔

۱۔ پر پیغمبر اولیاء اللہ کی دعا سے خداوند کا بچہ پیدا کرنا۔

۲۔ جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہوا اس کو ان کے پاسی جیانا۔

۳۔ بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجنا۔

۴۔ بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچے کو گود میں اٹھانا۔

۵۔ بچے کو اہل اللہ کا خوشی دینا۔

۶۔ اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ غلب کرنا اور قبول فرمانا۔

۷۔ اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمانا۔

پیرن نہ رگون پیغمبریں کو پہلا چل نذرانہ کرنا پھر خود کھانا۔

مسلم شریف ۴۴۲ }
ابن ماجہ ۲۴۷ }
عن ابی ہریرۃ اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ
اِذَا سَمِعُوْا اَقْلَ الْخَمْرِ جَاءُوْا بِهٖ اِلَى الْبَيْتِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذُوْا
اَمْرًا سَأَلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ خَمْرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدْيَنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ
صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدْيَنَاتِنَا كَمَا سَيِّدُ عُرْوَةِ اَصْفَرٍ وَرَبُّ دِيْلَةٍ فَيُعْطِيْهِ
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا چل دیکھتے تو
اس کو دربار رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے
کا نذرانہ قبول فرماتے وہاں فرماتے اے اللہ ہمارے چلوں میں برکت لرا۔ ہمارے مہینے
میں برکت فرما اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مدین میں برکت فرما۔
رجب و ما کو ختم فرماتے، پھر چھوٹے بچوں کو بلائے کہ وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیجئے کہ
امم نوری نے لکھا ہے قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِيْ دَعَائِنَا لِلْمَشْرِ
فِي الْمَدْيَنَةِ وَالصَّاعِ وَالْمَدْيَنَةِ اَمَّا كَمَا نَسْأَلُكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّكَ اَوْجَلُهَا
لِمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا مِنْ الزَّكَاةِ وَغَيْرِهَا وَتَوْجِيْهِهَا لِمَا لَيْسَ
اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پہلا چل باغات سے پیروں پیغمبروں بندگوں کو چلوں میں برکت کے واسطے

نذرانہ پہنچنا۔

۲۔ چلوں کو سامنے رکھ کر اہل اللہ کا دعا کرنا یا قرآن پڑھنا

۳۔ پھر قبول کنندہ کا خاص طور پر معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ تہملہ ہے۔

كَرَّ يُعْطِيهِ أَحْضَرُ مَنْ يُحْضِرُكَ مِنْ الْوَلَدِ ابْنِ أَبِي رَافٍ اس نذرانے کو

ماضی سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

”بچے بنی سلسلے اللہ علیہ وسلم کا تبرکے کے ضرور غرض ہوتے ہوئے“ اور سنیے

عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم كان

معهم صغیر ۱۴۲ اِذَا أَقْبَىٰ بِالْبَاكُوں مَكُونِ الثَّمَرَةِ قَبْلَهَا

وَجَعَلَهَا عَلَىٰ عَيْنَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاهَا أَحْضَرُ مَنْ يُحْضِرُكَ مِنْ الْوَلَدِ ابْنِ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تبرک بنی سلسلے اللہ علیہ

وسلم کو جب پہلے چل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے

سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے ماضی ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مسطی صلی اللہ علیہ وسلم

تبرک کرو اور بزرگان دین کو پہلے چل کا نذرانہ دیا کرو تا کہ حرکت حاصل ہو جائے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پر ان کا دعا

پڑھنا اور تبرک اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف { عن ابی ہریرۃ قال انیت البقی صلی

اللہ علیہ وسلم تَمَرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ادْعُ اللَّهَ فِيهِنَّ يَا ابْنُ بَرْكَةٍ فَصَعَمَنَ ثُمَّ دَعَانِي فَيَتَمَنَّ يَا ابْنُ بَرْكَةٍ فَقَالَ
 بِي خُذْهُنَّ فَلَجَعَلَهُنَّ فِي مِرْزُوقِكَ هَذَا أَوْ فِي هَذَا الْمِرْزُوقِ
 كُلِّمَا أَمَرْتُ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخِلْ يَدَكَ فِيهِ فَخُذْهُ
 وَلَا تَشْتَبِرْ وَلَا تَنْتَبِرْ فَفَعَلْتُ حَلَّتْ مِنْ ذَلِكَ التَّمَرَاتُ أَوْ كَذَلِكَ أَمِنْ وَنُقِيَ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَلَطِيعٌ وَكَانَ لَا يُفْأَسَرُ قُ
 حَقِيرِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ هَذَا أَحَدِيثُ حَسَنٌ
 عَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ فَتَدْرِي هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا
 الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -

ابن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا چرس میں سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
 سے دعا فرمائیے کہ ان میں برکت کہے تو آپ نے ان تمام کو جمع کیا پھر ان میں برکت کے
 لئے دعا فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھائے اودان کو اپنے اس گوشہ میں ڈال دے
 جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو سے ن اود
 اس گوشہ میں کو کھجور انہیں تو میں نے اس کھجور سے لی یہی اللہ لکھی اودن کے لئے
 سے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھاتے بھی تھے اور میرا اصل ذخیرہ ختم نہیں ہوتا تھا
 عشق کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔
 اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

- ۱۔ بزرگوں کے دربار میں تدارک لے جانا۔
- ۲۔ جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے۔
- ۳۔ اس کو تبرک باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت موقوف ہے درست نہیں شرک

نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب دہائی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے محفوظ رکھے کھانے کو تبرکاً باقی تمام کھانے میں طہ میں تو تم سرخ پا ہو جاتے ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا۔ امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سجدہ کو مان کر دو گے۔

ختم طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب شادی کی تو لیجئے کے کھانے پر آپ خود ختم پڑھا۔

عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال
مستدرک { تَنَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ
 بَعَثَتْ أَهْلَ مَسْلِكِهِ حَيْثُ مَنَ تَوَزَّجَ مِنْ حَجَّاءَ وَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَدْ أَتَيْتُ أَحَدًا إِلَّا دَعَاؤُهُ قَالَ وَ وَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَدَهُ فِي الطَّعَامِ وَ دَعَاؤُهُ وَ قَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ فَجَعَلُوا أَيَّاءَ كُلُّهُمْ
 وَ يَخْرُجُونَ -

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے ویسے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا تجھے جو مسلمانوں سے ملے بلا لاؤیں لے کر لائی نہ چھوڑا جس کو بھیجا یا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنا دست پاک کھانے پر رکھا اور اس پر دعا فرمائی اور فرمایا، یا شاد اللہ
فرمایا تمام بنی راس پیارہ ولیہ کو، کھا کر سیر ہونے اور عمل جاتے۔

اس حدیث شریف سے چار امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ پتھر کے ایک پیارے سے کوئی آدمیوں کا سیر ہونا۔

۲۔ ولیا کھانا سنت ثابت ہوا۔

۳۔ بیٹھا ولیہ پاکہ خذرا بیٹھا اور آپ کا قبول فرمایا۔

۴۔ کھانا کھانے سے پہلے کھانے پر دعا پڑھنا۔

کیوں جناب دہلی صاحب تم نے بھی کبھی اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

دن مقرر کر کے نیاز پکانا

بخاری شریف ۱۲۸۱ | عَنْ سَنَدٍ قَالَتْ كَانَتْ بِنْتُ امْرِئٍ كُفٍّ
تَجْعَلُ عَلَى امْرِئٍ بَعَاءٍ فِي مَرْعَةٍ لَهَا

سَلَقًا فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ أَصُولَ السِّنِّ فَتَجْعَلُهُ
فِي رِجْلِ امْرِئٍ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيرٍ تَحْطَرُّهَا فَتَكُونُ أَصُولُ
السِّنِّ عَرَقَهُ وَكُنَّا نَمُصُّ مِنْ صَلَوَةِ الْجُمُعَةِ فَتَسْلِمُ عَلَيْهَا
فَتَقْرُبُ ذَالِكَ الطَّعَامِ أَيْدِيَنَا فَتَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَسْتَمْتِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ
بِطَعَامِهَا ذَالِكَ يَسْلُبُ بْنُ سَدْرٍ شَيْءٌ لَنَا مِنْهَا سَعَةً رَوَاهُ

سے کہ ہمارے
مسلمانوں میں ایک عورت تھی جو ماہ کے پانی سے اپنے کھیت میں چندر بولتی کہ جب
جس کا دن ہوتا چندر کی جڑیں علیہ کہ کے دیچی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹی بھر
جو ڈال کر تمام کو نیاز، پکاتی کہ چندر کی جڑیں اس میں گشت کے قاتل تمام ہوتیں

جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عادت پر السلام علیکم جا کہتے تو اس ظلم کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اسکو چاہتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے نین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ مقربہ دن میں نیاز پکانا۔

۲۔ برکت والے دن کا تقرر کرنا۔

۳۔ نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

ہر بزرگوں کے لئے نذر و نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہر بائیں میکین بعض پیرا یہ ظالم ہوتے ہیں یہ خواہ کیا بائیں ملک بردہ اپنی شکایت سے درگزر نہیں کرتے۔

جو بزرگان دین ہیں اور رہنمایان طریقت ہیں وہ کس سے مانگتے نہیں جانتے رعایان رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے پندہ مانگ مانگ کر کھا جائیں تو ہتھم نہیں مگر پیشوایان حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضا سے خود غدا مالانہ مال لے اجرت پیش کر دے تو تم ان کو مطلق بناتے ہو کچھ خدا کا غوث کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا کو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی عرضداری کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مانگ کل کو ہی راضی کرنا ہے۔

تنگی کی حالت میں کس کے پیشوایان حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف ۱/۵۴۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِعَتْ أَلْيُ لِسَانِهِ

فَقُلْتُ مَا مَعْنَى إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن يَصْنَعُ
أَوْ يَصْبِغُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنَّا ذَا لَطَفٍ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ
فَقَالَ أَكْبَرِي ضَيْفَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَتُ مَا هَذَا إِنَّا لَا
كُنْتُ صَبِيًّا فَقَالَ هَبْنِي لِمَا نَمِكَ دَا صَبِيٍّ مَرَّاجًا وَ تَوْبِي صَبِيَّاكَ إِذَا
أَمَّا أَدُو أَعْيَانُ فَهَبْنِي لِمَا نَمِكَ دَا صَبِيٍّ مَرَّاجًا وَ تَوْبِي صَبِيَّاكَ إِذَا
شَمَّ قَامَتِ كَانَتْ لَهَا تَصْلُحُ مَرَّاجًا فَطَفَاخَةُ فَجَمَلًا يَرِيَانِيهِ أَتَمَّيَا كَانَتْ
مَبَاتًا طَارِيئِينَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ صَبَحْتَ اللَّهُ الْبَلَدُ أَوْ عَجَبْتَ مِنْ نَعْمَا بَلَا فَاحْرَلِ اللَّهُ وَ يُؤْشِرُونَ عَلَى
الْفُسْهِمِ بِمَنْ كَانَتْ بِمَنْ خَصَّاصَةً وَ مَن يُؤْشِرُ فَحَسْبُ لَكَ هَلْ
الْمُكَلِّفُونَ - ابرہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ
وسلم کے دربار شریف میں حاضر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف
بھیانہ نہیں نے فرمایا کہ سونے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو پناہ مان بنائے تو ابراہم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس امر کو اپنی رحمت کے پاس سے گئے پھر انہوں
نے اپنی بری کی کہہا کہ جی صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیان کی اچھی مہمان فراموشی کرنا تو ای کی بری مہمان
نے عرض کی کہ جناب کہ ہمارے پاس سونے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں
تو ابراہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کر دو دیے کو روشن کرو اور بچوں
کو دیکھو کہ اسلوا جب انہوں نے حشا کا ارادہ کیا تو آپ کی بری نے کھانا تیار کر دیا اور پھر
روشن کیا اور بچوں کو دیکھا پھر کھڑی ہو گئیں گریا کر وہ چراغ کو درست کر دی میں تو اسکو بجا دیا تو
دو فر ایک دوسرے کو کھانے ہوئے معلوم کر رہے ہیں اور ویش بری کو کھانا کھلایا اور غور
اور بری ناؤند بھوکے رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر

ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کو تمہاری اس کارروائی سے بڑا خوش ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **وَيُؤْتِيكَ عَلَىٰ نَفْسِكَ مَتَدًا** کائنات پہ ہر خاصاً صمداً و عتق یوتک شیخ لنفسہ فاولئک هم المفلحون اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو عقلی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بنیال سے بچ گیا تو یہی نہیں وہ بچے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ رہبر کے حکم کے سامنے تسلیم و غم کرنا خواہ کیسا بھی حذر و ہراسی اور اپنے اہل و عیال کی رضا سے رضا و مرشد کو مقدم رکھنا۔

۲۔ پیشوا کا جہان نوازی اور شاد و فراتر باوجود تکدستی کے ان کے حکم و ارشاد کی تعمیل کرنا خواہ خود اور اپنے اہل و عیال کو بھوکا سلائے اور اس حالت میں بھی مختصر من رہنا بلکہ خوش ہونا۔

۳۔ مرشد کی رضا سے جو جب التجب کر یہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

۴۔ خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔

۵۔ صاحب ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی قربانی کا نذر دل ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

من ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **مَنْ بَلَغَ مِنْكُمْ حَقَّ حَقِّهِ** مستدرک ۱/۶۲
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی معیت میں برکت ہے۔

جہاں ہم ترغشال ہوں یا کمال اہل اللہ کی میت اور ان کی غلامی اعدان کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

”پیری مریدی محض کھانے کا ڈھنگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اور پیسے دہائی ہو گئے۔“

”فقیر نے پہلے قرآن و حدیث سے بوضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔“
لیکن اب قہار سے اس اعتراض کو بھی رد کرتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طر فیت کو حد یہ پیش کرنا

اور پیر کا قبول فرمانا طح نسبانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو اپنے پیر پیش فرمایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

من سلاوا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَطَعَتْ

فَمَرَّا بَعِيدًا عَنَّا فَذُكِّرُوا بِطَلْقَتِ حَتَّى أَقْبَلَتْ بِهِ
الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَضَعَتْهُ بَيْنَ
يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ صَدَقَةٌ

مشدرک ۳/۷۳

ولال النبوة ۱/۸۹

فَقَالَ بَلَقَوْمٍ كُنُوا أَذُنِيَا كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَتْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَتْ
بِيَدِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَوَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ

هَذِيئَةٌ فَأَكَلْ مِنْهَا وَقَالَ لِقَوْمِهِ كُلُوا فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَأَنْتَ كَذَّابٌ مُسَوِّدٌ

مسلمان ناری رسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رعایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے نازی
کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور
کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور
صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں جبنا اللہ نے
چاہا ٹھہرا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجور لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے
سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور نذرانہ ہے
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی اجازت فرمائی
و تو میں نے مالِ زکوٰۃ آپ کو، خود نہ تناول فرماتے دیکھا اور نذرانہ قبول فرماتے اور شتمناں
کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا، پھر میں نے کہا اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْتَ كَذَّابٌ
اللہ۔ کجوں زکوٰۃ کی ملازمت بناؤ طلباء کے نام سے زکوٰۃ مالِ خود ہضم کر جاؤ تو تمہارا سے
لئے جائزہ اور ادویاء اللہ کہ اگر خداوند کریم تمہیں خزانے سے مریدین و معتقدین کو بھیج کر
بلا طلب نذرانے عطا فرماوے تو ان کو حرام کہہ معلوم ہوا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیثِ زکوٰۃ
کے عکس نقیض ہے اور ادویاء اللہ کا اپنے معتقدین و مریدین سے بلا طلب نذرانے
قبول فرمانا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فتویٰ حرام دے وہ خود شکوک ہے۔ فَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

وہابی جہرات کی غرضیت کے منکر ہیں اور جہرات مناسنے والوں کو قبول کرتے ہیں۔ اور احباب جہرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔ اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلت جہرات

۱۔ کنز العمال ۴۶۹ | التَّائِبُ وَالْمُتَّصِلُ بِمَا شَاءَ يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ
 الخیسی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میری امت کو ہر گناہ کے لئے معاف کر دے۔
 دن میں عبادات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

۲۔ کنز العمال ۴۶۹ | إِنَّكَ أَعْمَالُ نَبِيِّ آفَرَ تَعَزَّ عَنْ يَوْمِ الْآثِنِينَ
 الخیسی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اعمال کا پیر کے دن اور جہرات کے دن پٹی کئے جاتے ہیں۔

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل ۴۶۴ | حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ حُدَّادٍ
 ابو حاتم بن محمد بن رفاعۃ | عَنْ أَبِي سَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ مَا يَصُومُ مَا لِأَتَيْنِي وَالْخَيْسِ ثَالِثُ فَقِيلَ لَهُ
 قَالَ فَقَالَ إِنَّ الْأَعْمَالَ تَعَزَّ عَنْ كُلِّ أَيْسَنِ وَخَيْسٍ أَوْ كُلِّ يَوْمٍ
 أَيْسَنِ وَخَيْسٍ لِيُعْطَى اللَّهُ بِكُلِّ مَسْئَلَةٍ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیر اور جہرات کو زیادہ دوسرے دیکھنے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو وہ اس کے
متعلق عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیرو اور اور جہرات یا ہرون پیرو والے یا ہرون
جہرات کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب ترمذی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جہرات
کی بڑی غصہ ریت اور فضیلت ہے کہ اس دن میں جہرات زیادہ کہتے ہیں اور اپنے کارکن
کی طرف سے بھی سہ خیرات کرتے ہیں تاکہ جانیں کی بخشش کا باعث بنے۔

احمد شاہ محمد بن یحییٰ نا ابو عاصم عن محمد

۴۔ ترمذی شریف ۱۳

ابن مفاعۃ عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ

عن ابی ہریرۃؓ اَنَّ مَسْئُولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سئلَ عَنْ الْاَعْمَالِ یَوْمَ
الْاٰثِنِیْنِ وَ الْاٰخِرِیْنِ فَاجَابَ اَنْ یَّعْزُ مِنْ عَمَلٍ وَّ اَنْ تَنْصَأَ بِلَا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا پیرو اور اور جہرات کے دن تمام اعمال و عبادات الہی میں (پیش کئے جاتے ہیں تو میں
اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔
یہ بعض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اسے مسلمان تو پیرو اور اور جہرات کو روزہ مکہ
تاکہ جب عبادات الہی میں تیرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں ہر تیرے پیش
ہو جاوے وہ آپ کو تو خداوند نے یُعْزِزُ لَكَ اللّٰہُ مَا تَقْدَرُ مِنْ ذُنُوبِ
فَمَا تَأْخُذُكَ کَاسِفٍ حِیک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متذکر
ہیں اس لئے خود بے گناہ ہیں بلکہ گناہگاروں کو بے گناہ بنانے والے ہیں تو فرمایا
کہے معاذ اللہ اپنے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بقول ثمن اگر آپ سے کوئی
نفرش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فعل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ یَسْتَبِقُ اللّٰہُ
مَسِیقًا تَبْدَعُ حَسَنَاتِہِ کے قافل سے وہ نفرش آپ کی نیکی شمار ہوگی تو جب آپ کو

یہ درجہ حاصل ہے۔ ثوابت ہوا کہ آپ کی طرٹ سے کوئی منزل و افاضل وقوع میں آہی نہیں سکتا چہرے اعمال پیش کیے جاویں تو میں روزے دار ہو دوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال نیات کو اپنی طرٹ منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پروردار اور جبرائیل کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربار الہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض نیات بھی ہوں گے۔ اس لئے میں ان دونوں میں وقف رکھتا ہوں تاکہ میرے معذو رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال سے کو صاف فرمادے جب آپ ان دونوں میں ہماری معافی کے لئے اتنی کوشش فرمادیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ان دونوں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے۔ باب مینا کریں تاکہ ہماری بھی ان دونوں میں سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے بخشی ہو جاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دونوں کی عبادت و استغفار کا ارشاد فرمایا چنانچہ ہمارا نبی محمد میں جبرائیل اور پروردار کی خدمت آپ کی ہے ہم خسر مانا ان دونوں میں ہر عبادت اور صدقے کی کوشش کرتے ہیں تم بھی اگر امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو تو کوشش کرو کہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم وہابی میں ملو گرتے ہو کہ یہ بھرائی طمان میں اب تم فیصلہ کر دو کہ یہ وطن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کر دو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ وطن و خلیع جبرائیل کی کرو گے یا نہیں اور کہنی چاہیے یا نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ متدین و سابقین کیلئے بکوشش فرمائی اسی لئے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

مبارک ہے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تم بزرگان دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔ **وہابی** کیونکہ گنہگاروں کے لئے توبہ تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرٹ سے کھنچ کر کیا یا کام پڑھ کر بخشش تاکہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو

بزرگوں کے لئے بھی جمعرات کو یہ مسئلہ کرتے ہو۔

”جہاں ہم اکثر اپنے قریبی فوت شدہ کے لئے ہی یہ تمام صدقہ خیرات
 دے دیتے ہیں اس کی طرف سے رکھتے ہیں تاکہ میت کے اعمال صالحہ میں
 میں زیادتی ہو اور ان اخصائے میل و یمنہ التیبات کے قانون سے ان کی
 نیابت خداوند کریم متاویں اور منات کی زیادتی سے اس کی بخشش ہر بارے لیکن
 بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کار خیر سے حصہ دیتے ہیں کہ انہیں اولیاء اللہ
 کے لئے یہ دن بڑی خوشی کا سبب ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالیٰ کے روبرو
 میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر موصی اللہ عنہ
 کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات قیمتی
 فرماتے ہیں تو ادھر ہم بھی خداوند کریم کی اس منت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف
 سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف
 سے روزہ رکھتے ہیں۔ تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے
 حق میں دعا کرتے ہیں۔ تو رب العزت قد ضلوا عنہ کے توازن سے ان کی رضا کے
 لئے ان کی دعا قبول فرماتے ہیں ان کی طفیل اومان کی دعا سے ہمارے بخشش بھی ہو
 جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے لئے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کا
 خیر کی وجہ سے جو محض اللہ کا گیا ہے بخشش فرماویں اور مہربان سے ان کی طفیل
 ملاحظہ ہو جسی علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیوں جناب وَجُوہٌ یَوْمَئِذٍ مُّصْفَرَّةٌ ۖ جَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۖ وَوُجُوہٌ
 یَوْمَئِذٍ عَلَیْہَا غُطَاتٌ ۖ أَسْوَءٌ ۚ فَهَیْہَا کُتُورٌ ۚ کَاوِیْرٌ ۚ لَقِیْتُہَا فَمَآ کَیْہَا یَا نَبِیُّہَا
 بی اگر فریقِ ازل میں شامل ہر کسی علیہ سے کھلے دروازوں جنت میں پہنچنے کی خواہش
 ہے تو ہجراتِ منار و مدسہ فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہر جاؤ گے۔

فَمَا عَلَیْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

”بھلا مرری صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہجرات کی بڑی فضیلت ہے
دوبابی اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملا لوں کہ
 کے دن علو اور گردشِ لمعی دے پڑے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان
 کو لگ ہی زیادہ تو دیتے ہیں۔ اس کی کیا کوئی قرینی دلیل ہے۔

”علو اور گردشِ دودھ وغیرہ بعض ملائکہ اور مسلمانوں کو ہی پسند
محمد عمر نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اس لئے ان کو
 بھی پسند ہے اور لگ ہی اسی لئے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔ شیخؒ

فضیلتِ دودھ

مَا لَئِنْ تَقُولُ كَأَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
ابن ماجہ ۲۴۶ وَمَسْرُورًا إِذَا أُقْبِلَ بَيْنَ قَالِ بَرَكَةٌ ۖ أَوْ

برکتان۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ مسرور ہوتے ایک برکت ہے۔ یا دو
 برکتیں۔

فضیلتِ حلالِ شہد

ابن ماجہ ۲۴۶ { عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الخنزیر والخنزیر

حضرت عائشہ مدینہ منیٰ اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حلو سے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ ایتھار الطن کہاں تک پہنچتا ہے خود سوچو

فضیلتِ گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵ { من ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید طعماء اہل الدنیا و اہل الجنۃ النعم۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا داروں اور جنت داروں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے

ابن ماجہ ۲۴۷ { عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم یردہ وقت کذا ان عندنا خبز کما ینضغ من بزیۃ سمرأۃ ملتقۃ بسمن شاکلہا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا اہل اہل دو ہے کہ اگر تمہارے پاس یہ دو کھانے کا گندھا ہوا ہو کھائیں معلوم ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے پائے کا مشق تھا۔ لہذا رک پیچ کر کھاتے تھے۔ آپ تینوں فرماتے ملائے ہوئے۔

ایک پورا گٹھ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمانا

ابن ماجہ ۲۴۷۷ | عن انس بن مالک قال صنعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبْلًا قَوِيًّا وَصَنَعَتْ فِيهَا شَيْئًا

قَوِيًّا مَحْمُولًا - انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پورا گٹھ لپی لاتیار کیا معلوم ہوا کہ اگر پورا گٹھ لپی لپی والی گٹھلیوں کے ساتھ ذکر و صلوٰۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر نذرانگان احسان نے ہر روز اس کو اپنا معمول بنایا جو اسے اب تم سوچو تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کی بناؤ و وظیفہ پڑھنا

۲۱۶ | ار ترمذی شریف | حدثنا احمد بن الحسن اصْبَغُ بن الفرج اخبرني عبد الله بن وهب عن عمرو

بن الحارث انه اخبرني عن سعيد بن ابي هلال عن خزيمة بن عاصم بنت سعد بن ابي وقاص عن ابيها انه دخل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على امية وبيتين بيدها ذواة او قال حصاة فليتم بها فقال ألا احب لك بيتا هو ايسر عليك من هذا او افضل سبحان الله مما خلق في السموات والارض سبحان الله مما خلق في الارض وسبحان الله مما سبى ذالك وسبحان الله مما خلق في الارض والله اكبر مما سبى ذالك والحمد لله مما خلق في الارض

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذَلِكَ هَذَا حَدِيثٌ حَسْبُ غَرِيبٍ
من حدیث سعد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے آگے کھجور کی ٹھیلیاں ہیں یا نہ
کہا کہ کنگریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے لڑکی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتا دوں تَبَخَّاتُ اللّٰهُ عَذْمًا حَلَقَ
وَاغِيرَ لِحَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تک جو اوپر لکھا ہے تمام ایسے ہی پڑھ لیں، قاص
حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن لوگ ٹھیلیوں یا پتھر کے
لنگروں کے ساتھ تسبیح وغیرہ پڑھا کرتے تھے تو بزرگان دین بھی ٹھیلیاں اور کنگریاں ملا کر
سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے تھے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل فرمادیا اور
پھر اس کی آسان صورت بھی فرمادی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان کا وظیفہ کرنا
نہ مشکل کا وظیفہ کرنا بلکہ مشکل وظیفہ و عبادت کرنے والوں کو روکو تو معلوم ہوتا کہ تم
مَنَاجِرِ الْفَخْرِیُّ کی اقتدا میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا
بسیا کہ تنہا دوسرے ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ عبادی ہوتا اور پھر بھی بدعت
حسنہ ہوتی یہ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
راج ہو تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی لوگ
دیتے تھیں آتش تکلیف نہ اٹھاتی پڑتی اور جب آپ نے نہیں دیا تو تنہا ہی آج کون
سر پر مانتا ہے اور شیئہ اس حدیث کے اسناد مستند کہ میں دوسرے طرق سے مذکور ہیں
جو اس کے لئے ممد و شاہد ہے۔

مستدرک ۱/۱۰۰ { حدیث ۱۰۱۱۱ بن احمد الجہجانی ثنا محمد

بن الحسن بن قتیبہ الصنفی ثنا حرملة بن یحییٰ انبا فابی وھب اخبرنی
عمر بن الحارث أنّ سعید بن ابی ہلال حدّثہ عن عائشہ بنت
سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیہما الخ اور اس اسناد کو علامہ
ذہبی نے صحیح ٹھہرایا ہے اور ابوداؤد نے باب التبیح بالخصی تک کہ اس روایت کو
بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے
نیز۔

۲۱ ابوداؤد الخ باب التبیح بالخصی حدّثنا احمد بن صالح الخ
عبد اللہ بن وھب اخبرنی عمرو أنّ سعید

بن ابی ہلال حدّثہ عن خریمہ عن عائشہ بنت سعید بن ابی وقاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیہما الخ۔ ایک حدیث کا تیسرا اسناد سے صحیح بنی علیہ اللہ
علیہ وسلم تک پہنچا مسلمانوں کے لئے بلا تاویل مجتہدے کوئی ایسا ن لائے یا نہ

۲۲ مشترک الخ حدّثنا عن بن الحارث والعدل ثنا ہشام بن علی
الدوسی ثنا شاذ بن فیاض ثنا ہاشم بن

سعید عن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت دخل علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مکبّین سیدتی اربعۃ اّلات کواۃ اّستجّ بہنّ فقال
یا حبیب جئنی ما هذا اّلت اّستجّ بہنّ قال قد جئک منذ اّلت
علی ما اّبدک اّکثر من هذا قلت علیّی یا رسول اللہ قال فوّی جعّان
اّغو منذ ما خلق من مثنّی هذا حدیث صحیح الاسناد ودرجہ بالا

صفیہ بنت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا اگر میرے
پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گھٹیاں
پڑی جئیں ان کے ساتھ میں تبیع پڑھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا اے حبیبی کی بیٹی

یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پر کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھائیے آپ نے فرمایا تَوْبَتُجَنَّاَنَّ اللّٰہُ عَذَابَ مَا خَلَقَ مِثْلَیْہِ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور بخاری میں مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ امارت مذکورہ بالا جو کسی اسناد سے محدثین کی مقبرہ اور صحیح تسلیم شدہ ہیں سے ثابت ہوا کہ گھٹیلوں سے درد و ظالمت کا پڑھنا سفت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ صادر ہوتا ہے وہ میں ہابی صاف کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگا لیں گے۔

”ہابی“ جانا صاحب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلَا اُخْبِرُکَ بِمَا هُوَ الْاَیْسَ عَلَیْکَ مِثْلَ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گھٹیلوں سے آسان تھا۔

”محمد علی“ قانون خداوندی ہے کہ خداوند دینی دشمن سے سبب علم چھینتا ہے تو عقل بھی ساتھ ہی منقوہ کر دیتا ہے اگر خدا کا مرجع خواہ یا حصاۃ ہوتے تو آپ اسم اشارہ خذہ مونث فرماتے کیونکہ مرجع مونث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع ذراۃ یا حصاۃ ہوتے تو سببائے گھٹیلوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب ایسا اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کر دے ذکر مَبْجُوءُ اللّٰہِ عَذَابَ مَا خَلَقَ مِثْلَیْہِ الخ سے فرمائی کہ ثابت ہوا کہ خدا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاۃ و ذراۃ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ولیہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر سے افضل اور آسان اور اکثر و بلیغ دوسرا فرمایا نہ گھٹیلوں سے افضل جو تنہا سے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گھٹیلوں سے جب کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہی

نے آپ کو فرما دیا: اپنی ٹخیریں پر چڑھا۔

میت کو قبر میں دفن کر کے احسان اس کے سر کی جانب میٹھ کر ختم پڑھتے ہیں اور وہ الی بیت

بجھتے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

یہ بھی شریف **۱۰۰** **۱۱۰** **۱۲۰** **۱۳۰** **۱۴۰** **۱۵۰** **۱۶۰** **۱۷۰** **۱۸۰** **۱۹۰** **۲۰۰** **۲۱۰** **۲۲۰** **۲۳۰** **۲۴۰** **۲۵۰** **۲۶۰** **۲۷۰** **۲۸۰** **۲۹۰** **۳۰۰** **۳۱۰** **۳۲۰** **۳۳۰** **۳۴۰** **۳۵۰** **۳۶۰** **۳۷۰** **۳۸۰** **۳۹۰** **۴۰۰** **۴۱۰** **۴۲۰** **۴۳۰** **۴۴۰** **۴۵۰** **۴۶۰** **۴۷۰** **۴۸۰** **۴۹۰** **۵۰۰** **۵۱۰** **۵۲۰** **۵۳۰** **۵۴۰** **۵۵۰** **۵۶۰** **۵۷۰** **۵۸۰** **۵۹۰** **۶۰۰** **۶۱۰** **۶۲۰** **۶۳۰** **۶۴۰** **۶۵۰** **۶۶۰** **۶۷۰** **۶۸۰** **۶۹۰** **۷۰۰** **۷۱۰** **۷۲۰** **۷۳۰** **۷۴۰** **۷۵۰** **۷۶۰** **۷۷۰** **۷۸۰** **۷۹۰** **۸۰۰** **۸۱۰** **۸۲۰** **۸۳۰** **۸۴۰** **۸۵۰** **۸۶۰** **۸۷۰** **۸۸۰** **۸۹۰** **۹۰۰** **۹۱۰** **۹۲۰** **۹۳۰** **۹۴۰** **۹۵۰** **۹۶۰** **۹۷۰** **۹۸۰** **۹۹۰** **۱۰۰۰**

قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ عَنْ الْقَدْرَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ حَدَّثَنَا مَبْشَرُ بْنُ

إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَزَازِمِ بْنِ الْحَلَّاجِ عَنْ أَبِيهِ

أَنَّهُ قَالَ لَبَّيْهِ إِذَا أَدْمَغْتُمُوهُ فَنَسَبُوا فِي الْقَبْرِ قَوْلَهُ

بِاسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَاسْكُتُوا عَلَى التَّرابِ سَكَتًا أَقْرَبُ

عِنْدَ مَا مَيَّ أَقْلُ الْبَقَرَةِ وَخَافَتْهَا ذَاتِي رَأَيْتُ ابْنَ عَسَاةٍ يُسَبِّحُ ذَلِكَ

عبدالرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمن

کو میت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کرو تو مجھے لحد میں رکھو اور کہو اللہ کے نام

سے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم اسکو رکھ رہے ہیں اور میری

لہر پر مٹی کا کوہان بند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقرہ، اول پڑھنا یعنی اللہ

سے اُن لَدِکَ هَمًّا مَقْطُوعًا تَبْکُ اودا خیر کی آیتیں یعنی اَمِنْ التَّسْوِيلِ سے

فَاَنْصُرْنَا عَلَى الْقَدْرِ اِنَّا بِنُورِکَ تَبْکُ کیوں جناب وہابی صاحب تم نے بھی

اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حد کے فاطمین احسان ہی ہیں۔

وہابی "تمہارے مرثیہ وغیرہ میں کئی کئی جہتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب

تم دفن کر آئے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور رواج ہے کہ اس کے
 طے واسے اگر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور نادمہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ بھوڑی
 میت کی دھانا شرع میں درست ہے؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف
 سے گڑھی ہوتی ہیں۔

”محمدؐ“ کپڑا بچھا کر بیٹھنا یا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعاً ناجائز نہیں ہالی و
 بعد از دفن میت ایسا کرنا تو یہی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
 اندمیت والوں کے پاس ان کی دلوئی کے لئے دھانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور
 میت کے لئے کچھ لڑان پڑھ کر بھٹانا یا ان کے حق میں دعا وغیرہ تو یہ بھی سنت ہے
 سنیہ

بھوڑی کا ثبوت

ابو داؤد $\frac{2}{81}$ { عن عبد اللہ بن عمر بن العاص قال قال قبرنا
 منع من سؤل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میتنا
 فلما قدر غنائنا لصلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انصرفنا
 معہ فلما حاذی بابہ وقف فایا نحن یا فیہ؟ فمقبلۃ قال اظنہ عرفنا
 فلما ذهبت اذای فی فاطمۃ فقال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 انصرفک یا فاطمۃ من بیتک قالت اخرجت یا رسول اللہ اهل هنا
 البیت فخرجت الیہم میتہم راؤ علی میتہم یہ

عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا
 ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس وٹے تو جب آپ اپنے قہار سے کے بالقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آرہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے فاطمہ تجھے کس کام سے اپنے گھر سے باہر نکالو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گمراہوں کی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یہاں سے ان کی و بھولی کی میت کے سبب۔

نور: غلاب و اہل صاحب ثابت ہوا کہ آپ کے زمانہ میں بھی چوڑی کارواج تھا۔ اور ان کی چوڑی پر میت کی فاتحہ خوانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی تربیت دینی ہوتی۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا اور صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ بھولی کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور چوڑی کے لئے میت دے کپڑا بھی ضرور بچانے ہوئے ورنہ تمام قریبی کہاں اگر بیٹھے ہوتے ہاں اہل چوڑی پر چڑھ لڑتی اور بے درمیشیا اور خست صورت کارواج شرفایہ منہ ہے اگر باوجود بیٹھا جائے اور جو اسے پیچھے اور صاحب میت کی و بھولی کرے اور میت کو کچھ کام ڈھکے بیٹھے تو دوزخ کو غلاب ہو گا غلاب اور غلاب و سنت کے طریقہ کو غلاب کہنے والا خود غلاب میں گرفتار ہے اور ٹھیکے۔

عن انس قال اُتِیْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْوَأُو ۝ اُتِیْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ لَمَّا اُتِیْتُ النَّبِيَّ
 قَالَتْ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اُتِیْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ لَمَّا اُتِیْتُ النَّبِيَّ
 اُتِیْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ لَمَّا اُتِیْتُ النَّبِيَّ
 اُتِیْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ لَمَّا اُتِیْتُ النَّبِيَّ

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت والوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت
 ”میت واسے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا تو سنت ثابت ہو گیا
 وہابی“ امدادوں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔
 ”محمد عمر“ بجائی فقیر اس کو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف ۴۱۳۲ آنے کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی تھیے
 قَدْ عَامَرَ سُؤْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا دَفَعْنَا مِنْهُ لَعْنَتُكَ
 يَذْمِيهِ كَسَقَاتِ الْأَنْفَةِ اغْنِزْ بَيْنِي وَأَيْنَ عَامِي حَتَّى تَمُوتَ بَيِّنَاتٍ اِبْطِيْبِهِ كُنْ
 قَالَ أَنْتُمْ أَجْمَلُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَذُقْ كَيْفِيَّتِي مِنْ خَلْقِكَ .

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لئے ہائی نکالا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ
 نے دو نو دست پاک اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دما کے وقت
 میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو
 قیامت کے دن اپنی بہت مغفرت پر مرتبہ عنایت فرما۔

”مسلم ہو گیا کہ میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے
 وہابی“ لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں مانگتے ہو تو ایک دوست
 ہوا اٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار دعا اٹھائے جاتے ہیں
 یہ کہاں تک درست ہے۔

”محمدؐ“ یہ بھی نبی سے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسی حدیث کے آگے مذکور ہے کہ کاتب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لہجے سے حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا فرمائیے تو جناب حضرت نبی اکرمؐ نے اللہ علیہ وسلم نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعا خیر فرمائی۔

فاتحہ کے بعد دعا خیر

مسلم شریف { ۳۲ } فَقُلْتُ وَبِیْ یَا رَسُولَ اللَّهِ فَاَسْتَغْفِرُ
فَقَالَ الْبَیْتُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبًا وَاَذْطِلْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ مَسْجِدًا خَلَا
کَرِیْمًا وَقَالَ أَبُو بَرْدٍ اَجْزَلُ مَا لَیَّ عَامِرًا کَالْاَحْمَرِیِّ لِیَ بِنِ مَوْسٰی
ابو موسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی
دعا فرمائیے تو آپ نے میرے لئے بھی دعا بخشش فرمائی چہرہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش دیے اور قیامت کے دن اس
کو جنت میں داخل فرمایا اور ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا اپنے ابو ہامر
کے لئے فرمائی اور دوسری دعا ابو موسٰی اشعری کے لئے ۔

کیوں جناب و عافیہ کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس پر عمل کرنا۔

فرقہ وہابیہ ویونند یہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر

درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد درود شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی

۱۔ احزاب ۲۲ | اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی
الرَّسُولِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ

و صَلُّوا تَسْلِيْمًا دے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اسے ایمان دار تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھاؤ اور سلام علیہ بھیجنا (یعنی ذوق شوق سے)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا مکمل فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اُس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ لہذا تم بھی صلوٰۃ و سلام ذوق شوق سے پڑھاؤ۔ لہذا ہر مسلمان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہوا اور اُس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوٰۃ خداوندی کو فریضہ صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملحق حکم بجا لانا اور فریضتین سے سبکدوش ہر کہ مستقل حجت سے سرشار نہ ہو۔ اللہ اور اُس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حزب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ اپنے عمل کو رب کریم کے عمل سے بقدر محبت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اُسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور اُن کی حجت

سے دور بننا رہا ہے۔ باقی رہا نمازِ فریضہ کے بعد متعلق ہی اس فریضہ صلوٰۃ و سلام کو جتنی ضرورت
ہو کرنا اور اس حیثیت کذا ہے سے بلند آواز کے چلنا تو اس کا ثبوت احادیثِ صحیحہ میں
موجود ہے۔

۲۔ بخاری شریف ۱/۱۱۶

مسلم شریف ۱/۶۱۴

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ رَفْعَ الْقَوَائِدِ بِالدُّكْرِ حَيْثُ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفَ قَوْمٌ اَبْدَلُ الْيَدِ اِذَا سَجَدُوا

ابن عباس سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز و کتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں تھا۔ اور طریایا ابن عباس نے نماز جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نماز فریضہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منون طریقہ ہے۔ اس پر یافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کو نشانہ مراد ہو سکتا ہے۔ کریم لائی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔

۳۔ خصائص کبریٰ ۱۶۶

عن ابی سعید الخدری عن رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ
 قُتِلَ فی دَمِ قَتْلَانِکَ ذِکْرُکَ قَالَ قَالَ بَنُو جَبْرِئیلَ قَالَ اللہُ اِذَا ذِکْرُکَ
 ذِکْرُکَ مَعْنٰی رَافِی سَعِید مَدَنِی سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد دُرُکُھْنَا لَکَ ذِکْرُکَ کے متعلق آپ
 کے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو کہ
 جی میرے ساتھ ذکر کئے جائیں گے

سلام پڑھ کر دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان ملے رہتی ہے ایک
 واحد طاقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کی ہے۔ جو اس دعا کو دوبار پڑھنے سے
 پہنچاتی ہے۔

۵۔ ترمذی شریف { من فضائلہ بن عبید قال بیانا مثلاً
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذ
 دخل رجل فقال ائتھا غنیزنی فارحبن فقال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جئت ایتھا المصنی اذا صلیت کفعلت لنا جہد
 اللہ بامو اقلہ کذل من شرا دعوہ قال کذل من جہل آخر یعد
 لک لمحبد اللہ وصنی من الیوم صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ
 الیوم صلی اللہ علیہ وسلم ایتھا اقصی اذیح تجب هذا حدیث حسن
 و لقاد بن عبید سے روایت ہے کہ بار سے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی
 تھے۔ اے ایک آدمی آیا کہ اس نے غنا پر مری۔ پھر اس نے کہا ائتھا غنیزنی
 و اراحتی تراب نے فرمایا کہ اسے نمازی کرنے کی جلدی کی ہے۔ جب نماز پڑھے
 تو وہی بیشمار۔ تراش کی ترمیم بیان کر جو اس کے وقت ہے اور مجھ پر درود پڑھ۔ پھر اس
 سے دعا مانگ۔ لے فضائل نے فرمایا کہ اس آدمی (عبداللہ بن مسعود) نے بعد ازاں نماز
 پڑھی۔ پھر تراش کی ترمیم بیان کی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ اسے نمازی راب کر، دعا مانگ۔ تو قبول کیا جا گیا۔

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود شریف
 پڑھے کے دعا مانگنے کی بجائے نماز کی ترتیب پوری نہ ہائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں
 تسبیحات و تحمید اور بعد ازاں صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر دعا۔ چونکہ عبد اللہ بن
 مسعود نے بعد از نماز فریضہ درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انہوں نے نماز کو دوبار

فرمایا۔

۴۔ ترمذی شریف ۱۶۱۱
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ تَالِ كُنْتُ أَصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَشْرٌ
مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالِشَّامِ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ انْصَلَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلِّ لِنَفْسِكَ سَلِّ لِنَفْسِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اُدْنِ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِطَيْبَاتِ الشَّامِ ثُمَّ بَدَأْتُ بِالشَّامِ ثُمَّ بَدَأْتُ بِالشَّامِ ثُمَّ بَدَأْتُ بِالشَّامِ
فَنَسِيتُ لِي دُعَاءَ مَا تَلَيْتُ تَرْتِيلِي صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى مَا تَلَيْتُ عَطَا كَيْفَ جَاءَ لِي
تَلَيْتُ عَطَا كَيْفَ جَاءَ لِي

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا
ہی ہوتا تھا کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر
دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو یہ طلب کرتے تھے اُن کا سوال پورا ہوتا تھا۔ اسی واسطے
جو لوگ دُکھ و شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

۵۔ ترمذی شریف ۱۶۱۲
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا
لَمْ يَدْكُرُوا اللَّهَ فَيَمُرُّ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَتْ صَلَاتُهُمْ
تَرَةً فَكَانَ مَثَلُهُمْ عَذَابُ بَعُورٍ إِنْ شَاءَ عَفْوَ لَهُمْ دَابِرُ رِيْثِ نَبِي
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روایت کن ہے۔ فرمایا آپ نے کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھی ہو
میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر دُکھ و شریف
نہیں پڑھا تو ان پر اللہ کا عذاب ہے اگر چاہے تو عذاب کرے اُن کو اور اگر چاہے

قرآن کو بخشنے

معلوم ہوا کہ ناز سے فارغ ہو کر جب تم بیٹھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے غضب و غضب
کے ماہین رہتے ہو۔ یعنی بغیر درود شریف اور بغیر ذکر اللہ مشیت ایزدی پر انھما رہتے
وہاں تا قبل ہر خاطر وادی نہیں۔ اور درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دعا کو نجات دیتے ہیں۔

ذکر ہوا ابو موسیٰ المدنی من طریق
۸۔ جلد ۱۱ الفہام لابن قیم ص ۲۱۱
عبد الغنی بن سعید قال سمعت

اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب قال أخبرني أبو بكر محمد
بن عمر قال كنت عند أبي بكر بن جاهد الشيباني فقام إليه
أبو بكر بن جاهد فقال له و قبل بين عيني فقلت له يا سيدي
فعلت هذا يا شيباني رأيت و جميع من بعد أدب بصور أنا فحزن
فقال لي فقلت به كنما أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل
به و ذاك إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام و قد
أقبل الشيباني فقام إليه و قبل بين عيني فقلت يا رسول الله
هذا يا شيباني فقال هذا ليقنوه بعد صلاتهم فقال كرم رسول
أنفسكم إلى أخذ الشورى و يقول ثلث من أحب الله فكيف يا محمد
فلما دخل الشيباني سألتها عما بعد كرم الصلوة فقال كرم الله
عليك يا محمد را بر موسى مدني نے ہمیں بیان کیا عبد الصمد بن سعید کے طریق سے
انہوں نے کہا کہ میں نے اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب سے سنا کہ اُس نے کہا کہ مجھے
ابو بکر محمد بن عمر نے خبر دی اُس نے کہا کہ میں ابو بکر بن جاهد کے پاس حاضر ہوا آیا۔ ابو بکر
بن جاهد اُس کی تعلیم کے لئے کھڑا ہوا اور اُس سے معاف کیا اور اُس کی دعا گھول کے
درمیان بوسہ دیا تو میں نے اُسے کہا اے میرے صاحب توبہ شیل کے ساتھ کرتا ہے تو کہتا

سے مٹوا اور غارِ جہنم میں لے جائے۔ اس عرش کے رستے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے یہی تجھے ظاہر دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

۱۲۔ ضیاء القلوب خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور بنر لکھی اور منور چہرہ کے ساتھ تعذر کریں۔ اور
اَصْلُوهُ وَاسْلَاحُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كِي داجئے اور اَصْلُوهُ وَاسْلَاحُ عَلَيْكَ
يَا بَنِي النَّبِيِّ كِي بانیں اور اَصْلُوهُ وَاسْلَاحُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبِ اللَّهِ کی قرب دل پر
لگائے۔

فرمائیے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا جس میں تمہیں غرور
نہ ہونا چاہیے درہ ان پر بھی تمہیں دبی فتوے دینا پڑے گا۔ جو دوسرے عالین پر اللہ
تم نے ان پر بھی فتویٰ جرنے سے دریغ نہ کیا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثبت کر خواہے
کہ خداوندِ جنت، نشاۃ اللہ کسی دیکھا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی براہِ جنت

ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے
ہوئے تم کون ہو۔

۱۱۔ فرقان اَللّٰهُمَّ مَا يَنْفَعُنَا مِنْكَ مَا يَكْفُرُنَا بِكَ لَوْ كُنَّا عَمَّا كُنَّا فَتَقَدَّرْ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا رب تبارہی پروا نہ کر لیا۔ اگر تمہاری دعا ہو۔ پھر

تحقیقِ قرآن نے جھٹلادیا تو جلدی مذاب چٹنے والا ہو گا،

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نمازِ جنازہ ٹیکسٹل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ صلوٰۃِ جنازہ کی پرواہ کر لے اور بخشیں گے۔ ورنہ اگر تم نے دعا نہ مانگی بلکہ اس کو دعوت کہا تو تم نے اسکو جھٹلادیا تو بغیر ان اپنی مذاب الہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

۲۔ مومن ۲۴
۱۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنْ تَدْعُوْنِ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَاكُمْ

خدا یزید دعا آپ کے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے،

اللہ کریم نے اس آیتِ کریمہ میں اپنے مومن کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا اور مومن کی دعا کی خصوصیت سے قبول دہانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلانے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نمازِ فرائض جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے سید خلائق جہنم کو اجسین فرمال ہے نہ دینگا! کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اعلانِ عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اللہ ہر وقت سبوح و بابر ہے۔ اور اس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃِ جنازہ کے بعد نہیں۔

۳۔ مومن ۱۸
۱۔ وَقَالَ اخْرُجُوْهَا وَلَا تَكْنُوْنَنَّ اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقًا مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا

فَاَعْرِضْ لَنَا فَاِنْ رَجَعْنَا وَ اَنْتَ خَدُّنَا الدَّارِیْمِیْنَ فَاَتَّخِذْهُمُوْا مِّنْ سِجِّیْنِ

اے قیامت کو اٹھ تباہی ارشاد فرما دیجیے: (راخسے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور
مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے رب تبارک
تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے ان کا مذاق
بنایا،

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خداوند کریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور
سفر کرتے ہیں وہ بفرمان الہی بلا مذہب جہنم میں جاویں گے سزا جہاد کے بعد اللہ سے سوال
کرنے کو جہت کہتے دارالنداء سنبل کرتھم رکھنا۔

۴۔ بقرہ ۱۲۳ اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ
اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کَانَ لَہُمْ مِّنْ عِندِ رَبِّہِمْ رِزْقٌ

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلان عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت
قریب ہوں۔ بسبب مجھ سے میل نہ کوئی دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ
نے اس آیت کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عبادی کی تید فرمائی تاکہ یہ ثابت ہو جائے
کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو جلدی قبول فرماتے ہیں تو جہاد کے بعد دعا مانگنے کی سب
سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ عبادی میں داخل نہیں ہیں تو ان کو تین ہی وجہوں کی دعا
مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی ناگہ نہیں۔ اس سے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو
واقعی اللہ کے فرماں کے مطابق حکم دیا ہے۔ لہذا اللہ نے فرمایا ہے وَمَا دُعَاؤُ
الْمُکَذِّبِیْنَ اِلَّا فِی ضَلٰلٍ وَّکُفْرٍ اور کفار کی دعا سوا بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور

اسی واسطے چونکہ ابن کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شنا
 ہے کہ یَنْجِیْبُ السَّيِّئَاتِ مَسْرُوعًا وَعَلَوُ الصَّلَاحَاتِ یَزِيدُ هَسْرَتِیْ فَطَلِبْ
 دایا نماز اور صالحین کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیاد
 دیتے ہیں، پایہ وجہ ہے کہ وہ اپنی سمیت، کو یقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں۔
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ لِّیْ فِیْ رُوحِیْ اِسْمَکَ کَرَامًا
 فرمایا کہ اے اللہ! کہ میں نے اُتھلا کہ وہ تھا کہ اہل سے نہیں ہے۔ ورنہ اگر صیت کی شکل
 پر مانع کا انتقاد صحیح ہو تو فَتَاوُذُ اَعْنِ الْبَرَّ وَالشَّقِیَّ وَلَا تَعَاوُذُ لِمَنْ اَلَاکِیْمُ
 وَالْحَدِّ اِنْ دَاوِدَ لَمْ یُکْرِیْ اَوْ زَنْزَارَ لَمْ یُکْرِیْ پرم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ العظم
 پر معاونت نہ کرو، کے تو سے صیت کی معاونت دعا بفرمان الہی ضروری سمجھیں۔ چونکہ
 مانعین کو یقین ہے کہ ہماری صیت دعاونت رسالت میں مستقل رہی ہے۔ اس کے لئے
 دعا سے امداد کر لی گئی سمجھتے ہیں۔

۵۔ المشرح

فَاِذَا فَرَعْتَ فَانْصَبْ وَارْزُقْ
 مَرَّتَکَ فَانْصَبْ۔ اس کا مطلب

یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اُمڈ سے دعا مانگو۔ اس کا اثر و مرث
 پاک میں موجود ہے۔

۶۔ تفسیر ابن جریر طبری

حدثنی علی بن خاتم حدثنی اباہ
 قال حدثنی معاویہ عن علی

عن ابن عباس فی قولہ فَاِذَا فَرَعْتَ فَانْصَبْ یَقُولُ فِی الدُّعَا
 وہ ابن عباس سے روایت ہے فرماتے تھے کہ فَاِذَا فَرَعْتَ فَانْصَبْ کہ جب
 تو نماز سے ترک کر دے۔ تو یہ قیام دعا کے واسطے ہے۔

(۶) حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابي قال حدثنی

عن قال حدثنی ابی من اسیبہ من ابن عباس فاذا قرئت فاقوم علیک
من الصلوة فکمل الله فاعلم انک فی النصب لما رواہ ابن عباس سے روایت
ہے کہ جب تو فارغ ہوے اس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال
کر اور اس کی طرف رجعت کر اور اس کے لئے کھڑا رہ،

(۳) حدثنی محمد بن عمرو قال حدثنا ابوہ صخر قال
حدثنا عیسیٰ و قال حدثنی المحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا
العدناہ جمیعاً عن ابن جریج عن یحییٰ بن یساف قال قال اذا
کُنتَ اِلی الصلوة فاقصّب فی حاکمک اِلی ربک وجماعہ سے روایت
ہے کہ جب تو فارغ ہوے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حالت
میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ،

(۴) حدثنا ابی قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ
قوله فاذا قرئت فاقصّب و اِلی ربک فاعلم انک فی الصلوة اذا قرع
من الصلوة انک یبالی فی دعائہ و قتادہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہوئے
تو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رجعت کر۔ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب تو فارغ ہو اپنی
نماز سے تو اپنی دعا میں پہنچ،

(۵) حدثنا ابن ثور عن معمر بن قتادہ فی قوله فاذا قرئت من
صلواتک فاقصّب فی الدعاء و قتادہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان میں
کہ جب تو اپنی نماز سے فارغ ہوے تو دعا میں کھڑا رہ،

اس آیت کریمہ کی ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تو فارغ
ہوے نماز جنازہ پر یا اور نماز کے بعد وہی ٹھہرے رہنا اور یکم الہی وہیں رہنا لگنا
ضروری ہوا۔ چنانچہ اصولی تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبد اللہ بن عباس کی

تفسیر ہے۔ پھر قنّاد کی پھر مجاہد کی۔ لہذا ان تمام کی مستند تفسیر سے اس آیت کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

۶۔ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل ۶۲۰؎ **رَفَاذًا فَرَعْتُ** **قَالَ**
ابن عباس وقنّاد، والصّاحک ومقاتل والکلبی ناذًا فَرَعْتُ مِنَ الصَّلَاةِ
الْمَكْتُوبَةِ نَاَصَبَ اِنْ مَرَّ بِكَ فِي السَّجْدَةِ وَارْتَعَبَ الْيَدِ فِي الْمَسْأَلَةِ
يُعْطِيكَ دَابَّانِ هَبْشَ اور قنّاد اور صّاحک اور مقاتل اور کلبی نے کہا ہے کہ جب نماز
فرمائی سے فارغ ہوئے تو اپنے رب کی طرف وعاہیں مٹھارے۔ اور سوال کرنے میں
اُس کی طرف رغبت کرو و تجھے عطا کریگا،

۷۔ ابن کثیرؒ ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔
حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے

عَنْهُ الطَّالِبِينَ ۱۳۰؎ اُجی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اُس نے اس آیت کریمہ کو نازل فرما
کر نماز کے بعد مختصر نماز فرضی کے بعد دعا کو حروی قرار دیا۔ نماز جنازہ ہر یا غیاث
بوشخص نماز کے بعد دعا کو پڑا کہجے گا تو وہ منسوب قتاب ہوگا۔

۸۔ حشر ۲۳؎ **وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا**
وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ
آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں
کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گئے تھے
ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر دیر سے عاصدہ پیداکر

اے رب ہمارے بے شک توجہ نہ دے والا رحم کرنا ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی نشان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالم ابدی میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کے بقایا مومنین کی یہ نشان ہوتی ہے کہ اپنے سابقین کے لئے دعا میں مانگتے ہیں۔ اے اللہ میں سب سے زیادہ سے سابقین بالایمان کو بھی بخش۔ اور میں ایسا بنا دے کہ یہاں کے لئے ایسے نہیں مانگتے ہیں۔ اور ان سے میں سب سے زیادہ کہ ان کے لئے دعا کریں یا دعا مانگنے والوں کو دعا مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جہاد کے بعد مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے روکتے ہو تو اس کی وہی صورتیں ہیں کہ یا تم ان کے بجائی نہیں یا وہ تمہارے بجائی نہیں۔ یعنی یا تم ایسا خدا نہیں یا وہ ایسا خدا نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمیں تو فی حق عنایت فرما دے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعا سے غور کریں۔

دلائل دعا اور احادیث

۱۔ مستدک { من ابی ہمایرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لا یدع اللہ یغضب اللہ علیہ واما یرید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر غضب کرتا ہے (متفقہ)

۲۔ مشکوٰۃ شریف { لا یرد القضاء الا الدعاء دینی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندے

کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے، کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے۔

ثابت ہوا کہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہوا ہو مگر اسے
اشارہ اللہ العزیز وہ عتاب سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

۳۔ بیہقی شریف ۴۲
فتح ربانی ۱۴۶

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ
الْبُخَارَةِ قُتِلَتْ ابْنَتُهُ لَمْ تَكُنْ
يَسْتَجِبُ جَنَازَتُهَا عَلَى بَعْضِ خَلْفَتِهَا
فَقِيلَ لَهَا مَاتَتْ بِكَيْفٍ فَقَالَ لَا تَكْرِهِي

فَإِنَّهُ سَأَلَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَ ابْنَتِي فَقَبِضَ أَحَدًا
كُنْ مِنْ عِبَرَاتِهَا مَا شِئْتَ ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهَا أَمْرًا بِنَا شَرَفًا فَبَعَثَ
الَّذِي بَعَثَ قَدْ سَأَلَ عَنْ التَّكْيُفِ سَيِّدُ عَوَالِيهِ قَالَ كَانَ
سَأَلَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَمَّ فِي الْجَنَازَةِ هَكَذَا (عبد اللہ بن ابی
اؤفی اصحاب شجرہ سے تھے۔ ان کی ایک بیٹی فوت ہو گئی تو کسی عذر کی وجہ
سے اس کے جنازے کے پیچھے ایک چھر پر اسرار سے عورتوں نے رونا شروع
کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت وادیلہ کرے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے وادیلہ سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس
پر چار بکریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد آپ وہیں کھڑے
رہے۔ اندازہ دو گیمبروں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے،

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا دائمی عمل ثابت ہو گیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی رستی قیامت کے دن منکر کے گلے میں جوگی۔ امد تمہا سے اس
انکار کی شہادت ہم بھی اخبار اللہ دیجئے۔

۴۴ م شرح عقائد نسفی ۱۲۲ { وَفِي دُعَاءِ الْإِحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ وَ
 أَصَدَّقْتَهُمَا أَصَدَّقْتَهُمَا أَصَدَّقْتَهُمَا
 عَنْهُمْ أَسْأَلُ مِنَ الْأَمْوَاتِ نَفْعًا لِهَؤُلَاءِ بِأَمْوَاتِ خَلْقًا لِلْعَالَمِينَ
 د اور زندوں کا مردوں کے واسطے دعا کرنے میں اور ان کی طرف سے صدقہ کرنا یعنی
 زندوں کا مردوں کی طرف سے صدقہ کرنا مردوں کے واسطے نفع ہے معتزلہ صنف
 اور دعا دونوں کے مثل ہیں }

یہ کتاب مذکورہ بالا احادیث کے عقائد کی مستند کتاب ہے جس سے یہ ثابت
 ہوا کہ مردوں کے حق میں دعا کرنا یا ان کی طرف سے صدقہ کرنا احادیث کے نزدیک درست
 اور یہ ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی حقیقت کا دم مارنے والوں اور انصاف
 سے کہیں کہ تم جہان سے کے بعد دعا کا انکار کر کے غلطی ہو یا معتزلہ

جو دعا سے روکے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

۱۲۵ نتمہ مجمع البحار ۶۵ { وَتَحَقُّقُ مَا ذَكَرْتُ أَنَّ كَلِمَاتِ الدُّعَاءِ غَيْرُ
 أَحَابِرٍ يَزِيدُ يَنْفُلُ سِيمَ أَحَدًا مَّا تَعَلَّى عَنْ
 تَحَقُّقِ نَهَائِنَا مِثْلَ لَا شَعُوْرَ لِهَؤُلَاءِ عِلْمِ الدِّينِ بِوَجْهِتِ أَهْلِ
 الْمَيْدَةِ أَلَمْ تَخْلُقْ طَهَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ مِنْهُمْ مِثْلُ . اور ہر انہوں
 نے ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنے یا دعا کر کسی نے ناجائز
 نہیں کہا جیسا کہ نقل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن کو علم دین میں کئی
 سمجھ نہیں ہو رہی ہوتی ہوتے کے جو نہیں نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالیٰ زمین کو
 ان سے پاک کرے۔

سوال دیوبندی نمبر ۱۳۱
حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں یا دھرم

محمد محمد عفیہ اللہ عنہ کے فضل سے بلا مخالفت غیر اپنی جماعت علیحدہ کروانا
رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالت سعودیہ میں بہت شکایات کیں۔
لیکن مذہب کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ نو حاسنین کی کوئی دال نہ
گئی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں نجد کی طرف سے ایک مولوی عبدالغفور دیوبندی مفتی مقرر ہے
امام لیا بن مدینہ طیبہ اُس کو اکثر بُرائی سے یاد کرتے ہیں۔ کچھ اُس نے علماء و فضلاء کے
اندرونی و بیرونی ہواں میں اور مسجد کے ستروں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور
پر لہر شیعہ یوم النور کی شان میں تم کوں نے پتھروں میں آیاتِ شریفہ مثلاً اِنَّا سَنُنَافِکُ
سَآئِدًا قَبْئِیًّا فَهَلَکْنَا مَعَهَا کُفْرًا وَاِنْ جِئْتِیْہِمْ بِآیَاتِیْ لَیْسَ لَکِمْ عَلَیْہِمْ
سَیْرٌ وَاِنْ جِئْتِیْہِمْ بِآیَاتِیْ لَیْسَ لَکِمْ عَلَیْہِمْ سَیْرٌ اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحت چپا کر کے آیات کو بند کر دیا ہے
اور جس جس جگہ آپ کے اسم گرامی محبوب حقے روغن سے پلستر کر کے شاد یہ کئے ہیں۔
اور بالی پاکیں جہاں مرقبہ مبارک کی جانب یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پتلی کی ڈھلائی میں
لکھا ہوا تھا اُس سے لفظ یا کو کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو پتھروں سے
کوٹ کر شیشا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرک مقامات میں تم کوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں
مثلاً جنت البقیع کے جانبِ شرق مسجد بقلعہ و مسجد قریہ وغیرہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔
میدانِ اُمید میں دو مسجدیں سدا کر کے بنیا دوں سے اکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے
احمد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید
کر دی گئی ہے۔ مسجد محمودی ہاشمی قلعے اعلا کا تمام سب۔ مراد حشر و مبشر کے مکالموں کا
شکسہ مر اکھاڑ کر ابن سعود عبدالعزیز اپنے دار الخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات

میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو سار کر کے مزدوجہ زمین کی طرح
برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی ان تمام
کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنانِ مدینہ طیبہ کو تنگ کر کے جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ جو اس وقت
مصر و اعراب اور قسطنطنیہ و مابعد میں پناہ گزیں ہیں۔ اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت
عثمانؓ کا کونساں مسجد نبویؐ ملے اللہ علیہ وسلم میں باطل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال
مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کو حالِ شنیعہ مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے مثلاً جبل
القبیس پر ایک مسجد تھی جو محرم سے چھ مہینے جنوب مشرقی میں نظر آرہی ہے۔ اور اس مقام پر
ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے بھی پہلی اذان وہیں پڑھی
اس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابوہبل کے مکان میں ٹشیاں بنائی ہوئی
ہیں۔ اس کا بددینی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی مکان کو شہید کر کے اوپر بول رہا ہے
ڈال کر لیا جا رہا ہے۔

دہابی "اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک این ممبر کہ مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو
برباد کنندگان کو ابد کی طرح جاک کیوں نہ کیا۔

محمد عمر "اس میں شکست الہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟
جب اس کام سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں روکا تو بہت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تخریب کیا گیا ہے دوسرا
جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ "هَذَاكَ الذَّلَالُ وَالْغِيَاثُ" کی نفی خبر
کہ اللہ تعالیٰ نے سچا کر انتخاب اسی سے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب صلی اللہ
علیہ وسلم کی خبر صداقت میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جواب نمبر ۳۔ احتساب ۲۲
وَلَا تَبْلُغِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ
اَوْ دَعِ اِذَا هُمْ رَوَوْكَ

عَلَى اللَّهِ وَكَفَى يَا اللَّهُ وَيَكِيلًا۔ اور فرمایا: وَالْهَجْرُ هَجْرًا جَبِيلًا وَذَرْفًا
وَالْمُسْكَنْ بَيْنَ أُولَى النَّحْيِ وَكَيْلَهُمْ قَلِيلًا پھر فرمایا: وَذَرْفًا هَجْرًا
يَا كَلُّوا أَوْ يَمْتَعُوا وَيُنَادِهِمُ الْمَلُوكُ فَمَتَّعُوا كَافًا پھر فرمایا: وَمَا
أَسْأَلُ عَلَيْكُمْ بِخَبَرٍ۔

ان ارشادات الہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور میں اور میں نے جس کی مثال
تھا اسے سامنے موجود ہے۔

وَمَا أَسْأَلُكَ إِلَّا حَسَنَةَ الْخَلْقِ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِمَا يَحِبُّ
جواب نمبر ۴ آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرم جانوں
کے واسطے رحمت،

آپ کو اللہ تعالیٰ اہل جلال نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ
کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال میں ایسا تھا جو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا نہیں فرمائی۔
لیکن آپ کے رحمۃ الخلقین برنے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ
جواب نمبر ۵ کیا ہوا ہے: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ

فِيهِمْ رَاۓً محبوب جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ کو لائق نہیں کہ ان
کو عذاب کرے۔ اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب الہی
نازل نہیں ہو سکتا۔ اور بعد کے متفق ارشاد فرمایا: فَأَمَّا سُدْهُ بَنِي رَاۓً فَإِنَّمَا سُدُّهُ
مَنْتَقِيْعُونَ جب ہم آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جائیں گے تو ان سے ہم
بدلہ لینے والے ہیں۔ یہ تو تھا اسے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جا
گا بلکہ وقت آنے پر ان سے فدا فرما بدلہ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے

اپنی اعمال کی بنا پر تو قرنِ شیطان کا خطاب ملا۔ وہ خداوندِ برّہ عمل لوگوں سے ان کا کرنا تھا۔ باقی دھرم میں شریفین کی ذاتی طاقت و شرافت ہر وقت نفسِ قطعی سے ثابت ہے۔ مومنات سے ان میں نجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ مندرجہ میں نجاست کرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ یہ عربین و شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ بڑوں سے نجس نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے اُس کو ہر سال دھویا جاتا ہے۔ عربین و شریفین میں نہ خود فقیر نے دھویوں کی اقتدا کی اور نہ کوئی نظریہ کارروائی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے دھویوں نے حکومتِ سعودیہ سے مختلف صورتی شکایتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق آمرین بالعرف کے کچھ نہ کہنا دوسرے۔ اتنے کوئی مذہبی مداخلت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومتِ سعودیہ کی سختی مشہور تھی اور فقیر بھی اُس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ موری اٹھیل صاحب دہلی خود تر جانی فرماتے ہیں۔

تختہ دہلیا بیہ ملک } اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنے والا
یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو کہ جو کوئی
یوں کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مشرک ہو گا اور
اُس کا خون بہا ہو گا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالباً
ان لوگوں کا ہے جن سے آج کل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تختہ دہلیا بیہ ملک } موردِ شریف کرے داسے یا تبیغ ہاتھ میں نہکے والوں
کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر ایمان میں تو بہتر وہ نہ عالم اُن
کو مترادف ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے خود فرمایئے کہ شامی کا سہلیم کا مسنونہ حوالہ اور یہ عبارت
ان میں کُلِ تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور و بصیرت
کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفتِ اسلامی کو بظاہر آسن سمجھ سکتا ہے۔

حرمین شریفین میں سونے کو آقباس کر کے قصور کے دہریہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بناد رکھا تھا تو فقیر نے ان کے اکسیر کو اور مسلمانوں کے دغلانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کو واضح کرنے سے دہریہ نے حرمین شریفین کا حوالہ دیا۔ تو یہ تیس مسیح الفارسی ہے کیونکہ حرمین شریفین کے احکام باقی مساجد سے جدا گانہ ہیں جس کو دہریہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ دہریہ کے نزدیک مساجد مثلاً شکر کی طرف سفر کرنا باطل ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے۔ اور قَدْ اخَذْنَا كَانْ اَمْنَا بَیْتِ اللّٰهِ شَاہ ہے جس کے سامنے بیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حرمین شریفین سے باقی مساجد کا ازلیئے قراب بھی انتہا ہے۔ دوسری وجہ دہریہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہو تو خون سے مسجد کی چٹائی بخش ہونے کا احتمال یقینی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ دہریہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ مغربی ہی اشارہ ذکر ہو گا۔ ان تمام بناؤں پر اصحاب مساجد حنفیہ حتی الامکان دہریوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احداث دہریہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری مفصل یہی ہے کہ دہریہ اپنی مساجد میں جا کر شب باغی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ وَهَذَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاغ

ہمارا کام کہہ دینا ہے یاد تم آگے چاہے ماریا نہ مانو

اب تم اپنے بڑے جانیوں کے امتیازی مسائل بھی سن دو جو کہ منبع و مابیت ہیں۔

دہائی "جانی مجھے دہائی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکاباس کو بتا

سمجھتے ہیں۔

محمد عمر کیوں بھی دہائی کے خطاب سے آپ کرکریں چڑھائی۔ حالانکہ تمہارے اکابرین اپنا دہائی ہوتا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اخبار توحید مدبر سید محمد داؤد غزنوی ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۶ء

شخص خاص اللہ کی عبادت کرنے والا ہے۔ ایک خدا کے ماننے والا ہے۔ مخصوص عبادت اور احادیثِ مسلمہ کا تابع ہرگز اسے شیخ الاسلام عبدالمطلب کے نام سے منسوب کر کے دہائی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ابن تیرہ چٹنوں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اولاً یہ نام اہلحدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر وہابیت کی ہی رٹ لگاتا ہے تو چلو دہائی ہی یہی۔

اہلحدیث کا مذہب معتزہ مولوی ثناء اللہ صاحب ص ۲

اِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْاَيَالِي قَدْ هَبْنَا خَلِيْفَةً لِّلْاَيَالِي اِيَّا هِيَ

یعنی اگر تجھ خداوندی سے آدمی دہائی بنائے تو بنوں اور انسانوں کو گمراہ رہیم دہائی ہیں۔

بجلی اسمانی۔ مولوی زمرین گھر جا بھی ص ۳۰

ہُن ہیں کعبہ حبیب کے تیرے دیاں جواب ثنائی یاد کریں لا توحیٰ میں ملایا اک دہائی

مولوی اسماعیل صاحب غزالی نے فتح دہائی کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ

لکھا جس کا نام پہلے گزربھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے ترکیب دہائی نام ایک رسالہ کا نام لکھا۔ اگر یہ لفظ بڑا حقارت آمیز ہے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے جدید جدید عقائد ملاحظہ فرمائیے۔

غیرمقلدین وہابیوں کا خدا

مولوی وجیہ لڑاؤں کے مترجم قرآن مجید کے ماسخیت پر لکھا ہے۔

اللہ جب کسی پر جھٹیتا ہے تو پورا اعلیٰ ہی ٹری نہیں رہتی ہے۔ اور اس کے

بوجہ سے چرچہ کرتی ہے۔

غیر مقلدین و بایوں کے نزدیک صفات الہیہ و شہیں

کثر التعلق موقوفہ و جید الزمان ۳۵۴ { اللہ تعالیٰ کئی ناموں اللہ تعالیٰ سے مومن ہے۔ جو قرآن مجید میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ۔ مشیت۔ سع۔ بصراء و قوت الکلام۔ اور بعض فعلیہ حادثہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور عرش پر استرا کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین و بایوں کا کلمہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ
فتاویٰ نذیریہ ۱/۴۱۱ { میں کہ وعلیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا
ہائے ہے یا نہیں۔ بے نیاد قوجی وا۔ الجواب۔ وعلیہ مجموعہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وعلیہ کے واسطے صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم بحرۃ النید ابراہیم حنفی عند سید تدریسین۔

غیر مقلدین و بایوں کا نیا قرآن و نیا رسول

اور فرماتے تھے
سوا نخمیری مولانا عبد اللہ صاحب امر قسری ۳۵-۳۶-۳۷ {
(مولوی عبد اللہ صاحب)

کے امام کو مختلف مقامات پر ہوئے۔ کیا یہ غلام احمد دہلوی سے کم ہیں۔

قد وہابیہ کے امام نور محمد ثناء اللہ صاحب نے سو سے زیادہ آیات کی تشریح کی اور حجراتِ انبیاء کا بھی انکار کیا۔ یہ قطعاً جی فرقہ وہابیہ کو زیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر

و دیگر انبیاء و صلحاء کے مزارات پر جانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۷۱۵ { ذی الحدیث ذلیل
عَلَى مَنْعِ شَيْءٍ الرِّجَالِ

إِنِّي قُبِرْتُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي غَيْرُ بَا مِنْ الْمُبْرُورِ الْمُشْهَدِ
لَا أَنْ ذَالِكَ مِنْ أَخْبَاءِ بَابِ مَنْ أَعْظَمَ أَشْبَابَ الْأُمَمِ أَنْ بَا حَاجَا
وَهَبْهُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ الَّتِي أَلْفِي فِيهَا مَيْتَحُ الْإِسْلَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ
أَعْنِي مَنْ سَأَلَهُ بِحُجَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَنْبِيَاءُ وَالصَّالِحِينَ رَأَى حَدِيثَ
مِنْ دَلِيلٍ عَلَى أَنَّ صَلَاةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَبْرِ كِي طَرَفِ سَفَرِ كَرْنِ كِي مَانَتِ بِرَأْسِ كِي
عَنَادَ بَاتِي قُبُورِ أَوْ زِيَارَتُونَ كِي طَرَفِ هِي أَسْوَاسُ كِي رَعِيدُونَ سَعِي هِي بَلَكِ شَرَكِ
كِي بَرَسِ أَسَا بَعِي سَعِي أَسْ كِي أَسْ كِي سَاقِدِ أَوْ مِثْلِ سَكِي سَعِي بَرِ هِي بِنِ تَيْمِي لِي فُلْكَ
وَيَا بَعِي هِي نِي خُصِ أَنْبِيَاءِ أَوْ صَالِحِينَ كِي قُبُورِ كِي أَسْوَاسُ سَفَرِ كِي مِثْلِ بَعِي مِثْلِ
عَقِيدِ وَ كُتُبِ هِي

مرحلة الصديق مصنف صدیقِ حنیفان ص ۱۰۰ { وَالْمُسْتَفْ
الْمَجْمُودِ

الذی یسافر فیہ سبیل ذی القربیٰ یجوز فی قبرہ کما یجوز فی سائرہ
مشترکاً بینہما بذاتہما و یجوز زیارتہ کے واسطے سفر کرنا اس میں شراعت سے ہے اور
ہم نے سفر میں قبر کے واسطے کیا تو اس نے زیارت شریعہ نہیں کی بلکہ بدعت
کی ہے،

دو وجہ منع از سفر زیارۃ خواہ قبر یا غیرہ
۱۴۹۔ عرف الجہاد

جو انہاں از کتاب و سنت یا اجماع یا قیاس یا قیاس تمام نیست و زیارت کے سفر سے
منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبروں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اس
کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے،

فقہ محمدیہ کلام ۱۵۱
مکان متبرک کی طرف سفر کرنا درست نہیں
برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر پر یا ولی کی لیکن

اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند ستھارت اور بکھنے
علم وغیرہ کے تو اس کے لئے ہر جگہ اور ہر مکان کی طرف سفر کرنا درست ہے
بالاجماع۔

مسئلہ سماع موتی
مسنفہ حافظ عبد اللہ صاحب ضروریات کے لئے

سفر کا کوئی ہرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف میں قبر غریبی بھی داخل ہے ثواب
کی نیست سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحتفہ و ہامیہ مسنفہ اسماعیل غزالی ص ۱۵۱-۱۵۲

آستانوں کی زیارت کیجئے شہرہ مال اس میں کیا شان پر شادی اہتمام نہیں
باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں تو پھر

قبول کی طرف سفر کر کے ہانا کی طرح رہا جائے اور جب قرآن میں ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو اہل حق
اولیٰ منون ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن وضو مطہر
مستور اگر صلی اللہ علیہ وسلم و مزارات دیگر انبیاء و صلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے
یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بیعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے حسد اور بغض۔ تو جلائے مذہب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو کیا تلقین
ہے کہ ذات سے حسد اس کے مکان کی طرف ہانا لانا تو اس کے رستے کی طرف
ہانا کیسے قرآن ہو سکتا ہے محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اور دشمن کی ہر چیز دشمن
خداوند کریم چونکہ آپ کے حب میں اس واسطے آپ پر صلوات و سلام بھیجتے ہیں۔ اور
لاکھوں ملائکہ وضو مطہر کے گرد و باز صلوات و سلام پڑھتے ہیں۔ اور مومنین بھی آپ
جاہلست میں دلوں جا کر شریعت کرتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی
ہے۔ اور وہ اپنی اگر زبان چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے شانِ بیتنا
لوں ابستہ سختی وہاں جانے ت مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گمراہ سے پاک
اور برتر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کا وضو اطہر دنیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے۔
بیعت اللہ ہو یا غیر

وہابیوں کے مذہب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر

تطہیر الاغماض واصلہ
فَاِنْ كُنْتُمْ هَذَا فَابْرؤْا لِرِاسُولِ اللّٰهِ
اصلى اللہ علیہ وسلم و سارقت عتیرت
عکبر قبتہ عظیمہ اذقیت فیہ الاموال قلت ہذا اجهل عظیم

مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے اگروں کو دھوکا دیتے ہیں مسلمانو! یہ عقائد سن کر بڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا اندھن بن کر اس سے اور زیادہ کیا بد قسمتی کر سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت یا روضہ اطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم و احادیث صحیحہ و اجماع سے ثابت ہے۔

نسارہ ۵۔ { وَإِذْ يَقُولُ الْمُفْرَقُونَ إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الْمَسْئُولِ مَا رَأَيْتُ الْمُتَنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صَدُودًا } (اور جب کہلواتا ہے ان کو تمہاں س چیز کی طرف اذہر اللہ نے آباد کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ منافقین کو مدخل فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھرتے ہیں اپنی طرح منہ پھیرنا، معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا جائے تو منافقین اپنی طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی یہ بات نہیں۔

نسارہ ۱۳۔ { وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُبَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ كَانَ مِنَ الَّذِينَ جَاءُوا اللَّهَ بِقُلُوبٍ فُتِحَتْ وَأَجْرُكَ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا } (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھراس کو موت نے بے یاز اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے،

جس میں اس بات کی تیز نہیں فرمائی کہ تا میں حیات دنیاوی ہی پہنچا جائے بعد میں نہیں بلکہ اور حسبِ شرط سے حکم عام کر دیا۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے قبل از وصال جہاں بعد از وصال تو اس کی بخشش کے واسطے ہی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربار کھلا ہے۔

یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرَ الْمُشْکِرِ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُشْکِرِ لَمُنْکَرٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ

وہ مستبقر وقت (اور جب اُن کو کہا جاتا ہے آجاذ تم بخشو اہل گ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے سروں کو وہ پھیرتے ہیں۔ اور آپ اُن کو دیکھیں گے کہ وہ بکتر کرتے ہوئے منہ پھیرتے ہیں،

کیا وجہ ہے کہ یہ دہائی آپ کے پاس جائے چراتے

محمد ﷺ اس کا سبب خاص ہے کہ اگر ہم اُس کو بیان کریں تو اللہ تعالیٰ شاید ان کو ہدایت دیجے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرَ الْمُشْکِرِ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُشْکِرِ لَمُنْکَرٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ

وہم یہی ہے میرا رشتہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں جہانی پر ہوں اور میرا رشتہ بھی، معلوم ہوا کہ جو آپ کے رشتے سے منقطع ہے وہ اللہ سے منقطع ہے اور فرمایا

یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرَ الْمُشْکِرِ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُشْکِرِ لَمُنْکَرٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ لَمُسْتَبْرَقٌ ۚ

یہ زندگی میں چرکار کرنے کے بعد کب ہو سکتا ہے۔

محمد ﷺ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی دریافت فرمائیں۔

تُسَبِّحُ الشَّهَادَةُ إِذَا اسْتَوَقْنَا عَلَى حَذْرٍ وَاقٍ فَلَمَّا مَتَدَّ لَيْسًا مِنْهَا
فَإِذَا تَبَوُّهُ بِمَجْلِسِيهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُبَوُّهُ
أَيْضًا إِنَّا هُنَا قَالَ قُبُورُهُمْ أَصْحَابُنَا فَلَمَّا جِئْنَا قُبُورَهُ الشَّهَادَةُ أَرَعَ قَالَ هُنَا
قُبُورُهُمْ أَصْحَابُنَا۔

مذکورہ بالا حدیث اس میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت
ابوداؤد ۲۸۶۱ ہذا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبور کی زیارت کے واسطے سفر کر کے
تشریف لے جایا کرتے تھے۔

عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِذَا ذُهِبَ إِلَى قُبُورِهِ
ابوداؤد ۲۸۶۱ الشَّهَادَةُ عَلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ أَتَقْبِلُ
لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَلَى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
هَذَا الطَّرِيقِ عَلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ فَسَمِعْتُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عمر کہ دیکھا کہ جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر شہدار کی قبر کی طرف گئے۔ اور اس
اونٹنی کو ایسے اور ایسے موڑا کہ ان کو اس کے متعلق کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر اس راستے میں دیکھا۔

فرمائیے نام کے اچھوتیو اب تو بلند آواز سے آمین پکار دو۔ اور شہیدِ محال
سے زیارتِ قبر کے واسطے جانا سنت کہہ دو اور عمل بھی کرو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا بیع صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعین سفر کر کے جانا اور آپ کے بعد اس سنت پر عمل کرنے
کے واسطے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہونا یہ ایک جزو ایمان ہے۔

”لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ“
وہابی کیا ہوا؟

محمد عمرؒ جواب ہے :- یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شرح منجلیۃ الفکر ۲۶ | یُسْرَتُ الشَّيْخِ بِأَمْرٍ بِأَمْرٍ هَذَا مَا وَفَّقَ
 فِي النَّصِّ بِحَدِيثِ بَرِيدٍ لَا فِي صَحِيحِ

مُسْلِمٍ كُنْتُ نَقَيْتُ كَمَا عَنْ نَبِيَّائِهِمَا الْقَبُولِ فَزَلُّ مَوْعَا ۱۱

امام قسطلانی نے لَا تُشَدُّ التَّوْحَالُ کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث
 کو کئی ائمہ سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جو نفس میں وارد ہے۔ ہر یہ کہ حدیث سے جو صحیح مسلم
 میں موجود ہے کُتِبَتْ تَهَيُّتُ كَمَا ۱۱۔ دوسری حدیث۔

بخاری شریف ۱۵۹ | من ابن عمر قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ
 سَبْتٍ مَا شِئْنَا وَهَذَا كَيْفَ كَانَ
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَقَعِدُ - وابن

مسلم شریف ۲۲۸ | مسخر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر سبت کو کعبی پیدل اور کعبی اسوالہ
 ہر کعبہ قبا شریف لاتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمر بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے۔
 علامہ ابن جریر نے ان دونوں حدیثوں سے ثابت کیا کہ لَا تُشَدُّ التَّوْحَالُ کی حدیث
 منسوخ ہے۔

جواب: مختصر معانی ۱۵۱ | اِنَّ النَّبِيَّ فِي الْاَبْتِلَاءِ الْمُسْتَرْغِ
 الَّذِي حَدَّثَ فِيهِ الْمُسْتَشْنَى

مِنْهُ وَاعْتُوبَ مَا بَعْدَ الْاَلْحَاقِ الْعَوَامِلُ يَتَوَجَّهُ إِلَى مَقَدِّمِ
 وَهُوَ مُسْتَشْنَى مِنْهُ لَكَ إِلَّا لِلْاِحْزَانِ لِقَدْ خُفِيَ عَنْ حَقِّهَا مَا رَلَيْنَا وَلِ
 الْمُسْتَشْنَى وَغَيْرِهِ فَيَتَحَقَّقُ الْاِحْزَانُ مِنْ سَائِبِ الْمُسْتَشْنَى فِي جَنْبِهَا
 لِقَدْ دَ -

مطلوب ۳۴۵ میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

ثابت ہوا کہ امتیضی مغرب جس میں کہ متشی منہ عدت کیا گیا ہو۔ جیسا کہ لَا تُشَدُّ
الرِّجَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ میں ہے۔ اس میں الّا کے ماقبل متشی منہ مذکور
نہیں ہے تو اس میں متشی منہ کو مقدر مانا جائیگا۔ کیونکہ الّا افرج کے لئے آتا ہے
اور افرج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہذا متشی منہ کا مقدر ماننا ضروری ہوا اور وہ
متشی کی جنس سے ہی مقدر مانا جائیگا۔ ثَلَاثَةُ مَسَاجِدَ جو متشی ہے اُس کی جنس سے
ہی لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کے جملہ میں الّا کے ماقبل مساجد کو ہی مقدر مانا جاسکتا ہے
مذکورہ اور لہذا باقی مساجد کی طرف شدہ حال سے اس حدیث میں ممانعت
ثابت ہوئی۔ اور شدہ حال باقی مساجد کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا
حدیث سے جائز ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ والی اس حدیث
سے منسوخ ثابت ہو چکی ہے۔ نہ کہ زیارت قبر کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ دہا بیر و ضہا طہر کی طرف جانے سے مطلقاً اسو
منع کرتے ہیں کہ اگر وضہ طہر پہنچے گئے تو کہیں کفر و نفاق سے دھل نہ جائیں جیسا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ خَلَعَ ثَوْبَهُ فِي الْمَدِينَةِ وَخَلَعَ ثَوْبَهُ فِي الْمَدِينَةِ
کُنز العمال ۴۳۸ کا غبار کدہ سے شفا بخشتا ہے

عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَجُوزُ الْجَدُّ أَهْلَ مَدِينَةِ طَيْبَةَ كَاغْبَارِ جَدَامِ سَعْدٍ بِدِيَارِهِ،
عَبَّاسُ الْمَدِينَةِ يَطْلُقُ الْجَدُّ أَهْلَ مَدِينَةِ طَيْبَةَ كَاغْبَارِ جَدَامِ كَوْثَارِ دِيَارِهِ،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسی ثابت ہوئی جیسا کہ
حضرت عبسی علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے کڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی
وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ طیبہ کے بازاروں
میں بھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ اندر کا کڑھ چلا جائے۔ (فقہ قاضی محمد سلیمان) اپنے محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم کے مدغم اطہر کی زیارت تعجب فرماوے۔ اللہ آپ کا بعض عاقلوں کے دلوں سے نکالے۔ اور براہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ خصوصاً مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۶۴۸ کنز العمال ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِذُوا بِاللَّهِ يَوْمَ تَأْتِي السُّبُحَاتُ﴾
مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

اس حدیث پاک سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیخ مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ دہا بریہ چنگہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے اُن کا خیال نہ کہنا۔ اگر وہاں جان بخل مگنی ایسا نہ ہو کہ آپ ہمارے بھی امداد فرمائیں۔ لیکن جو اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر بحیثیت صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ جب تک مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہو تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ پر حقی وجود و فضلہ اطہر سے منع کرنا اس موجب سے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف $\frac{1}{104}$ کنز العمال $\frac{4}{257}$ مسلم شریف $\frac{2}{274}$

عن ابی ہریرۃ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ شَجَرِي وَمَقْبَرِي
مِائَتُ صَنَةٍ مِمَّنْ يَأْتِي الْجَنَّةَ وَابِي هَرِيرَةَ سے روایت ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ میری قبر اور میرے شجر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک بارش ہے،
اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو جنت سے بے نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اس کا مابین یاغی
جنت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرَى عِيداً میری قبر کو عید بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جانتے۔“

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب میری قبر کو عید نہ بناؤ یہ ہے کہ عید چونکہ سال بابل آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو درست دیر سے ملے اُسے کہا جاتا ہے کہ عید کا پانچواں گیا ہے۔ یعنی دیر سے پہنچا ہے یہی مطلب لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرَى عِيداً کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ بظمان الہی وقم قد انکم اذ ظلموا انفسکم رجاء ذلک کو یاد رکھنا اور اسی پر عمل کرنا۔ جب گناہ کروا جرم کرو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔“

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں روگ فاعرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں مثال بنا ہے۔ لہذا آپ نے روضہ اطہر پر آئے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ یعنی فاعرانہ لباس پہن کر میرے مبارک حاضری نہ دینا بلکہ مجرد حیثیت سے اپنے آپ کو ظالم سمجھتے ہوئے وَقَدْ اَنفَسْتُمْ اذْ ظَلَمْتُمْ اَنفُسَكُمْ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے مدد و مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جانا ذلک پر عمل کرنا تاکہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دوبارہ رسالت کے لائق بنا دیں۔ اور میری صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ایسے مومن داخل ہونا۔ کہ دوبارہ اقدس میں حاضر ہونے ہی قَدِیْکَ تَیْسِرُ کے اصل سے تنہا دمی صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ تم عید میں تکبیر پڑھتے ہو تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید مناد ہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوا أَقْبَرَى عِيداً یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس مَلُوءَہ و سلام اور دعا میں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور بحر سے آواز نکالنا تاکہ ایمان نہ ہو کہ بجائے تزکیہ اور بخشش کے پھل حیات بھی اُن

تَجْعَلُوا أَثْمَالَ كَعَمَلِ كَرْدِ كَرْدِ

”وہابی“ حدیث شریف میں آتا ہے لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي وَثَنًا لِّعَبِيدٍ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متوازن جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بت پرست کہتے ہیں۔ اور وہی ہمارا عمل ہے۔

”محمد علی“ سبحان اللہ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے اقرار کیا۔ کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ضرور حاصل تھا لیکن یہ بھی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب کو غلط بیان کر کے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے ہو۔ یعنی کے داشت دکھانے کے اور کھٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اب دریافت مطلب امر یہ ہے کہ بت کے کہا جاتا ہے اور بت کیوں فرمایا۔ اب اہم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے۔ يَا اَبْنَتِ لِمَ تَعْبُدُنَّ مَا لَا يَنْتَفِعُ وَلَا يَضُرُّ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا اے میرے باپ تو اُس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے نہ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیدا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت نہیں سمجھنا۔ میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سنتا ہوں اور بعد از وصال بھی سنتا ہوں گا۔ اور بت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر ہوں گا۔ پھر فرمایا بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمتہ للعالمین ہوں۔ ہمارا ہی ہر تکلیف کو دور کرتا رہو گا۔ حشر و اکرام منہ اللہ علیہ

وسلم اگر سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسہ سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شاہد اللہ تبارک و تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اور کوئی وقت مشاہدہ سے خالی نہیں۔ اور آپ لوگوں سے ہر طہر و نحوہ صاف نہیں کا تزکیہ نفس نہرا کر اور عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِمَا عَنَتُہُمْ سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس حدیث کو بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے تمام عقیدے کو کُجا ذَا هُوَ عَزَّوَجَلَّ سے معاملہ صاف کر دیا۔ اور پھر عام قبر کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب کا سبق سکھایا۔

عن ابی ہریرۃ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی
البود اوو ۱۳۱ اللہ علیہ وسلم لَا تُجْلِسُ أَحَدًا کُمُ عَلٰی
 جَمْعٍ فَتُخَرِّقَ نِیَّاتِہٖ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَی جَلْدٍ بِحَیْثُ لَا مِنْ اَنْ
 یُّجْلِسَ عَلٰی قَبْرِ رَاجِلٍ مِّنْہٗ سَے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے تو اُس کے پٹروں کو آگ جلا دے یہاں تک
 کہ آگ اُس کے چڑے تک پہنچ جائے اُس کے واسطے اس سے پہتر ہے کہ قبر پر بیٹھے
 دوسری حدیث میں مذکور ہے ذَا ذَا سَاحِلٌ یَّمْشِیْ فِی الْقُبْرِ عَلَیہِ لَعْلَانِ
 فَقَالَ یَا صَاحِبَ السَّبْتِیْنِ رَیْتُکَ اَلْقِ مَسْبِیَّتَکَ دُکُو چانک ایک آدمی
 قبر میں صبح جو لوں کے جا رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ او جو لوں والے افسوس
 ہے تجھ پر اچھے جوتے اتار دے یہ ہیں آدابِ قبور جو قبرستان میں آپ جوتے کر
 بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا بقول تمہارے
 آپ نے بیٹھے ہوئے قبروں کی تعلیم فرمائی۔ بیت اللہ کو تو قبروں سے ایسا صاف نہیں
 کہ قیامت تک وہاں بہت نظر نہیں آئیں گے۔ اور اہل قبر کی قبر کا احترام نبی صلی

کا عا ہر بھی پاک ہر جاتا ہے اور باطن بھی۔

۷۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۰ } پشرا اڑ کر ننگے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک
ہر جاتا ہے۔

۸۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۱ } انسان کی منی پاک ہے۔ امام مالک
اور امام حنفیہ کہتے ہیں کہ انسان
کی منی ناپاک ہے۔ منی ہر چسپ
پاک است۔

۹۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۲ } زیادہ تر مجمع قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر
کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک

ہے۔

۱۰۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۳ } عورت کی شہد مگاہ کی رطوبت پاک
ہے۔

۱۱۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۴ } اگر قبل اور دوبر کے سوا کسی اور جگہ سے
خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر
جاری ہر خون سر سے پاؤں تک۔

۱۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۵ } اور اسی طرح نہیں ٹوٹتا وضو نگیب پر چوٹنے سے
کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔

۱۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۶ } اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگی
تکراتے سے۔

۱۴۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۲۷ } اگر سارا حشفہ غائب ہو جائے بلکہ بعض
غائب ہو اور بعض باہر ہے۔ تو اس

کے ساتھ کوئی قسم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اس پر غفل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے یعنی حد نہیں لگتی،

۱۴۔ فقہ محمدیہ کلاں حصہ دوم ص ۱۰۹ اور جاذبہ غول کثافت

۱۵۔ روحہ النذیر ص ۲۳۶ { رَجُوزُ رَاثِرِ ضَاعَ الْكَبِيرُ وَلَوْ كَانَ
ذَا لِحْيَتَيْ (اور باریز ہے بڑے کو

۱۶۔ فقہ محمدیہ کلاں ۱۳۶۔ برابر ہے کہ فرض نماز یا نقلیہ اور برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اشٹانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ سے۔

(۱) بیدار کے نزدیک امام مسجد دہلی جو امت مسلمہ ہی کے لئے اور مملکت کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام دہلی جیسے باندہ می یا مرغ بازی نماز میں کرے تو مفتدیریں کر کوئی اعتراض نہیں، اور نہ نماز میں حرج ہے۔

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ كُنْتُمْ كَافِرِينَ ۖ فَتَوَلَّوْا لَهُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْحَشُونَ

قرآن کریم: فرمانبرداری کرنے والے،

۱۷۔ فقہ محمدیہ کراچی ص ۱۷۸
اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے
اور جہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی

نہیں ٹوٹتی۔ اور خشیت کہتے ہیں کہ اگر مرد و عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

دفعہ کل مغلطی تعلیم سے لڑکے گھبراتے ہیں چہ بنائیکہ غلطی نالہ ہو۔

۱۸۔ عرف الجاد کی منہ { پس دعوتے انجس مین برون سگ
اور خننیر و پلید برون خروم سفرت

و عبور مردار نامقام است۔ پس کہتے اور خننیر کو انجس مین کہنا اور خننیر اور خننیر
پہننے والے اور مین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

طہارت ہا پرش آلودہ نجاست ہمیں سووٹش
۱۹۔ عرف الجاد کی منہ { بزمین است و پس و داس نماز گردون مسجد

و دامن روست و ہاڑا است تا دین محدث و نجاست سے پھڑکی ہوئی جوئی لاپاک ہونا
یہی ہے کہ اس کو زمین سے رگڑا جاوے اور پس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل
ہونا جائز ہے۔ اور چنبی اذان کہہ سکتا ہے،

غیر مقلدین بابیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

۲۰۔ عرف الجاد کی منہ { و نیست وجہ اذ برائے منع نکاح با دختر یکہ
ایں کس بابا و علی زنا کردہ و ایں دختر نیست

شرعی نیست تا داخل باشند زیر قوت نکاح کی بنائے مکمل و نوزان نیست کہ اسم نیست
لاحق مخلوق ہمارا و نیست زیر اکھاس طوق اگر بشری است باطل است و اگر مراد است

کو غیر شرعی اس سے پس منظر نیست۔ چہ اگرچہ مخلوق از آب اوست لیکن آب نہ آبے
سست کہ بد اں لائق نصب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب اور اجز ہر
دیگر حاصل نیست۔

۲۱۔ نزل الابرار ۲۱ { کُذِّبْنَا بِأُمَّتِهِ نَحْنُ لَكَ أُمَّةٌ وَمِنْهُمْ
وَكُذِّبْنَا بِأُمَّتِهِ فَتَحِلَّ لِأَيْتِمِهِم مَّا دَارَ كُتْرُ كُتْرٍ
کے ساتھ زمانا کیا تو اُس کے واسطے اُس کی ماں ادا اُس کی بیٹی حلال ہے۔ ادا اسی طرح
اُس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اُس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ ادا اسی طرح اگر کسی
کے باپ نے عورت کے ساتھ زمانا کیا تو وہ عورت اُس کے بیٹے کے لئے بھی حلال ہے۔

وہابیہ کے نزدیک مشنت زنی واجب ہے

۲۲۔ عرف الجادوی ص ۲۴ { بامجد استنزال منی بکف ہا پیمیزے از جادات
نزد و ما حاجت مباح است۔ بلکہ گاہے
واجب گردد ادا حاصل منی کا ماحقے نکاح یا کسی سخت پیمیزے بوقت حاجت جائز
ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہر جاتا ہے،

وہابیہ کے نزدیک بچہ کھانا جائز ہے

۲۳۔ عرف الجادوی ص ۲۴ { رنجو صید است رنجو شکار
ہے،

وہابیہ کے نزدیک کتا کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے

بشرطیکہ رنگ بومرہ نہ بدلے

۲۴۔ فتاویٰ تہذیبیہ ۱۳۱ { سوال چلراکند علماء دین دین میں مسئلہ کہ اگر رنگ
اورد چاہے آفتاب حکم است ہینو۔

الجواب۔ حکم چاہے مذکور آفتاب کہ اگر آب اس چاہے از افتادون سنگ متغیر نہ
شدہ است بلکہ بر حال خود است آہ چاہے ظاہر است۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنویں میں گر پڑے کیا حکم
سیچہ بیان کرو۔

الجواب۔ کنویں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنویں کا کتا کنے سے متغیر نہ
ہوے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

۲۵۔ فتاویٰ تہذیبیہ مسئلہ ۲۴۸ { سجدۃ تلاوت بے وضو نیز ثابث است
سجدۃ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے (

۲۶۔ اخبار المحدثین ۲۱ { ۲۱۔ محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ۔ مولوی ثناء اللہ رحمہ اللہ وادی
اور ثانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور

جائز کر دیا۔ اور سویتے سجانجہ کی پرتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(بحوالہ کتاب التوحید والسنۃ مصنفہ عبد الامد و ہادی غانپوری)

عرف المجاہدی مسئلہ { وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو
سکتی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک سانس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی۔ اور

ساکس سے نکاح ہائز ہے۔

۴۷۔ نزول الابدال ۲/۱۶۱ | اَمَّا مَثَلُ ذَا الْقُرْبَىٰ ۚ الَّذِي يَدْعُوكَ ۙ وَتَجْعَلُ لَوْنَهُ ۚ اَمَّا مَثَلُ ذَا الْقُرْبَىٰ ۚ الَّذِي يَدْعُوكَ ۙ وَتَجْعَلُ لَوْنَهُ ۚ

کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی،

۲۸۔ نزول الابرار ۲۸ { وَلَکِنَّ الْاِثْمَ کَانَ جَامِعًا ۚ فَرَدَّ جَنَّتْ اِیْنِیَ الْکَافِرُ
مَلِیْ اِیْنِیَ دَاوِدَ اِکْرَکِیْ شَیْخِ نَیْ اِیْنِیْ مَلِیْ

کی بری کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بیٹے پر حرام نہیں جرتی۔

وہابیہ کے نزدیک کنجری بازی جائز ہے

٢٨- نزل الابرار ص ٢٨
وَنِكَاحِ الْمُتَعَتِرِ الْمَوْتِ وَكَذَلِكَ
بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نِكَاحِ الْمُتَعَتِرِ

جَعَزُوهَا إِلَيْنَا كَانَتْ شَاقِبَةً - وَقَدْ رَفَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَيْهِ (اور نکاح متعہ اور وقت متعہ کر کے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح مہمانے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز دیکھا ہے۔ اس واسطے کہ وہ ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع واقع ہے)۔

قولی "تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہذا میں تنہا رہے
مذہب کے پول ہمیں ہرگز تاہرور۔ ہمارے کھانے کو شخص اپنی

ماں بہن نے نکاح کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اُس پر حود واجب نہیں۔ خواہ اُس کے ساتھ اُس نے وطنی بھی کی ہو۔ اور اُس کو ہانتا بھی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والد اور ہمیشہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطے وہ شرعی حد سے پاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شیخ علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله
 ﷺ { من أتى الله عليه ومسلم من ولاة علي فانت
 محترم } ^{ابن ماجه ١٨٤}
 ترجمہ: جو شخص کسی مرتد سے ملے اور اس کی مدد نہ کرے تو اس کو قتل کر دو۔
 چنانچہ فتح القدیر وغیر میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے
 کہ اہل حق و عدل سے اس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد لگانے کی مراد
 قتل مقرر کی ہے۔

”وہابی“ تنہا ہی کتبِ لغت میں کھلے کر اگر کوئی شخص مجنوں یا صغیر ہے تو
 انا کہے تو حد نہیں نکالتی جاتی۔
 محمد عمر غلط ہے۔

اور یہ تمام احداث کا اتفاقی مسئلہ ہے۔

وہابی "تمہاری فقہ میں کھانا ہے کہ جس شخص نے چار پائے سے دلی کی تراس پر حد نہیں۔"

محمد عمر "واقعی اُس پر حد نہیں۔ کیونکہ اُس پننا کی تعریف صادق نہیں آتی۔"

اس واسطے کہ شریعت میں زنا کتبے ہیں آدمی کا وطن کرنا عورت غیر ملوکہ کی قتل ہیں۔ اور اس آدمی سے اس کو سزا دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

اِنَّهُ لَيَعْتَرُكَ يَغَابَتِيَا اَنْتَ مِنْ اَقْبَىٰ بَعْثِمَا قَاتِلُوْهُ
 ہدایہ ۱۴۴۱ (۱) قَاتِلُوْهُ هَا اُس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔
 یعنی جس نے پاپے سے وطن کی ترانس آدمی کو بھی اور چپانے کو بھی قتل کر دیا حدیث
 پاک میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سزا فرمائی ہے۔

بہتقی شریف ۱۶۲۳ (۱) سے زنا کے تو اس کو قتل کر دیا
 مَن ذُو قَبْحٍ عَلٰی بَعْثِمَا قَاتِلُوْهُ دُوْجُنْ جَارِيَا

”وہابی“ تمہارے مذہب حنفی میں متہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ وَ تَشْتَجِبُ
 الْمُتَّعَةُ بِكُلِّ مُطْلَقَةٍ ہر مطلقہ کو متہ مستحب ہے۔
 لعنتہ اللہ علی الکاذبین
 محمد عمر دیکھئے آپ کا ہمتان۔

ہدایہ طائفت (۱) وَ تَشْتَجِبُ الْمُتَّعَةُ بِكُلِّ مُطْلَقَةٍ اِلَّا مُطْلَقَةً وَاحِدَةً
 وَ هِيَ اَلَّتِي طَلَّقَهَا التَّرْدُجُ قَبْلَ الدَّخُولِ بِهَا
 وَ قَدْ عَقِيَ بِهَا مَهْنَةً اور متہ مستحب ہے ہر طلاق کو سوائے ایک طلاق کے
 اور وہ عہد ہے۔ جسکو غاۃ فی قبل دخول طلاق آدمی۔ اور اس کے لئے ہر طلاق
 معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھئے ۴۰۴ میں نکاح ہے وَ الْمُتَّعَةُ
 ثَلَاثَةُ اَلْوَابِ مِنْ فِتْنَةٍ مِّثْلُهَا دِیْنِ دِیْنِ وَ تَحَارُّ وَ مَحْفُظٌ رَاوِد متہ
 تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کڑا ہے اور دو پٹ اور چادر۔ حکم متہ اس سے
 زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۱۶۱۲) وَ نِكَاحُ الْمُتَّعَةِ سَابِلٌ دَلَالِ
 متہ باطل ہے، اہل اہلہ تمہارے مذہب میں متہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا عمل ہم پر

چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نزول الابرار صفحہ ۲۲ پر پہلے گزرجکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور یہ منہ
روافض کا شعار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
روافض کی ایک جماعت سے ٹکار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے الطالبین مشکاۃ
الترغیثۃ لفتوح السراج صفحہ ۱۰۱ فرقۃ القطعۃ فی الیکسانینۃ والکبیرۃ
فی المصیرینۃ والحمد للہ الخ اور محمدی تم خود کھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے
امام و مقتدا مولوی محمد اہلعل صاحب ایضاح الحق میں لکھاتے ہیں: خود را از طحا
بند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی شکر میں منسک کروادو۔

معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین سا۔ ائمہ اہل سنت و اہل حق سے واند
و خود را محمدی سے گوئد ائمہ اہل سنت کو برحق جانے اور
اپنے آپ کو محمدی کہلائے

بجلی آسمانی ص ۱۹۔

یعنی جیسا کہ محمدی اور جنت و جہاد سے باجمہ محمدیاں سے سخنوں و دفع حکم منافی
حضرت پیر پراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی فنیۃ الطالبین کو پڑھ کر ملاحظہ
ہوئے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے وعید اور فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔ چونکہ
آپ کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے والوں کا غلطی علم تھا۔ اس واسطے
انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہ بیوں کا
محمدی کہلاتا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے
ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے
ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے
اسلمی کہلاتے ہیں۔ جو نادانف کو دھوکا دیتا ہے۔ ایسے ہی تہاراجی محمدی کہلاتا

عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؒ نے تمہارا سہ برغلات فتویٰ دیا ہے۔

غنية الطالبين ٣٨
روى عبد الله بن عمر عن النبي ﷺ قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لَيْسَ بِتَأْمَنٍ حَقَّقَ الشَّارِبَ. وَلَئِنْ فِي ذَٰلِكَ مَثَلَةٌ وَذَوَاتُهَا لِيَمَاجِ
الْوَجْبِ وَجَمَالُهُ فِي بَقَاءِ أُصُولِ الشَّعْرِ زِينَةً وَجَمَالًا.

و بعد اشد بن مگر عنہا سے معافیت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس شخص نے میری عین منڈیا میں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بے چین
ہے۔ اور چہرے کی مدافعت چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت منہجوں
کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے۔

اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ واریہ محمد نامی ہیں مثلاً داتے ہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں یا غاصب۔ باقی قابل غور یہ امر ہے کہ یہ فرقہ یا یہ عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا محض کر دی توحید کا لاکھل انبیاء اور اولیاء کا حامد اور آئی کے مقابلہ میں اپنے آپ کو انا خشید بنیٹ کی ڈھنگنے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم سمجھنے والا اور عبادت الہیہ کا پورا پورا عہدہ اور انہیں مقابلہ جو اپنے نفس کے مقابلے میں نبی ولی کی عزت کو کم سمجھنے لگا۔ قرآنہ تعالیٰ نے اس کی تمام عبادت جھڑک کے فاش فرمائی۔

ثانیاً رَجِیْمُہُ کا ترمیمی دسے کر نکال دیا۔ اور رائدہ لکھا دیا۔ چنانچہ وہ مومنہ متکبرہ باوجود مردود و ملعون ہونے کے اکڑ کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آج کل بھی بعض مفتی مسند ابلیسی کو ادا کرتے ہوئے سینہ تان کر فحاشی کے حکم کے برخلاف کھڑے ہوتے ہیں بعد ازاں گفتار مکہ ہوا ابلیس کے مرکزی مرتبے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس بنیٹ کی۔

اور اُس مقام کا نام جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف مجلس شوریٰ تمام کی جاتی تھی دارالاندوہ سے موسوم کیا۔ جیسا کہ اجل ہندوستان میں بھی اُن کے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا شائق مرکز کول کردار اللہ و مقرر کیا ہوا ہے۔ تو اُس مکہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں ابلیس بھی اپنے جبر بنجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دارالاندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لئے مشورہ سے پیش کئے۔ تو ابلیس بغیر بنجدی ہوا۔ کہ میں بھی مشورہ سے سکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ ابوہریر نے اُس سے سوال کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اَنَا مَشِيخٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ میں بنجدی بنجدی ہوں؟ ابلیس کو بھی بغیر بنجدی ظاہر ہونا پسند آیا۔ تو ابوہریر نے مشورہ دریافت کیا تو ابوہریر کو بھی یقین تھا کہ جتنی ممانعت اور عناد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجدوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں ابلیس نے کہا کہ جب تک اُس کو قتل نہ کرو گے رقم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہذا ری حکومتیں چھین لے گا۔ تمہاری عزتیں مابقی رہیں گی۔ اللہ شَرُّ حَسَنٍ حَلِیْمٌ کیا تم نے اُس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا؟ حَلَاوَةٌ مِّنْ طَقِیْمٍ اور اُس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھی؟ مَلُوبٌ مِّنْ لُّبِّ الرِّجَالِ یا مَنَافِئُ بَدِہِ اور ماظِرَان کی برکت سے لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ ابوہریر کو شیخ بنجدی کی شبیہ کا مشورہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابوہریر نے چنہ آدمی ملے سر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یٰسین کی پہلی پانچ آیتیں پڑھ کر ایک مُرْتَضٰی مَن کی طرف چھٹیک دی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو تشریف لے جاتے ہوئے فطرہ آئے رچا چڑا اُن اشخاص تابعین کی مشیت

کہا اے کہ اور اگر تے ہوئے نجدی بھی نکلے سر نماز پڑھتا ہے۔ قیام بھی اُس کا اسی طور
کو مستلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اُن کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آج
حکام ابن کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے، ایہ تمام واقعہ نجدی اراکین کا تاریخ طبری
۲۸۔ ابن ہشام ۱۱۶ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن اثیر ۱۱۶

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنِّیْ اَخْشِیْ
اَهْلَ نَجْدٍ مِّنْ نَّجْدِیْنَ سِوَیْہِیْنَ۔ قسطلانی ۱۱۶ اور ہمدانی شریف ۱۱۶
مشکوٰۃ شریف ۱۱۶ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کے حق میں ما
نہیں فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے نکلے اور زلزلے آئیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا
اور آپ کا رُخ اور مشرق کی جانب تھا۔ آپ نے اعلیٰ کے اشارے سے اَلْقَبْضَةُ
ہُنَا اَلْقَبْضَةُ ہُنَا مِنْ حَیْثْ یُطْلَعُ قُرْنُ الشَّیْطَانِ دقت یہاں سے
ہوگا جہاں سے قرن شیطان طلوع ہوگا، آپ کا اُس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اسی
وقت میں مِنْ ذَوْنِیْ مَجِیْ ہوتا ہے۔

معتمد ابن جریر متلانی ۱۲۵ ابن تیمیہ حرائی نے بعد ازاں
درر کا منہ ۱۲۵ میں سورفائے کرام کے حق میں زبانِ دوازی شروع

کی۔ اور اس آیت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے لئے نقصان کے
اہل نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہذا اُن سے فریاد کرنا اور اُن سے اور اوڈھنا
کی امید بے فائدہ کہنا شرک ہے۔ اور یہ کہا کہ روضۃ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔
سب سے پہلے یہ شخص ہے جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک
کہا۔ چنانچہ روضۃ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ سے فتیٰ الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ
سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرائی کو بدلائل روضۃ اطہر پر سفر
کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے باوجود مغلوب ہونے کے قریب نہ لی تردید اِلَیْہِ

لا رہی تھی۔ اب تمیہ کو قید کر دیا۔ بعد ازاں اس کے آہ کر کے پرہیز کیا گیا۔ پھر وہ بڑا بڑا شہر گزرا۔
 کربلا شہر کی طرف سے اطلاع کی گئی۔ کہ طار کے اتفاق سے اس شخص کا حلیہ درست نہیں ہے۔
 ہذا من اعتقد احتیاجاً ابنِ شعیبہ علی مائلہ وکفہ جو تمیہ ابنِ تمیہ
 کے حقیقہ۔ اسے اس کا مال لٹا کر اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے
 وہ بیتِ رویش بر گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابنِ تمیہ کے شاگرد نے
 جامعہ اربعین اور جامعہ عربیہ ماضیہ میں ابنِ تمیہ کے حقیقہ سے کاغذ کیا۔ دوسرے کاغذ
 میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے بنی سعلیہ و سلم و سلم و سلم
 کی شان میں گستاخانہ خطاب کیا۔ تو اس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا
 تو اس نے حالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر غولی آدھ کر دیا۔ اور گھر سے پرانا سوار
 کے گھر میں پھرا۔ اور سلطان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے بنی سعلیہ و سلم کی ہتھ
 میں دھنسا لیا ہے۔ پھر اس کی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابنِ تمیہ کے دوسرے شاگرد ابنِ قیثم نے
 نے قیثمی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور دوسری قدر میں کاغذ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دونوں
 کے لڑنے سے آج کل بھی دہائیوں کی تقلید میں فرقے دیتے ہیں۔ ابنِ تمیہ و غیر تقلید کے
 برخلاف بھی کہہ رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ ابنِ تمیہ کے عقیدے کا دھواں رہتا
 رہا۔ اور جو اس کے شاگرد اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی
 اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ سنیوں میں محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ابن
 تمیہ اور ابنِ قیثم کی پرانی ضابطہ شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔ اور وہ
 شہر سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی۔ اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا
 پردہ ڈال کر قیثمی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں
 کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہ تصنیف کیں۔ اور سنیوں میں قیثمی مذہب
 بھرتی کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔ چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ سلطان بنی سعلیہ

علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کو جاسے یا اخبار اور دیار اہل مسلمانین کے وسیلہ کا
 اظہار کرے اور اس پر مشرک کا قتلے لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالف و مبغض ہونے
 کی بنا پر اسکو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے جانی شیخ مدین کو اس کے مقابلے
 کے واسطے بنادیا جس نے تحریر اور تقریر اپنے جانی کا زود کیا۔ محمد بن اسماعیل مدنی نے محمد بن
 عبد الوہاب کی کتابوں کا مطالعہ کر کے وہابی مذہب کو قبول کر لیا۔ محمد بن اسماعیل مدنی نے میں
 میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور سطور صفحے اللہ علیہ وسلم کی جنگ میں کمال شجاعت
 کی اس طرح ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی سیکڑہ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبد الوہاب
 نجدی سے ۱۷ برس چھ لگے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کئے
 شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحب کی
 ولایت کی بائیسویں اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس مدح پسند
 گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کہ کوئی قلب الدین کے صوبے سے نہ آتا تھا۔ چنانچہ ابو
 بنی صفی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اتنا جانا کہ آپ نے ایک قصیدہ میر میں کا نام
 الطیب النفس فی مدح سید العرب والہند تحریر فرمایا۔ جس کا ایک
 شعر مقرر کیا جاتا ہے۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ وَيَا خَيْرَ مَا مَوْلَى قَوْمٍ خَيْرٍ وَأَهْب

خود ترجمہ فرماتے ہیں یعنی رحمت فرستہ ہو تو خدا کے قلم نے اسے بہترین خلق خدا
 اسے بہترین لکھ امید اور اسٹنڈرڈ شود اسے بہترین خطا کشہ اور بزرگان دین کے
 تمام مخالفت کا پروردگار فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ بالا انتخاب فی سلاسل اہل یاد
 ایک کتاب طبعی میں ہے لکھا کہ اور اب فقہ میں اصولہ و اسلام علیک یا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جو پڑھ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبد القادر
 جیلانی شافعیہ صوبہ اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج آپ کو مجاز سے گیا

دہاں محمد بن عبد الوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ صاحب سے بڑی محبت کا طریقہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو درغلنا شروع کیا۔ واناؤں نے سچ کہا ہے

محبت بہ راہ تنہا مے کند دیب بیابا باد بیابا مے کند

باپ کی محبت نے شاہ صاحب کو نکلا۔ اور عربین شریفین تک رسالہ کر دیا جس کے منتقل آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیض العربین وغیرہ۔ نجد کی محبت ہی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی بنا رہا۔ جب وہاں پہنچے تو دستِ دگرگوں ہو چکی تھی اور اپنے والد ماجد کا حلیہ ولایت بھی کھو بیٹھے تھے کہ والد ماجد کے سچے ہوئے عربین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں نہ درست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ الحبیب وغیرہ انبیاء و اولیاء کی زمین میں شائع کیں مسلمانانِ ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کی سچی تبلیغ سے غفلت کا رنگ پکڑ چکا تھا۔ اور شاہ عبد الرحیم صاحب کی محبت سے لوگ متاثر نہ تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ وہی ہیں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ دہلوی جو چھپے چنانچہ حیاتِ طیبہ کے مسئلہ پر درج سے گزرا ماسلمانانہ متعلقہ طور پر فتوے لکھ کر مناد کئے تو شاہ صاحب کا بھتی و علمی وقار مہیا ہو کر اہر ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے فہم و ولایت کی اشاعت کے واسطے اپنے ناٹھالی اندازِ حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ دیا۔ چنانچہ چند منزل انعام شاہ صاحب کے منتقدین گئے۔ اور مذہبی آسالی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کے ہر وقت مخالفت میں مقبہ سرگئے کہ تو بزمِ امان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء و اولیاء کو ام کے برخلاف براہِ شرف نہ کر سکا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ دہاری سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عام و خاص ان کو رائے محمدی نے دہلی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالمِ شخص دہلی نہ تھا۔ وگرنہ اس وقت شاہ صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے

تھے۔ لیکن حکومت اسلامی کے انصاف سے غافل تھے۔ شاہ صاحب کو ہر سی کی حالت میں اپنے دینی وطن ہندو کو اپنی وطن پر مقدم سمجھ کر برصغیر میں عبد اللہ صاحب کے پاس بارگاہیت کے مفقود رہائش گاہ کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ انہیں غریب و پورے رشتہ محرمی مذہب کی حالت میں حبس بند وستان میں لپٹے بائیں ولاق بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دوا کے حقیقی مذہب کو پس فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سا رنگ پڑھا جس کا علماء کو رام نہ کافی جواب دیا۔ ان کے بعد ۱۱۳۳ھ میں ان کے چچے اسماعیل پیر ہوئے۔ علم دین حاصل کیا لیکن تحریرتہ سجادہ سے بالکل ماری تھے۔ محمد اسماعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی تائید میں اپنا مذہب محمدی کہلایا۔ گو مقام مسلمان ان کو جتنی اور دہائی کے اد سے بددعوت تھے۔ انہیں ہندو نے اپنے ساتھ ایک بالکل ان پڑھ شخص سید احمد بدینوی کو ملا دیا۔ یہاں پر شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ اثبات بنا دیا۔ دہلی میں کچھ حقیقت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ اثبات کے مطابق فتنے دیتے تھے۔ بعد اسماعیل صاحب کی گون تھے۔ اسماعیل صاحب اپنے تھے کہ میں وہ بیت کو چھوڑ کر گھر میں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقع نہ ملا تھا۔ آخر کتاب التوحید مرتبہ مؤید بنی ہوئی کی ترجمانی میں کتاب التوحید الایمان صراط مستقیم اور توحید النہی و البیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ دوائے ہندو اثناس کے کتابیں پڑھ کر بڑے متغیر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سمکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر ہندوستان کے ماکرم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانان پنجاب پر ایسے ایسے مظالم طے کر دیے تھے کہ اسماعیل صاحب نے سیاسی موقع سوچا کہ مسلمانوں کے بغض و اعدائے ہندو کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت مغلیہ قتل بن جائے

بعد آجستہ آجستہ سارا ہندوستان دہلی سے پرہیز کیا۔ مولوی اکبر صاحب الدین سید احمد صاحب
 نے سرحد ہندو افغانستان میں اگر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا
 میں چونکہ جہاد کی تہذیب پہلے ہی موجود تھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دیکھ
 کی کامیابی الاعمال بالانبیاء کے اصول سے منظور تھی۔ سکھوں کے مقابل میں شکست
 فاش دی۔ اور ۱۲۴۹ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروا دیئے۔ اور سارے حکیم علیا بیٹ
 ہو گئے۔ اس طرف جہاد میں سن ۱۲۵۰ھ میں سودا میر دہلی سے تھیں نے تمام قبے شہید کر لئے
 جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا۔ ۱۲۵۹ھ میں سودا کے فوت
 ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سودا جانشین ہوا۔ ۱۲۵۹ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر
 نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور جہاد پر قبضہ کیا۔ ۱۲۶۵ھ
 میں عبداللہ بن سودا نجد کی مہم کے ہمراہوں و رفقاء کے پاس قتل کروا دیا۔ ہندوستان میں
 مولوی ملک علی صاحب جو تمام دیوبند کے استاد ہیں وہلی ہیں اجیری و رفقاء عربکس ہائی
 سکول کے مدرس آدل تھے۔ ان کو عربین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے
 ہی دیوبند سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام ملک علی کی بجائے ملک العلی بدل دیا۔ اور
 اور واپس گھر پہنچتے ہی نافرتہ ضلع سہارنپور سے مولوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔
 اور مولوی اسد اللہ احمد صاحب بھی مولوی ملک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ اور
 نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی ملک علی صاحب کے بڑے
 شاگردوں میں سے تھے۔ حقیقتہ مولوی ملک علی صاحب سلطنت مغلیہ ہند کے خوف سے
 اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے دیوبند مذہب کی علی الاعلان اشاعت ترک کر
 سکتے تھے۔ لیکن وہ اس میں عقائد دیوبند کے کئی پڑے تیار کر لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ
 عوام کا انعام کو دیوبندی عقیدہ سے مضبوط کر کے دیوبندی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی ملک علی صاحب
 دیوبندی مذہب کی مشین میں باقی سب پڑے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے

چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کسی دیگر وجہ بات سے اپنا ہم عقیدہ بنایا۔ مثلاً مولوی صدر دین صاحب
وغیرہ۔ نے تمام عقیدہ دہابید اور احوال خفیہ سے مجبوراً ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت
مغلیہ کا جب زوال ہوا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی خلیل احمد صاحب انجمنی
نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا نقطہ جما کر شروع کر دیا
تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد
فاسد پر دونوں سے مبالغہ کر کے ان کو دوائی ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر
فرمایا۔ اور ان کی شکست کا ایک رسالہ تقدیس الکریم شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد
جمع کر کے غریب و بجم کے علماء دین سے فتنی کھڑی کر دی کہ ان کے تمام عقائد میں تفسیر کیا
جس کا اثر یہ ہوا کہ دیابندو کھانے کے قابل نہ رہے۔ آخر بہاولپور نے تنگ آ کر مندروں
کے ساتھ کھڑے جا مسکے کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندو اہلس بھی اپنا فخر بھلا
برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سنہ دینا شروع کر دیا۔ تھے کہ مندروں کے منبروں کی پوری
کچھری کو باز کیا۔ اور پیر میران کی کیا دھوپ پر حرام ہونے کا فتوے لگا دیا۔ ملا غلام
ہو فتوے رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ٹوٹا یا طعام بخشا اور قرآن
پاک کو بھی اہل تہجد کی ادراج کو بخشا یا چند یا سب قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم
کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام ہو دیا۔ جب مندروں کو ان کی ہندو لڑائی کا پورا اہتمام
ہو گیا تو مندروں نے سوچا کہ اگر ہم اسلام اور باقی اسلام کے نقائص غریب کرتے ہیں تو ہمارا
نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن
ہے انہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے مدد سے قاسمیت داسا علوم دیوبند کا اجرا کر دیا۔
اور اس میں مولوی خلیل دہوی کی تقویت الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو غلامانہ
فروع کر دیا۔ اور تراجم قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دیے۔ اور
مولوی رشید احمد صاحب لنگوی اور مولوی محمد قاسم صاحب انوری اور مولوی اثر علی

صاحبِ حالی نے ایسے کتابیں شائع کیں جن میں انبیاءِ عظام اور اولیاءِ اللہ کی جی بھر کر توہین کی۔ اور مہندوؤں کی نکالت و نکال کی۔ اور جواب تحفےِ دالوں سے اپنی بناوٹ کو حقیقت کہا۔ حتیٰ کہ حسین علی صاحبِ دلی بھجراں دیابنڈ سے یہاں تک سبقت لے گئے۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیاء تمام شیطان ہیں۔ برطانیہ بھی اسلام اور مانعِ اسلام کا جو کہ پُرانا دشمن تھا۔ اس نے بھی اس شائع کو زرقی سے ہی نازا۔ اور باقی اسلامی مذاہب آہستہ آہستہ ان کی کس پرسی کی حالت سے کمزور ہو گئے۔ کیونکہ ان کو پشتِ بناء اگر زیادہ بند و تنول تو ہیں عقیدہ زرقی کو گیا۔ حتیٰ کہ ریاستوں سے چند آغا شروع ہو گیا۔ جس کے نشے میں دیابنڈی علیٰ افتد علیہ وسلم کے استاد بننے کے دعی بن گئے۔ چنانچہ سرکاسے مانوال است رب کریم نے اعلیٰ حضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے قادیان لایا۔ انہوں نے فضلِ ایزدی سے دیوبندیوں کے ہر لول کا جواب احسن طریقے سے دیا۔ جب تا جب ہوئے نظر داکے قوان کے اکار کے تمام عقائد کلمہ کرم علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد دیوبندی پر پُر زور فتوے کمرزیت کئے۔ ترا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا۔ جس کا نام حسام الحرمین رکھا۔ جس کا جواب آج تک دیابنڈ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تارت ہوئے بلکہ تادیلاست فاسدہ سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ جواب تک ان کے معتقدین ان کی عقیدہ کا ٹکڑے سے ہی کلمہ گریں اور اپنے عقائد فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۲۴۸ھ کو انیس بریلی میں نواب صدیق حسن خان پیدا ہوئے۔ فوج میں پیش پائی۔ جو پال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علمِ دین حاصل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے وہایت کا سلیقہ سیکھ آئے اور ہندوستان واپس آکر استادِ اہلِ دین بن گئے۔ اور جو پالی میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فقہِ دہلویہ کی تدوین کی۔ جس سے پورے ملک کو غیب و اہلِ ایک

مستقل مذہب شروع ہو گیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسوارنی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھووائیں۔ اور حیدر آباد و کن جو مسلمانوں کے واسطے پڑانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الزمان صاحب نے بھی وہابیت کی فتنہ پرکھی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند حواریوں کے کسی کو ان مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے دس شروع رویا۔ اور اسماعیل صاحب دہلی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ جسے کہ کچھ عرصہ بعد بغیر مقلد ہونے کا دوسرے کیا۔ پھر منلی کہلا کر کچے سمجھ کی کشتل میں متشکل ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد مافط محمد لکھو کے واسے اور مافط عبدالنن و وزیر آبادی اور مولوی عبدالستار صاحب غزنوی یتیموں حضرات دہلی میں علم دین ماسل کرنے کے لئے لیکن وہابیت کے نقطے میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا رد فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی لکھی ہے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کو ایسا نہ دیا۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب جب کبھی وہابیت کا مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب رات کو ہی اس کا جواب لکھ کر صبح شائع کر دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طنز یا بھولے جیسے سچائے پھنس جاتے ان کا ٹھکانا مشائخ تھانہ پانچواں محمد صاحب خانہ اہل حق مداریں سے تھے جب مولوی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصل کر کے فخریہ لائے جو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھو کے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا۔ جس سے آج کے پراسنے مریدین بھی متغیر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سر پر مولانا غلام دستگیر صاحب قصودی اور دلی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائے چند ان کے خاندان کے آدمیوں کے کسی کو دہلی نہ بٹھایا۔ پناہ اپنی ناکامی بکھینے

برے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابی زبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ ہی ایسے لوگ ضرور ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن میری ان کی مرضی کے مطابق وہ اسیت نہ پھیل سکی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد میں بہت کشش کر چکے لیکن وہاں ملاں ملتان صاحب نے ان کو نہ آٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر ہوسکا البتہ گورنر میں ان کا اثر کافی رہا۔ مرزا وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام منیل کی طرف غلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی عقوبت سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آکر محمدی کہہ دیا۔ اور وہ بھی نجد میں پیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد خفی کہلاتی رہی اور ان کے بعد اسماعیل صاحب دہلی نے محمدی کہلایا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہلایا۔ بعد میں دہلی پیر عزت تک غیر متعلقہ کہلاتے رہے جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر معتقدین وہابیوں کو دہلی اور احمدیہ کے عقب سے منسوب کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ آج کل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسما سے مدبر ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔

”بعض ملاؤں میں تمہارے حنفیوں نے شئی مٹی بدعتیں جاری کر رکھی ہیں۔“

وہابی حالانکہ شرعاً اس کوئی ثروت نہیں اگر ہے تو اس کا ثروت چنچے۔

۱۔ اصنافِ میت کی چار پائی سے جلتے ہوئے کلمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۔ جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے دل میں ایک قرآن

کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت خدا نے کچھ حقوق الہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و وجبات اور کفار و منکرات باقی ہیں ان باقی حقوق کے جیسے میں پیش یہ قرآن کریم اور یہ لغو یا غلہ وغیرہ کا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرنے سے قاصر ہے ادا کر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرمائے اور اپنے مغفولین میں شامل فرما دے۔

۳۔ اور یہی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کر کے خاک پر تے میں توپے جاتے ہیں۔ ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے مہمب قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے قین و نہ ایسے کہو پھر کہتا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکر ٹیکر لکھے اور وہ ریاضت کر لے کہ تیرا خدا کو ن ہے تیرا رسول کو ن کیا ہے دین تیرا کو ن ہے اہم تیرا توڑ جواب دینا جیسا کہ دنیا سے نکلا اسلہ اقراری تھا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وَاِنَّكَ رَضِیْتُ بِمَا اللہُ مَتَّاقٌ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّہِ وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنِہِ وَبِالْقُرْآنِ اِمَامِہِ اِیْمَانِہِ تینوں رواج جو امت نے یا د نفسی ان کا کوئی ثروت شرعیہ مقبلا سے پاس ہے تو بیان کرو۔

جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی مرتبہ میں منع نہیں ہے کیونکہ اللہ **محمّد** الہی ہے۔ فَادْكُرُوا اللہَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ پھر اللہ کا ذکر بہت کرنا کہ تم نفع پاؤ۔

اور وہ ہم پر کیا انکار کرنا یا روکنا یہ صحبت شیطان کی بنا پر ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ **زخرف** ۲۵ وَمَنْ یُفْسِدْ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ تُعْطِیْضْ لَہُ الشَّیْطٰنُ ۚ ۲۶ اَمْ یَقُولُ الْکٰفِرِیْنَ ۚ اِنَّمَا یُرِیْضُوْنَ اَنْہُمْ مُعْتَدُوْنَ۔

اور جو شخص مچھڑاؤں کرنا بہ رحمن کے ذکر سے منقطع کر دیتے ہیں ہم اس کے لئے شیطان کو تروہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور دوست ہے ان کو اللہ کے لئے سے اور وہ ایمان کرتے ہیں کہ وہ چاریت واسے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکر اللہ سے دلتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو حزب الشیطان سے خطاب کیا ہے۔

مجاولہ ۲۱ اِیْتَحَدَّ عَلَیْہِمْ الشَّیْطٰنُ فَاسْلَمُوْا ذِکْرَ اللہِ

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ
 مستطیع ہے کہ انہوں نے ذکر اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطانی فرقہ ہے خبردار ضرور
 شیطانی فرقہ وہ خسار سے بھرے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول
 سے منع فرمایا ہے۔

وَلَا تَتَّبِعُوا أَكْثَرَ الَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ ۖ أَعِدَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ
 حشر ۲۸ { طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور میری شرعیہ میں مذکور ہے۔

جنانہ کے ساتھ کلمہ طیبہ

پڑھنا

أَكْثَرُ ذِي الْفِتْنَةِ
 قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 جابح صغیر ۴۴۔ مسند سیوطی ۱۲۷۱
 کنوز العمالق ۱۱۸۱
 کنز العمال ۱۱۸۱
 جنانہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے کے لئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا سامان تیار کرو۔
 قرآن مذکور بالا احادیث و روایات سے ثابت ہے کہ جنانہ کے ساتھ کلمے کا ذکر ثواب
 ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور یہ زمانہ میں ذکر بھی باطیلت کرنا اور سنت کے لئے ضروری ہے کہ کلمہ مسلمانوں
 کو بول اور حشر کے جنانہ کا علم ہو جائے اگر وہ جانی کہ جنانہ ہے تو لازمی کو دریافت نہ کرنا

پڑے کہ یہ جنازہ مغنی کا ہے یا وہابی کا تو آجکل چونکہ مرنے بہت پیدا ہو گئے ہیں اس واسطے
مسابہ الاعتقاد صحت یہی ہے کہ کہ طیب با البحر پڑھا جاوے۔

وہابی "فتہ" نے ذکر بالمغربی الجنازہ کردہ کھلے۔

محمد عمر "بحر الرائق" ۱۰۷ { میں مذکور ہے کہ قَلْبًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا
مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا مَبْذُورًا
کون حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہار کی اتباع میں مرقہ خدائی کر لیا کرو ہم
ذکر کر دیا کر لیتے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کو حیلہ اسقاط کس کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حلال یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب
ہے۔ جب تک قرآن کریم روک پڑھتے رہیں گے۔ اتنا عرصہ ہی میت کو ثواب پہنچا دیتا
ہے۔ عہد جاریہ ہے اور قرآن کریم کو کئی آدمیوں کے ملک کرنا ثواب کو زیادہ
بڑھانے کے واسطے تاکہ قرآن کریم ایک اور کئی لوگوں کے ملک کرنے سے کئی
قرآن کا ثواب میت کو پہنچ گیا یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ماقط کرنے کا
کام تھوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ دبر دست بن گیا چنانچہ
نہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جَامِع صَغِير ۲۳ { الصَّيَا مُرَدَّ الْقُرْآنَ لِيُشْفَعَاَنِ طَعْنِي
يُذَمَّرُ الْغَيْبَانِيَّةُ - روزہ اور قرآن قیامت

کے دن بندے کی سفارش کر گئے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم پڑھ دیا جاتا ہے تاکہ میت کا سفارشچی بنے اور دوسری وجہ ہے کہ قرآن کریم کے افشار کا اثر اب بھی میت کو پہنچے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَا
مشکوٰۃ شریف ۱۹۲ اَهْلَ الْقُبُورِ لَا تَسْتَوُوا سِدُّو الْقُبُورِ
 وَامْلُوا حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ آتَابِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَافْتَنُوا فِرَارِ رِاسِلِ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن والے قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پھر
 حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشار کرو۔

اے انبیاء اگر تم میت کی طرف سے ولی کے قرآن دینے کو بند کر دے گے تو
 بموجب اس حدیث پاک کے تم نے قرآنی افشار کو بند کر دیا اور جو اس قرآنی عمل سے
 میت کے اعمال میں ملاحظہ ہوتے تھے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس وجہ کا گناہم انبیاء
 کو بھی مزدوری ہو گا۔ باقی رقم یا حق کا میت کی طرف سے مدد کرنا نیز بھی حدیث شریف
 سے ثابت ہے میت وصیت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال غنی
 کا ہو سکتا ہے سچے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَقْبَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
مسلم شریف ۱۲۱ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّيْ أَلْتَلَيْتُ
 نَفْسَهَا وَكَوْنُهَا تَوَكَّلْتُ لَعَنَتْ أَفْكَهَا أَجْرُ
 إِنَّ لَعَنَتْ عَنْهَا قَالَ لَعَنَ حَضْرَتُ مَا لَعَنَ صَدِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ سے عرض کی یا رسول
 اللہ! شک میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔

اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اسے کلام کا سونفہ مٹا دے تو کئی اگر ہی اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اس کو اس حد سے لاکر لڑا بے گاہ آپ نے فرمایا ہاں اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت خوار وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جائز ہے کہ ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے مانتے علماء نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ مِنَ الْمَيِّتِ وَ[سَيَجِبُ بِهَا إِذَا تَوَابَهَا لِيَصِلَهُ وَ يَنْفَعَهُ وَ يَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ أَيْضًا وَ هَذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ۔

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت ہوا اور بے شک صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو فسخ دیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی فسخ ہوتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور امام بیہقی نے اسنن الکبریٰ میں باب مقرر فرمایا۔ رباب ما لم یجب لولی المیت من الصدق عند وفاته لعل یوصی بہ (اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی ہے۔

کیوں جناب دولی صاحب اب تنازعہ کو میت کے گناہوں کے ساتھ کرنے کے واسطے غلطے یا اور اس کا جیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت وصیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اس کے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور علامہ نووی نے کہا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس غریب کو صیوب جو گناہوں کے اجماع سے فاسخ ہو جاؤ گے۔ اور یَسْتَلِمْ عَقِبُ رَبِّكَ الْقَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ میں داخل ہو کر خداوند کے کتاب فَوَلِّهَا مَا ذَكَرْتِ وَ نُصَلِّهِمْ بِحَقِّهِ میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

”اور یہ میت کی موجودگی میں کیوں دیا جاتا ہے گھر آکر کیوں نہیں دیا جاتا وہابی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض اپنی غیرت کے واسطے اور یا کھڑی ہے

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ایک مجھ بلا مذکر ترک کیا تو چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلَةُ
الْبُورِ أَوْ ۱۸۰ | الْجَمْعَةُ مِنْ عَيْرِ عَدُوٍّ فَلْيَقْتُلْ بِدِرْهَمٍ أَوْ
نِصْفِ دِرْهَمٍ أَوْ صَاعٍ حَبْطَةٍ أَوْ نِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے بلا مذکر فوت ہو گیا تو ضرور ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع یا کسی صدقہ کرے مجھے کی چونکہ قضا کی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضا کی نہیں اور اگر کتا اس واسطے میت کا دل قبل از حساب ہی اسکی طرف سے گندم یا رقم صدقہ کر دیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

الْقَدَقَةُ تَمْنَعُ مِثْلَةَ الشَّوْعِ
جامع صغیر ۱۸۱ | صدقہ مردے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب دہلی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فری ڈال دیا یا نہ اور اس سے اس کی برائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ خیر نے واضح طور پر اس جیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہر اریا کاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ صدقہ دینا اریا کاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکنا حج کرنا ذرکہ دینا سب اریا کاری ہو سکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خوبٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہر اچھا پا کر دینا دو طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید یہ مذکور ہے۔

بقرہ ۲۳۱ | اِنْ تُبْدُوا الْقَدَقَاتِ فَنَحْنُ بِكُمْ وَإِنْ تَخْفَوْهَا وَتَدْعُوا

الْقُدْرَةِ أَوْ فَتَوْخِيزُ تَسْكُرُ وَيَكْفِرُ عَنْكُمْ مِنَ مَنِيَا يَكْفُرُ اللَّهُ بِمَا تَنَلُّونَ
 خَيْرًا - اگر آپ کو تم مدد ملے تو تم بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پریشان کروں تو تم ان کو اور غلظت
 کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تم
 عمل کرتے ہو اگر تمہارے خیر ہے۔

قبر پر تلقین

(اور تعمیر اللہ) بعینہ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے

كُنْ الْعَمَلُ ۞ اِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنْ إِخْوَانِكُمْ فَتَنَزَّلُوا
 عَلَيْهِمُ التَّوَابُ فَيَقْرَأُ بِهِ عَلَيْكُمْ
 عِنْدَ مَا يُقَالُ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانَةٍ فَإِنَّهُ يَسْمَعُ وَلَكِنْ
 لَا يُجِيبُ ثُمَّ يَقُولُ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانَةٍ فَإِنَّهُ يَسْمَعُ وَلَكِنْ
 ثُمَّ يَقُولُ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانَةٍ فَإِنَّهُ يَسْمَعُ وَلَكِنْ
 اللَّهُ وَلَكِنْ لَا تَسْمَعُونَ ثُمَّ يَقُولُ أَذْكَرُ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنْ
 الدُّنْيَا مَتَى دَعَا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّكَ
 رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ كِتَابًا
 فَإِنَّهُ إِذَا قِيلَ ذَلِكَ أَخَذَ مِنْكُمْ وَلَكِنْ أَحَدًا مَا يَسْتَحِبُّ
 ثُمَّ يَقُولُ لَهُ أَخْرِجْ بِنَا مِنْ عَذَابِ هَذَا مَا نَصْنَعُ بِهِ فَقَدْ لَقِيتُ
 جَنَّتَهُ وَلَكِنْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ جَحَّتَهُ دُونَ هَذَا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ فَإِنْ كُنَّا غَرِيبًا أَمْثَلُ مَثَالِ أَنْسَبُ إِلَى حَوَائِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی رشتہ ہو جائے تو تم

اس ہوشیاری کو فارغ ہر ہاد قاس کی قبر کے سرانے تہا را ایک آدمی دو دلی و دیندی د
پر سنی ہو، کھڑا ہر جائے پیر کچھ اسے فلاں شخص فلاں حدت کے بیٹے تہا شک و سنے
اور یکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کچھ اسے فلاں شخص فلاں حدت کے بیٹے تہا شک
وہ قبر میں اسید جا بیٹہ ماد تہا پیر چاہیے کہ کچھ اسے فلاں شخص فلاں حدت کے بیٹے تہا شک
وہ صاحب قبر کہیگا جس نے میں جا سیت دی تجھے رحم کرے اللہ تعالیٰ اور جواب
دے گا صاحب قبر اور یکن تم نہ سمجھو گے پیر چاہیے کہ کچھ اسے بات کریا و کرس پر تو دیا
مے نکلا گامی وہ لا الہ الا اللہ و لا شئی الا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور یہی شہادۃ وینا کہ
میں جیتے یا اللہ ربنا و محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یا اللہ ربنا و محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کر لیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ
لیتا ہے پیر کہتا ہے اسکو اس کے پاس سے ہمارے ساتھ لکل، کیا کریگا تو اس کے
ساتھ میں تحقیق پرا کیا اس نے اپنی محبت کو اور یکن اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے
ورسے ہی ارادہ کیا اس کا کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ پیر اگر نہ پہچانوں میں میت
کی والدہ کو آپ نے فرمایا نسبت کر اس کو مر کی طرف۔

اس حدیث سے یقین اور ثابت ہوئے۔

۱۔ صاحب قبر کا دنیا و اسے کی پکا و کرسنا اس کا آواز و خبر و بھی پہچاننا۔

۲۔ صاحب قبر کو زندوں سے فائدہ پہنچنا۔

۳۔ صاحب قبر کو تحقیق کرنا منت ثابت ہوا۔

فولانی "تہا رے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کو دیتے ہیں جتنکے ہتے
ہیں روضہ و اما لکے بخش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا اثر

فرمایا ہے:

محمد عمر "اں اثر ہے۔"

کَنْزُ الْعَمَالِ { قَبْرِ مَيَّاضِ الْجَنَّةِ - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا قبر گڑھا ہے آگ کے گڑھوں سے یا روضہ ہے جنت کے باغوں سے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو جن کی ولایت میں شک نہیں ان کی قبر کے روضہ ہونے میں بھی شک نہیں۔

ارشادات حضرت پیران شیخ عبدالقادر جیلانی

استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آب کا عقیدہ

يَدُكَ تَكْشِفُ الْكُذْبَ يَدُكَ تُسْقِي الْغُبُورَ يَدُكَ

تُنْبِتُ الدُّرَى وَ يَدُكَ تَنْفَعُ الْبَلَدِيَّاتِ الْفُحْنَ

عَنِ الْفَاضِلِ وَالْقَائِدِ وَ هَيْتَ تَوْ كَشَادِهِ مَعَهُ شَوْو

دُورُ كَرْدِهِ مَعَهُ شَوْوَانْدِ وَ وَ حَسَنَ سَخْتِ كَرْدِهِ بَارِ كَرْدِ

بِرْكَتِ تَوْو مَعَهُ تَوْو آبِ مَعَهُ شَوْو وَ خَلْقِ رَاو فَرْشَادِهِ مَعَهُ شَوْو بَارَانْہَا وَ تَوْو

مَعَهُ شَوْو كَشْتِهَا وَ بَادِ رَا عَامَتَا تَوْو وَ رْ كَرْدِهِ مَعَهُ شَوْو بِلَا وَ مَعْتَهَا اَزْ تَمَارِ مَرُومِ خَاصِ

وَ عَامِ - اَوْتِزِیْ هَيْتَ سَ وَ رْ مَو جَا مِیْ سَخْتِ غَمِّ وَ تَوْ كَالِیْفِ كَرْدِ رَا وَا پَسِ آجَا سَ

اَوْتِزِیْ بِرْكَتِ اَوْدِ مَعَهُ سَ بَارِشِ ہُو جَا سَ اَوْدِ خَلْقِ كَو بَارِشِ ہِیْجِیْ مَو سَ اَوْتِزِیْ سَ یِلَہِ

سَ كَھِیْتِ اَلْكَائِیْ جَا مِیْ اَوْتِزِیْ اَمَادِ اَوْدِ مَعَهُ سَ بِلَا مِیْ دُورِ كِیْ جَا مِیْ اَوْتَمَامِ تَكْلِیْمِ

خَاصِ وَ عَامِ اَوْتِزِیْ سَ - كِیْوَلِ جَنَابِ وَ بِلَا بِیْ صَا حَبِ تَمِ اَكْرَ حَضْرَتِ غَوْثِ اَلْمُطَلِّیْنِ

رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا كِیْ بَا سَ مَسْتَبْرَحِیْجَتِ ہُو تَوْو آبِ اَوْلِیَا رَا اللہ كِیْ فَا تَابَا ہُ اَسْتَمْدَا كِیْ قَا نَلِ

فتوح الغیب

مترجم شاہ عبدالحق محدث

دہلوی

برکت تَوْو مَعَهُ تَوْو آبِ مَعَهُ شَوْو وَ خَلْقِ رَاو فَرْشَادِهِ مَعَهُ شَوْو بَارَانْہَا وَ تَوْو

مَعَهُ شَوْو كَشْتِهَا وَ بَادِ رَا عَامَتَا تَوْو وَ رْ كَرْدِهِ مَعَهُ شَوْو بِلَا وَ مَعْتَهَا اَزْ تَمَارِ مَرُومِ خَاصِ

وَ عَامِ - اَوْتِزِیْ هَيْتَ سَ وَ رْ مَو جَا مِیْ سَخْتِ غَمِّ وَ تَوْ كَالِیْفِ كَرْدِ رَا وَا پَسِ آجَا سَ

اَوْتِزِیْ بِرْكَتِ اَوْدِ مَعَهُ سَ بَارِشِ ہُو جَا سَ اَوْدِ خَلْقِ كَو بَارِشِ ہِیْجِیْ مَو سَ اَوْتِزِیْ سَ یِلَہِ

سَ كَھِیْتِ اَلْكَائِیْ جَا مِیْ اَوْتِزِیْ اَمَادِ اَوْدِ مَعَهُ سَ بِلَا مِیْ دُورِ كِیْ جَا مِیْ اَوْتَمَامِ تَكْلِیْمِ

خَاصِ وَ عَامِ اَوْتِزِیْ سَ - كِیْوَلِ جَنَابِ وَ بِلَا بِیْ صَا حَبِ تَمِ اَكْرَ حَضْرَتِ غَوْثِ اَلْمُطَلِّیْنِ

رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا كِیْ بَا سَ مَسْتَبْرَحِیْجَتِ ہُو تَوْو آبِ اَوْلِیَا رَا اللہ كِیْ فَا تَابَا ہُ اَسْتَمْدَا كِیْ قَا نَلِ

پرجہاؤ اور ایمان درست کرو۔

فَتَقَوُّوا فِي هَذِهِ الْحَالَةِ كَأَنَّكُمْ أُجِيتُمْ
فتوح الغیب { ۲۳۲ } مقالہ ۳۹

بَعْدَ الْمَوْتِ فِي الْآخِرَةِ دُپس ہے باش

تو دپس حالت گریا کہ (زندہ گردانیدہ شدہ) پس از مردن بہت (راوی)

فَتَقَوُّوا كَمَا كُنْتُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ تَسْمِعُ بِاللَّهِ
فتوح الغیب { ۲۳۲ } مقالہ ۳۹

وَتُبْصِرُ بِاللَّهِ وَتُطْلِقُ بِاللَّهِ وَتُطْلِقُ

بِاللَّهِ وَتَسْمِعُ بِاللَّهِ وَتُطْلِقُ بِاللَّهِ دُپس ہے ہاں ہر جہہ وجود تو مظهر قدرت

الہی تعالیٰ بلکہ عین قدرت مبالغہ میسنوی بندہ اسے عینی بندہ اور میگوئی بندہ اور میگوئی

بندہ اور میری بندہ اسے فہمی بندہ

پس ہر جائیگا تمام وجود تیرا قدرت الہی کا مظهر بلکہ عین قدرت مبالغہ سنے گا

تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور پلے گا آن کے ساتھ اور پکڑے گا تو

خدا کے ساتھ اور چلے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھے گا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب من نشان اولیاء اللہ حضرت طرٹ پاک رضی اللہ تعالیٰ

عنه کی ربانی۔

وَيُخَوِّضُكُمْ فِي بَحَارٍ خَبِيرَةٍ فَتَكُونُ بِهَا
فتوح الغیب { ۲۴۱ } مقالہ ۴۰

يَكُنْ خَبِيرٌ مَبْدُحًا يَكُنْ نَجْمٌ وَسُرُورٌ

وَيُخَوِّضُكُمْ فِي بَحَارٍ خَبِيرَةٍ فَتَكُونُ بِهَا دُپس کوئی دو غرق گردانہ تو خدا کے تھامے

عدہ دریائے خیر و پس میباشی تو ظرافت و عمل ہر شے و باشی تو چشمہ زائندہ مرہر نعمت را

خوشی دآراستی را اور و شانی و امینی و آرام و نور را

وَيَكُنْ حَالَتُ الْفَنَاءِ الَّتِي عَلَيْهَا أَعْوَالُ
فتوح الغیب { ۲۴۱ } مقالہ ۴۰

الْأَوْيَاءُ وَالْأَبْدَانُ شَرٌّ كَدُّ

يُرَدُّ إِلَيْهِ السُّكُونُ فَيَكُونُ جَمِيعُ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِإِذْنِ اللَّهِ هُوَ تَوَلَّى
 فِي بَعْضِ كُتُبِهِ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَهْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا أَتَوَلَّى بِشَيْءٍ كُنْ فَيَكُونُ
 أَطِيعُنِي لَقَوْلٍ بِشَيْءٍ كُنْ فَيَكُونُ دَوَائِي بِأَمْرٍ مِنْ بِيَادِي مِنْ أَسْوَالٍ وَطَلَبٍ
 خَوَاجٍ مَا لَمْ تَعْلَمْ نَافِئِي اسْتِمْتِ كَمَا أَنَّ نَهَابِيَتِ أَعْمَالٍ أَوَّلِيَاءِ عَالِمِيَالِ اسْتِمْتِ بِتَرْكِهَا
 وَبِإِدْنِ بَرْتِيَةِ نَفَاوَلِيَّتِ وَبِدَلِيَّتِ لَاحِظِي رُكُودَ مِثْلِيَّةٍ أَوْ سِرُّوْمِيَّةٍ شَوْوِيَّةٍ بِإِدْنِ
 أَشْيَاءِ وَتَعْرِفِ مَعَاكِمَانَ كَمَا بَارِئِ أَلْخَرَقِ عَادَتِ وَكَرَامَتِ اسْتِمْتِ بِسُيُوفِ يَافِئَتِي
 شَوْوِيَّةٍ قَامَةِ آخِرِ حَتَّى جَاحِ كَرَمِ مِثْلِيَّةٍ بِسُيُوفِ عِلْمِ قَدَرَتِ عَزِيزِ بِلِي
 أَنَّ مَدْحِيَّتِي فَعْلِ حَقِّ اسْتِمْتِ كَرَمِ سَوِيَّتِ وَلِي تَعْلُومِيَّةٍ يَافِئَتِي دَوَائِي وَتَعْلُومِيَّةٍ
 تَعْرِفِ مَعَاكِمَانَ ثَابِتِ وَتَعْلُومِيَّةٍ اسْتِمْتِ بِتَوَلَّى سَبَابِ وَتَعْلُومِيَّةٍ كَمَا بَارِئِ
 كَرَمِ مِثْلِيَّةٍ خَوْوِيَّةٍ لِي فَرِئَادِ أَوْ مَنَافِئِ اسْتِمْتِ عِلْمِ جَزْمِيَّةٍ مِثْلِيَّةٍ رَافِئِ
 مِثْلِيَّةٍ بِسُيُوفِ شَوْوِيَّةٍ جَاحِ اسْتِمْتِ وَفَرِئَادِ كَرَمِ مِثْلِيَّةٍ تَعْلُومِيَّةٍ رَافِئِ
 بِسُيُوفِ فَرِئَادِ حَزْرَتِ كَشِيفِ بِسُيُوفِ عِلْمِ جَزْمِيَّةٍ رَافِئِ
 طَلَبِ اسْتِمْتِ كَمَا اسْتِمْتِ فِي مَدْحِ مِثْلِيَّةٍ بِسُيُوفِ مِثْلِيَّةٍ بِسُيُوفِ
 بِسُيُوفِ !

فَقِيلَ الطَّالِبِينَ ۱۹۳

مِنْهُمْ رَافِئِ إِلَّا فَرِئَادِ فِي حَالِيَّتِي إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدُنِّيَا مَكِينِ أَمِينِ فَلَا
 يَحْتَاجُ إِلَيْنَا إِلَى إِذْنٍ لَا نَهْمُ صَائِدًا كَمَا لَمْ نَهْمُ إِلَيْنَا مَرُومُ
 فَعَلْمِيَّةٍ قَبْضَتِي حَيْثُ مَا ذَهَبُوا أَفِي مَدْحِيَّةٍ مِنْ أَمُودِ عِلْمِ رَافِئِ
 بِنَايَةِ مَعَاكِمَانَ كَمَا بَارِئِ اسْتِمْتِ كَرَمِ مِثْلِيَّةٍ بِسُيُوفِ
 بِسُيُوفِ مَعَاكِمَانَ كَمَا بَارِئِ اسْتِمْتِ كَرَمِ مِثْلِيَّةٍ بِسُيُوفِ

مرتب اور امان ہے۔ پس اس میں اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپر و گروہ اسرار کی طرح
ہر جاتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کو ہر پرماد میں توانائی کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔

حاضر ناظرِ غریب کے متعلق حضرت سرسبز صاحب کا ارشاد

غنیۃ الطالبین ص ۱۱۱
وَأَشْفَلُ قُلُوبٍ بِهَمٍّ مِّمَّا لَعَنَ أَسْرَاسِ
الْقُتُوبِ داند مشغول کیا اس نے ان کے دل

کو غریب کے بھیدوں کے مطالعہ کے ساتھ،

۱۱۱۔ وَتَطِيعُ عَلَى أَسْرَاسِ تَحْتَهُ فَلَا يُبْرَحُ بِهَا لَعْنَةُ غَيْرِ اللَّهِ
عَذْرًا وَجَلَّ دَوْلِ الشَّرِّ شَانِ سَجَا داند مطلع ہوا ہے اس کے خاص بھیدوں پر اللہ کے
اس کے سرِ پاس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ دلی،

۱۱۱۔ ثُمَّ تَخْفِضُ قُلُوبَ الْمُتَوَسِّلِينَ التَّاجِدِينَ ثُمَّ يَزِيدُ قُلُوبَ عَدُوِّهِ
د بھر دلی اللہ میں جاتے ہے توجہ کی کرسی پر۔ بعد اس سے تمام پر سے اٹھائے جاتے ہیں۔

اللَّهُ وَلِيَّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ
غنیۃ الطالبین ص ۱۱۱
إِلَى النُّورِ وَهُوَ عَذْرٌ وَجَلَّ أَطْلَعَهُ

عَلَى مَا أَظْهَرَتْ قُلُوبُ الْعِبَادِ وَالطُّلُوتِ عَلَيْهِ الْبَيِّنَاتُ إِذَا جَعَلَهُ
سَوِيًّا جَزْأَيْسِ الْقُتُوبِ وَالْأَمْنُ إِذْ عَلَى الشَّرِّ أَمْرٌ وَتَحْفِيزَاتِ
داند مژدن کا مدد گاہ ہے جو ایمان لائے ان کو اندھیروں سے نکالتا ہے اور

کی طرف اور وہ عز و جل بندوں کے دلوں کے بھیدوں پر اور مشغول پر ان کو مطلع
کرتا ہے۔ اس وقت یہ ہے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر
دئے ہیں۔ اور بھیدوں اور غیر بات کا چین واقف بنا یا ہے۔

يَكْشِفُ لَهُمْ عَنِ الْمَلَائِكَةِ وَالْغَيْبِ
 غَيْبُ الطَّالِبِينَ { تَكْشِفُ أَنْوَاعَ الْعُلُوفِ مِنْ الْجَبَرُوتِ
 وَيُفْشِرُونَ عَذَابُ الْيَكْرِ وَالْعُلُوفِ وَيُطْلِعُونَ عَلَى غَائِبِ
 عَنْهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ وَالْمَحْظُوظِ مَنْكُشٌ هُوَ اور اولیاء اللہ
 کے واسطے عالم ملکوت اور روشن ہو جاتے ہیں ان کے لئے کئی قسم کے علوم عالم
 جبروت سے عجیب عجیب علوم اور حکمتیں ان کو افلاک کئے جاتے ہیں اور مطلع
 ہوتے ہیں کئی قسم کی غیبی خبروں،

مَنْ لَمْ يَكُنْ فِي دَلِيلِ الْفُطُوحِ الْغَيْبِ الْبَصْدِ اعْطَاكَ
 مِنْهُ تَبَصُّرٌ فِيهَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الْبَدْنِ وَالْآخِرَةِ (۱)
 بیان کیا گیا ہے جس وقت نوازندہ کرم حق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک
 حقیقہ عطا کرے گا جس میں تو دنیا و عقبیٰ کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا،

اب تو حضرت پیر پران رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے واسطے دنیا و عقبیٰ
 کے علم حق کا حکم جادو فرماتا ہے اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا ارشاد
 فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتوے اکفر جڑ دیتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کر لو اگر
 تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ از ارشاد حضرت پیران صاحب

وَهُمْ فِي لَيْلٍ لَا تَقَادُّهُ وَالْأَمْرُ
 غَيْبُ الطَّالِبِينَ { لَا انْقِطَاعَ لَهَا دَسْرٌ وَلَا غَائِبٌ

لَهُ وَلَا مَسْئَلٌ مَادَّ اُسْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلُهُ وَاسْتَعْمَلُ مَا قَدَرَهُ لَمْ

مِنْ الْبَقَاءِ فِي ذَاكَ الْقَنَاءِ نَفْسُهُمْ مِنْهَا بِأَحْسَنِ الْإِسْتِقْبَالِ كَمَا يُفْقَلُ
الْعُرْوَةُ مِنَ الْجَنْدِ إِلَى دَائِمَةٍ الْأَدْفَى إِلَى الْأَعْلَى فَالْثَّانِي فِي
حَقِّهِمْ وَجْهَهُ دَفِي الْأَخِيرَةِ بِأَعْيُنِهِمْ فَتَرَوْهُ وَهُوَ النَّظَرُ إِلَى خَلْقِهِ
الْكَرِيمِ مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور
ایسی عطائوں میں جن کو انقطاع نہیں اور ایسے مروجوں میں جن کی انتہا نہیں اور
بہرہ تر جب میاں و مقررہ کو پہنچی گیا ہے اور انتہا پر لگتی جہاں کے لئے بقا سے فقیر کیا
گیا دار فنا میں نقل کیا اس لئے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ
جیسا کہ منقل کیا جاتا ہے۔ دہن کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف اولیٰ سے
اعلیٰ کی طرف فرو نیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرت میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک
ہے اور وہ دیکھتا ہے اللہ کے وجہ کو بلا حجاب)

نبر کا بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اسکے واسطے قیام کرنا

(از قلم حضرت میرزا ابی رحمۃ اللہ علیہ)

وَإِنْ تَعَانَقْنَا وَقَبِلْ أَحَدُ قَارِئِينَ

الْآخِرِ وَيَدٌ عَلَى وَجْهِ الشَّيْءِ

وَالشَّامِئِينَ جَانَهُ وَأَمَّا تَقْبِيلُ أَنْفَعُ مِنْكَ وَفِي الْفَصْلِ وَتَتَجَبَّ قِيَامُ

لِأَمِيرِ الْمُتَادِلِ وَالْأَوَّلِ الدِّينِ وَأَهْلِي الدِّينِ وَالْأَوَّلِ وَالْأَوَّلِ

الْقَامِ وَأَصْلُ ذَاكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلَ إِلَى

مَنْعِدٍ فِي مَثَانِ أَعْلَى قَرِيبَةً لِحَاؤِ أَبِي جَهْرٍ أَقْبَرَهُ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

وَقَدْ رَوَيْتُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى قَاطِئَةٍ عَنْهَا قَامَتْ إِلَيْهِمَا فَخَلَّتْ بِيَدِي وَذَبَلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامَرًا إِلَيْهَا وَآخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَخَدَّ رُؤُوسَهُ عَنِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا جَاءَكَ كَبِيرٌ مَرْتُوْمٌ كَأَكْرَمُوهُ - (اگر دونوں بزرگ ہوئے اور ایک دوسرے کے سر کو انہوں نے ہوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تہ کا اور شرعاً جائز ہے اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔ **فصل** اندر سبب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور ویندار کے واسطے اور پرہیزگار کے واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہوا اس کے واسطے اور اس کا اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کہ حضرت سعد کی طرف جیسا اہل قرینہ کے کام میں تو حضرت سعد مفید گھٹے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دربار کے مئے کھڑے ہو جاؤ اور تین حضرات مائتہ نعمتات سے روایت کیا گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہ آپ کی طرف کھڑی ہو جاتیں۔ اور آپ کے دست پاک کو پکڑ لیں اور اُس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتیں۔ اور جب حضرت فاطمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آپ حضرت فاطمہ کے واسطے کھڑے ہوتے اور اُن کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اُس کی عزت کرو۔)

فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَمْسُحَ بِاَلْيَدِىْهِمَا بِرُكْبَتَيْهِمَا ۖ
غنیۃ الطالبین ۲۴ { اور اگر محبوب مجھے کنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو
 تہن کا ہاتھ پیرے لا جائے۔

یہ ہے عتیدہ اور فرمان حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنہوں نے ان
 روئے حدیث میر تقی میر و قبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق مدینہ اور بھی مہرور
 ہیں۔ لہذا ایامند اروں کے لئے مورخ کی جاتی ہیں۔

عن ابن عمر قال فُقِبْنَا سِدَّةً
ادب المفرد للبخاری ۱۱۴ { ابن عمر سے روایت ہے آپ نے
 فرمایا کہ ہم نے حضور کے دست پاک کو بوسہ دیا۔

۱۱۴ عن عبد الرحمن بن زيد قال قال مَرْتَابَا الذَّلِيلُ
 فَيُقْبَلُ كَمَا مَخْنَأَسَلَهُ بَنُ الْأَنْوَاعِ خَاتَمُهُ فَمَسَلْنَا عَلَيْهِمْ فَأَخْرَجَ
 سِكِّينَهُ فَقَالَ بَايَعْتُ بِمَا سَيُنْفِقُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَخْرَجَ كَفَالَةً فَخَمَعَتْ كَأَنَّمَا كَفَتْ لِعَبِيدٍ فَقُمْنَا إِلَيْهَا فَقَبَّلْنَا هَاهُ
 و عبد الرحمن بن زيد سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت کے
 پاس سے گزرے تو ان کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو میں اُس کے پاس آیا
 تو اُس پر سلام علیکم کہا تو اُس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اُس نے کہا کہ میں نے
 ان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے تو اُس کے لئے
 اپنے ہاتھ کی پتیلی اُس نے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی پتیلی ہے تو میں اُس کے لئے
 کھڑے ہوئے تو ہم نے اُس کو بوسہ دیا۔

اس حدیث پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور صحابہ
 البیدین ثابت ہوا۔

قَالَ ثَابِتٌ لَا نَسِبَ امْتَسَتْ النَّبِيُّ
ابو المفرد البخاری ص ۱۱۴

نَعَمْ فَقَبَّلَهَا وَحَضَرَتْ ثَابِتٌ نَسَبَتْ اس کی عرض کیا کہ کیا آپ نے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاؤں کو چومنا ہے تو حضرت انس نے فرمایا۔ ہاں
 تو حضرت ثابِت نے حدیث اس کی ہاتھ کو بوسہ دیا،

عَنْ صَهْبِ بْنِ زَادٍ سَمِعْتُ عَلِيًّا
ابو المفرد البخاری ص ۱۱۵

رَحِمْتُ صَهْبِ بْنِ زَادٍ سَمِعْتُ عَلِيًّا آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا
 کہ آپ حضرت عباسؑ کے دست پاؤں کو بوسہ دیتے تھے،

قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
فتاویٰ الامام النووی ص ۱۱۶

لِيَسْتَحَبَّ تَقْبِيلُ أَيْدِي الصَّالِحِينَ وَفَضْلُهُمُ الْعُلَمَاءُ
 (مسند) تَقْبِيلُ يَدِ غَيْرِهِمَا

الجواب: مستحب ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا،
 یہ تو عمل ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و ائمہ اجمعین اور

تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا اور آثار عظام کا اور مقام کی سنت۔ اب تم یونہی
 اور دہلی اگر ان احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا نقص
 ہے۔ جیسا کہ جو اہل القرآن صلی وغیرہ میں درج ہے۔

مَنْ جَبَّ أَشْهَدَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ كَتَبْنَا
دلیونہی

ہے تو تم کو شے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہو۔ تم نے یہ کیا
 برکت کالی ہوئی ہے۔

کہے اَشْهَدُ اَنْتَ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ حَقِیْقَتٌ بِاِیْنِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَنْبِیَّاءِ
دینا و بخت دینا سبباً تو اس کو میری شامت و زمی ہوئی اور اسی طرح خضر
علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے،

وَمَنْ رَفَعَهُ فَبِئْسَ مَا لَمْ يَلُكْ مِنَ الشَّيْءِ اَنْ يَلُكْ مِنْهُ سَمَاعُ
رواجناز شامی ۱/۳۴ { الْاَوَّلٰی مِنْ الشَّحَادَةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِیَةِ مِنْهَا بَشَرٌ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالبَصْرِ لَعَلَّیْ وَضِعَ ظَهْرِیْ
اَلَا بُہْمَ مَیْنِ عَلٰی الْعَیْنِیْنِ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُکُوْنُ قَسْدًا لِّلہِ
اِلٰی الْجَنَّةِ -

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے موزن کے کلمہ شہادت الشہد ان محمد رسول اللہ
کہنے کے وقت صلے اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت
کہے ثُمَّ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ
وَالْبَصْرِ دوزخ آگہوں پر دوزخ آگہوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو رکھنے کے بعد
اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اس کے قادم ہو گئے۔

کیوں کیا نام کے حنفی کہنے والے اور اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کر کے اپنی حقیقت کو
تھام رو رہے حنفیت کہہ نا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہار کہہ آئی ہے وہ نہیں نہیں آئی۔

موضوعات ملا علی قاری ۱/۳۴ { اِنِّیْ الْبَصِیْرُ فَاِذَا اُبْلِغْتُ رَفَعْتُ
اِنِّیْ الْبَصِیْرُ فَاِذَا اُبْلِغْتُ رَفَعْتُ

بِسْمِ اللّٰهِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسْمِیْ وَبِسْمِیْ خَلَقَا اللّٰہُ اُسْثِدِیْنِ
حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں :- ہمیں کہتا ہوں کہ یہ عمل جب مدین
اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل و اثر ملے چرمنے کا کافی ہے نبی صلے

اشد علیہ وسلم کے زمان کے مطابق کہ تم پر میری سلف اور خلفائے راشدین کی سلفت اتنی ہے۔

وَسَيُكَلِّمُكَ مِنْ بَعْضِ مَنْ هُوَ عَلَى
تَذَكُّرَةِ الْمَوَاعَاتِ بَيْنَ لَكَ ۝ ۲۴ ۝
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى عَبْدِكَ
وَإِذَا سَمِعَ ذِكْرَهُ فِي الْأَذَانِ وَجَمَعَ أَصْحَابُ الْعِجَابِ الْمُسْتَحْبَةِ وَالْإِبَاهَامِ وَوَسَّعَ
بِهِمَا عَيْنَيْهِ لَمْ يَرِ مَدَامُ أَتَى الْقَالَ ابْنُ صَالِحٍ وَ سَمِعَ عَنْ بَعْضِ
الشَّيْخِ وَأَنَّهُ يَقُولُ جَدُّ مَا يَسْتَحِبُّ عَيْنَيْهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي
يَا مُرْسَلُ اللَّهِ يَا حَبِيبَ صَلِّ يَا مُرْسَلُ الْخَيْرِ وَيَا قُدْرَةَ عَلِيِّ قَالِ
وَمَدَامُ لَمْ تَلْعَنَهُ لَمْ تَرْمُدْ عَيْنِي وَكَأَنَّ جَرَّبَ كُلِّ مَنَّهُ مُذَالِكَ وَ
مَرَدُّهَا لِحَسَنٍ مِثْلُ مَا مَرَدُّهُ مِنْ الْحَضَرِ عَلِيٍّ السَّلَامُ بِعَيْنَيْهِ الْإِسْلَامِ.

د بعض سے بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا
جب آپ کا ذکر اُس نے اذان میں سنا۔ اپنی دو زبیر انگلیوں کو اسی گونے
کر اکٹھا کیا اور ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا تو اس کی آنکھیں کبھی دکھیں گی یا
ابن صالح نے کہا اور بعض بزرگوں سے بھی سنا ہے کہ اپنی دو زبیر آنکھوں کو ملے وقت کہے
صَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا مُرْسَلُ اللَّهِ يَا حَبِيبَ صَلِّ يَا قُدْرَةُ
بَعْضِي يَا قُدْرَةَ عَلِيِّ تَرَأَى نے فرمایا کہ جب سے میں نے یہ عمل کیا ہے میری
آنکھیں نہیں دکھیں اور یہ تمام بزرگوں کا تجربہ ہے۔ اور حضرت حسنؑ نے بھی روایت
کیا ہے بعینہ مبدا کہ حضرت علیا سلام سے مروی ہے۔ فقط

مرحبا ہے تجھے تواسے میرے بعد آدم اور میں
انجیل برنباں ۱۰
تجھے سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جن کو میں
نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تھے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے۔ جو کہ اس وقت کے بہت

سے سال بعد دنیا میں آئیگا۔ اور میرا پیار رسول ہو گا۔ کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخئے گا۔ یہ وہی ہے کہ اس کی طرح ایک آسمانی روشنی میں ساتھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ پس آدم علیہ السلام نے جنت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ خیر ہے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ قرآن اُس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ وہ اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات پر پوری محبت کے ساتھ اسے دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔

نقت بالخیر

ایک ہزار روپیہ انعام

اس شخص کو دیا جاوے گا جو اس کتاب مقیاس حقیقت کا جواب نمبر واپس کر کے شائع کرے۔

آٹھ ایک سو روپیہ

ہر شخص کو دیا جاوے گا جو کتاب مقیاس حقیقت کا ایک حوالہ غلط ثابت کرے اور غلطی حوالے غلط ثابت کرے اتنے سو روپیہ انعام حاصل کرے

محمد عمر اسحق۔ لاہور